

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل في كتابه من كل شيء حكمة

الاسم

المعظم

الحمد لله الذي جعل في كتابه من كل شيء حكمة

الحمد لله الذي جعل في كتابه من كل شيء حكمة

جلد دوم دلائل الخلافت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فصل نہم اس میں ہے کہ بغیر ملائے کسی غیر قطعی کے متعدد آیات قرآنیہ کی دلالت قطعہ سے تو حقیقت راشدیت سے خلاف ثابت ہو حضرت اہل لعنت کیوں انکار کرتے ہیں

حضرت اہل لعنت کا بیان ہے کہ تمام فرقوں کو معلوم ہو کر مخالفوں کو معلوم ہونے کے خوف سے حضرت علیؑ کو کلمہ لعنہ بعض تابعین نے بھی تنبیہ کرتے تھے یعنی جس طرح مخالف فرقوں کے جھوٹ بولتے تھے اسی طرح فرقوں کے جھوٹ بولتے تھے پس حضرت اہل لعنت نے یہ صحابہ جو معاشرے میں تھے یہیں صحابہ اور حضرت علیؑ کا یقینہ اگر وہی ہوں تو حضرت علیؑ کو دیکر کیا صحابہ سے جھوٹ پر اتفاق کر لیا تاہم چونکہ حضرت علیہ السلام کے عوی مت جو کہنے اور معجزات سے منکرین کو عاجز کرنے اور اس قرآن کا حفاظت نامہ وصحت کاملہ کے ساتھ انحضرت منقول ہونے کا یقین صحابہ کی شہادت ہرگز نہ ہو سکیگا پس صحابہ میں قیامت رسول خدا پر کیا ایمان ہوگا کتاب پر پس یہ مسلمان اور یوں کہلانے والا کوئی ایسے یا نہ ہے بہر صورت ایمان کسی میں نہ ہو گا اسلام لہاں باقی رہے گا یہی اصل غرض ہے حضرت اہل لعنت کی محض غرض سے بغیر ملائے کسی غیر قطعی کے متعدد آیات قرآنیہ کی دلالت قطعہ سے جو حقیقت راشدیت ہے ہر خلافت بے شبہ ثابت ہو اسے انکار کرتے ہیں اور سیدنا ایسے بے بنیاد مناقشات پیدا کرتے ہیں کہ عکس اہل لعنت کے زور و کمون الحق وہم و غلہوں سے ہونے میں شک نہیں ہو سکتا ہر چنانچہ یہ فصل میں روشن مثل شمع بخم ہو جائے گا لیکن چونکہ خود طوالت جملہ دلائل قرآنیہ سے حقیقت راشدیت ہر خلافت صرف س دلیلوں پر اکتفا کیا گیا۔

دلیل اول۔ حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ و تجلی برہانہ سورہ نور میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
أَنَّ لَهُمْ أَزْوَاجًا مُّطَهَّرَةً وَفِيهَا زَوْجٌ مِّمَّنْ كَانُوا
فِي الدُّنْيَا وَلَا فِيهَا خُلَافَةٌ

مَنْ قَبْلَهُمْ وَلِكُلِّ نَفْسٍ نَعْدُ يَوْمَ الدِّينِ أَتَقَعُّ
 كُفْرَهُمْ وَلَيْكُلًا أَتَعْتَبُ مِنْ بَعْدِهِمْ خَوْفُهُمْ أَمَّنَّا
 نَعْبُدُكَ وَنَعْبُدُ آبَاءَنَا كُنْ فِي شَيْءٍ مِّنْ كُفْرٍ
 بَعْدَ ذَلِكَ قَوْلُكَ لَهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اور بیشک ضرورتی اور غالب دیکھا ان لوگوں کو اسے ان لوگوں کے دین کو
 جو پسند کیا ہوا ان لوگوں کے واسطے اور بیشک ضرورتی دیکھا ان لوگوں کے خوف
 اس کو وہ لوگ اس کی عبادت کریں گے اور بیشک ضرورتی دیکھا ان لوگوں کے دین کو
 اور جو لوگ کفر کریں بعد اسکے وہ لوگ بے سرکش ہوں۔

اس کی تفسیر کو آپ متخلف کہتے ہیں باری خلافت میں ابرہہ دشمنوں غالب بنے کے پیشتر سے ہر خلیفہ کا امام بن کر خلیفہ ہونا اور
 بتخلف ان کی خلیفہ ہونا اور رسول کی تفسیر سے پیشتر سے مومن صابح ہونا اور کچھ پیشتر سے مومن صابح ہونا اور یہاں سے پیشتر سے مومن صابح ہونا اور
 ان کے نام خلافت میں مومن صابح تھا اس خوف دشمن ہونا اور جس خوف دشمن نہیں ہوا اس کا مومن صابح نہ ہوا یا صابح نہیں ہوا
 ہر خلیفہ کو زمانہ خلافت میں ابرہہ دشمنوں پر غلبہ ہونے کے بعد جو لوگ ان سے بات تو نکال کر نہیں کرتے ہیں ان کو ایک خاصہ حق پر کیا گیا ہے
 ایسی قطعی الدلالت ہے کہ جسکو کچھ بھی خائف اور شرم خلافت ہو وہ ہرگز نہ نکال کر نہیں سکتا ہر گیس کی بخونی خالق و پیشتر مطلق ہے کہ
 حضرت اہل لعنت کی سیرت انکار سے باز نہیں آتے ہیں کہ ہی عالم کا بابت منکر ہوئے کبھی قطعی قعی سے انکار نہ کر کے ایسے بے شرم
 مناقشات پیدا کرتے ہیں کہ حقیقت ان حضرات کے لئے مکمل الحق وہ معلوم سے ہونے میں کی سیرت شک نہیں ہو سکتا ہر ایسے
 مناقشات ہرگز لائق التفات یا تحقیقات نہیں ہو سکتے ہیں لیکن کسی اہل سنت کو اگر یہ خیال ہو کہ ان مناقشات کا جواب نہ دے کر ان
 نہ تو اس اہل سنت کا ایمان اتنی ذرا گھٹا ہو سکتا ہے جیسا کہ اصل میں وجہ سے وہ مناقشات مع جوابات حوالہ القلم کی جاتے ہیں۔

مناقشہ کچھ اس آیت میں نہ ہونے کی سیرت خلیفہ حق ہونے پر دلالت ہے نہ مومن صابح ہونے پر اہل سنت کا راستہ لالہ حق ہونے پر
 جواب علما کرام اہل سنت خیر الانام پر دلالت ہے کہ یہ نہیں ہو بلکہ جو بات ہے جو خود طبع اللہ صرف میں جو حق قضا کی جاتی ہے

وجہ اول پہلے چند لوگوں کو دشمنین کر لینا ضروری ہے کہ مقصود روشن مثل روز روشن ہو جائے اور اول اللہ تعالیٰ
 منکم و عملوا الصالحات سے صرف مومنین الحسین ہیں کہ زمرہ گدگیاں اسلام قبول نہ والے یہ نہ کہ وہ سے تھے اور
 بوقت تولد یہ نہ کہ وہ موجود تھے اور اسکے پیشتر سے مشرف باسلام ہو کر کامل ایمان رکھتے تھے اور نہیک اعمال کرتے تھے

چنانچہ لفظ منکم سے عیان غیر محتاج بیان ہونے کے علاوہ جواب مناقشہ دوم قطعی دلیلوں سے بھی واضح ہوگا اور دوم
 حضرت اہل لعنت کی معتبر تفسیر خلاصۃ المسئع میں لیستخلفہم فلا یرض کا استخلف الذین من قبلہم کی تفسیر
 ہوتی ہے کہ یہ خلیفہ کو از البتہ ایشان اور زمین کفار از عرب و عجم ہونا چاہئے کہ خلیفہ کو از ان کے ان کے ابو دینیش زائشان یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ زمین مصر شام بریشان اور بیشک مصر اور خلیفہ کریگا ان لوگوں کو زمین میں کافران و عجم کے جیسے خلیفہ کیا تھا ان کے گھوٹو
یعنی بنی اسرائیل کو زمین مصر شام اناطولی اور حضرات اہل لعنت کی معتبر ترین تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے یہ مثل آدم و داؤد
وسلیم علیہم السلام اور مثل آدم و داؤد و سلیمان علیہم السلام کے ان دونوں عبارتوں سے عیان و آشکار ہو کر کا استخلاف
الذین من قبلہم سے حضرت آدم اور خلفائے بنی اسرائیل اور بنی شل حضرت داؤد و حضرت سلیمان کے جو کہ اپنا ہاں پیغمبر بنی اسرائیل سے
تھے اور شل و شمع بن نون و کالب بن قنا کے جو کہ صحابہ حضرت موسیٰ سے تھے اور بعد حضرت موسیٰ کے بعد دیگر زمین مصر شام
میں خلیفہ پادشاہ ہو کر بہت شہر مہر کو فتح کر کے بنی اسرائیل سے خوف دشمنی کو دور کر دیا تھا اور شل حضرت طوط کے جو کہ صحابہ حضرت
شمویل نبی سے تھے اور اپنے نبی کی حیات میں خلیفہ بالفعل تھے اور ان خلفائے بنی اسرائیل کی خلافتیں بے شبہ حقیقہ شد
تھیں پس عین مثل آفتاب تابان ہو گیا کہ لیستخلفنہم فی الارض کا استخلاف الذین من قبلہم سے مراد یہ ہے کہ خلافتِ دیکر
نے بطرح ان بنی اسرائیل کو زمین میں پادشاہ و امام حق خلیفہ راشد کیا تھا اسی طرح ان مومنین صالحین کو زمین میں پادشاہ و امام حق
و خلیفہ راشد کریگا اھر سوم حضرت اہل لعنت کی معتبر ترین خلاصہ ترجمہ میں لیکھن لھم دینہم الذی ارتضی لھم کی تفسیر
یہ ہر آئینہ ثابت ساز و باقوت کو از بدی اسی مومنان صالح و بر ایشان آں دینے کہ پسندیدہ و برگزیدہ است اسی ایشان بنی بن اسلام
مراؤانت کہ دین اسلام پر برگزیدہ ان غالب گردانندہ ضروریہ را و قوت دار کریگا واسطے انھیں نیک مومنوں کے ان کے دین کو جو زمین کہ
اسد نے پسندیدہ اور برگزیدہ کیا ہو واسطے انھیں کے یعنی دین اسلام مراد یہ ہے کہ دین اسلام کو سب نبیوں پر غالب کریگا اور
حضرت اہل لعنت کی معتبر ترین تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے و تمکنہ ان یتظہر علی الدین کلہ و لو تمکن دین اسلام
یہ کہ غالب کرے اس کو سب نبیوں پر ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہو کر و لیکن لھم دینہم الذی ارتضی
لھم سے مراد یہ ہے کہ انھیں نیک مومنوں کے واسطے جو موعود و خلافت میں زمانہ خلافت موعودہ میں دین
اسلام کو تمام باطل دینوں پر ایسا غالب کریگا کہ باطل دینوں سے کوئی دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر
نہ باقی رہیگا اھر چہ ارم حضرت اہل لعنت کی معتبر ترین خلاصہ ترجمہ میں لیکھن لھم دینہم الذی ارتضی لھم
یہ تفسیر یہ ہر آئینہ بدل ہر ایشان از پس تس ایشان از دشمنان اہل ایشان ضروریہ را دیکھا انھیں نیک مومنوں کو
بعد ڈرنے انھیں کے دشمنوں کے بدی انھیں دشمنوں اور حضرت اہل لعنت کی معتبر ترین تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے
ای لیسر لھم الخ بیشک ضرور اس نصرت دیکھا انھیں نیک مومنوں کو ان دونوں عبارتوں سے صاف واضح ہو

کہ ولید انھم بعدا خوفہ اصنا سے مروی ہے کہ خلاف کرم انھیں نیک منوں کے مجموعہ و بخلافت ہیں یا نہ خلافت
 میں دشمنوں پر ایسی نصرت اور غلبہ دیکھا کہ ان سے خوف دشمنوں پر ہوجاے گا اور پھر تمام حضرات اہل لعنت کی معتبر ترین تفسیر صحیح البیان
 میں لکھا ہے ممکنہ باعزا اذ اھلہ واذلال اھل الشرک و ممکن اھلہ من اظھارہ و غالب کونیا دین کا اہل دین
 کو غالب کر دینے اور اہل شرک کو ذلیل کر دینے کے ساتھ ہر وقت سبب ہے کہ غلبہ دین علیہ اہل دین تو ان لازم ملزوم ہیں جب
 ایک غلبہ ثابت ہو اور دوسری ضرورت غالب ہو جائے پس دیکھنا کہ انھیں ہم الذی قضی طہر زمانہ خلافت معوہ میں ان منین
 صالحین کے واسطے جو عروج و بخلافت ہیں دین اسلام کو بے یونہی پر غالب یعنی قوت شوکت میں سبب یونہی زیادہ کر دینے کا
 وعدہ ہے صراحتاً اور دشمنوں پر غلبہ دیکھنا کہ منین صالحین سے خوف دشمنوں کو دور کر دینے کا وعدہ ہے صراحتاً اور
 خوفہ اصنا بالکسب زمانہ خلافت معوہ میں دشمنوں پر غلبہ دیکھنا کہ ان نیک منوں کے خوف دشمنوں کو دور کر دینے کا وعدہ ہے صراحتاً اور
 دین اسلام کو تمام اہل دنیا کے غالب قوت شوکت میں سبب یونہی زیادہ کر دینے کا وعدہ ہے صراحتاً اور
 معتبر تفسیر خلاصہ منہجین یہ ہے و نخی لا یشراکون فی شئیہ کی تفسیر ہے یعنی خلافت حکومت جاویدان اربعہ
 و توحید با زناد و مروی ہے کہ خلافت حکومت اربعہ منین صالحین کے عبادت اور توحید سے باز نہ رکھیں گے اور حضرات اہل لعنت
 کی تفسیر صحیح البیان میں لکھا ہے ہذا الستینات فی کلام الذناء علیہم ومعناہ لا یخافون غیری یہ پھر صریح و ثابت ہے ان
 منین صالحین کے اور معنی اسکے ہیں کہ وہ منین صالحین غیرت سے نہیں ڈریں گے ان دنوں عبارتوں کے صاف ظاہر ہے کہ بعد اذنی
 لا یشراکون فی شئیہ سے مروی ہے کہ وہ منین صالحین جو معوہ و بخلافت ہیں مستور و ماضی حال آئندہ بھی خدا کی وحدت عبادت
 پر قائم رہیں گے یعنی کامل ایمان نیک اعمال پر قائم رہیں گے خلافت و شریعت کے درگاہوں پر جائیں گے بلکہ کامل ایمان نیک اعمال
 کے ساتھ دنیا سے جائیں گے فرق یہ کہ حال میں مال ماضی کے خوف خدا ہی ہے خوف دشمن بھی یا نہ خلافت معوہ میں بعد حصول
 غلبہ معوہ کے خوف دشمن دور ہو جائے گا خوف خدا مستور قائم رہے گا اور تمام حضرات اہل لعنت کی تفسیر خلاصہ منہجین میں
 کہ بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون کی تفسیر ہے وہ کہ مرتد ہو یا کفران زدور دین نعمت بعد ازین وعدہ یعنی
 پس ان رستہ میں ان پس ان گروہ مرتدان یا کفران نعمت ایشان فاسقان کا لفظ فاسق بوجہ تشریح یا کفران زید دین
 نعمت عظیم بعد از وضع این آیات اور جو لوگ مرتد ہوں یا کفران کریں اس نعمت میں بعد اس وعدے کے یعنی بعد از رستہ
 اس وعدے کے پس ان گروہ مرتدان یا کفران نعمت کرنے والوں کا وہی سرکش و کمال میں سرکشی میں سبب تہیج یا کفران کر کے

اس نعمت عظیم میں بعد ظاہر ہونے ان علامات کے **ف** یہ عبارت بر ملا مذکور ہے ہر کہ وہ من کفر بعد ذلک فاذا علمتم
 انقساموں سے مراد یہ ہر کہ وعدہ مذکورہ کے پورا ہونے کی علامت ظاہر ہونے کے بعد جو لوگ کفر یا کفران کریں یعنی اقرار کریں کہ لوگ
 فسق میں یعنی کفر میں مکمل ہیں اور عیان غیر محتاج بیان ہر کہ بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمرہ گو یاں اسلام از قبل نزل آیہ مذکورہ
 سے ایک ٹاپیکے بعد دیگر چار شخصوں کا زمین میں خلیفہ ہونا اور زناہِ خلافت میں ہر دشمنوں پر غالب ہونا وعدہ مذکورہ کے
 پورا ہونے کی علامت ہر جس سے عیان مثل آفتاب تابان ہر کہ بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمرہ کلمہ گو یاں اسلام از قبل نزل
 آیہ مذکورہ سے جو لوگ زمین میں خلیفہ اور زناہِ خلافت میں برابر غالب بر اہل کینہ ہوئے ہیں حصول غلبہ کے بیشتر سے
 ان لوگوں کے ائمہ یحییٰ و خلفائے انہیں ہونے اور بہت خلافت انہی خلیفہ ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے بیشتر سے مصلح
 ہونے اور پھر ہمیشہ مصلح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے اور ان کے زناہِ خلافت میں جو مومن صالح تھا اس سے
 خوف دشمن دور ہونے اور دشمن سے خوف دشمن دور نہیں ہوا اس کے مومن صالح ہونے کا اقرار جو لوگ کریں کہ لوگ فسق
 میں یعنی کفر میں مکمل ہیں یعنی کافر ہیں کیونکہ مکمل کفر ہی پس آیہ مذکورہ کے ہر سر جملے کا یقینی صحیح مطلب وضع
 ہو کر روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہو گیا کیقینی مراد اور قطعی معاد آیہ مذکورہ کا یہ ہر کہ زمرہ کلمہ گو یاں اسلام از قبل نزل آیہ
 مذکورہ جو مومنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے ان مومنین صالحین کو حق تعالیٰ وعدہ اور بشارت
 دیتا ہے کہ بیشک ضرور امدان مومنین صالحین کو زمین میں پادشاہ و امام حق و خلیفہ راشد کریگا جیسے کہ اگلوں کو
 کیا تھا مثل طالوت و داد و دو سلیمان و کالب بن یوقنا و یوشع بن نون علیہم السلام کے حکلی خلافتیں بے شبہہ حقدار شد
 تھیں پس تشبیہ محض حقیقت و راشدیت میں ہر اور اسی خلافت میں انھیں مومنین صالحین کے واسطے دین اسلام
 کو روز بروز ایسا غلبہ دیگا کہ کوئی باطل دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر نہ باقی رہے گا اور ان مومنین
 صالحین کو روز بروز دشمنوں پر ایسا غلبہ دیگا کہ ان سے خوف دشمن دور ہو جائے گا خوف خدا بہ دستور قائم رہے گا
 یعنی حال میں مثل امنی کے خوف خدا بھی ہو خوف دشمن بھی نہ ہو خلافت موعودہ میں بعد حصول غلبہ معہودہ کے
 خوف دشمن دور ہو جائے گا خوف خدا بہ دستور قائم رہے گا اور وہ مومنین صالحین مثل گذشتہ موجودہ کے آئندہ بھی
 اللہ کی وحدت اور عبودیت پر قائم رہیں گے شرک و ریا سے بالکل پاک رہیں گے یعنی کامل ایمان اور نیک اعمال
 و ائمہ رہیں گے خلافت و ثروت سے دگرگون نہ جائیں گے بلکہ کامل ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ دنیا سے

خدا و رسول کے محبوب و محبوبہ مدد کر اگر غیر ارادہ سے دیکھا سکے دونوں ہاتھوں پر ہٹ اس حدیث کو حدیث اہل بیت کہتے ہیں اور حدیث اہل بیت کہتے ہیں جنکے معنی نشان کے ہیں بعد صد و اس حدیث کے باوصف بہت غلو و فکر کرنے اور ادھر ادھر بہت خیال و ڈرائے کل تجاہدین خیمہ کے کسی طوع سے کسی کو یہ معلوم ہوا کہ زمرہ رجال میں وہ محبوب و محبوبہ اور رسول کون ہیں جنکی نسبت اس حدیث میں رسول کریم نے فرمایا ہے کہ کل کے روز ہم اُسکو نشان دین گے خداوند کریم اُسکو فتح دیکھا جب دوسرے روز رسول خدا سے نشان جنگ فضل خدا سے فتح جنگ دونوں جناب امیر میں مجتمع ہوئے پھر اُنسیں زمرہ رجال سے اور کسی میں یہ دونوں مجتمع ہوئے تب یکبارگی سب کو عین یقین سے علم یقین علم یقین سے حق یقین ہو گیا کہ وہ مرد محبوب و خدا و رسول جناب امیر ہیں جنکی نسبت اس حدیث میں رسول کریم نے فرمایا ہے کہ میں کل کے روز اُسکو نشان دین گا خداوند کریم اُسکو فتح دیکھا پس بوجہ ہونے آنجناب کے زمرہ رجال سے صد و حدیث نکال کر دوسرے روز رسول خدا سے نشان جنگ فضل خدا سے فتح جنگ دونوں آنجناب میں مجتمع ہونے کے بعد سے اُسکے قبل سے صد و حدیث نکال کر کے پیشتر سے آنجناب کا محبوب و محبوبہ خدا و رسول ہونا اور پھر ہمیشہ محبوب و محبوبہ خدا و رسول سہنا حدیث نکال کر سے ایسا ہے آشکارا کہ خواجہ و نواصب کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہے قابل اعتبار اسی طور سے بعد نزول آیہ مذکورہ کے چند سال تک کسی کو معلوم نہ تھا کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ میں وہ مومنین صالحین کون ہیں جنکو اس آیت میں خداوند کریم نے زمین میں خلیفہ کرنے اور زمانہ خلافت میں برابر غالب بر اہل کینہ کرنے کا وعدہ فرمایا ہے بعد چند سال کے جب تک بعد دیگر زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر غالب بر اہل کینہ ہونا یہ دونوں ہر سہ خلیفہ میں مجتمع ہوئے پھر زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے اور کسی میں یہ دونوں نہیں مجتمع ہوئے تب عین یقین سے علم یقین علم یقین سے حق یقین ہو گیا کہ وہ مومنین صالحین زمرہ مذکورہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں جنکی نسبت اس آیت میں وعدہ ہے کہ خداوند کریم اُنکو مثل اُنکوں کے زمین میں پادشاہ و امام بحق و خلیفہ راشد کرے گا اور زمانہ خلافت میں برابر ایسا غالب بر اہل کینہ کرے گا کہ خوف دشمن اُنسے دور ہو جائے گا پس بوجہ ہونے زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے زمین میں خلیفہ زمانہ خلافت میں برابر غالب بر اہل کینہ ہونے کے بعد سے اُسکے قبل سے حصول غلبہ کے پیشتر سے ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور بہت خلافت اُنکی خلیفہ ہونے اور نزول آیہ مذکورہ

بیشتر سے مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے اور ان کے زمانہ خلافت میں جو مومن صالح تھا اسکو خوف دشمن سے امن حاصل ہونے اور جسکو امن حاصل نہیں ہوا اس کے مومن صالح ہونے کا اقرار جو لوگ نہیں کرتے میں ہر سہ خلیفہ کو زمانہ خلافت میں ابن ابی غلبہ براہل کہینہ ہونے کے بعد ان لوگوں کا فسق میں یعنی کرکشی میں کامل یعنی کافر ہونا آید مذکورہ سے ایسا ہی آشکار کہ روا فض و لوا عن کا انکار ہر گز نہیں ہو سکتا قابل اعتبار تقریر و دیگر یہ کہ زمرہ رجال سے ہونا اور صدور حدیث مذکور کے دوسرے روز مرقع عالم سے نشان جنگ پانا اور اس کے بعد اسی دن جنگ میں فتح پانا یہ تینوں امر پھر جناب امیر کے اور کسی میں نہیں مجتمع ہوئے اسی وجہ سے صدور حدیث مذکور کے بیشتر سے آنجناب کے محبوب محمد اور رسول ہونے اور پھر ہمیشہ محبوب محمد رسول رہنے پر حدیث مذکور ایسی قطعی الدلالت ہے کہ کسی منکر کا انکار ہر گز نہیں ہو سکتا ہی قابل اعتبار اسی طور سے زمرہ کلمہ گویان اسلام ز قبل نزول آید مذکورہ سے ہونا اور بعد نزول آید مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا یہ تینوں امر پھر خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی میں نہیں مجتمع ہوئے اسکو زمانہ خلافت میں دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کے بیشتر سے ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور یہ خلافت الہی خلیفہ ہونے اور نزول آید مذکورہ کے بیشتر سے مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے اور ان کے زمانہ خلافت میں جو مومن صالح تھا اسکو خوف دشمن سے امن حاصل ہونے اور جسکو امن حاصل نہیں ہوا اس کے مومن صالح ہونے کا اقرار جو لوگ نہیں کرتے میں ہر سہ خلیفہ کے زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونے کے بعد ان لوگوں کے کافر ہونے پر آید مذکورہ ایسی قطعی الدلالت ہے کہ کسی منکر کا انکار ہر گز نہیں ہو سکتا ہی قابل اعتبار مخفی ہے کہ حدیث مذکور کی دلالت مذکورہ بے شبہ ایسی قطعی ہے کہ قابل کیس طرح ممکن نہیں ہے اور جناب امیر کا زمرہ رجال سے ہونا بھی بے شبہ ایسی قطعی ہے کہ کسی کا انکار بھی نہیں ہو سکتا ہی قابل اعتبار لیکن نہ حدیث مذکور قطعی ہے نہ صدور حدیث مذکور کے دوسرے روز آنجناب کو نشان و فتح ملنا قطعی بوجہ غیر قطعی ہونے ان تینوں باتوں کے دلیل غیر قطعی ہے اور غیر قطعی دلیل شرعی سے جو بات ثابت ہوتی ہے اسکا منکر کافر نہیں ہوتا ہے اور آید مذکورہ کی دلالت مذکورہ بھی ایسی قطعی ہے کہ قابل کیس طرح ممکن نہیں ہے اور آید مذکورہ کا مثل دیگر آیات قرآنیہ کے بے شبہ قطعی ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے

اور ہر خلیفہ کا کلمہ گویا اسلام از قبل نزول آیا مذکورہ سے ہونا اور چند سال بعد نزول آیا مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب بھی ایسی قطعی ہیں کہ کسی کا انکار کبھی نہیں ہو سکتا ہر قابل عقابا
 بوجہ قطعی ہونے ان سب باتوں کے یہ دلیل بے شبہ قطعی ہے اور قطعی دلیل شرعی سے جو بات ثابت ہوتی ہے اسکا
 منکر کافر ہو لہذا زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونے کے پیشتر سے ہر سر خلیفہ کے امام حق و خلیفہ
 راشد ہونے یا استخلاف الہی خلیفہ ہونے یا نزول آیا مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح ہونے یا پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے
 یا دنیا سے مومن صالح جانے یا انکے زمانہ خلافت میں جو مومن صالح تھا اسکو خوف دشمن سے امن حاصل ہونے یا لیجکو
 امن حاصل نہیں ہوا اسکے مومن صالح نہ ہونے کا اقرار جو لوگ نہیں کرتے ہیں ہر سر خلیفہ کا زمانہ خلافت میں برابر
 دشمنوں پر غالب ہونے کے بعد ان لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں رہ سکتا ہر جب ہی تو خود اذکریم
 نے ان لوگوں کے حق میں ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون فرمایا ہے جسکی تفسیر میں
 حضرات اہل لعنت کے معتبر مفسر صاحب خلاصۃ المسیح نے «ایٹانند فاسقان کا زمانہ و فسق» لکھا ہے کہ نہ کمال فسق
 بے شبہ کفر ہے اور یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ جو حصہ قرآن کا بعد ہجرت نازل ہوا ہے اسکو مدنی کہتے ہیں اور سورہ نوہ کے
 جیسے آج مذکورہ مدنی ہونے پر جمیع علماء فریقین کا اتفاق ہونا اور قرآن پاک میں اسکا مدنی لکھا ہونا آیا مذکورہ کے بعد
 ہجرت نازل ہونے پر ایک دلیل برابر ہزار دلیل کے ہے اور واقعہ نزول آیا مذکورہ جو عنقریب مجہنم میں منتقل ہو گا
 جسکو مفسرین فریقین نے بلا خلاف و اختلاف نقل کر کے اور آیت کے ساتھ ربط طے کیے صحیح ظاہر کر دیا ہے
 وہ بھی صریح ہے اور یہ مذکورہ کے بعد ہجرت نازل ہونے میں اور حسین علیہما السلام کے چند سال بعد ہجرت
 پیدا ہونے میں تو کلام مدنی نہیں سکتا ہے باوصف اس مجتہد صاحب کا بوارق میں رقم طراز ہونا کہ حسین علیہما السلام
 بوقت نزول آیا مذکورہ موجود تھے صریح ہے اور یہ مذکورہ کے بعد ہجرت نازل ہونے میں اور یہ مذکورہ کے حقیت
 وراثت ہر سر خلافت پر قطعی الدلالت ہونے میں حضرات اہل لعنت جیسے مناقشات کیے ہیں آیا
 مذکورہ کے بعد ہجرت نازل ہونے سے انکار کر کے بھی ویسا ایک مناقشہ کیا جاسکتا ہے تاہم آج تک
 کسی اہل لعنت کو یہ مذکورہ کے بعد ہجرت نازل ہونے سے انکار کر نیکی جرات نہیں ہوئی اسکا سبب سوا
 اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ بعد ہجرت آیا مذکورہ کے نازل ہونے سے یا قبل ہجرت ہر سر خلیفہ کے کلمہ گویا اسلام میں

داخل ہونے سے کیس طرح انکار نہیں ہو سکتا ہو لہذا جس طرح چند سال بعد نزول آیہ مذکورہ کے ہر سہ خلیفہ کے زمین میں شریفہ ہونے اور زمانہ خلافت برابر دشمنوں پر غالب ہونے سے کسی کا انکار کبھی نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار کیس طرح ہر سہ خلیفہ کے منجملہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ ہونے سے بھی کسی کا انکار کبھی نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار غرض کہ مقدمہ خلفائے ثلاثہ میں جن واقعات کو ملا کے آیہ مذکورہ سے اہل سنت کا استدلال کیا ہو ان واقعات میں کسی واقعہ سے انکار کرنے کی جرأت کسی اہل لعنت کو ابھی تک نہیں ہوئی نہ کبھی ہوگی کیونکہ یہ آیت خدا کی خاص محبت ہو اور مثل روایات شان نزول آیہ کریمہ انما ویدت کہہ اللہ کے جن حکایات و روایات کو ملا کے مقدمہ علی مرتضیٰ میں حضرت اہل لعنت کا استدلال کیا ہو ان روایات و حکایات سے برابر انکار و رد کا بھرا رہا ہو آیا ہو اور ہوتا جائے گا عین تفاوت رہ از کجاست با کجا ہے ایسی حالت میں بعض آیات قرآنیہ سے حقیقت و راہدیت ہر سہ خلافت بلکہ مذہب اہل سنت ثابت ہونے کا افراز کرنا بلکہ انکار کرنا اور بعض آیات قرآنیہ سے بلا فصل خلافت علی مرتضیٰ بلکہ مذہب اہل لعنت ثابت ہونے کے دعویٰ سے باز نہ آنا بلکہ اُس پر اصرار کرنا بخوبی خالق و بے شرمی خلاف نہیں ہو تو کیا ہو اور یہ کبھی مخفی نہ ہے کہ جناب لوی و لد اعلیٰ صاحب نے حسامین اگرچہ بہت دور و شوسے دعویٰ فرمایا ہو کہ بدون ملائے کسی اور غیر قطعی کے بعض آیات قرآنیہ کی دلالت قطعہ سے بلا فصل خلافت حضرت علی ثابت ہو لیکن ثابت کر کے نہیں دکھایا نہ تاقیامت کوئی اہل لعنت دکھا سکتا ہو اور ہم نے بدون ملائے کسی اور غیر قطعی کے آیت متخلاف کی دلالت قطعہ سے حقیقت و راہدیت ہر سہ خلافت ثابت ہوتا اس وجہ میں دکھایا اور بھی کئی دھون میں دکھادین گئے بلکہ اس طرح دس آیتوں سے دکھادین گئے پس اگرچہ اس وجہ میں ہو گیا طول لیکن بہت ہو اس میں حصول۔

وجہ دوم۔ اولاً یہ کہ تفاسیر رفیقین میں یہ تصریح ہو کہ بعد نبی نے غایفہ کرنا مراد ہو چنانچہ حضرات اہل لعنت کی معتبر تفسیر صافی کی عبارت یہ ہو لیستخلفنہم فی الارض ای لیخلفنہم خلفاء بعد ندیبہم یعنی شیک ضرور اللہ خلیفہ کر گیا ان مومنین صالحین کو بعد نبی انھیں کے شانیا یہ کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے ان مومنین صالحین کو خلیفہ کرنے کا وعدہ ہو اور حیات سرور کائنات میں نہ سرور کائنات پر خلیفہ کا اطلاق ہوا نہ کسی کلمہ گو سے اسلام پر مثالاً یہ کہ

لغت میں ہر الخلیفۃ السلطان الاعظم ہیں معلوم ہوا کہ خلافت سلطنت عظیمہ کو کہتے ہیں اور حیات سرور کائنات
 میں سلطنت اسلام عظیمہ تھی راہِ اجماع کہ زیادہ خلافت موعودہ میں دین اسلام کو تمام باطل دینوں سے اور
 مومنین صالحین کو تمام باطل دینوں سے قوت و شوکت میں زیادہ کرنے کا وعدہ ہوا اور حیات سرور کائنات میں
 سلطنت قیصر و کسریٰ کی وجہ سے دین مجوسی دین نصرانی اور مجوسیوں و نصرانیوں کی قوت و شوکت کے مقابلے
 میں دین اسلام و مومنین صالحین کی قوت و شوکت قابل شمار نہ تھی۔ خامساً یہ کہ زیادہ خلافت موعودہ میں مومنین
 صالحین سے دشمنوں کے خوف کو ایسا دور کر دینے کا وعدہ ہوا کہ سوائے خدا کے کسی کا خوف نہ باقی رہے اور حسب
 بیان حضرات اہل لغت تا وفات سرور کائنات مومنین صالحین سید المرسلین کو دشمنوں کا خوف ایسا غالب تھا کہ
 مرض موت میں سرور بریت نے چاہا کہ لڑائی کے بھانے سے سب دشمنوں کو اُسامہ کے ساتھ مدینہ سے باہر
 کر دین جب دشمنوں سے مدینہ خالی ہو جائے تب علی کو خلیفہ کر دین مگر دشمن لوگ کسی طرح مدینہ سے باہر نہ گئے
 علی کو خلیفہ کر دینے کی آرزو نبی دل کی دل ہی میں رہ گئی سا دوسرے یہ کہ لیستخلفتم حرفی الا رض
 کی تفسیر میں حضرات اہل لغت کے معتبر ترین مفسر صاحب مجمع البیان نے لکھا ای ارض الکفاد من العرب
 والجمہ اور صاحب نہج الصادقین نے لکھا ہر در زمین کفار از عرب و جمہ انتہی ان دونوں تفسیروں کی دونوں
 عبارت بالکل صریح ہر اس بات میں کہ عرب اور جمہ کی زمینیں ہیں خلیفہ کر نام ادھر اور یہ معلوم ہوا کہ تا وفات سرور کائنات
 زمین عجم میں اہل اسلام کی خلافت نہیں ہوئی تھی ان جو بات سستہ سے صاف واضح ہو گیا کہ یہ ہرگز نہیں کہا
 جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ حیات سرور کائنات میں پورا ہوا ہو اور زیادہ خلافت موعودہ میں وزیر و زعلیہ دیکھے
 مومنین صالحین کو تمام دشمنوں سے اور دین سید المرسلین کو تمام باطل دینوں سے قوت و شوکت میں زیادہ
 کر دینے کا وعدہ ہوا جس سے خوف دشمن دور ہو جائے اور حضرت علی کی خلافت میں اس کے خلاف واقع ہوا
 یعنی وزیر و زعلیہ اہل ہتھار ہا خوف دشمن نہ اتر ہتھار ہا اور بوارق میں مجتہد کی عبارت مناقشہ سنی و مشتم صریح ہوا
 اس میں کہ یہ مذکورہ میں جو قوت و شوکت کا وعدہ ہوا مطابقت اس کے حضرت علی کی خلافت میں واقع نہیں ہوا اور
 حضرت علی اپنی خلافت میں دشمنوں کے خوف سے کبھی حق بات زبان سے نہیں نکال سکتے تھے
 پس واقعی طور سے بھی مجتہد اہل لغت کے اقرار سے بھی جلوہ افروز مثل منیر و نہدیگ کہ یہ بھی ہرگز نہیں کہا جاسکتا ہے

کہ یہ وعدہ حضرت علی کی خلافت میں پورا ہوا ہے اور چونکہ وعدہ اُن مومنین صالحین کو خلیفہ کرنے کا ہے کہ گویا ان سلام
از قبل نزول آیا یہ مذکورہ سے تھے اور بوقت نزول آیا یہ مذکورہ موجود تھے اور بعد حضرت علی کے جن کلمہ گویا ان سلام
کو سلطنت ہوئی ہے اور قیامت تک ہوگی وہ سب کلمہ گویا ان سلام از قبل نزول آیا یہ مذکورہ سے خارج ہیں لہذا یہ بھی
ہرگز نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ بعد حضرت علی کے فلاں وقت پورا ہوا ہے یا ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے آئندہ
کسی وقت یا فلاں وقت پورا ہوگا یہ تو معلوم تھا کہ وعدہ خدا خلاف نہیں ہو سکتا ہے اب یہ معلوم ہو گیا کہ نہ
خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے قبل میں یا بعد میں کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں اس وعدے کا پورا ہونا ممکن
ہو جس سے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اس وعدے کا پورا ہونا روز روشن سے بھی زیادہ روشن
ہو کر ہر سہ خلیفہ کے امام تھے خلیفہ راشد یعنی اور پستخلاف الہی خلیفہ یعنی اور نزول آیا یہ مذکورہ کے بیشتر سے مومن
صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح لہجائے اور ان کے زمانہ خلافت میں جو مومن صالح
تھا اسکو جو دشمن سے امن حاصل ہونے اور جسکو اس میں حاصل نہیں ہوا اس کے مومن صالح ہونے کا اقرار جو لوگ نہیں
کرتے ہیں ہر سہ خلیفہ کو زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر ظلم ہونے کے بعد فسق میں یعنی سرکشی اُن لوگوں کے
کامل یعنی کافر ہونے پر آیا یہ مذکورہ ایسی قطعی الدلالت ہے کہ تاویل کسی طرح ممکن نہیں ہے یا درکھو یہ وجہ بھی کسی امر غیر
قطعی پر موقوف نہیں ہے۔

وجہ سوم۔ آیا مذکورہ میں مومنین صالحین کے واسطے دین اسلام کو قوت و شوکت میں تمام باطل دینوں سے
ایسا زیادہ کرنے کا وعدہ ہے کہ کوئی باطل دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر نہ پاتی ہے اور یہ وعدہ حیات
سرور کائنات میں پورا نہیں ہوا چنانچہ ابھی مجاہد دوہین چھوڑا جو معلوم ہو چکا اور جو اب سناقتہ جمل دوم دس
وجہوں سے معلوم ہو گا لہذا بعد ازاں سرور کائنات مانہ صحابہ میں اس وعدے کا پورا ہونا ضروری ہے کیونکہ وعدہ
ان مومنین صالحین سے ہے جو کہ بوقت نزول آیا یہ مذکورہ موجود تھے اور اُس کے قبل سے مشرک بسلام ہو کر کامل ایمان
رکھتے تھے اور نیک اعمال کرتے تھے جنکے منجملہ صحابہ ہونے سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے اور اس سے بھی
کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ بعد وفات سرور کائنات مانہ صحابہ میں جو مذہب قوت و شوکت میں سب مہین
سے زیادہ ہوا ہے وہ مذہب اہل سنت ہے نہ مذہب اہل لغت اور نہ مانہ صحابہ میں جو مذہب سب سے زیادہ کمزور

اور صدق تقیہ میں مستور ہو کر رہا ہو وہ مذہب اہل لعنت ہے نہ مذہب اہل سنت جس سے مذہب اہل سنت کا
 دین اسلام پسندیدہ خالق امام ہونا اور مذہب اہل لعنت کا دین اسلام سے بالکل خارج ہونا آفتاب بے حساب سے
 تابان تر ہو کے آئے مذکورہ خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا چودھویں شیعہ امامت بے حساب سے درخشاں تر ہو کر ہر
 خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد یعنی اور خلافت الہی خلیفہ ہونے اور نزول آئے مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح ہونے
 اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے اور ان کے نامائے خلافت میں جمیع مومن صالح تھا اسکو خوف دشمن
 سے امن حاصل ہونے اور جسکو امن حاصل نہیں ہوا اس کے مومن صالح ہونے کا اقرار جو لوگ مین کرتے ہیں دین اسلام مذہب
 اہل سنت خیر الانام کو نہ مانا صحابہ میں غلبہ حاصل ہونے کے بعد ان لوگوں کے فسق میں یعنی کفر میں کامل یعنی
 کافر ہونے پر آئے مذکورہ ایسی قطعی الدلالت ہو کہ تاویل کسی طرح ممکن نہیں ہو جیسا کہ بروز فتح خیبر جناب امیر کو نشان فتح
 ملنے کے بعد اس کے پیشتر سے آنجناب کے محبوب محمد خدا و رسول ہونے اور پھر عیشہ محبوبہ محمد اور رسول رہنے پر
 حدیث ایت ایسی قطعی الدلالت ہو کہ تاویل کسی طرح ممکن نہیں ہو یا دیکھو یہ یہ بھی کسی غیر قطعی پر موقوف نہیں ہو
وجہ چہارم۔ ابھی نجد دوم میں چھ وجوہوں سے معلوم ہو چکا اور پنجواں مناقشہ پہلے دوم دس وجوہوں سے
 معلوم ہو گا کہ یہ وعدہ حیات سرور کائنات میں پورا نہیں ہوا اور پنجواں مناقشہ دوم آٹھ وجوہوں سے معلوم ہو گا کہ اس وعدہ
 میں تخصیص ہر ان مومنین صالحین کی جو کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آئے مذکورہ سے تھے بلکہ ہاجرین سے تھے جنکے
 منجملہ صحابہ ہونے سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا ہو لہذا دیکھنا چاہیے کہ خلفائے صحابہ سے کسی خلافت آئے مذکورہ
 سے مراد ہو پس واضح ہے کہ بعد حضرت امیر معاویہ کے زمرہ صحابہ سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا اور حضرت امیر معاویہ
 نہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آئے مذکورہ سے تھے نہ ہاجرین سے چنانچہ پنجواں مناقشہ سوم معلوم ہو گا لہذا امام
 حضرت امیر معاویہ آئے مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتی ہو اور خلافت علی رضی عنہ حسن مجتبیٰ میں وزیر و مومنین صالحین کو
 دشمنوں پر غلبہ نہیں ہوا نہ خوف دشمن نہ اکل ہوا بلکہ روز بروز مومنین صالحین کا غلبہ اُلغی اُلغی ہوتا رہا اور خوف دشمن نہ ہوتا رہا لہذا
 نیز نہ خلافت حسن مجتبیٰ مراد ہو سکتی ہے نہ خلافت علی رضی عنہ پس خلفائے صحابہ کے چھ خلافتوں سے اختتام
 خلافتیں خارج ہو گئیں پس چونکہ وعدہ حیات سرور کائنات میں پورا نہیں ہوا اور اس میں صحابہ کی تخصیص ہر آدم
 وعدہ خلافت نہیں ہو سکتا ہو اور حقیقت صیغہ جمع بغیر تثنیہ بہت نہیں ہو سکتی ہو لہذا خلفائے صحابہ کی چھ خلافتیں

آخرین خلافتوں کے خارج ہونے سے اول تین خلافتوں کا یعنی خلافت خلفائے ثلاثہ کا یہ مذکورہ سے مراد ہوتا روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہو کر زمانہ خلافت میں ہر دشمنوں پر غالب ہونے کے پیشتر سے ہر سر خلیفہ کے نام بحق خلیفہ راشد ہونے اور یہ خلافت الہی خلیفہ ہونے اور نزول آید مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح یعنی اویس پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے اور ان کے زمانہ خلافت میں جو مومن صالح تھے اسکو جو دشمن سے امن حاصل ہونے اور جسکو امن حاصل نہیں ہوا اسکے مومن صالح ہونے کا اور جو لوگ نہیں کرتے ہیں فسق میں یعنی سرکشی میں ان لوگوں کے کامل یعنی کافر ہونے پر آید مذکورہ الیٰ قسطی الدالالت ہو کہ تاویل اسی طرح ممکن نہیں جیسا کہ حدیث راہت میں تخصیص ہر اس مکی جسکو بروز فتح خیبر نشان جنگ فتح جنگ فزون حاصل ہوئے تھے لہذا روز فتح خیبر سے پہلے اور پیچھے جو فزائات فتوحات بحیات سرور کائنات اہل اسلام کو حاصل ہوئے ہیں وہ سب حدیث مذکور سے خارج ہو گئے اور ان سب کے خارج ہونے سے بروز فتح خیبر حضرت علی کو جو حاصل ہوئے تھے اُس فتح و نشان کا حدیث مذکور سے مراد ہونا روز روشن سے زیادہ روشن ہو کر صدر و بریث ذکو کے پیشتر سے حضرت علی کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے اور پھر ہمیشہ محبوب و محبوب خدا و رسول رہنے پر حدیث مذکور الیٰ قسطی الدالالت ہو کہ تاویل کی سطح ممکن نہیں یاد رکھو کہ یہ وجہ بھی کسی اور غیر قطعی پر موقوف نہیں ہے۔

وہ بیہ شیم حضرت اہل اہت کی مستند تفسیر صافی میں لکھا ہے: **وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخُلَفَاءُ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ** کہ استخلف الذین من قبلہم یعنی صحابہ الانبیاء بعدہم وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کیے بیشک ضرور خلیفہ کرے گا انھیں زمین میں یعنی بیشک ضرور انھیں خلیفہ کرے گا بعد نبی انھیں کے جیسا کہ خلیفہ کیا اگلوں کو یعنی اوصیا انبیا کو بعد انبیا کے اس بنا پر کہ وعدہ ان ہوتی صباخین سے ہے جو کہ بوقت نزول آید مذکورہ موجود تھے زمرہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے یہ عبارت تفسیر صافی بر ملا نہادیری ہے کہ اسد جل جلالہ نے جس طرح انبیا سابقین کے بعد انکے اوصیا کو زمین میں نام بحق و خلیفہ راشد کیا تھا اسی طرح نبی آخر الزمان کے بعد مومنین صالحین مذکورین کو زمین میں نام بحق و خلیفہ راشد کرے گا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر ایسا غلبہ دے گا کہ ان سے خوف دشمن نہ رہے اور جو جائے گا اور بعد نبی آخر الزمان کے زمین میں خلیفہ ہوا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر

غالب ہونا یہ دونوں امر زمرہ مذکورہ سے بجز خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی میں مجتمع نہیں ہوئے لہذا بجز خلافت و ثروتِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کوئی خلافت و ثروت آید مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتے ہیں جیسا کہ صدور حدیث اہل بیت کے دوسرے روز یعنی فتح خیبر کے روز نشان و فتح دونوں بجز جناب امیر کے زمرہ رجال سے اور کسی میں نہیں مجتمع ہوئے لہذا بروز فتح خیبر جناب امیر کو جو حاصل ہوئے اُس فتح و نشان کے سوائے اور کوئی فتح و نشان حدیث مذکورہ سے نہیں مراد ہو سکتے ہیں بنا براسکے صدور حدیث مذکورہ کے پیشتر سے جناب امیر کے محبوب و محب اور رسول ہونے اور پھر ہمیشہ محبوب و محب خدا و رسول رہنے پر حدیث مذکور ایسی قطعی الدلالت ہو کہ کسی کا انکار کبھی نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار اس طرح بجز خلافت و ثروتِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کوئی خلافت و ثروت آید مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتے ہیں بنا براسکے نمازِ خلافت میں برابر و شتمون پر غالب ہونے کے پیشتر سے ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور اختلافِ آلِ خلیفہ ہونے اور نزول آید مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے اور انکے نمازِ خلافت میں مومن صالح تھا اُس سے خوف دشمن دور ہونے اور جس سے خوف دشمن دور نہیں ہوا اُس کے مومن صالح نہ ہونے کا اقرار جو لوگ نہیں کرتے ہیں اُن لوگوں کے فاسق کامل یعنی کافر ہونے پر آید مذکورہ ایسی قطعی الدلالت ہو کہ کسی کا انکار کبھی نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار۔

وجہ ششم اہل لعنہ کے معتقد فسر کا شانی نے وعدہ آید مذکورہ کی نسبت لکھا ہے وہ وہ انکے زمانے ہی تھا بوجہ مومنانِ مخالفانہ جو اعراب و دیارِ سرحد و بلادِ روم بدیشانِ ارزانی فرمودہ: "اور تھوڑے زمانے میں حق تعالیٰ نے ساتھ مومنون کے وعدہ پورا کر دیا کہ تمام ملکِ عرب اور ملکِ فارس اور ملکِ روم انکو دیے" حیاتِ مژگانہ میں صرف تھوڑے حصے پر ملکِ عرب کے اہل اسلام کا قبضہ ہوا تھا پھر ابتدائے خلافت صدیقیہ سے انتہائے فتوحاتِ فی النور یہ تک تیس برس کے زمانے میں تمام ملکِ عرب اور ملکِ فارس اور ملکِ روم پر اہل اسلام کا قبضہ ہوا ہے پس بعد نزول آید مذکورہ تھوڑے زمانے کے اندر جس خلافت میں ملکہاے مذکورہ پر اہل اسلام کا قبضہ ہوا ہے وہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت ہے اور یہ عبارت تفسیر مذکورہ میں صریح ہے کہ بعد نزول آید مذکورہ تھوڑے زمانے کے اندر جس خلافت میں ملکہاے مذکورہ پر اہل اسلام کا قبضہ ہوا ہے وہی خلافت آید مذکورہ سے مراد ہے لہذا سوائے خلافت اور زمانہِ خلفائے

تلقہ رضی اللہ عنہم کے اور کوئی خلافت و زمانہ مراد و موعودہ آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتا ہے بلکہ جو کہ
 موعودین بالخلافت کو زمانہ خلافت موعودہ میں برابر دشمنوں پر غلبہ دینے کا وعدہ صریح ہر نظر اسکے عبارت
 مذکورہ بدلالات قطعیہ علانیہ نہ کر رہی ہو کہ بعد نزول آیہ مذکورہ تھوڑے زمانے کے اندر جن خلفا کے زمانہ
 خلافت میں اہل اسلام ملک عرب و ملک روم و ملک ایران پر قابض اور برابر دشمنوں پر غالب ہوئے
 ہیں ان خلفا کی خلافت و زمانے کے سولے اور کوئی خلافت و زمانہ مصداق و موعودہ آیہ مذکورہ نہیں
 ہو سکتا ہے اور یہ معلوم ہو کہ بعد نزول آیہ مذکورہ تھوڑے زمانے کے اندر جن خلفا کے زمانہ خلافت میں اہل اسلام
 ملک عرب و ملک روم و ملک ایران پر قابض اور برابر دشمنوں پر غالب ہوئے ہیں وہ خلفا حضرات خلفا
 تلقہ رضی اللہ عنہم ہیں بنا بر اسکے عبارت مذکورہ بصدلے مرقوعہ کر رہی افادہ کہ بحج خلافت و زمانہ خلفا
 تلقہ رضی اللہ عنہم کے اور کوئی خلافت و زمانہ مقصود و موعودہ آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتا ہے بدین وجہ بھی
 ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے مومن صالح ہونے اور پھر حشیہ
 مومن صالح ہونے اور دنیا سے مومن صالح جانیکا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں ان لوگوں کا کھنڈ اور
 فسق میں کامل ہونے پر آیہ مذکورہ ایسی قطعیت الدلالت ہے کہ کسی منکر کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہے
 قابل اعتبار۔

وجہ ہفتم۔ معتبر ترین تفسیر مجمع البیان اہل اہلعت میں بذیل لیستخلفنہم فی الارض مرقوم ہے
 والمعنی لیورثنہم ارض الکفار من العرب والعجم فیجعلہم سکا نہا و مملو کھا اور
 معنی یہ ہیں کہ ہر آئینہ ضرور وارث کر گیا انکو زمین کفار کا عرب اور عجم سے پس کر گیا انکو سکونت اور
 حکومت کرنے والے زمین عرب اور عجم کے اور تفسیر کا شانی میں لکھا ہے لیستخلفنہم فی
 الارض ہر آئینہ خلیفہ گردانہ البتہ ایشان را در زمین کفار از عرب و عجم انہی چونکہ موعودین بالخلافت
 و ثروت کا ذمہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا ضروری اور زمانہ خلافت میں برابر
 دشمنوں پر غالب ہونا لایبھی ہو لہذا تفسیر میں مذکورین کی مسطورہ دونوں عبارتوں سے عیان مثل
 روز روشن ہے کہ ارضی عرب و عجم قبضہ کفار سے مکمل کے ذمہ مذکورہ سے جن خلفا کے قبضہ میں آئے ہیں

اور وہ خلفاء زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہوئے ہیں وہی خلفاء آئیہ مذکورہ سے مراد ہیں اور یہ معلوم ہو کہ اراضی عرب و عجم قبضہ کفایت سے کل کر جن خلفاء زمرہ مذکورہ کے قبضہ میں آئے ہیں اور وہ خلفاء زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہوئے ہیں وہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں جس سے مثل آفتاب بے سحاب کے آشکارا اور مثل کامل یا آفتاب بے حجاب کے نمودار ہو گیا کہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور انکی خلافت آئیہ مذکورہ سے مراد ہیں بدین وجہ بھی ہر سرخسہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آئیہ مذکورہ کے قبل سے مومن صالح ہونے اور ہر ہمیشہ مومن صالح پہننے اور دنیا سے مومن صالح جانیکا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں ان لوگوں کا کفر اور فسق میں کامل ہونے پر آئیہ مذکورہ ایسی قطعیت الدلالت ہو کہ کسی منکر کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار۔

وجہ ہشتم تفسیر مجمع البیان میں بذیل ولیمکن لہم دینہم الذی اذتضی لہم مرقوم ہے و تمکنہ ان یظہر علی الدین کلہ اور یکین دین اسلام یہ ہے کہ غالب کرے اسکوکل ادیان پر اور تفسیر خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے ولیمکن و ہر آیت ثابت سازد و باقوت گرداند لہم برے مومنان صالح دینہم دین ایشان را الذی اذتضی لہم ان دینے کہ پسندیدہ و برگزیدہ است برای ایشان یعنی دین اسلام مراد است کہ دین اسلام را بر ہمہ ادیان غالب گرداند انتہی نیز تفسیر خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے و در اندک زمانے حق تعالی بوعده مومنان و فائزودہ انخ ان دون تفسیر و ان کی ان تینوں جہادوں کا آشکارا غیر محتاج اظہار ہے کہ بعد نزول آئیہ مذکورہ تھوڑے زمانے کے اندر جس زمانے میں جو دین ترقی کرتے کرتے دیگر کل ادیان پر غالب ہوا ہے یعنی قوت و شوکت میں دیگر سب دینوں سے زیادہ ہوا ہے حتی کہ کوئی دین قوت و شوکت میں ہم پائ نہیں رہا ہے دہی دین - دین اسلام ہے اور وہی زمانہ آئیہ مذکورہ سے مراد ہے اور اسی زمانہ میں وعدہ آئیہ مذکورہ پورا ہوا ہے اور اسی زمانے میں جن لوگوں نے خلافت کی ہے اور برابر دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا ہے وہی لوگ اور انھیں لوگوں کی خلافت آئیہ مذکورہ سے مراد ہیں اور یہ معلوم ہے کہ بعد نزول آئیہ مذکورہ تھوڑے زمانے کے اندر جس زمانے میں جو دین ترقی کرتے کرتے دیگر کل ادیان پر غالب یعنی دیگر سب دینوں سے قوت و شوکت میں زیادہ ہوا ہے حتی کہ دوسرا کوئی دین قوت و شوکت میں

برابر نہیں رہا جو وہ دین مذہب اہل سنت ہے مذہب اہل لعنت اور اس زمانے میں مرہ کلمہ گویان اسلام سے جن لوگوں نے زمین میں خلافت کی ہو اور برابر دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا ہو وہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں نہ غیر ان کے جس سے مذہب اہل لعنت کا ادیان باطلہ اور مذاہب عاطلہ سے ہونا اور مذہب اہل سنت خیر البریت کا حق اور دین اسلام پسندیدہ خالق نام ہونا اور خلافت و زمانہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا کا شمس فی النہار آشکارا مجال انکار ہے بدینوجہ بھی ہر سرہ خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح ہوتے اور دنیا سے مومن صالح جانے کا جو لوگ قرآن میں کرتے ہیں ان لوگوں کا کفر اور فسق میں کامل ہونے پر آیہ مذکورہ ایسی قطعیت الدلالت ہے کہ کسی منکر کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار۔

وجہ پنجم حضرت اہل لعنت کی معتبر تفسیر کا ثانی میں لکھا ہے کہ از ابی بن کعب مرویت کہ چون فہم سے مہاجرین بعد از ہجرت مدینہ و منازل انصار بجای آ گئے و قریش اکثر قبائل عرب کہ دیکھ و شرب بود بہ مجاہد ایشان اتفاق بنود و شب و روز گاہ بول و ہراس گزائیدے و بایکدیگر گفتند سے آیا بازمانے و آید کہ خود را میں و بفرات خاطر بنیم آیت آمد وعد اللہ الذین امنوا منکم الذین فریقین کی جس تفسیر لکھی جس کتاب میں آیہ مذکورہ کا واقعہ نزول مذکور ہے یہی مذکور ہے اس کے خلاف کسی فریق کی کسی کتاب میں مذکور نہیں ہو اور یہ واقعہ مذہب اہل لعنت کے حق میں نہ ہر قائل ہے چنانچہ ابھی واضح ہو گا تاہم آج تک کسی اہل لعنت کو اس واقعہ کی تفسیر سے انکار کر نیکی جرات نہیں ہوئی بلکہ مفسرون نے ان کے بھی آیت کے ساتھ ربط دیکھے صحت اور واقعیت کا اظہار کر دیا ہے اس واقعہ سے ظاہر غیر محتاج منظر ہو کہ آیہ مذکورہ میں مومنین صالحین سے مہاجرین مراد ہیں جس سے آشکارا مجال انکار ہو گیا کہ زمرہ مہاجرین سے ہونا اور زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان تینوں امور کا اجتماع جن کلمہ گویان اسلام میں ہوا ہے وہی کلمہ گویان اسلام اور انکی خلافت آیہ مذکورہ سے مراد ہیں اور یہ معلوم ہے کہ کلمہ گویان اسلام سے ہر خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی میں ان تینوں امور کا اجتماع نہیں ہوا جس کا بدیہی لا بدی نتیجہ یہ ہے کہ ہر خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم

اور کوئی خلافت آیہ مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتی ہے اور مثال بیان بدین عثمان ہے کہ زمرہ رجال سے ہونا اور حد و حدیث رائیت کے دوسرے روز دست خیر البشر سے نشان جنگ پانا پھر اسکے بعد اسی دن فضل خالق اکبر سے جنگ میں فتح پانا ان تینوں امروں کا اجتماع میرے جناب امیر کے اور کسی میں نہیں ہوا جسکا یہی لابی نتیجہ یہ ہے کہ حد و حدیث مذکور کے دوسرے روز حضرت حبیب خدا نے حضرت شیر خدا کو جو عطاے نشان جنگ کے سرفراز فرمایا تھا پھر اسکے اور کوئی عطاے نشان جنگ حدیث مذکور سے مراد نہیں ہو سکتا ہے پس جس طور سے بجز اسکے اور کوئی عطاے نشان جنگ مراد حدیث مذکور ہو سکتے کی وجہ سے جناب امیر کا حد و حدیث مذکور کے قبل سے محبوب و محب خدا و رسول ہونے اور پھر ہمیشہ محبوب و محب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور اسی قطعیت الدلالت ہے کہ شکر و نیکوئی کا ذمہ یکتا ہون الحق وہو تعالیٰ سے نونے میں کوئی عاقل خائف خدا یا صاحب حیا چون و چرا نہیں کر سکتا ہے اسی طور سے بجز خلافت خلائف ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کوئی خلافت آیہ مذکورہ سے مراد ہو سکتے کی وجہ سے ہر سہ خلیفہ کے امام ہونے اور خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے مومن صلح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صلح رہنے اور دنیا سے مومن صلح جانے کا جو لوگ اقرا نہیں کرتے ہیں ان لوگوں کا کفر اور فسق میں کامل ہونے پر آیہ مذکورہ اسی قطعیت الدلالت ہے کہ کوئی خائف خدا یا صاحب حیا مابہر اصول اسلام ہر گرجون و چرا نہیں کر سکتا ہے۔

وجہ دہم۔ نوح البلاغت میں جسکو علامہ رضی اہل لعنت نے جناب امیر کے کلاموں کو جمع کرنے کے واسطے مدون کیا ہے اور حضرات اہل لعنت کے نزدیک تمام متواتر قوم ہے مومن کلام اللہ علیہ السلام وقد استشارہ عمر بن الخطاب فی الشحوص لقتال الفارس بنفسه ان هذا الامر لم یکن نصرة ولا خدا لانه بکثرة ولا بقله وهو دین الله الذی اظهره وجندہ الذی اعدہ وامدادہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حيث طلع ونحن علی صعد من الله والله منجز وعده وناصر جندہ ومکان القیم بالامر مکان النظام من الخیر نجمعہ وضمہ فان النقط النظام تقرق مذہب۔ ثم لم یجمع جندہ اذ ابداوا العرب الیوم وان كانوا قلیا لافهم کثیرون بالاسلام عزیزون بالاجتماع فان قطبا واستدار الریح بالعرب واصلحہم وذلک ناول الحرب ایتم

بقدر الحاجة (نہج البلاغہ مطبوعہ مصر جز اول صفحہ ۲۸۲) اور کلام سے جناب امیر علیہ السلام کے دران حالیکہ مشوہ
چاہا ان جناب سے عربین خطاب نے قتال فارس کی واسطے خود جانے کے بابت کہ بیشک اس امر کی فتح و شکست
نہیں ہو سبب کثرت و قلت کے یہ دین ہو اسکا غالب کرتا ہو اسکا اند اور لشکر ہو اسکا مستعد کرتا ہو اور
مدد دیتا ہو اسکا اند حتی کہ پہونچا جہاں تک پہونچا اور چپکا جہاں تک چپکا اور ہم لوگ اس کے وعدے پر
ہیں اور اس کا اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہو اور اپنے لشکر کو مدد دینے والا اور قائم بالامارت بجائے دور
دانوں کے ہو کہ جمع اور یک جا رکھتا ہو دانوں کو جب ٹوٹ جاتا ہو دور اکبھر جاتے ہیں لانے اور
جاتے بہتے ہیں پھر سب جمع نہیں ہوتے ہیں کبھی اور عرب اس وقت اگرچہ قلیل ہیں لیکن سبب
اسلام کے کثیر اور سبب اتفاق کے غالب ہیں میں ہو جاتا تو قطب اور چلا چکی عرب اور ڈال ان کو
آتش جنگ میں نہ اپنے کو یعنی خود نہ جانجا بدین عرب کو بھیجے **ف** کمال الدین ابن شیم
بحرانی اثنا عشری اپنی شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں وقوله ان هذا الامر الى قوله بلاك اجتماع
صدور الكلام ليدنى حليہ الراى جناب امیر کا قول ان هذا الامر سے بلاك اجتماع تک صدور
واسطے کلام کے یعنی تمہید کلام ہو تاکہ اسے اس پر قائم کیجائے پس جناب امیر نے فاروق عظم کو جو اسے
ہو کہ قتال فارس میں تم خود نہ جاؤ مجاہدین عرب کو بھیج دو اسکو قائم و متفرع کرنے کے واسطے جو
تمہید کی ہو اسمیں آجنگا بنے سخن علی موعود من الله والله منجز وعده فرمایا ہو لہذا سے مذکور
سے اسکو ایسا ربط و ارتباط ہونا چاہیے کہ اسے مذکور اس پر قائم و متفرع ہو جائے والا تمہید کلام منجوط عن
اللام ہو جائیگی جسکو کلام داماد خیر الانام میں کوئی غیر متعصب تجویز نہ کرے گا اور جناب امیر کا زمرہ فاروق عظم
میں داخل نہ ہونے کی صورت میں بھی اور جو زمرہ موعود مذکور پر ہیں فاروق عظم کا اسمیں معدود
نہو نہ کی صورت میں بھی اور زمانہ موعود مذکور زمانہ خلافت فاروق عظم کو شامل نہ ہونے کی صورت میں بھی
اور فتح فارس موعود مذکور سے ہونے کی صورت میں بھی ایسا ربط و ارتباط اور اقامت و تفریع کے ممکن
ہو لہذا متعین و متیقن ہو گیا کہ جناب امیر نے اپنے کو زمرہ فاروق عظم میں اور فاروق عظم کو زمرہ موعود
مذکور میں داخل اور زمانہ خلافت فاروقیہ کو زمانہ موعود مذکور میں شامل اور فتح فارس کو موعود مذکور میں

داخل کر کے نحن خلقی موعود من اللہ واللہ منجن وعداہ فرمایا ہر جسکی شرح میں ابن تیمیہ بحرانی
 لکھتے ہیں وهو النصرۃ والغلبۃ والاستخلاف فی الارض کما قال وعد اللہ الذین
 امنوا مستکم انکم جس سے عیان مثل روز شان ہر کہ موعود مذکورہ خلافت در زمین وغلبہ بر اہل کین ہر
 جو آیہ مذکورہ سے مراد ہر پس واضح والضح ہو گیا کہ فاروق عظم زمرہ آیہ مذکورہ میں داخل اور زمانہ آیہ
 مذکورہ زمانہ خلافت فاروقیہ کو شامل اور فتح فارس فاروق موعود مذکور میں مندرج ہر چونکہ ہر سہ خلیفہ
 زمرہ واحدہ سے ہیں لہذا فاروق عظم کا زمرہ آیہ مذکورہ میں داخل اور زمانہ خلافت فاروقیہ کو زمانہ آیہ
 مذکورہ شامل اور فتوحات فاروقیہ پر مشتمل ہونا جب ثابت ہو گیا ہر سہ خلیفہ کا زمرہ آیہ مذکورہ میں داخل
 اور زمانہ آیہ مذکورہ کا زمانہ و فتوحات ہر سہ خلیفہ کو شامل ہونا بالبد اھ ثابت ہو گیا نیز ترجیح البلاغت
 میں ہر ومن کلامہ علیہ السلام وقد شاورہ عمر فی الخرج وجہ الی غزوۃ الروم بنفسہ
 وقد توکل اللہ لاجل هذا الذین باعرازا الجوزۃ ومستر العورۃ والذی نصرہم وہم
 قلیل لا یتصرون ومنعہم وہم قلیل لا یتنعون حی لا یموت انک متى تسیر الی
 هذا العدو بنفسک فتلقیمہم فتنبک لانک المسلمین کانفتہ دون اقصی بلادہم فالیس
 مرجح یرجع الیہ فابعت الیہم عجربا واخضر معہم اھل البلاء والنصیحۃ فان اطع اللہ
 فذلک ما تحب فان تکن الاخری کنت رد الناس ومشاہدہ للمسلمین انکھ رنج البلاغۃ
 مطبوعہ مصر جزو اول صفحہ ۲۸) اور کلام سے جناب امیر علیہ السلام کے دران حالیکہ مشورہ کیا
 آجئناک من عمر بن غزوۃ روم میں خود جانیکی بابت کہ بیشک ضامن ہوا ہر اس دین والو کی جماعت
 کو عزت اور غلبہ دینے کا وہ اسد کہ مدد کی ہر اس دین والوں کی جبکہ تھوٹے تھے کسی سے مدد نہیں پاتے
 تھے وہ اندر زندہ رہتے والا ہر نہ مرنے والا بیشک جب تو خود جائے کا طرف ان دشمنوں کے اور
 سامنا ہو گا تو ان سے پس اگر صد مدہ پہنچ جائے تجھ کو تو ہوگی مسلمانوں کے واسطے کوئی پناہ آخر
 ملک اسلام تک پھر نہیں ہر کوئی جبکہ ادھر مسلمان لوگ رجوع کریں پس ان دشمنوں کی طرف کسی
 مرد جنگ آزمودہ کو بھیجے اور تجھ پر کاروبہ صحت شعار لوگوں کو اس کے ساتھ کرے پس اس کے

اگر فتح دی تو یہی مقصود ہو اگر مرنے کی صورت تو ہوگا تو بددگار و جاہل پناہ مسلمانوں کی **ف**
 ابن شہید بھائی اس کلام کی شرح میں لکھتے ہیں قوله وقد توکل الله الى قوله لا يموت صدر
 لهذه النصيحة والراي انه على وجه التوكل على الله والاستناد اليه وخلاصتها انه
 ضمن اقامة دينه واعزاز حوزة اهلہ الخ قول جناب امیر کا وقد توکل الله سے لا يموت
 تک صدر ہو یعنی شہید ہو اس سے اور نصیحت کی آگاہ فرمایا توکل علی اللہ اور استناد الی اللہ کی وجہ سے
 اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ بیشک فاسن ہو اور اسد جل جلالہ اس دین کو قائم رکھنے اور اس دین والوں کی جماعت
 کو عزت اور غلبہ دینے کا **ف** پس جناب امیر نے فاروق اعظم کو جو اسے دی ہے کہ قتال روم میں اگر
 تم خود گئے اور خدا خواستہ تمکو صدمہ پہنچا یعنی تم شہید ہو گئے تو پھر مسلمانوں کو کہیں پناہ نہ ملے گی پس
 تم خود نہ جاؤ کسی تجربہ کار شخص کو بھیج دو اور تجربہ کار وصیحت شعار لوگوں کو اس کے ساتھ کرو اسکی تہدید
 میں آنجناب نے قد توکل الله لاجل هذا الدين باعتبار الحوزة وسبتر العوسرة فرمایا ہے
 جسکا مفاد حسب تصریح ابن شہید بھائی یہ ہے کہ اسد جل جلالہ اس دین والوں کی جماعت کو عزت و غلبہ
 دینے کا فاسن ہو اور اسلئے مذکور سے اسکو ایسا ربط اور مناسبت ہونا لازمی ہے جیسا کہ امام کلام
 اور تہدید مقام میں ہوا کرتا ہے اور اسد جل جلالہ جس جماعت کو جو عزت و غلبہ دینے کا فاسن ہو اور اس
 جماعت میں فاروق اعظم داخل اور زمانہ اس عزت و غلبہ کا زمانہ خلافت فاروقیہ کو شامل نہونے کی
 صورت میں ایسا ربط و مناسبت غیر ممکن ہے لہذا متعین و متیقن ہو گیا کہ فاروق اعظم اس جماعت
 میں داخل اور زمانہ اس عزت و غلبہ کا زمانہ خلافت فاروقیہ کو شامل ہے پھر ابن شہید بھائی نے بغا صلا
 کلمات چند لکھا ہے وهذا الحكم من قوله تعالى وعد الله الذين امنوا منهم و عملوا الصالحات
 ليستخلفنهم في الاخر الاخر اور یہ حکم یعنی جماعت مذکورہ کو عزت و غلبہ دینے کی ضمانت یعنی وعدہ
 باخود ہے اور تعالیٰ کا قول وعد الله الذين امنوا منهم و عملوا الصالحات سے **ف** پس حسب تصریح ابن شہید بھائی
 اثنا عشری شہادت علویہ مرقومہ سے واضح گاف ہو گیا کہ اسد جل جلالہ سے آئیہ مذکورہ میں جس جماعت
 مومنین صاحبین کو عزت و غلبہ دینے کا وعدہ کیا ہے اس جماعت مومنین میں فاروق اعظم داخل

اور زمانہ اُسکا زمانہ خلافت فاروقیہ کو شامل ہو چو کہ ہر سہ خلیفہ جماعت واحدہ اور ملت متحدہ سے ہیں
 لہذا خلیفہ ثانی کا اُس جماعت میں داخل اور زمانہ اُسکا زمانہ خلافت فاروقیہ کو شامل ہونا جب
 ثابت ہو گیا ہر سہ خلیفہ کا اُس جماعت میں داخل اور زمانہ اُسکا زمانہ ہر سہ خلافت کو شامل ہونا بالہذا
 ثابت ہو گیا پس بنا بر تصریح ابن تیمیہ بجزانی اثنا عشری ہر دو کلام مذکور جناب امیر سے واضح و واضح ہو گیا
 کہ جناب امیر نے وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہو کہ آیہ مذکورہ میں جس جماعت مومنین صالحین کو
 زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنے کا وعدہ ہر وہ جماعت مومنین
 صالحین جماعت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے جس میں آنجناب نے اپنا داخل ہونا بھی ظاہر کر دیا ہو
 بدینوجہ بھی ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے مومن صالح
 ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانیکا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں
 اُن لوگوں کا کفر اور فسق میں کامل ہونے پر آیہ مذکورہ ایسی قطعیت الدالات ہو جیسا کہ جناب امیر کے محبوب
 و محب خدا و رسول ہونے پر حدیث رایت قطعیت الدالات، ہر فرق اثنا ہو کہ آیہ مذکورہ کی دلالت مذکورہ بھی
 قطعیت پر ثبوت بھی قطعی لہذا جو لوگ حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت کا اقرار نہیں کرتے ہیں حکم آیہ مذکورہ
 اُن لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی خالف خدا یا صاحب ماہر اصول ایمان و کفر ہرگز شک نہیں کر سکتا ہو
 اور حدیث مذکور کی دلالت مذکورہ قطعیت پر مگر ثبوت قطعی نہیں ہو لہذا جو لوگ جناب امیر کے محبوب و محب
 و رسول ہونے کا منکر ہیں وہ لوگ حکم حدیث مذکور کا قرین قرار پاسکتے ہیں پس بوجہ عشرہ ملک عشرہ
 کاملہ مناقشہ مذکورہ اہل لعنت ہمارا منشور ادا کان لم یکن شیئاً مذکور ہو گیا اور استدلال مذکور اہل سنت محکم
 مثل پایہ عرش عظم و منور مثل تیر اکبر ہو گیا۔

مناقشہ دوم اہل سنت کا یہ استدلال موقوف ہو آیہ مذکورہ میں لفظ الذین اصنوا صلوٰۃ
 و عملوا الصالحات سے صرف وہ مومنین صالحین مراد ہونے پر جو کہ بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود
 تھے اور اُسکے قبل سے مشرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے حالانکہ
 اگر ایسا ہوگا تو کل آیات قرآنیہ و احکام قرآنیہ میں مومنین زمانہ نزول کی تخصیص ہو جائیگی جو سبیل

مکن نہیں ہر جگہ کل آیات قرآنیہ میں یہ ہر کہ بعض لوگ مخاطب ہوتے ہیں سب لوگ مراد ہوتے ہیں چنانچہ آیہ ومن یرتد دمنکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ میں مومنین وقت نزول مخاطب ہیں اور مومنین وقت نزول بعد نزول سب مراد ہیں والا مومنین بعد نزول سے جو مرتد ہو کے ارتداد میں مر گیا وہ کافر ہو گا حالانکہ اسکا کافر ہونا ضروری ہر علی ہذا آیہ اختلاف میں مومنین وقت نزول مخاطب ہیں اور جمیع مومنین وقت نزول و بعد نزول مراد ہیں صرف مومنین زمانہ نزول مراد نہیں ہیں اور تخصیص مومنین زمانہ نزول اقوال فقیرین و روایات اہل سنت کے بھی خلاف ہر بضایہ میں ہر الخطاب للرسول وللایۃ اولہ ولعن معہ اور کتاب میں ہر الخطاب لرسول اللہ ولعن معہ اور مجاہد وابن عباس سے روایت ہر ان الایۃ عامۃ فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ مناقشہ بوارق و دفع المعن ابط و تحفۃ الاشعر سے ماخوذ ہے۔

جواب خود مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطہ کے صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی میں لکھا ہے کہ خطاب درآیہ ومن یرتد دمنکم عن دینہ مخصوص است بہاجرین والنصار و بس انتہی پس اگر کسی آیت قرآنیہ میں کسی گروہ کی تخصیص نہیں ہو سکتی ہے تو آیہ ومن یرتد دمنکم عن دینہ میں گروہ ہاجرین والنصار کی تخصیص کیونکر ہو گئی اور اگر کسی آیت میں کسی گروہ کی تخصیص ہونے سے کل آیات قرآنیہ و جملہ احکام قرآنیہ میں اُس گروہ کی تخصیص لازم آتی ہے تو آیہ ومن یرتد دمنکم عن دینہ کی تخصیص ہاجرین انصار سے کل آیات قرآنیہ و جملہ احکام قرآنیہ میں تخصیص ہاجرین انصار کیوں نہیں لازم آتی ہے نیز اگر کسی آیت قرآنیہ میں کسی گروہ کی تخصیص نہیں ہو سکتی ہے تو حضرات اہل لعنت بعض آیات قرآنیہ میں نے فرعون علیہ السلام کی تخصیص کیوں کرتے ہیں اور اس سے کل آیات قرآنیہ و جملہ احکام قرآنیہ میں اہل لعنت کے فرعون اہل بیت کی تخصیص کیوں نہیں لازم آتی ہے بجز اسکے کیا کہا جاسکے کہ فقدان حافطہ کی خرابی یا بغیر بلکہ فریبی حضرات اہل لعنت سے یہ مناقشہ سرزد ہوا ہے اور کل آیات قرآنیہ میں یہ ہونا کہ مخاطب مومنین بعض لوگ مراد ہوں سب لوگ ایسا بہتان صریح وافر توضیح ہے کہ بیان میں نہیں آسکتا ہر کسی فریق کہ

کسی کتاب میں ہرگز اسکا کوئی نام و نشان نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو بعض آیتوں کی تفسیر میں تخصیص خطاب اور بعض آیتوں کی تفسیر میں تعمیم خطاب سے فی حالانکہ تعمیم و تخصیص ناظرین تفاسیر فریقین پر مخفی نہیں ہے نیز اگر ایسا ہوگا تو خطاب آیہ تطہیر میں جو تخصیص اہل بیت ہے اس سے بھی کل اشخاص امت مراد ہوئے حالانکہ اسکی ہوا کان میں لگ جائے تو حضرات اہل لعنت اپنے جامے سے باہر ہو جائیں گے و آریہ و من بدتہ منکوا لآخر میں صرف مومنین زانہ نہ نزول کا مخاطب ہونا صحیح ہے لیکن مومنین بعد نزول کا بدون خطاب ہونے کے مراد ہونا ہدیان محض و بہتان بھٹ ہے کسی فریق کی کسی کتاب میں اسکی کچھ اصل ہے نہ کچھ اثر اور مطلب است کا یہ ہے کہ مومنین موجودین زمانہ ہذا سے جو لوگ مرتد ہو کر ارتداد میں رہیں گے ان بھونین کفر و خسران عقبی و خسران بنیائین صفوں کا اجتماع ہوگا اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ بعد الواسع جو لوگ مرتد ہو کر ارتداد میں رہیں ان بھونین کفر و خسران عقبی دو صفوں کا اجتماع بھی نہوا لہذا ان بھونین کید کا عدم کفر لازم ایسا گناہم خسران عقبی بدینو جب بھی سوائے اسکے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ فقدان حافظہ کی خرابی یا بغرض بلوغی حضرات اہل لعنت سے یہ مناقشہ سرزد ہوا ہے اور عبارت بیضاوی و کشاف سے جو اس مقام میں تسک کیا گیا ہے وہ ایسا ہے کہ فضلا تو فضلا عقلا سے غیر فضلا کو اس سے شرم کرنا چاہیے مگر اسکا کیا علاج کہ فضلا سے اہل لعنت کی کل باتیں ایسی ہیں عبارت مذکورہ بیضاوی کا مطلب یہ ہے کہ آیہ مذکورہ میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مخاطب ہون بنی اور امت جو عبارت ہے زانہ نہ نزول و ازمنہ بعد نزول کے جمیع مومنین سے دوسرا یہ کہ مخاطب ہون بنی اور مومنین زانہ نہ نزول آیت فقط اور عبارت مذکورہ کشاف کا مطلب یہ ہے کہ مخاطب ہیں بنی اور مومنین زانہ نہ نزول آیت فقط پس بیضاوی نے صرف دو احتمالوں کا ذکر کر دیا ہے کون احتمال مرتفع ہے کون احتمال متعین اسکا کوئی ذکر نہیں کیا اور صاحب کشاف نے بنی اور مومنین زانہ نہ نزول آیت فقط مخاطب ہونا متعین کر کے احتمال دیگر کو مرتفع و کان لم یکن شیانہ ذکر کر دیا ہے باوصف این بجا الہ بیضاوی کشاف یہ کہنا کہ تخصیص مومنین زانہ نہ نزول آیت خلاف مفسرین اہل سنت ہے ایسی کو چشمی یا کور چشمیوں کی راہ دینی ہے کہ انتہا نہیں ہے بلکہ صریح روایت کو مجاہد و ابن عباس کی طرف منسوب کر کے یہ کہنا کہ تخصیص

روایات اہل سنت کے بھی خلاف ہو ایسی بیجائی دے شری میں نہیں آسکتی ہر اولاً
 ایسے کے صاحب بوارق مجتہد فائق نے بیان نہیں کیا کہ روایت کس کتاب میں ہو ایسی مہول المقام
 والکلام روایت سے شک نہ بھجوت حد سے حامی ملت باطلہ کی گلو خلاصی غیر ممکن ہو مثالاً ایسے کے
 تھو مجتہد صاحب نے تشنید المبانی میں بار بار اصرار فرمایا ہے کہ روایت ہر قسم و کتب فی حق مندرج
 شد پس باید فن تنقید را پیش نظر و متن و بعد از اثبات صحت در محل استدلال آوردن انتہی شخصایہ عبت
 بر ملا مذاہر ہی ہو کہ کتب علما میں روایت کا موجود ہونا مستلزم صحت نہیں ہے لہذا بعد اثبات صحت
 روایت کو محل استدلال میں لانا چاہیے پس اپنے خصم کو یہ ہدایت کرنا کہ بعد اثبات صحت روایت کو
 محل استدلال میں لانا چاہیے پھر خود بدون اثبات صحت بصرف روایت مہول المقام والکلام سے
 استدلال کرنا بیجائی و مبشری نہیں ہو تو کیا ہو مثالاً ایسے کے نیز تشنید المبانی میں مجتہد صاحب کا
 ارشاد ہے کہ استدلال بروایتے باشد کہ از ثقات بہر سد و سندش را ارباب تنقید قبول کنند انتہی ذرا اولیا
 اجتہاد و اب ارشاد تو فرماوین کہ اس بصیرت روایت کی سند کمان ہو اور مجاہد و ابن عباس سے کن
 ثقات نے ہم ہو چٹائی اور کن ارباب تنقید نے قبول کیا ہو سچان اللہ اپنے خصم کو تو کہا جائے
 کہ استدلال ایسی روایت سے ہونا ہے کہ ثقات سے ہم ہو چٹائی ہو اور اسکی سند مقبول ارباب تنقید ہو
 اور خود ایسی روایت سے استدلال کریں جو بالکل بصیرت و بے پتہ ہو یہ بیجائی دے شری نہیں
 ہو تو کیا ہو۔ **رابعاً** ایسے کے نیز تشنید المبانی میں بحجاب حدیث بمع و بصیر صدق اہل لعنت
 مجتہد صاحب کا ارشاد ہے کہ اکثر روایات مطروہ و ماوہ و کتب فریقین اندراج یافتہ و علما آن را
 تلقی بقبول کردہ انداخ عبارت بر ملا مذاہر ہی ہو کہ کتب علما میں مندرج ہونا روایت کا مستلحق قبول
 علما ہونکی دلیل نہیں ہو اور بدون تلقی بقبول علما ہونیکے حدیث محل اعتماد و نہیں ہوتی پس
 حضرات اہل لعنت سے پوچھا تو جائے کہ روایت ان الایہ عامۃ کس کتاب میں ہو اور
 کن علما نے مستلحق قبول کیا ہو بھلا خصم کو ایسی ہدایت کرنا پھر ایسی روایت سے حجت لانا
 بیجائی و مبشری نہیں ہو تو کیا ہو **خامساً** ایسے کے والد ماجد مجتہد منقذ صوارم عن ارشاد فرماتے ہیں

کم مذہبی خواہد بود کہ بعضی از روایات بے اصل یا اول دران مذہب نباشد انچہ پس بفرض محال
اگر اہل سنت خیر البریت کی کسی کتاب میں روایت ان الایۃ عامۃ ہو تو محض بے اصل ہوگی
اس سے احتجاج کرنا جہل یا تجاہل سے خالی نہیں ہو سکتا ہر سادہ سادہ ایسے کہ شیخ طوسی اثناعشری
اپنی کتاب سہمی بہذیب میں فرماتے ہیں کہ قال محمد بن الحسن ما یضمن ہذا الخبر
من قولہ ان اوصی بہ کلہ فہو جائز و ہون الراوی حاصل اسکا یہ ہے کہ اس خبر میں جو
بیان جواز وصیت کل ہے وہ راوی کا وہم ہے پھر شیخ موصوف کتاب تفت میں فرماتے ہیں قال
محمد بن الحسن ما یضمن ہذا الخبر الی ما قال فانہ غلط من الراوی حاصل یہ ہے کہ
جو اس خبر کے ضمن میں ہے وہ راوی کی غلطی ہے پس روایت ان الایۃ عامۃ بفرض محال اگر بہت
خیر البریت کی کسی کتاب میں ہے تو ضرور وہم راوی و غلطی حاکی ہے اس واسطے کہ چشم دید ہے کہ ہون
صالح کی خلافت وقوت و شوکت و غلبہ بر اہل عداوت جو آئیہ مذکورہ میں موعود ہے ہر زمانہ امت میں
تہیں ہے لہذا آیہ مذکورہ کا عام فی الامت ہونا خلافت چشم دید ہے اور جو روایت امر چشم دید کے خلاف
ہوتی ہے وہ اتہام یا وہم راوی ہوتی ہے پس روایت ان الایۃ عامۃ ضرور وہم یا اتہام راوی ہے یہی
روایت سے مقام احقاق حق میں تسک کرنا ضرور الہی یا البد فیہی ہے اور مناقشہ بہت متفہم میں
معلوم ہوگا کہ بوارق میں خود مجتہد صاحب کی تصریح ہے کہ اسبرامیہ کا اجماع ہے کہ آیہ مذکورہ سے زمانہ
امام ہمدی مراد ہے اور مفسرین و شکلین اہل سنت کی تصریح ہے کہ آیہ مذکورہ سے زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہے
یہاں برائے روایت ان الایۃ عامۃ مرود فریقین ہو گئی ایسی روایت سے تثبیت کرنا جو مرود
فریقین ہے مصداق الفرق بتبشیر کل حشیش ہونیکا اظہار کرنا ہے بالجملہ عیان مثل روز و شان ہو گیا
کہ کسی آیت میں کسی گروہ کی تخصیص ہونے سے کل آیات قرآنہ و جملہ احکام قرآنہ میں اس گروہ
کی تخصیص نہیں لازم آتی ہے بلکہ بعض آیات قرآنہ میں بعض اقوام کی تخصیص ہونا غیر ممکن الا تھا ہے
اور مومنین زمانہ نزول کی تخصیص آیہ مذکورہ نہ خلاف اقوال مفسرین اہل سنت ہے نہ خلاف روایات
اہل صداقت بلکہ موافق تصریح شکلین و مفسرین اہل رشادت ہے و بدینہ جو یہ مناقشہ بھی بسیار مستورا

وکان لم یکن شیا مذکور اہو گیا اور حقیقت وراشدیت ہر سہ خلافت پر آئی مذکورہ جیسی قطعیت الدلالت تھی
وہیسی قطعیت الدلالت رہی اور ہمیشہ وہیسی قطعیت الدلالت رہیگی اگر کہا جائے کہ اگر کسی آیت میں
کسی گروہ کی تخصیص ہوتی ہے تو اسکی کوئی وجہ ہوتی ہے آئیہ مذکورہ یعنی آئیہ استخلاف میں اگر مومنین
زمانہ نزول کی تخصیص ہے تو اسکی وجہ کیا ہے تو جواب یہ کہ اُسکے وجوہ بسیار آشکارا مجال انکار ہے
وجہ اول۔ سالار و شفی جلد پنجم صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے بیشک اس آیت میں خطاب اُن لوگوں
سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس آیت کے نازل ہونے سے
پہلے دولت اسلام سے مشرف ہو کر عمل صالح کرتے تھے انتہی بلفظہ پھر صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے
اس سے حکما انکار نہیں کہ وعدہ اُن لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود
تھے اور اُس سے پہلے ایمان قبول کر کے عمل صالح کرتے تھے انتہی ایضا بلفظہ یہ دونوں عبارتیں
صریح ہیں مومنین صالحین موجودین وقت نزول کی تخصیص آئیہ مذکورہ میں۔

وجہ دوم۔ مفسرین اہل لغت سے صاحب تفسیر عمدۃ البیان آئیہ مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے
ہیں کہ اس آیت میں خطاب ہے جمیع مومنین کی طرف جو کہ اُس زمانے میں تھے انتہی بلفظہ ہمیں
شک نہیں ہو سکتا ہے کہ اس عبارت میں لفظ اُس زمانے سے زمانہ نزول آئیہ مذکورہ مراد ہے اسی
یہ عبارت نص صریح ہے آئیہ مذکورہ میں مومنین صالحین موجودین وقت نزول کی تخصیص ہے پھر۔

وجہ سوم۔ مولوی حکیم علی اظہر صاحب اپنی کتاب سبھی بذوالفقار حیدر میں لکھتے ہیں یا ایہذا
الذین امنوا من یردد منکم عن دینہ کا شفع ہے کہ مرتدین صحابہ مخاطبین سے ہوں
جیسا کہ مقتضائے لفظ منکم ہے انتہی بلفظہ یردد الزوائد پھر صفحہ پھر کے بعد لکھتے ہیں یا ایہذا الذین
امنوا من یردد منکم عن دینہ کا صاف صاف مقتضائے ہے کہ صحابہ موجودین حاضرین مخاطبین
سے کچھ لوگ مرتد ہوں انتہی بقدر الحاجت آئیہ مرقومہ کو آئیہ قتال مرتدین کہتے ہیں اور ہمیں شک
نہیں ہے کہ صحابہ موجودین مخاطبین عبارت ہے مومنین موجودین وقت نزول آئیہ مرقومہ سے
بدینہ جو ہر دو عبارت مذکورہ سے عیاں مثل روز روشن ہے کہ بوجہ لفظ منکم کے آئیہ مرقومہ کا صریح

مقتضایہ ہر کہ مومنین موجودین وقت نزول آیہ مذکورہ سے کچھ لوگ مرتد ہوں اسی طور سے بوجہ لفظ منکم کے آیہ اختلاف کا صریح مقتضایہ ہر کہ مومنین صاحبین موجودین وقت نزول آیہ مذکورہ سے کچھ لوگوں کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ ہو یہی مراد ہر شخص مومنین صاحبین زمانہ نزول سے۔

وجہ چہارم۔ متکلمین معتدین اہل لعنت سے جناب مولوی غار علی صاحب مجتہد دہلوی فی حق المفاظ صفحہ ۴۴ میں لکھتے ہیں خدا تعالیٰ در آیہ اختلاف وعدہ مالکیت و وراثت زمین و مکیں دین و زوال خوف کہ مہاجرین کردہ بود تا اچانکہ گفتہ کہ مقید کردن مہاجرین ربابا و لین نہایت بیجا است بلکہ ایچ در شان مہاجرین مطلق است یعنی جمیع مہاجرین انتہی بلفظ جواب مناقشہ یکم کی وجہ نہم میں معتبر تفسیر کاشانی اثنا عشری سے واقعہ نزول آیہ مذکورہ جو نقل کیا گیا ہے وہ اور یہ عبارت مجتہد دہلوی دونوں صریح ہیں اس میں کہ آیہ مذکورہ میں مومنین صاحبین سے خاص مہاجرین مراد ہیں جس میں غیر مومنین موجودین وقت نزول آیہ مذکورہ سے کوئی داخل نہیں ہے یہی مراد ہر شخص مومنین زمانہ نزول سے۔

وجہ پنجم۔ مجتہد لکھنوی سلطان العلماء اثنا عشری بوارق میں فرماتے ہیں کہ اصل حمل لفظ عربی ہوتا ہے لغویات نامی کہ نقل آن از معنای اصلی بمعنای اصطلاحی ثابت نشود و اخیر عبارت صیرتہ الدالات ہے اس پر کہ جو لفظ عربی منقول اصطلاحی نہیں ہے وہ لفظ عربی معنای اصلی لغوی پر محمول ہوتا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ لفظ کھ لفت میں حاضرین موجودین وقت خطاب کی واسطے موضوع ہے اور منقول از معنی لغوی بھی نہیں ہے بلکہ اس کے عبارت مذکورہ بوارق سے خوب واضح ہو گیا کہ بوجہ لفظ کھ کے آیہ مذکورہ میں تخصیص مومنین موجودین وقت نزول آیہ مذکورہ لا بدی ہے۔

وجہ ششم۔ معالم الاصول میں جو کہ حضرات اہل لعنت کی کتب معتبرہ اصول فقہ سے ہو لکھا ہے و ما وضع لخطاب المشافهة فهو ایهما الناس و ایهما الذین اصنوا لادعہ بصیغۃ من تاخر عن زمن الخطاب و اما یثبت حکمہ لم یجد لیل اخر الخ

نقل عن هدايات الرشيد جوفظ موضوع ہر خطاب مشافہ کیوسطے جیسا کہ یا ایہذا الناس اور
یا ایہذا الذین آمنوا وہ لفظ موضوع بصیغہ خود نہیں شامل ہوتا ہر زمانہ خطاب کے بعد والون کو اور
نہیں شامل ہوتا ہر حکم اسکا زمانہ خطاب کے بعد والون کو مردوسری دلیل سے وہ یہ عبارت
نفس جلی ہر اسیر کہ جوفظ خطاب مشافہ کیوسطے موضوع ہر آیات قرآنیہ میں بھی وہ لفظ زمانہ نزول
خطاب کے بعد والون کو شامل نہیں ہوتا ہر بلکہ در صورت نہوے کسی دلیل خارجی کے اسکا حکم بھی
زمانہ خطاب کے بعد والون کو شامل نہیں ہوتا ہر بلکہ لفظ اور حکم دونوں زمانہ خطاب والون کے ساتھ
خاص ہوتے ہیں اور لفظ کہ بے شبہ خطاب مشافہ کے واسطے موضوع ہر اور آیہ مذکورہ کا زمانہ خطاب
کے بعد والون کو شامل ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے لہذا آیہ مذکورہ میں لفظ اور حکم دونوں زمانہ نزول
خطاب یعنی زمانہ نزول آیہ مذکورہ کے ایمان والون کے ساتھ خاص ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

وجہ ہفتم آیہ مذکورہ میں جو مومنین صالحین کو خلافت اور غلبہ دینے کا وعدہ ہر مطابق اسکے ہر زمانہ
امت محمدیہ میں واقع نہیں ہر لہذا ہر زمانیکے مومنین صالحین امت مراد نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ قطعاً
کسی زمانہ خاص کے مومنین صالحین مراد ہونگے اور وہ زمانہ خاص ازمنہ بعد نزول آیہ مذکورہ سے
نہیں ہو سکتا ہر کیونکہ ازمنہ بعد خطاب سے کسی زمانیکے اشخاص کے ساتھ لفظ کہ کا خاص ہونا
کسی خطاب میں کوئی نہیں دکھا سکتا ہر اور بوجہ صیغہ جمع مذکر حاضر غیر منقول شرعی ہونے کے
موجودین زمانہ نزول آیت کا اصل اور حقیقت لفظ کہ ہونے سے کوئی اشکار نہیں کر سکتا ہر لہذا
جس زمانہ خاص کے مومنین صالحین آیہ مذکورہ سے مراد ہیں بوجہ لفظ کہ کے وہ زمانہ خاص
بجز زمانہ نزول آیہ مذکورہ کے اور کوئی زمانہ نہیں ہو سکتا ہر لہذا آیہ مذکورہ میں مومنین صالحین
موجودین زمانہ نزول آیہ مذکورہ کی تخصیص ہونے میں کوئی عاقل فحیما چون چرائیں کر سکتا ہر۔

وجہ ہشتم آیہ مذکورہ میں لفظ منکھ تاکید نہیں ہو سکتا ہر اولاً ایسے کہ تاسیس صل ہر تاکید
غیر اصل اور بدون معتذر ہونیکے اصل متروک نہیں ہوتا ہر اور تاسیس ہونا جو اصل ہر آیہ مذکورہ کے
منکھ میں معتذر نہیں ہر لہذا آیہ مذکورہ میں لفظ منکھ تاکید نہیں ہو سکتا ہر بلکہ قطعاً تاسیس ہر

ثانیاً ایسے کہ تائیس میں افادہ جدید ہوتا ہے اسی سے بدون تعذر کے ترک میں نہیں آسکتا ہرگز
 تاکید میں افادہ جدید نہیں ہوتا ہے اسی سے بدون تعذر کے ارتکاب میں نہیں آسکتا ہرگز اور آیت مذکورہ
 کی لفظ منکم میں نہ وہ تعذر ہے جس سے ترک افادہ جدید ہونہ وہ تعذر جس سے ارتکاب مافادہ
 جدید ہو ہی نہ جو آیت مذکورہ میں لفظ منکم تاکید نہیں ہو سکتی ہر بلکہ یقیناً تائیس ہر ثالثاً ایسے کہ
 اہل لعنت کے نزدیک آیت مذکورہ میں لفظ منکم قاطبہ بیان ہے جو کسی حال میں تاکید نہیں ہوتا
 ہے ہی نہ جو بھی لفظ منکم آیت مذکورہ میں تاکید نہیں ہو سکتی ہر بلکہ جزاً تائیس ہر رابعاً ایسے کہ
 رسالہ کافیہ تک جسکی مبلغ عربیت ہے اس پر بھی مخفی نہیں ہے کہ تاکید لفظی بدون تکرار لفظی کے نہیں
 ہوتی ہے اور آیت مذکورہ میں لفظ منکم مکرر نہیں ہے لہذا تاکید لفظی نہیں ہو سکتی ہے اور جن لفظ
 کے ساتھ تاکید معنوی ہوتی ہے لفظ منکم ان الفاظ میں داخل نہیں ہے لہذا تاکید معنوی بھی نہیں
 ہو سکتی ہے پس آیت مذکورہ میں لفظ منکم نہ تاکید لفظی ہے نہ تاکید معنوی بلکہ یقیناً تائیس ہے
 اور قرآن پاک کی جن آیتوں میں اہل ایمان سے خطاب ہے ان آیتوں میں لفظ کہ اور اس کے مثل
 سے وقت نزول آیت ملے اور بعد ملے جمیع مومنین مراد ہوتے ہیں تغلیباً جب عموم حکم ضروری
 ہوتا ہے اور صرف وقت نزول آیت ملے جمیع مومنین مراد ہوتے ہیں حقیقتہً جب عموم حکم ضروری نہیں
 ہوتا ہے ان دونوں طریقوں کے سوا اور کسی طریق سے اہل ایمان کے خطاب میں لفظ کہ اور
 اس کے مثل کا استعمال کوئی نہیں دکھا سکتا ہے نفس آیت میں ایسی تفسیر موجود ہونے کے بغیر
 کہ یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البیت میں لفظ اهل البیت لفظ کہ کی تفسیر
 ہے اور یہ کھلا ہوا ہے کہ آیت اختلاف میں جو خطاب اہل ایمان ہے جس طور سے لفظ منکم تاکید
 نہیں ہے اسی طور سے لفظ کہ کی تفسیر بھی نہیں ہے لہذا آیت مذکورہ میں لفظ الذین امنوا منکم
 وعلو الصلح سے یا وقت نزول اور بعد نزول آیت کے جمیع مومنین صالحین بدون تشنا
 کیسے مراد ہوں گے تغلیباً یا صرف وقت نزول آیت کے جمیع مومنین صالحین بدون تشنا
 کیسے مراد ہوں گے حقیقتہً ان دو احتمالوں کے سوا تیسرے کوئی احتمال بیان نہیں کیا ہو سکتا ہے

اور ان دونوں احتمالوں میں احتمال اول یعنی وقت نزول اور بعد نزول آیت کے جمیع مومنین صاحبین مراد ہونا غیر ممکن ہوا۔ اسیلئے کہ معنی حقیقی سے معنی غیر حقیقی کی طرف لفظ کم کا عدل ہو جائیگا جو بغیر ضرورت داعیہ کے کسی حال میں جائز نہیں ہوا اور اس آیت میں کوئی ضرورت داعیہ اس عدول کی نہیں ہے بدینوجہ وقت نزول اور بعد نزول کے جمیع مومنین کسی طرح مراد نہیں ہو سکتے ہیں۔ ثانیاً اسلئے کہ بغیر ضرورت عموم حکم کے وقت نزول اور بعد نزول کے جمیع مومنین مراد نہیں ہوتے ہیں اور یہ آیت احکام کی آیتوں سے نہیں ہے بلکہ اخبار غیب کی آیتوں سے ہے پس ضرورت عموم حکم اس آیت میں نہیں ہو سکتی ہے بدینوجہ بھی وقت نزول اور بعد نزول کے جمیع مومنین کسی طرح مراد نہیں ہو سکتے ہیں۔ ثالثاً اسلئے کہ مومنین صالحین کا زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا جو آیہ مذکورہ میں موعود ہر مطابقت اسکے ہر زمانے میں واقع نہیں ہے بدینوجہ بھی وقت نزول اور بعد نزول کے جمیع مومنین صالحین کسی طرح مراد نہیں ہو سکتے ہیں۔ رابعاً اسلئے کہ بدون لفظ منکم کے وقت نزول اور بعد نزول کے جمیع مومنین صالحین بے شبہ مراد ہو سکتے ہیں پس لفظ منکم محض بیکار و بیفائدہ ہو جائے گا۔ بدینوجہ بھی وقت نزول اور بعد نزول کے جمیع مومنین صاحبین کی سطح مراد نہیں ہو سکتے ہیں پس جب احتمال اول یعنی وقت نزول اور بعد نزول آیت کے جمیع مومنین صاحبین مراد ہونا غیر ممکن ہو گیا تب احتمال دوم یعنی صرف وقت نزول آیت کے جمیع مومنین صالحین مراد ہونا متعین و متیقن ہو گیا خلاصہ یہ کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین قوت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے صرف وہی مومنین صاحبین مراد ہونیکے بغیر نہ آیہ مذکورہ میں لفظ کم کا استعمال صحیح ہو سکتا ہے نہ لفظ منکم کا کوئی فائدہ باقی رہ سکتا ہے نہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے صرف انہیں مومنین صالحین کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے میں جسکو کچھ بھی خوف خالق یا شرم خلاق ہے وہ ہرگز حرج و حرا نہیں کر سکتا ہے یہی مراد ہر زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین

بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے اُن مومنین صالحین کی تخصیص سے جب یہ تخصیص ثابت ہو گئی تب یہ کاشمیں اذاتجلی ہو گیا کہ آیہ مذکورہ میں جن مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں اعدا پر غلبہ عطا کر نیکا وعدہ ہے اُن مومنین صالحین کا زمرہ کلمہ گویان اسلام قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا لابدی ہے اور یہ معلوم ہے کہ زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان دونوں امور کا اجتماع زمرہ مذکورہ سے بجز خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی میں نہیں ہوا جس سے کاشمیں اذاتجلی ہو گیا کہ جن مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ عطا کر کے خداوند کریم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے وہ مومنین صالحین خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں لہذا ہر سہ خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ حاصل ہونے کے بعد حصول غلبہ کے پیشتر سے ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانیکا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں اُن لوگوں کا کفر اور فسق میں کامل ہونے پر آیہ مذکورہ ایسی قطعیت الدلالت ہے جیسا کہ صدور حدیث رایت کے دوسرے روز جناب امیر کونشان جنگ حضرت خیر البشر سے اور فتح جنگ فضل خالق اکبر سے دونوں حاصل ہونے کے بعد انجناب کے محبوب و محب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور قطعیت الدلالت ہے۔

مناقشہ سوم وہ ہے جسکو مجتہد لکھنوی نے بوارق میں اور مجتہد دہلوی نے دفع المغالین اور اُن کے صاحبزادے نے تحفۃ الاشعرۃ میں اور مولوی نادر حسین صاحب نے اپنے رسالہ ناصرۃ معروف برسالہ روشنی میں جسکو ایک جاہل کے نام سے شائع کیا ہے نہایت طمطراق سے لکھا ہے حاصل اُسکایہ ہے کہ معاویہ و دیگر اکثر امراء و سلاطین مابعد کو اپنی اپنی امارت و سلطنت میں خلفائے ثلاثہ سے زیادہ غلبہ بر اعدا ہوا ہے یا و صفائین معاویہ اور اُن امراء و سلاطین کے خلفائے بحق ہونے پر آیہ مذکورہ میں دلالت اہل سنت کے نزدیک بھی نہیں ہے پھر محض غلبہ بر اعدا ہونیکا وجہ سے حقیقت خلافت ثلاثہ پر آیہ مذکورہ میں کیونکر دلالت ہو سکتی ہے ہرگز نہیں ہو سکتی ہے۔

جواب کلام اہل سنت میں جن امور کی تصریح موجود ہو ان امور سے چشم پوشی کر کے عوام کی راہزنی کرنے پر خدا کی لعنت فرستگان خدا کی لعنت کل بندگان خدا کی لعنت از آسمان نازل ہوگا اور دیگر کتب اہل سنت میں وائسگاف مذکور ہے کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے آیہ مذکورہ میں انھیں مومنین صالحین کو زمین میں بغاوت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ عطا کر دینکا وعدہ ہے لہذا آیہ مذکورہ میں حقیقت وراشدیت خلافت پر دلالت ہونے کے واسطے خلیفہ کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا بھی ضروری ہے اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب ہونا بھی ضروری ہے حضرت امیر معاویہ و دیگر اکثر امرا و سلاطین مابعد اگرچہ اپنی اپنی امارت و سلطنت میں اعدا پر غالب ہوئے ہیں لیکن زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے تھے اسوجہ سے امیر معاویہ اور ان امرا و سلاطین کے خلفا بحق معنی پر آیہ مذکورہ میں دلالت نہیں ہو سکتی ہے اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے بھی تھے اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب بھی ہوئے اسی سے حقیقت وراشدیت ہر سہ خلافت پر آیہ مذکورہ کی دلالت یقینی قطعیت پر جیسا کہ جناب امیر کے محبوب و محبوب خدا و رسول معنی پر حدیث رایت کی دلالت قطعیت ہے چونکہ یہ کلمہ سطح مخفی نہیں ہو سکتا ہے کہ صرف زمانہ خلافت میں خلیفہ کا برابر اعدا پر غالب ہونا استدلال آیہ مذکورہ کی بنا نہیں ہے بلکہ خلیفہ کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا بھی ضروری ہے لہذا مجتہد دہلوی نے دفع المغالطہ میں ایک دوسرا کلام ارقام فرمایا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ معاویہ نزول آیہ مذکورہ سے پہلے زمرہ کلمہ گویان اسلام میں داخل ہو چکا تھا اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب بھی ہوا تھا با وصف این اہل سنت کے نزدیک بھی آیہ مذکورہ حقیقت وراشدیت خلافت معاویہ پر دال نہیں ہے چنانچہ خلفائے ثلاثہ کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونے اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب ہونے کی وجہ سے حقیقت وراشدیت ہر سہ خلافت پر آیہ مذکورہ کیون دال ہوگی ہرگز نہ ہوگی۔

جواب یہ کہ ابھی بحجاب مناقشہ یکم معرض بیان میں آچکا ہے کہ اہل لعنت کی معتبر تفسیر کا ثانی
 میں آیہ مذکورہ کا واقعہ نزول یہ مذکور ہے کہ فقرے مہاجرین بعد از ہجرت مدینہ در منازل انصار
 جائے گرفتند و قریش بالکثر قبائل سوب کہ در مکہ و شرب بودند بر محاربت ایشان اتفاق نمودند و شب
 و روز پیامہامی تهدید آمیز و سختان فتنہ انگیز میفرستادند مہاجرین سلاح با خود داشتندے روزگار
 بہول و ہراس گذرانیدندے و با یکدیگر گفتندے آیا بر ما زنی در آید کہ خود را ایمن و بغراغت خاطر
 بنیم آیت آمد وعدہ اللہ الذین امنوا منکم الذین امنوا منکم لا یسمین شک نہیں ہے کہ مہاجرین کی منازل
 انصار میں رہنا اور کفار مکہ کی دہشت آمیز خبروں سے ترسان و ہراسان و باسلاح رہنا اور پوچھنا
 یہ کہنا کہ ایسا بھی کوئی زمانہ ہوگا کہ ہم اپنے کو امینی اور فارغ البالی میں دیکھیں یہ حالت مہاجرین
 کی اول سال ہجرت میں جنگ بدر سے پہلے تھی حسین آیہ مذکورہ نازل ہوئی جسکے سات برس
 بعد یوم حدیبیہ کو حضرت امیر معاویہ نے اسلام قبول کیا ہے چنانچہ تطہیر الجنان ابن حجر بیہقی میں
 بوجہ احق مذکور و مسطور ہے اور ازالۃ الخفاء میں ہے کہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ آیہ مذکورہ میں منکوحات
 ہے مومنین موجودین وقت نزول آیہ مذکورہ سے معاویہ و دیگر امروسلطین بعد معاویہ خارج
 ہوں گے پس حضرات اہل لعنت کم از کم اپنی کتب سے حضرت معاویہ کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از
 قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا ثابت کریں والا اپنے مجتہد دہلوی کے جناب میں بکمال ادب
 لعنة الله علی الکاذبین تلاوت فرمائیں اور سینے ابھی بحجاب مناقشہ دوم آیہ مذکورہ میں
 تخصیص مومنین زمانہ نزول ہونیکے وجہ چارم میں خود مجتہد موصوف کی عبارت جو منقول
 ہو چکی ہے وہ عبارت اور واقعہ نزول آیہ مذکورہ صریح ہیں اس میں کہ آیہ مذکورہ کی دلالت حقیقت
 راشدیہ خلافت کے واسطے صرف خلیفہ کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے
 ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر اعداد پر غالب ہونا کافی نہیں ہے بلکہ خلیفہ کا زمرہ مہاجرین سے
 ہونا بھی ضروری ہے اور حضرت معاویہ زمرہ مہاجرین سے تھے اور ہر سر خلیفہ کا زمرہ مہاجرین
 سے ہونا ایسا ہے کہ ہرگز انکار نہیں ہو سکتا ہے اسی سے جناب امیر نے آیہ مذکورہ کو خلافت

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر محمول کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے چنانچہ بحجاب مناقشہ کلمہ واضح ہو چکا اور مفسرین معتدین امامیہ سے ملا کا شافی نے خلاصۃ المنہج و منہج الصادقین شرح نہج البلاغہ میں زمانہ خلفائے ثلاثہ میں وعدہ آیہ مذکورہ کا پورا ہونا ایسی عبارت سے بیان کر دیا ہے کہ سبیل توجیہ و تاویل بالکل مسدود ہے چنانچہ نیز بحجاب مناقشہ کلمہ واضح ہو چکا اور آیہ مذکورہ کی دلالت بحقیقت خلافت معاویہ کا جو اس وقت تک کوئی قائل نہیں ہے بلکہ سب منکر ہیں وہ دلیل اس امر کی ہے کہ اس وقت تک سب کو معلوم ہے کہ معاویہ نہ زمرہ ہاجرین سے تھے نہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے بدین وجہ اس مناقشہ کا افتر اصحیح و بہتان فقیح ہونا آشکارا مجال انکار ہو کر استدلال اہل سنت زیادہ استوار از سکندری جدا ہو گیا۔

مناقشہ چہارم آیہ مذکورہ میں مومنین صاحبین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں اہل اعدا پر غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہے اور ثلاثہ ایمان و عمل صالح دونوں سے عاری تھے پہلے ثلاثہ کا ایمان و عمل صالح ثابت کرنا چاہیے جو وہ کامل و دلائل قویہ سے جو کہ مسکت خیم ہوں بغیر اسکے حقیقت خلافت ثلاثہ پر آیہ مذکورہ سے استدلال کرنا خطر الفتاد ہے اور آیہ مذکورہ سے ثلاثہ کا ایمان و عمل صالح ثابت کرنا مسلمہ دور ہے کمالا یخفی اس مناقشہ کو مجتہد لکھنوی نے بوارق میں اور مجتہد دہلوی نے دفع المغالطہ میں نہایت دھوم دھام سے ارقام فرمایا ہے چنانچہ عبارت مجتہد لکھنوی یہ ہے ارادہ خلافت ثلاثہ از آیہ مسطورہ غیر معقول است بچند وجہ اول آنکہ حق تعالیٰ مومنین صالحین کا وعدہ استخلاف و سایر امور زبورہ فرمودہ و خلفائے شما از ایمان و عمل صالح اصلاً بہرہ داشتند تا اپنے گفتہ کہ اولاً اثبات ایمان و عمل صالح آہنا نماید بعد از ان احتجاج باین آیہ و اثبات ایمان و عمل صالح آہنا آدہمین آیہ مستلزم دور است کمالا یخفی انتہی بلفظہ اور عبارت مجتہد دہلوی یہ ہے اول می باید کہ استقامت ایمان ثلاثہ و صلاحیت عمل ایشان بوجہ کاملہ و دلائل قویہ کہ مسکت خیم باشند با ثبات رسانند من بعد ادعای شمول ایشان در وعدہ استخلاف بکنند و در خطر الفتاد انتہی بلفظہ۔

جواب آفتاب پر کیسے ڈالنے سے خاک نہیں پڑتی ہے بلکہ ڈالنے والے کے سر پر آتی ہے چنانچہ

دونوں مجتہدوں کے کہنے سے ہر سہ خلیفہ کا مومن صالح ہونا آیا یہ مذکورہ سے ثابت کرتے ہیں شرط القضا
ہونا مستلزم دور ہلکے دونوں مجتہدوں کا زمرہ ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون
اور زمرہ یکتون الحق وہم یعلمون سے ہونا آشکارا کہ شمس فی نصف النهار ہو گیا کیونکہ ہر خلیفہ
کا مومن صالح ہونا آیا یہ مذکورہ سے ثابت کرنے میں اگر شرط القضا یا مستلزم دور ہو گا تو اہل لعنت کے
کل دلائل خلافت بلا فصل علی میں بھی شرط القضا اور مستلزم دور ہو گا مثلاً حضرات اہل لعنت آیا
انما ولیکم اللہ سے خلافت بلا فصل علی پر جو استدلال کرتے ہیں اُس میں اس کلام ہر دو مجتہد مقام
سے ضروریہ کلام پیدا ہو گا کہ ایمان کامل واقات صلوٰۃ وایاتی زکوٰۃ وشیوع کامل صفات اربعہ
کا ملہ کے جامع شخص کو اس آیت میں ولی کہا ہے اور اہل لعنت کے علی صفات اربعہ مذکورہ سے
بالکل عاری تھے پہلے علی کو جامع صفات اربعہ مذکورہ ثابت کرنا چاہیے وجوہ کاملہ ودلائل قویہ
سے جو کہ مسکت خصم ہوں بغیر اسکے شرط القضا ہے اور اس آیت سے علی کو جامع صفات اربعہ
مذکورہ ثابت کرنا مستلزم دور ہو گا لایخفی اور حضرات اہل لعنت حدیث غیر ترغی من کنت
صولاً فعله مولاہ میں مولا یعنی اولی بالتصرف لیکہ خلافت بلا فصل علی پر جو استدلال کرتے
ہیں اُس میں بھی اس کلام ہر دو مجتہد مقام سے ضروریہ کلام پیدا ہو گا کہ یہ استدلال موقوف ہو علی کے
اولی بالتصرف ہونے پر حالانکہ اہل لعنت کے علی اولی بالتصرف تھے پہلے علی کو اولی بالتصرف ثابت کرنا
چاہیے وجوہ کاملہ ودلائل قویہ سے جو کہ مسکت خصم ہوں بغیر اسکے شرط القضا ہے اور اسی حدیث
سے علی کو اولی بالتصرف ثابت کرنا مستلزم دور ہو گا لایخفی اور حضرات اہل لعنت حدیث این یعنی
لاعطین الراية غداً ارجا لا یحب اللہ ورسوله ویحبہ اللہ ورسوله کراۃ غیر فرار
یفتح علی یدیدہ سے خلافت بلا فصل علی پر جو استدلال کرتے ہیں اُس میں بھی اس کلام ہر دو
مجتہد والا مقام سے ضروریہ کلام پیدا ہو گا کہ اس حدیث میں مرد محبوب و محبوب اور رسول و موعود بریت
اور مبشر نصرت ہے اور اہل لعنت کے علی محبوب و محبوب خدا و رسول تھے پہلے علی کو محبوب و محبوب رسول
ثابت کرنا چاہیے وجوہ کاملہ ودلائل قویہ سے جو کہ مسکت خصم ہوں بغیر اسکے شرط القضا ہے اور اس

حدیث سے علی کو محبوب و محبوب خدا و رسول ثابت کرنا مستلزم دور ہر گز لایعنی بالجملہ مقدمہ علی رضی
 میں آیت یا حدیث سے جو استدلال کیا جائے گا اُس میں ہر طور سے خطر القتاد بھی پیدا ہوگا مستلزم
 دور بھی پیدا ہوگا پس مذہب اہل لعنت کی جڑ کٹ گئی مذہب اہل سنت محکم یا مثل عرض کبریا ہو گیا کیونکہ
 اہل سنت کے نزدیک حدیث مذکور میں جو خبر ہو کہ بروز فردا ایک مرد محبوب و محبوب خدا و رسول کو
 دست مصطفیٰ سے نشان جنگ اور فضل خدا سے فتح جنگ و ونون حاصل ہونگے اور صدور حدیث مذکور
 کے دوسرے دن نشان جنگ از دست مصطفیٰ اور فتح جنگ از فضل خدا و ونون کا اجتماع ضرور ہوا
 سے بجز علی رضی کے اور کسی میں نہیں ہوا بنا براسکے حدیث مذکور سے علی رضی کا محبوب و محبوب خدا
 و رسول ثابت ہونا بالکل صاف و صریح ہوا اُس میں نہ خطر القتاد ہرگز نہ مستلزم دور اُس میں نہ خطر القتاد یا تسلیم
 دور بتانا محض اپنی الہی یا البد فریبی کا افشا کرنا ہر اسی طور سے زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ
 مذکورہ سے بلکہ زمرہ ہماجرین سے جو مومنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے اُن مومنین
 صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ عطا کرنے کا وعدہ آیہ مذکورہ میں ہر
 اور بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان دونوں
 امروں کا اجتماع زمزمین مذکور میں سے بجز خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی میں نہیں ہوا بنا براسکے
 آیہ مذکورہ سے ہر خلیفہ کا مومن صالح ثابت ہونا بالکل صاف و صریح ہوا اُس میں نہ خطر القتاد ہرگز نہ مستلزم
 دور اسکو خطر القتاد یا مستلزم دور کرنا محض اپنی الہی یا البد فریبی کا افشا کرنا ہر لہذا اُس سے اہل سنت
 کا استدلال بآیہ مذکورہ ہرگز ضعیف نہیں ہو سکتا ہر ملک یا زیادہ قوی ہوتا ہر اسی سے مجبور ہوئے مفسرین
 اہل لعنت ملکا کا شانی نے تفسیر خلاصۃ المنہج اور تفسیر منہج الصادقین اور شرح نہج البلاغۃ میں وعدہ
 آیہ مذکورہ کا خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں پورا ہونا ایسی عبارت سے بیان کر دیا ہر کہ سبیل تاویل
 بالکل مسدود ہر چنانچہ بحجاب مناقشہ یکم واضح ہو چکا اور سینہ جناب امیر نے آیہ مذکورہ سے زمانہ خلافت
 ثلاثہ مراد ہونے کی وقتاً فوقتاً شہادت دی ہر چنانچہ نیز بحجاب مناقشہ یکم واضح ہو چکا لہذا اہل سنت کے
 استدلال بآیہ مذکورہ میں کلام کرنا جناب امیر کی خطیہ کرنا ہر جو کہ حسب مذہب اہل لعنت کفر شدید ہر

پس اہل سنت کے استدلال بآیہ مذکورہ میں ضعف پیدا کرنے کے واسطے حضرات اہل لعنت حسب فرارواہ خود کفر شدید کے مرکب ہوئے ہیں جس سے اہل سنت کے استدلال مذکور کا استوار مثل پایہ عرش کردگار ہونا آشکارا مجال انکار ہو کر حضرات اہل لعنت کا زمرہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون اور زمرہ یکتون للعق وہم یعلمون سے ہونا اظہر من الشمس ایں من الالمس ہوتا ہے پس بدستور مناقشات سابقہ مناقشہ بھی خاک سیاہ ہو گیا اور استدلال اہل سنت مثل پایہ عرش رب العزت محکم و مستحکم ہو گیا۔

مناقشہ پنجم اس آیت میں استخلاف سے استخلاف شرعی مراد نہیں ہے بلکہ اختلاف لغوی مراد ہے اور نزاع مابین الفرقین استخلاف شرعی میں ہے نہ استخلاف لغوی میں پس یہ استدلال غیر محل نزاع میں واقع ہے یہ مناقشہ بھی بوارق و دفع المغالطہ و تحفۃ الاشعرہ میں بہت زور دیکے سر کیا گیا ہے اور حسب اظہار الحق ملاح عبداللہ مشہدی کا یہ ایجاد ہے۔

جواب اول یہ کہ لغت میں استخلاف کے چند معنی آئے ہیں از الجملہ وارث زمین و مالک سلطنت کرنا ہے اور اس آیت میں یہی معنی مراد ہیں بوجہ بسیار اول یہ کہ مناقشین الامم میں سے خود مولوی عماد الدین صاحب مولف دفع المغالطہ اپنی تفسیر عمدۃ البیان میں لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ تسلی مومنین کے واسطے فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا وامنکم الخ یہ عبارت بر ملا ندادی رہی کہ اس آیت میں استخلاف سے ارث میں اور مالک سلطنت کرنا مراد ہے کیونکہ استخلاف کے اور کسی معنی سے تسلی مقصود نہیں ہے و وہم یہ کہ غفریب مذکور ہو چکا ہے کہ حضرات اہل لعنت کی معتبر تفسیر خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے لیستختلفنہم ہر آئینہ خلیفہ گردانہ البتہ ایشان را فی الاخری در زمین کفار از عجب و عجم انتہی یہ عبارت صریحۃ الدلالت ہے اس آیت میں استخلاف سے وارث زمین و مالک سلطنت کرنا مراد ہونے پر کیونکہ مومنین موعودین بالخلافت کو عرب و عجم کی زمین میں خلافت دینا کھلا ہوا وارث زمین اور مالک سلطنت کرنا ہے سو ہم یہ کہ نیز تفسیر مذکور میں بدیل یجیل و نخی لا یشترکون فی شئی لکھا ہے یعنی خلافت و حکومت مباحہ ایشان را ز عبادت و توحید بازند و انتہی یہ عبارت صریح تبارہ ہے کہ اس آیت میں استخلاف سے زمین میں حکومت

اور جاہ و عزت و دنیا ہر ایک کو وارث زمین و مالک سلطنت کرنا کہتے ہیں چارم یہ کہ نیز تفسیر مذکور میں
 ذیل ولیمکن لھم دینھما الذی اردتھما لھما لکھا ہے کہ مراد آنت کہ دین اسلام را بر ہمدایان
 غالب گردانند انتہی دین اسلام کا کل ادیان باطلہ پر غالب ہونا جو عبارت ہے کل ادیان باطلہ سے دین
 اسلام کا قوت و شوکت میں زیادہ ہونے سے بدون سلطنت اہل اسلام کے متصور نہیں ہے بدینوجہ یہ عبارت
 بہایت وضاحت افادہ کر رہی ہے کہ اس آیت میں اختلاف سے وارث زمین و مالک سلطنت کرنا مراد
 ہے جو پہلے یہ کہ نیز تفسیر مذکور میں ولید لھم دینھما الذی اردتھما لھما لکھا ہے بعد خوف خدا از تیس
 ایشان از دشمنان امنائے ایشان انتہی ظاہر بات ہے کہ اُس زمانے میں کفار روم و کفار فارس
 بھی بوجہ دعوت اسلام کے اہل اسلام کے دشمن جان و مال اور عہد و دین و ایمان تھے ایسی سلطنت قاہرہ و
 دہمیت باہر و اُعلیٰ دشمنوں کا خوف بدون حصول سلطنت عظیمہ و قوت شدیدہ کے ذائل نہیں ہو سکتا اگر
 حالانکہ حسب مفاد اس عبارت کے خلافت موعودہ آیہ مذکورہ میں مومنین موعود دین باخلافت سے
 خوف دشمن ذائل ہونا ضروری ہے بنا براسکے اس عبارت سے آشکارا نا مجال انکار ہو گیا کہ اس آیت
 میں اختلاف سے وارث زمین و مالک سلطنت کرنا مراد ہے کشتہ ششم یہ کہ نیز تفسیر مذکور میں عہد خلافت
 آیہ مذکورہ کی نسبت لکھا ہے و در اندک زمانے حق تعالیٰ بوندہ مومنان فائز و جزائرب و دیار کسری بلاد
 روم بدیشان ارزانی فرمودہ انتہی عبارت بلیغہ بصورت رفیعہ مراد یہ ہے کہ اس آیت میں اختلاف
 سے قطعاً وجدوارث دین و مالک سلطنت کرنا مراد ہے کیونکہ مومنین موعود دین باخلافت کو ملک روم
 و ملک فارس و ملک عرب را زانی فرمائے صریح سلطنت عظیمہ عطا کرنا ہے ہفتیم یہ کہ جناب مولوی عمار علی صاحب
 مذکور نے دفع المفاطمین لکھا ہے کہ مراد آیہ مذکورہ اس آیت کہ خدائے تعالیٰ بمومنین صالحین وعدہ کردہ
 میفرماید کہ شمار مالک و وارث زمین خواہم کرد انتہی یہ عبارت نص صریح ہے اس آیت میں اختلاف سے
 تحت نشین سلطنت کرنا مراد ہونے پر کیونکہ وارث زمین مالک سلطنت کو کہتے ہیں ہشتیم یہ کہ حق تعالیٰ نے
 اختلاف موعود کو جو اختلافات سابقین سے تشبیہ دی ہے اسکی نسبت مولوی صاحب موصوف نے
 اپنی کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ بعد ہلاک فرعون و قوم او ساہرینی اسرائیل اور عہد حضرت موسیٰ مالک

و وارث زمین ایشان گردانید انتمی فرعون سلطنت عظیمہ کا مالک تھا لہذا فرعون اور قوم فرعون کو ہلاک
 کر کے بنی اسرائیل کو مالک اور وارث زمین کرنا صریح مالک سلطنت کرنا ہو بنا براسکے یہ عبارت بھی صریح لفظ
 ہے اس آیت میں استخلاف سے مالک سلطنت کرنا مراد ہونے پر نہم یہ کہ حضرات اہل لعنت کی غایت درجہ کی
 معتبر تفسیر مجمع البیان میں لیستخلفنہم کی تفسیر میں لکھا ہے والمعنی لیورثنہم ارض الکفار من العرب
 والعجم فیجعلہم سکاٹھا و ملوکھا انتھ اور مراد یہ ہے کہ بیشک اُرتھ یعنی پادشاہ کرنا زمین کفار
 عرب و عجم کا پس کرنا ساکنان و شاہان اس زمین کے و یہ عبارت صریح نص جلی ہے اس آیت میں
 استخلاف سے پادشاہت اور سلطنت عطا کرنا مراد ہونے پر وہم یہ کہ نیز تفسیر مذکور میں لکھا ہے ولیمکن
 لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم یعنی دین الاسلام الذی امہم ان یدینون بہ و تمکینہ
 ان یظہرو علی الدین کلہ الی ان قال تکلینہ باعزاز اہلہ و اذلال اہل الشریک و تمکین
 اہلہ من اظہارہ الخ دیکھو اس عبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ اس آیت میں اپنے پسندیدہ
 دین کو تمکین دینے کا وعدہ دیا ہے اس سے دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب کر دینا مراد ہے اور بھی تصریح
 ہے کہ تمکین دین تمکین اہل دین سے ہوتی ہے اور تمکین اہل دین اہل دین کو غالب کر دینا ہے دیگر ادیان الون پر
 ان تصریحات سے عیاں مثل روز و شان ہے کہ اس آیت میں استخلاف سے پادشاہت و سلطنت
 دینا مراد ہے کیونکہ دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر اور اہل اسلام کو کل غیر اہل اسلام پر غالب یعنی قوت و شوکت
 میں زیادہ کر دینا بد و ن سلطنت قاہرہ اہل اسلام کے متصور نہیں ہے یا زوہم یہ کہ تفسیر معتبرہ اہل لعنت
 سے تفسیر صافی میں لکھا ہے وعن الباقی ولقد قال اللہ فی کتابہ لولاۃ الامر من بعد
 محمد خاصۃ وعد اللہ الذین الخ و لاۃ الامر جمع ہے والی الامر کی جسکے معنی صاحب
 حکومت ہے لہذا یہ روایت صریح نص جلی ہے اس آیت میں جو وعدہ ہے زمین میں خلافت عطا کرنا اس سے
 زمین میں حکومت عطا کرنا مراد ہونے پر جو عبارت ہے پادشاہت اور سلطنت و وازوہم یہ کہ مجتہد صاحب
 بوارق میں لکھتے ہیں روی العیاشی باسنادہ عن علی بن الحسین علیہ السلام انه قرأ
 الاية وقال هم والله شيعتنا اهل البيت يفعل ذلك بهم على يد رجل منا وهو

محمدی ہذا لامۃ الی ان قال مثله عن ابی جعفر و ابی حمید اللہ علیہما السلام
 روایت کی عیاشی اشاعت ہی نے با سنا خود امام زین العابدین علیہ السلام سے کہ بیشک مٹی آنھوں نے
 آیت اور فرمایا قسم ہر خدا کی وہ لوگ ہم گروہ اہل بیت ہیں کریگا اللہ وہ ساتھ ان لوگوں کے اور دونوں
 ہاتھ ایک مرد کے ہم گروہ اہل بیت سے اور وہ مرد ہمدی اس امت کا ہوا و مثل اسکے مروی ہوا ابی جعفر
 اور ابی عبد اللہ علیہما السلام سے و ان جھوٹی روایتوں میں افترا کیسے جو بیان کیا گیا ہو کہ امام زین العابدین
 امام ابو عبد اللہ و امام ابو جعفر علیہم السلام نے اس آیت کو تلاوت کر کے فرمایا ہو کہ وہ ہم گروہ اہل بیت
 ہیں اسکو پورا کریگا اللہ ہم میں سے ایک جمل کے ہاتھوں پر وہ ہمدی اس امت کا ہوا اس سے بھی
 اس آیت میں خلافت سے وراثت و سلطنت زمین مراد ہونا آشکارا مجال انکار ہے کیونکہ ائمہ گزشتہ
 کو جو حاصل نہ تھا اور امام ہمدی کو حاصل ہوگا وہ امر جدید بھی سلطنت قاہرہ و غلبہ شدیدہ بر اہل کینہ ہر
 سولے اسکے دوسرے تصور نہیں ہر چنانچہ بوارق و دفع المغالطین تیسرے بھی کی گئی ہے کہ مطابق حد
 آیت استخلاف کے امام ہمدی کو بلکہ کل ائمہ کو زمانہ رجعت میں وراثت و سلطنت زمین ہوگی اور غلبات
 شدیدہ بر اہل کینہ حاصل ہونگے یا تجملہ و بیوہ مذکور سے عیان مثل روز و شان ہے کہ اس آیت میں خلافت
 وراثت و سلطنت زمین مراد ہونا ایسا آشکارا مجال انکار ہے کہ اگر کوئی نابکار بیش اسے بانکار تو سرگزشتین
 ہو سکتا ہے اسکا اعتبار اور اول و دوم و چہون کے سوا کچھ ہون سے استخلاف بعد نبی مراد ہونا بھی کاشم
 اذ تجلی ہے اور یہ بدیہی امر ہے کہ اہل جلالہ موافق اپنے وعدہ صادق کے بس مومن صالح کو بعد نبی عیسیٰ عام
 کے زمین میں خلیفہ یعنی پادشاہ کریگا نبی عیسیٰ عام کے طور سے بحیر و قہر شاہانہ لوگوں کو نیک کاموین
 لگانے کاموں سے باز رکھنا شکر کفار کو دین اسلام و اہل اسلام سے دفع و منع کرنا موسیٰ اہل اسلام
 کو محفوظ رکھنا خود آئیمہ کو قائم احکام شرعیہ کو جاری کرنا فتنہ و فساد کو فرو کرنا ابواب جور و جفا کو سد و رکھنا
 درستی جیوش کرنا تدبیر حروب کرنا تعین عمال و حکام کرنا صدقات و زکوٰۃ کو تحصیل کر کے فقرا و غریبا پر تقسیم
 کرنا محافظت انتظام و اعلا شعا ئر اسلام کرنا جہاد سیفی و سانی اعلا کلمۃ اللہ و اشاعت ملت حقہ کرنا
 مثلاً اس من صالح کا حق بلکہ فرض منصب ہوگا لہذا وہ مومن صالح من جانب اللہ قائم مقام ذاب نبی

رئیس عام ہوگا پس وہ مومن صالح خلیفۃ اللہ بھی ہوگا بدینوجہ اسکی خلافت ضرور خلافت شرعیہ ہوگی کیونکہ خلافت شرعیہ نہیں ہے مگر خلافت خلیفۃ اللہ مثل خلافت 'اود و طاروت کے یا خلافت خلیفۃ اللہ اور رسول مثل خلافت یوشع بن نون وکالب بن یوقنا کے جو بعد حضرت موسیٰ کے خلیفۃ حضرت موسیٰ ہوئے تھے اور مثل خلافت امام ہمدی کے جو نبی آخر الزمان کے خلیفہ ہونگے جنکا خلیفہ تھا و خلیفۃ الرسول ہونا متفق علیہ بین الفرقین ہے پس خلافت موعودہ آیہ مذکورہ یا تو خلافت لغویہ عین خلافت شرعیہ ہے بوجہ منسۃ الی اللہ و مضاف الی الرسول ہونیکے یا تو خلافت لغویہ مستلزم خلافت شرعیہ ہے لہذا اگر کہا جائے کہ اس آیت میں خلافت شرعیہ مراد ہے تو سولے مجادل و مکار کے بلکہ سولے حق باطل اور باطل کو حق بنانے والوں کے دوسرے کوئی لم ولا نہیں کر سکتا ہے بدینوجہ استخلاف لغوی مراد لینے سے حضرات اہل لعنت کا کچھ نہ بنا بلکہ زیادہ بگڑا اور ہمیشہ زیادہ بگڑتے رہیگا اور حضرات اہل سنت کا کچھ نہ بگڑا بلکہ زیادہ بن گیا اور ہمیشہ زیادہ بنتے رہیگا باجماع چونکہ اس آیت میں خلافت لغویہ عین خلافت شرعیہ یا مستلزم خلافت شرعیہ ہے لہذا اہل سنت خیر البریت کا استدلال آیہ مذکورہ غیر محل نزاع میں نہیں ہو سکتا ہے بلکہ مرکز دائرہ نزاع میں ہے اسکو غیر محل نزاع میں کہنا محض کورچشمی یا کورچشمون کی راہ زنی ہے۔

جواب دوم اس آیت میں استخلاف لغوی بمعنی وارث زمین و مالک سلطنت کرنا بفض محال اگر عین استخلاف شرعی بھی نہیں ہے مستلزم استخلاف شرعی بھی نہیں ہے تو بھی یہ آیت مثبت حقیقت وراشدیت ہر سہ خلافت و مبطل مطاعن ہر سہ خلیفہ ہے کیونکہ جو مومنین صالحین نزول اس آیت کے قبل سے ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے اور بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے انھیں مومنین صالحین کو زمین میں خلافت بمعنی سلطنت اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ عطا کرنے کا وعدہ اس میں دیکر حق تعالیٰ نے یہ شہادت دی ہے کہ وہ مومنین صالحین خلافت و حکومت و غلبہ بر اہل عداوت سے مغرور نہ جائیں گے بلکہ بدستور ماضی و حال تادم مرگن شیعہ مومن صالح رہیں گے کبھی کسی قسم کے جور و جفا کے مرتکب نہ ہونگے اور مومن صالح دنیا سے جائیں گے

اور بعد از علامت خلافت موعودہ موعودین بالخلافت کا حصول علیہ کے پیشتر سے ایسے بحق و خلفاء راشدین ہونے اور نزول آیت مذکورہ کے پیشتر سے مومنین صالحین ہونے اور پھر ہمیشہ مومنین صالحین رہنے اور دنیا سے مومنین صالحین جانیکے جو لوگ اقرار کریں کہ لوگ نہایت سرکش کا فرہیں سی شہادت پر اسیت کا اختتام ہوا و زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت مذکورہ سے ہونا اور بعد نزول آیت مذکورہ میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان تینوں امور کا اجتماع علامت خلافت موعودہ ہر اور یہ اجتماع ہر خلیفہ میں ہوا ہے نہ اور کسی میں بنیوجہ قطعاً معلوم ہو گیا کہ ہر سہ خلیفہ نے زمین میں جو خلافت و سلطنت کی ہے وہ خلافت و سلطنت ان کے حق تھی اور ان کے واسطے آیت مذکورہ دین موعودہ من اللہ تھی تغلبہ و مقتضیہ نہ تھی اور نزول اس آیت کے قبل سے ہر سہ خلیفہ مومن صالح تھے اور بعد مومن صالح ہونیکے تا دم مرگ ہمیشہ مومن صالح رہے اور دنیا سے مومن صالح گئے کبھی جو روح جفا کے مرکب نہیں ہوئے اور جو لوگ لسان و جنان سے ان سب باتوں کا اقرار نہیں کرتے ہیں ہر سہ خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ برابر اہل عداوت حاصل ہونے کے بعد وہ لوگ نہایت سرکش کا فرہیں اور جس خلیفہ کا مومن صالح ہوا شہادت الہیہ سے ثابت ہے وہ خلیفہ راشد ہے جس خلافت لغویہ مراد ہونے کی صورت میں بھی اس آیت کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت اور سبطل مطاعن ہر سہ خلیفہ ہونا اور طاعنین خلفا کا نہایت سرکش کا فر ہونے پر دال ہونا آشکارا مجال انکار ہے لہذا محض خلافت لغویہ مراد ہونے کی صورت میں ہی اہل سنت خیر البریت کا استدلال بآیت مذکورہ غیر محل نزاع میں نہیں ہے بلکہ ایسا محل نزاع میں ہے کہ مذہب اہل لعنت کا بیخ کن و گردن زن ہے۔

جواب سوم یہ کہ جو مومنین صالحین بوقت نزول آیت مذکورہ موجود تھے اور اسکے قبل سے شرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے انھیں مومنین صالحین کے واسطے دین اسلام پسندیدہ خالق امام کوکل ادیان باطلہ پر غالب اور قوت و شوکت میں کل ادیان باطلہ سے زیادہ کر دینے کا وعدہ حق تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں فرمایا ہے اور وعدہ خدا خلافت نہیں ہوتا ہے اور مومنین صالحین کو دین ہیشہ زمرہ صحابہ سے ہیں لہذا قطعاً معلوم ہو گیا کہ قبل اختتام زمانہ صحابہ چونکہ مذہب دیگر نہایت غالب

ہو ابودہ مذہب میں اسلام پسندیدہ خالق نام ہر او قبل اختتام زمانہ صحابہ جو مذہب مغلوب و منکوب ہو اس پر
وہ مذہب میں اسلام پسندیدہ خالق نام نہیں ہر او قبل اختتام زمانہ صحابہ جو مذہب دیگر مذہب پر غالب
اور قوت و شوکت میں کل مذہب سے زیادہ ہوا ہے وہ مذہب اہل سنت ہے مذہب اہل لعنت اور
قبل اختتام زمانہ صحابہ جو مذہب سب سے زیادہ مغلوب و منکوب ہوا ہے حتیٰ کہ سولے گوشہ کفہ کے
کہیں بپاؤ نہیں پائی ہے وہ مذہب اہل لعنت ہے مذہب اہل سنت لہذا یقیناً معلوم ہو گیا کہ مذہب اہل
پسندیدہ رب العزت ہے مذہب اہل لعنت پسندیدہ رب العزت نہیں ہے جس سے حقیقت مذہب اہل
عیان و باطلیت مذہب اہل لعنت نمایاں ہو کر حقیقت وراثت ہر سہ خلافت تابان و باطلیت خلا
بلا فضل علی و خشان ہو گئی اور کفر طاعتین خلفا کا لہنا راژا تجل ہو گیا پس استخلاف سے کوئی معنی مراد
نہ ہو سکی صورت میں بھی یہ آیت ثبت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت و سطل مطاعن ہر سہ نلیفہ و مظهر
کفر طاعتین خلفا ہر اہل سنت خیر البریت کا یہ استدلال غیر محل نزاع میں نہیں ہے بلکہ ایسا محل نزاع
میں ہے کہ مذہب اہل لعنت کا گردن زن بھی بیخ کن بھی ہے۔

مناقشہ ششم اس آیت میں استخلاف سے عطاے خلافت بالفعل مراد نہیں ہے بلکہ انزال
نص خلافت مراد ہے اور اہل سنت کے نزدیک بھی تلمذ میں کوئی نص نہیں ہے لہذا یہ حجت ناشی و غفلت ہے
یہ مناقشہ حضرات اہل لعنت کی کسی کتاب میں راقم ثم کی نظر سے نہیں گذرا بعض محاصرین اہل سنت
کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ یہ کلام کسی اہل لعنت کے صادر ہوا ہے احتیاطاً اس سے تعرض کیا گیا تاکہ یہ ثابت
کہ فلان کلام کا جواب نہ ہو سکا پس واضح ہے کہ یہ کلام محض فاسد القوام ہے اولاً ایسے کہ ابھی تو استخلاف
لغوی بمعنی وراثت و سلطنت زمین عطا کرنا مراد تھا ابھی انزال نص مراد ہو گیا یہ دروغ گور احافظہ نباشد
کا حساب نہیں ہے تو کیا ہر ثانیاً ایسے کہ حضرات اہل لعنت کی نہایت معتبر تفسیر صافی میں لیستخلفنہم
کی تفسیر میں لکھا ہے لیجعلہم خلفاء بعد نبیہم و حی غیر نبی پر نازل نہیں ہوتی ہے اس وجہ سے
بعد نبی کے سبیل انزال نص مفقود ہے لہذا مع اقرار استخلاف بعد نبی مراد ہو سکتا ہے کہ ان کے استخلاف سے
انزال نص خلافت مراد ہے فقدان حافظہ کی خرابی نہیں ہے تو کیا ہر ثالثاً ایسے کہ ابھی مناقشہ بلا کے

جواب اول میں مذکور ہو چکا ہے کہ حضرات اہل لعنت اپنے ائمہ سے ناقل اور قائل ہیں کہ اس آیت کا وعدہ امام ہمدی کے زمانے میں پورا ہو گا حالانکہ وہ زمانہ امام کاہنہ زمانہ بنی کا اُس میں انزال نص متصور نہیں ہو سکتا ہے لہذا مع اصرار اس بات کے کہ یہ وعدہ امام ہمدی کے زمانے میں پورا ہو گا یہ کہنا کہ اس آیت میں اختلاف سے انزال نص خلافت مراد ہے غلبہ نسیان کی خرابی نہیں ہو تو کیا ہے رابعاً ایسے کہ اس آیت میں جو اختلاف کا وعدہ ہو اسکی نسبت حضرات اہل لعنت کی معتبر تفسیر کا شانی میں لکھا ہے و در اندک زمانہ حق تعالیٰ بوعده مومنان و قاتلہ جزائر عرب و دیار کسری و بلاد روم بدیشان ارزانی فرمودہ اشتی اور تفسیر مجمع البیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے جس سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ اس آیت میں اختلاف سے انزال نص خلافت مراد نہیں ہے بلکہ جزائر عرب و دیار کسری و بلاد روم کو موعودین بالجلافت کے قبضہ تصرف میں نہ یا موعود مساً ایسے کہ اہل لعنت کی قوی حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب امیر نے اس آیت کو خلافت فاروقیہ پر صراحتہ اور خلافت سدگانہ پر کنایہً قبول کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے چنانچہ جواب مناقشہ یکم میں گذر چکا بنا برائے شہادت علویہ سے بھی واضح ہو گیا کہ اس آیت میں اختلاف سے انزال نص خلافت مراد نہیں ہے بلکہ عطاے خلافت بغفل مراد ہے ساو ساً ایسے کہ ابھی مناقشہ بالا کے جواب اول میں واضح ہو چکا کہ حضرات اہل لعنت کی نہایت معتبر تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے والمعنی لیورثھما راضاً لکفار من العربیہ العجم فیجعلہم سکاغھا و مکوکلہ انتھما و مراد یہ ہے کہ بیشک ارث یعنی پادشاہ کر گیا زمین کفار عرب و عجم کا پس کر گیا ساکنان و شاہان اُس زمین کے ف یہ عبارت برطانیہ دیر سے ہے کہ اس آیت میں اختلاف سے انزال نص خلافت مراد نہیں ہے بلکہ عطاے فعلیت خلافت زمین عرب و عجم مراد ہے سابعاً ایسے کہ مولوی عمار علی صاحب دفع المناظرین لکھا ہے کہ اموریکہ در آیت اختلاف موعود من السدان آن را در زمان حضرت صاحب الامر معتبری دانیم انتہی چونکہ نزول وحی جسکے افراد سے نزول نص ہر مخصوص شرعی ہے اہل لعنت کے نزدیک بھی زمانہ بنی میں ہوتا ہے زمانہ امام میں نہیں ہوتا ہے کہ امام مرار اور یہ عبارت نص صریح ہے اس بات پر کہ وعدہ کآیت اختلاف زمانہ بنی میں پورا نہیں ہوا ہے زمانہ امام ہمدی میں پورا ہو گا جس میں باب نزول نص مسدود ہے لہذا حسب مذہب اہل لعنت بھی یہ اختلاف

بمعنی انزال نص نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بمعنی عطاے فعلیت خلافت ہے نہ ثامنا ایسے کہ مجتہد صاحب بوارق
 میں لکھا ہے کہ مراد از آیہ مخصوص عترت طاہرہ کہ احد الثقلین اند زمان صاحب الامر الزمان است انتہی
 بحدوث سبب اس عبارت سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ اس آیت میں استخلاف بمعنی انزال نص خلافت
 نہیں ہے بلکہ بمعنی عطاے فعلیت خلافت ہے کیونکہ استخلاف بمعنی انزال نص سے زمانہ امام ہمدی مراد ہونا
 بمعنی ہر تاسعاً ایسے کہ نیز مجتہد صاحب بوارق میں لکھا ہے کہ انچہ در آیہ وافی ہایہ وعدہ قوت و شوکت
 شان شدہ آن را موقوف بر زمان طہور خاتم او صیاد اشد انتہی بحدوث الزوائد یہ عبارت بھی بر بلائہ دیر ہی
 کہ اس آیت میں استخلاف سے انزال نص خلافت مراد نہیں ہے بلکہ عطاے فعلیت خلافت مراد ہے کیونکہ یہ عبارت
 تبارہ ہے کہ قوت و شوکت موعودہ موقوف بر طہور خاتم الایمہ ہے یہ نہیں تبارہ ہے کہ نزول نص موقوف ہے
 پس معلوم ہوا کہ ہمیں ذکر نص نہیں ہے ہر تاسعاً ایسے کہ اس آیت میں اگر وعدہ استخلاف سے انزال نص
 خلافت مراد ہوگا تو وعدہ تکمیل دین سے انزال نص تکمیل دین مراد ہوگا اور وعدہ تبدیل خوف مومنین
 سے انزال نص تبدیل خوف مومنین مراد ہوگا لیکن یہ دونوں امر بدیہی البطلان ہیں پس وعدہ استخلاف سے
 انزال نص خلافت مراد ہونا بدیہی البطلان ہے عطاے فعلیت خلافت مراد ہونا ضروری الایقان بالجملہ
 اس آیت میں استخلاف سے انزال نص خلافت مراد ہونا بلکہ عطاے فعلیت خلافت بمعنی سلطنت
 زمین مراد ہونا جیسے در احتجاج اہل سنت ہے بوجہ بسیار آشکارا مجال الحکار ہے لہذا یہ حجت اہل سنت خیر البر
 ناشی از غفلت نہیں ہے بلکہ ناشی از غایت متانت و نہایت رزانت ہے۔

مناقشہ کو ختم جناب اجتہاد آقاب بوارق میں فرماتے ہیں کہ ظاہر آیہ مقتضی استخلاف جمیع مومنین صالحین
 است و خلافتیکہ در صد اثبات اکنت برای جمیع مومنین ثابت نیست و تخصیص خلافت لاصل و ظاہر ظلا
 یصار الیہ من غیر دلیل انتہی پھر بعد پانچ صفحہ کے فرماتے ہیں کہ لیستخلفنہم شامل جمیع مومنین صالحین است
 و تعیضیت من مخالف تصریح قاضی بیضاوی وغیرہ صنادیق مفسرین است محمد امجدی و ابن کثیر و ابن کثیر
 جمیع مومنین اند پس استخلاف بمعنی عام باشد والا لیستخلفنہم منکم سیفر مود قائل جد اجید و مطلوب
 مستدل حاصل نمی شود مگر بر تقدیر بعضیت مستخلفین و لیس فلیس و لا دلالت علیہ بوجہ علی اگر سبب استخلفنہم

لیست مختلف منکوحہ یا منجھری بود را ہی بدہ میداشت و ہذا من سوا خ الوقت لم یغفر علیہ فی الزلزالین
 و المعاصرین انتہی جناب اجتہاد آب کو اس مناقشہ کے ایجاد پر اگرچہ بہت ناز و فخر ہے لیکن اہل بیت
 کے نزدیک یہ مناقشہ دیگر مناقشات سے بڑھکے پھر و پوچھ جو کیا بیان بدین عنوان ہو بیان ظاہر
 آیہ مقتضی استخلاف جمیع مومنین صالحین بہت بطمانہ اس سے اگر یہ غرض ہو کہ ظاہر آیہ مقتضی ہو
 استخلاف جمیع مومنین صالحین کو لیکن استخلاف جمیع مومنین صالحین مراد نہیں ہو تو نہ مفید اہل لعنت ہو نہ
 مضر اہل سنت بلکہ ترانہ بیوانہ ہو اور اگر یہ غرض ہو کہ استخلاف جمیع مومنین صالحین مراد ہو تو خلاف مذہب
 اہل لعنت بھی ہو خلاف مذہب اہل سنت بھی خلاف مذہب محقق بھی و اما خلاف مذہب اہل لعنت پس
 اس واسطے کہ ابھی مناقشہ بالا کے جواب میں معلوم ہو چکا ہو کہ خود مجتہد صاحب نے لکھا ہو کہ مراد از آیہ بنصوص
 معترضہ ظاہر ہو کہ اہل ثقلین اند زمان امام صاحب الامر و الزمان انتہی پس معلوم ہوا کہ بزعم اہل لعنت
 آیت استخلاف سے کل ازمنہ امت محمدیہ مراد نہیں ہو بلکہ صرف زمانہ امام ہدی مراد ہو جس سے استکمال
 نامجال انکار ہو کہ حسب مذہب اہل لعنت فقط استخلاف امام ہدی مراد ہو استخلاف جمیع مومنین
 صالحین مراد نہیں ہو و اما خلاف مذہب اہل سنت پس اس واسطے کہ اہل سنت خیر البریت کے نزدیک
 قاطبہ خلائف ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ مراد ہو بدین وجہ حسب مذہب اہل سنت استخلاف ہر خلیفہ مراد ہو
 نہ استخلاف جمیع مومنین صالحین و اما خلاف مذہب محقق پس اس واسطے کہ اس آیت میں جو مومنین
 صالحین کو زمین میں خلافت یعنی سلطنت اور قوت و شوکت و غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنے کا وعدہ ہو
 مطابق اسکے ہر زمانے میں واقع نہیں ہو گا ہو الا ظہر یہاں معلوم ہوا کہ کل ازمنہ امت محمدیہ مراد نہیں
 ہو بلکہ ازمنہ مذکورہ سے کوئی خاص زمانہ مراد ہو جس سے متیقن ہو گیا کہ جمیع مومنین صالحین کا استخلاف
 مراد نہیں ہو بلکہ کسی زمانہ خاص کے مومنین صالحین کا استخلاف مراد ہو نیز اس آیت کے خطاب
 میں مومنین موجودین وقت نزول کی تخصیص ہو چنانچہ مناقشہ دوم کے جواب میں دلائل قویہ
 و برہین قلعیہ کے ساتھ مبیین ہو چکا ہو لہذا استخلاف جمیع مومنین صالحین مراد نہیں ہو سکتا ہو
 بلکہ قطعاً استخلاف مومنین صالحین وقت نزول آیت مراد ہو پس عیان مثل و زر و شان ہو گیا

کہ مجتہد مقام کا یہ کلام خلاف مذہب اہل لعنت بھی ہو خلاف مذہب اہل سنت بھی خلاف مذہب محقق بھی
 ایسے فاسد القوام کلام سے اس آیت کا مثبت حقیقت و راستہ دیت ہر سہ خلافت ہونی میں ہرگز کوئی
 نہیں پیدا ہو سکتا ہر جگہ قوت زیادہ پیدا ہوتی ہو یہاں نہ و خلافتیکہ در صد و اثبات آنت برای جمیع مومنین
 ثابت نیست بطلاً نہ ہر سہ خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد ہونا اس آیت کی دلالت قطعہ سے ثابت ہو
 اور ہر مومن کا امام بحق و خلیفہ راشد ہونا نہ اس آیت سے مستفاد ہونے اور کسی آیت یا روایت سے پس
 خلافتیکہ در صد و اثبات آنت بدلت قطعہ آیت اختلاف برای خلفائے ثلاثہ ثابت است نہ برای جمیع
 مومنین یہاں نہ اختصاص خلاف الہل و لہا ہر فلا یصار الیہ من غیر دلیل لطلانہ ظاہر اس آیت میں تخصیص
 ہو کیونکہ کھر صیغہ مشافہ ہو بغیر دلیل کے زائد خطاب کے بعد والوں کو شامل نہیں ہوتا ہر کما فی عالم الاموال
 بفرض محال اگر تسلیم کیا جائے کہ تخصیص خلاف ظاہر ہو تو بوجہ ان دلائل قویہ و براہین قطعہ کے جو ذکر
 کیے گئے ہیں مناقشہ دوم کے جواب میں تخصیص لابی ہو یہاں نہ لیستخلفنہم شامل جمیع مومنین
 صالحین است بطلاً نہ اس آیت کے خطاب میں تخصیص ہو مومنین زمانہ نزول کی چنانچہ مناقشہ دوم
 کے جواب میں دلائل قویہ و براہین قطعہ کے ساتھ مذکور ہو چکا ہو لہذا لیستخلفنہم زمانہ نزول آیت کے
 مومنین صالحین کے ساتھ مختص ہو جمیع مومنین صالحین کو ہرگز شامل نہیں ہو معہذا یہ چشم دید ہو
 کہ مومنین صالحین کی بادشاہت و غلبہ بر اہل عداوت جو موعود آیت ہو مطابق اسکے ہر زمانہ میں واقع
 نہیں ہو یا وصف این یہ کہنا کہ لیستخلفنہم جمیع مومنین صالحین کو شامل ہو ایسی کو چشمی و کرکشی ہو
 کہ انتہا نہیں ہو اس سے بڑھکے یہ کہ جس زبان سے فرما چکے ہیں کہ زمانہ امام ہدی مراد ہو اسی زبان سے
 فرماتے ہیں کہ لیستخلفنہم جمیع مومنین صالحین کو شامل ہو مجبور اسکے کیا کہا جائے کہ دروغ گور حافظہ بنا
 و باطل جو راخوت حیا بنو دبیانہ تبعیضیت من جماعت تصدیح قاضی بیضاوی وغیرہ صنادید تفسیر پر است
 بطلاً نہ بعض تکلمین اہل سنت نے اگرچہ تقریر استدلال باین آیت فی الجلال میں بیان کیا ہو کہ یہ تخصیص
 ہو لیکن یہ بھی ظاہر کر دیا ہو کہ تبعیضیت من پر استدلال موقوف نہیں ہو چنانچہ صاحب قوت قدسیہ ۲
 تحفہ انا عشر میں لکھا ہو کہ من تبیینہ ضمیر پر داخل نہیں ہوتا ہو پس من تبعیضیہ ہو پھر بعد چند سطروں کے

جو کھا ہو محل اسکا یہ کہ من تبیضیہ ہو خواہ تبیضیہ ہر حال موعودہ کیہ استخلاف کل ازمنہ امت محمدیہ
واقع نہیں ہیں فلاں کوئی خاص زمانہ مراد ہوگا اور حسب ما در لایت بطریق اہل اعتقاد من زمانہ تخطا
ثلثہ ہوا و آیت اللہ فی العالمین حضرت شاہ ولی اللہ حسین نے از النہج فی الامین استدلال باین آیت فی الجلال کی
جو تقریر کی ہو اس میں تبیضیت من کو بالکل دخل نہیں ہے جواب مناقشہ کلم کو ملاحظہ کرنے سے ناظرین کو
معلوم ہو جائیگا کہ اس آیت کی دلالت بر حقیقت وراشدیت ہر سہ خلافت کی کسی وجہ میں تبیضیت من کو
دخل نہیں ہے بالجملہ اہل سنت خیر البریت کا استدلال باین آیت فی الجلال کی کوئی وجہ تبیضیت من موقوف
نہیں ہے لہذا تبیضیت من پر استدلال مذکور کا موقوف ہونا ظاہر کر کے مناقشہ پیدا کرنا کوششی یا کوششوں
کی راہ زنی نہیں ہے تو کیا ہے یہاں نہ مہمذا موعودین بالنصر و التکلیف جمع مومنین اند بطمانہ یہ تکرار کیا ہے
کیونکہ ظاہر آیت مقتضی استخلاف جمیع مومنین صالحین است سے بھی اور لیستخلفنہم شامل جمیع مومنین
صالحین است سے بھی یہ افادہ فاسد ہو چکا ہے لہذا بعد بیان ابطال ان دونوں کے اسکا ابطال
مستغنی عن البیان ہے یہاں نہ پس استخلاف ہم معنی عام باشد بطمانہ یہ مبنی و مبتنی ہے جمیع مومنین موعودین
بالنصر و التکلیف ہونے پر لہذا جب ثابت ہو گیا فقط مومنین صاحبین زمانہ نزول آیت موعودین بالنصر
و التکلیف ہیں نہ جمیع مومنین تب یہ بنای فاسد بر فاسد وابتنا کی کاسد بر کاسد ہو گیا تعجب ہے کہ مجتہدین
یہ بھی کہتے ہیں کہ زمانہ امام ہمدی مراد ہے پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ استخلاف عام ہے نہ نہیں غور کرتے ہیں کہ اگر
استخلاف عام ہوگا تو کل ازمنہ امت محمدیہ کو شامل ہوگا فقط زمانہ امام ہمدی کیونکر مراد ہوگا اور اس کو
آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ استخلاف مومنین صاحبین مع النصر و التکلیف ہر زمانہ میں واقع نہیں ہے پھر بھی
کہتے ہیں کہ یہ استخلاف عام ہے ایسی چشم پوشی اور کور چشموں کی راہ زنی کی سراب خند کے کون دیکھتا ہے
یہاں والا لیستخلفن منکم مفرد قائل جہاجید ابطالمانہ لے جناب اجتہاد آب آپ ہی نے
فرمایا ہے کہ زمانہ امام ہمدی مراد ہے پس کہنے والا کہتا ہے کہ فقط زمانہ امام ہمدی مراد نہیں ہے بلکہ کل ازمنہ
امت محمدیہ مراد ہے والا لیستخلفن منکم فرما قائل جہاجید پس جو جواب اس کہنے والے کا آپ کی جانب
سے ہو گا وہی جواب اس جانب سے آپ قبول کر لیں جائے غور بلکہ جائے تماشاء ہے کہ یہ کیوں خیال میں

نہیں آتا ہو کہ اگر زمانہ امام مہدی مراد ہوتا تو لیست مختلف منکر فرماتا یہ کیوں خیال میں آتا ہو کہ اگر زمانہ
 خلفائے ثلاثہ مراد ہوتا تو لیست مختلف منکر فرماتا ہو جس کے کیا کہا جائے کہ دروغ گور احاطہ نہ باشد بمطالع
 راجحانہ و بیانہ و مطلوب مسئلہ حاصل نہی شود مگر بر تقدیر بعضیت مستخلفین و لیس فلیس ملا ولایہ علیہ
 بوجہ بطمانہ اولایہ معلوم نہیں مجتہد صاحب اس قدر مطلوب نسیان کیوں ہو گئے خود آپ ہی نے فرمایا
 ہو کہ زمانہ امام مہدی مراد ہو پس کہنے والا کہتا ہو کہ مراد مجتہد یعنی مراد بودن زمانہ امام مہدی فقہی حاصل
 نہی شود مگر بر تقدیر بعضیت مستخلفین و لیس فلیس ملا ولایہ علیہ بوجہ فاجواب الجواب ثانیاً یہ کہ مجتہد صاحب
 کے اس بیان سے عیان غیر محتاج بیان ہو کہ اس آیت میں اختلاف بعض مومنین صالحین مراد
 ہو نیکی صحت میں مطلوب مسئلہ حاصل ہوتا ہو یعنی اس آیت سے حقیقت راشدیت ہر سہ نزلات
 ثابت ہوتی ہو اور یہ چشم دید مراد ہو کہ مومنین صالحین کی خلافت و قوت و شوکت و غلبہ بر اہل عداوت
 جو اس آیت میں موعود ہیں مطابق اسکے کل ازمنہ امت محمدیہ میں واقع نہیں ہو لہذا اختلاف جمیع
 مومنین صالحین امت محمدیہ مراد نہیں ہو سکتا ہو بلکہ اختلاف بعض مومنین صالحین امت محمدیہ مراد ہو
 لابی ہو پس چونکہ خود مجتہد صاحب کا اعتراف ہو کہ اختلاف بعض مومنین صالحین مراد ہو نیکی صورت
 میں اس آیت سے حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت ثابت ہوتی ہو لہذا جب امور موعودہ آیت اختلاف
 کا کل ازمنہ امت محمدیہ میں نہ واقع ہونے سے قطعاً معلوم ہو گیا کہ اختلاف جمیع مومنین صالحین امت
 محمدیہ مراد نہیں ہو بلکہ اختلاف بعض مومنین صالحین امت محمدیہ مراد ہو تب یہ متیقن ہو گیا کہ اس آیت
 سے حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت ثابت ہو سہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہ چہ بیان نہ لی اگر
 بجائے لیست مختلف منکر یا منکر یا منکر ہو در اہی بدوی دشت بطمانہ یہ اوپر والے
 لیست مختلف منکر می فرمود کی تکرار بکار ہو لہذا اسکا بطلان مستغنی عن البیان ہو لیکن استیفاء کلام
 کے لیے بیان کیا جاتا ہو پس واضح ہے کہ اس بیان سے غرض اجتہاد آب یہ ہو کہ اگر بجائے لیست مختلف منکر
 کے لیست مختلف منکر ہو تا تو زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہو نیکی اہ پیدا ہوتی اذ لیس فلیس اور کہنے والا
 کہتا ہو کہ اگر بجائے لیست مختلف منکر کے لیست مختلف منکر ہو تا تو زمانہ امام مہدی مراد ہو نیکی اہ پیدا ہوتی

اولیں فلسفیں پس جو جواب زمانہ امام ہمدی مراد لینے والوں کی طرف سے ہوگا وہی جواب زمانہ مختلفہ سے
 ثلثہ مراد لینے والوں کی طرف سے ہوگا پس مجتہد صاحب کا یہ کلام زمانہ امام ہمدی مراد لینے والوں کا
 بھی خلاف ہے زمانہ مختلفہ سے ثلثہ مراد لینے والوں کا بھی خلاف معلوم نہیں آپ کس فرقہ کے مجتہد ہیں؟ رجل
 مقام یہ ہے کہ اس آیت کے خطاب میں مومنین صالحین زمانہ نزول کی تخصیص ہے چنانچہ مناقشہ دوم
 کے جواب میں بلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ کے ساتھ مذکور ہو چکا ہے لہذا اگر تسلیم کیا جائے کہ من تبیینہ
 تبصیرہ نہیں ہو سکتا ہے تو بھی لیستخلفہم جمع مومنین صالحین کو شامل نہیں ہو سکتا ہے بلکہ مومنین
 صالحین زمانہ نزول آیت کے ساتھ مختص ہیں اگر کہا جائے کہ اس صورت میں استخلاف جمع مومنین
 صالحین زمانہ نزول آیت مراد ہوگا خلفائے ثلثہ کی تخصیص کیا ہے تو
جواب اول یہ کہ حضرات اہل لعنت جو کہتے ہیں کہ زمانہ امام ہمدی مراد ہے اس پر بھی کہا جاسکتا ہے کہ
 اس صورت میں استخلاف جمع مومنین صالحین زمانہ امام ہمدی مراد ہوگا امام ہمدی کی تخصیص کیا ہے پس
 جو جواب زمانہ امام ہمدی مراد لینے والوں کی طرف سے ہوگا وہی جواب زمانہ مختلفہ سے ثلثہ مراد لینے والوں
 کی طرف سے ہوگا۔

جواب دوم یہ کہ بلجل جلالہ نے اس استخلاف کو استخلاف سابقین کے ساتھ تشبیہ کی لیستخلفہم
 کہ استخلاف الذین من قبلہم فرمایا ہے اور استخلاف سے زمین کا پادشاہ کرنا مراد ہے چنانچہ مناقشہ سیم کے
 جواب میں بلائل زراوان وبراہین بیکران مبین ہو چکا ہے اور یہ قطعاً معلوم ہے کہ مثل یوشع بن نون وکالب
 بن یوقناوداؤد و سلیمان و طالوت کے بعض سابقین خلیفہ یعنی پادشاہ زمین تھے کل سابقین خلیفہ یعنی
 پادشاہ زمین تھے پس جس طور سے کہ استخلف الذین من قبلہم سے استخلاف بعض سابقین مراد ہے
 اسی طور سے لیستخلفہم سے استخلاف بعض مومنین صالحین وقت نزول آیت مراد ہے جسکے ذمہ
 کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونے میں چون وچرا نہیں ہو سکتا ہے اور وہ بعض مومنین صالحین
 خلفائے ثلثہ ہیں کیونکہ خلفائے کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے بجز خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم
 کے اور کسی کو زمانہ خلافت میں بزرگ و شہسوار پر غلبہ نہیں ہوا۔

جواب سوم یہ کہ حضرات اہل لعنت کی نہایت معتبر تفسیر خلاصۃ المنہج میں کما استخلف الذین من قبلہم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر و شام بدیشان داد بعد از اہلک جبارہ مناقصہ کر دند در ان چنانکہ تصرف ملوک و ملوک خود انتہی اس عبارت سے دو امر عیان غیر محتاج بیان ہوا کہ اول یہ کہ کما استخلف الذین من قبلہم سے بنی اسرائیل مراد ہیں اور دوم یہ کہ اختلاف سے زمین کا پادشاہ کرنا مراد ہوا اور یہ معلوم ہے کہ جمیع بنی اسرائیل زمین کے پادشاہ تھے خصوصاً جس زمانے میں بعد ہلاکت جبارہ ملک مصر و شام پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہوا اور اُس زمانے میں یکے بعد دیگر یوشع بن نون و کالب بن یوقنا پادشاہ تھے کل بنی اسرائیل پادشاہ تھے پس معلوم ہوا کہ اختلاف بعض صالحین مراد ہوا لہذا لیستخلفہم سے بھی اختلاف بعض مومنین صالحین وقت نزول آیت مراد ہوا اور وہ بعض خلفائے ثلاثہ ہیں بوجہ مذکور جواب بالا۔

جواب چہارم یہ کہ وعدہ آیہ مذکورہ کی نسبت تفسیر مذکور میں لکھا ہے کہ وہ در اندک زمانے حق تعالیٰ بوعده مومنان وفا نموده جزا ترسوب و دیار کسری و بلاد روم بدیشان ارزانی فرمودہ انتہی یہ عبارت سراسر بشارت بر ملا مذاہر ہے کہ نزول اس آیت کے بعد تھوڑے زمانے کے اندر جس زمانے میں جزائر عرب و دیار کسری و بلاد روم پر اہل اسلام کا قبضہ ہوا اور اُس زمانے میں یہ وعدہ پورا ہوا اور یہ معلوم ہے کہ اُس زمانے میں کل مومنین صالحین خلیفہ پادشاہ تھے بلکہ یکے بعد دیگر صرف خلفائے ثلاثہ پادشاہ و خلیفہ تھے لہذا اختلاف جمیع مومنین صالحین وقت نزول آیت مراد نہیں ہے بلکہ اختلاف بعض مومنین صالحین مذکورین مراد ہوا اور وہ بعض مومنین صالحین موعودین بالخلافت خلفائے ثلاثہ ہیں۔

جواب پنجم یہ کہ اس آیت میں اختلاف سے زمین کا پادشاہ کرنا مراد ہے چنانچہ مناقشہ پنجم کے جواب میں دلائل قاطعہ کثیرہ و براہین ساطعہ ظفر کے ساتھ ہمیں ہو چکا ہے اور حضرات اہل لعنت کی معتبر تفسیر خلاصۃ المنہج کی عبارت مذکورہ جواب سوم و چہارم سے بھی عیان غیر محتاج بیان ہے اور یہ بدیہی امر ہے کہ پادشاہت سے پادشاہ کی قوم کو اعدا پر غلبہ و ثروت و شوکت ہوتی ہے اس سے بدون حرف بعض کے پادشاہت قوم کی طرف منسوب کی جاتی ہے در ان حالیکہ قوم کا ہر شخص پادشاہ نہیں ہوتا ہے چنانچہ

مولوی ناصر حسین صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ ناصر معروف برسالہ روشنی میں جسکو ایک جہل کے نام سے شائع کیا ہے لکھا ہے کہ بعض حصہ زمین پر شیعہ مسلمانوں کی سلطنت ہے اور بعض حصہ زمین سنی مسلمانوں کی سلطنت ہے انتہی بلفظہ حالانکہ کسی حصہ زمین کا ہر شیعہ پادشاہ نہیں ہے اور کسی حصہ زمین کا ہر سنی بھی پادشاہ نہیں ہے لیکن یہ بدون حرف تبعض کے کہا جاتا ہے کہ ایران میں شیعوں کی پادشاہت ہے و زمین مسلمانوں کی سلطنت ہے یا بجملہ تمام اہل زمین کا روزمرہ یہ ہے کہ بدون حرف تبعض کے پادشاہت قوم کی طرف منسوب کی جاتی ہے لیکن قوم کے ہر شخص کا پادشاہ ہونا مراد نہیں ہوتا ہے پھر ایدل جلالہ نے اس آیت میں زمانہ نزول کے مومنین صالحین کی جماعت کو جو زمین میں خلافت یعنی سلطنت عطا کرینکا وعدہ دیا ہے اس سے جماعت مذکورہ کے ہر شخص کو خلیفہ یعنی پادشاہ کرنا کیونکر مراد ہو سکتا ہے ہر گز نہیں ہو سکتا ہے بلکہ قطعاً جماعت مذکورہ کے ایک شخص کو یا یکے بعد دیگر چند شخصوں کو خلیفہ کرنا مراد ہے تاکہ حقیقتہً یا حکماً جماعت مذکورہ کے کل اشخاص کو قوت و ثروت و غلبہ بر اہل عداوت حاصل ہو اور روزمرہ تمام اہل زمین کے مطابق بدون حرف تبعض کے جماعت مذکورہ کی طرف خلافت موعودہ مسطورہ کی نسبت صحیح ہو اور حقیقتہً یا حکماً کل اشخاص جماعت مذکورہ کو اس خلافت سے نفع پہنچانے کا جو ارادہ اور وعدہ ہے اسکا اشعار ہو اور لیستخلفن مضمحل اس اشعار کی منافی اور روزمرہ تمام اہل زمین کے خلاف ہے اسی سے حق تعالیٰ نے حرف تبعض کے ساتھ لیستخلفن مضمحل نہیں فرمایا ہے بلکہ روزمرہ تمام اہل زمین کے مطابق بدون حرف تبعض کے لیستخلفنم فرمایا ہے جس سے صریح مستفاد ہوتا ہے کہ وقت نزول آیت کے جماعت مومنین صالحین سے جنکے بجملہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ ہونے میں مجال چون و چرا نہیں ہے ایک شخص کو یا یکے بعد دیگر چند شخصوں کو خلیفہ یعنی پادشاہ کر کے حقیقتہً یا حکماً جماعت مذکورہ کے کل اشخاص کو بذریعہ خلافت مذکورہ کے قوت و ثروت و غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنا مراد موعودہ ہے اور جماعت مذکورہ کے جن اشخاص کو خلیفہ کرنا مراد ہے وہ خلفائے ثلاثہ ہیں کیونکہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا اور بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان تینوں امروں کا اجتماع ہر خلفائے ثلاثہ

رضی اللہ عنہم کے اور کسی میں نہیں ہوا۔

جواب ششم یہ تبیینیت من سے اختلاف جمیع مومنین صالحین زمانہ نزول آیت مراد ہونا ثابت نہیں ہوتا ہر جگہ زمانہ نزول آیت کے جو مومنین صالحین آیت کے لفظ الذین امنوا منکم وعلوا الصلوات سے مراد ہیں ان مومنین صالحین کا اختلاف مراد ہونا ثابت ہوتا ہر اور ان مومنین صالحین کا کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا لابدی ہر چنانچہ جواب مناقشہ دوم واضح ہو چکا اور موعودین باختلافت کو زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ عطا کر نیکا وعدہ ہر اہل ذلک گویا ان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا اور بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ ہونا ان تینوں امروں کا اجتماع ان مومنین صالحین موعودین باختلافت کی علامت ہے اور یہ معلوم ہے کہ ان تینوں امروں کا اجتماع بجز خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی میں نہیں ہوا ہر پس وہ مومنین صالحین موعودین باختلافت خلفائے ثلاثہ ہیں اور کوئی نہیں ہر پس در صورت تبیینیت من بھی تخصیص خلفائے ثلاثہ آشکارا مجال انکار ہے۔

جواب ہفتم یہ کہ آیہ کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ امشوا علی الکفر سے اہل سنت جو استدلال کرتے ہیں اسکے جواب میں حضرات اہل لعنت کہتے ہیں کہ رسول خدا کے ساتھ رہنے والوں میں منافقین بھی تھے پس معلوم ہوا کہ والذین معہ سے رسول خدا کے کل ساتھ رہنے والے مراد ہیں ہر جگہ بعض ساتھ رہنے والے مراد ہیں پس جیسے غور و انصاف ہو کہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے ہونا اور بعد نزول آیت اختلاف کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ ہونا موعودین باختلافت آیت اختلاف کی علامت ہے اور کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے بعض لوگ بعد نزول آیت اختلاف کے زمین میں خلیفہ بھی ہوئے اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب بھی ہوئے اور وہ بعض خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں اور انہیں سے بعض لوگ بعد نزول آیت اختلاف زمین میں خلیفہ ہوئے لیکن زمانہ خلافت میں اعدا پر غالب نہیں ہوئے بلکہ برابر مغلوب اعدا ہوئے وہ بعض علی مرتضیٰ ہیں اور انہیں سے بعض لوگ زمین میں خلیفہ بھی نہیں ہوئے اچھا ہر

نہیں ہوے باوصف این آیت اختلاف میں لستخلفہم سے اختلاف بعض مومنین صاحبین بائز نزل
 آیت مراد ہونا کیوں نہیں معلوم ہوتا ہو اور برعم اہل لعنت ہمیشہ رسول خدا کے ساتھ رہنے والوں میں ناقصین
 کے ہونے سے آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداۃ علی الکفارس میں والذین معہ سے
 رسول خدا کے بعض ساتھ رہنے والے مراد ہونا کیوں معلوم ہوتا ہو اور ابھی جواب بالا میں واضح ہو چکا ہے
 کہ تمام اہل زمین کا روزمرہ یہ ہے کہ خلافت و پادشاہت قیام اور جماعت کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور ان کے
 قوم اور جماعت کے بعض اشخاص خلیفہ و پادشاہ ہوتا ہو اور اس کے آیت اختلاف میں لستخلفہم سے
 اختلاف بعض مومنین صاحبین مراد ہونا کیوں نہیں معلوم ہوتا ہو اور الذین معہ فلاں سے بعض
 رفقاء فلاں مراد ہونا بالکل خلاف روزمرہ اہل زمین ہے باوصف این آیت محمد رسول اللہ میں
 والذین معہ سے رسول خدا کے بعض ساتھ رہنے والے مراد ہونا کیوں معلوم ہوتا ہو اور اس کے کیا کہا جائے کہ
 دروغ گو یوں کو حافظہ نہیں ہوتا ہو اور دیدہ و دانستہ کتمان حق کرنا والوں کا یہی حال ہوتا ہو۔

جواب ششم کہ رسالہ روشنی کے جلد پنجم میں وعدہ آیت اختلاف کی نسبت لکھا ہے کہ خدا نے وعدہ
 قوی سلطنت مسلمانوں کا عہدِ غیب میں پورا کر دیا تو اس کا نتیجہ یہ تھا کہ عہدِ غیب میں بحیثیت قوی مسلمان پادشاہ
 ہو گئے لیکن قوم کا پادشاہ غیب تھا انتہی بلفظہ فاضل ناصر نے جو اس وعدہ کا عہدِ غیب میں پورا ہونا ظاہر
 کیا ہے اس کا قطع و منع مناقضہ چل دوم کے جواب میں ہو گا یہاں غرض یہ ہے کہ اس عبارت سے دو امر
 ظاہر غیبی محتاج منظر ہو اول یہ کہ اس آیت میں خلافت سے سلطنت و پادشاہت مراد ہو دوم یہ کہ قوم
 کو جو پادشاہت ہوتی ہو اور دیجاتی ہو اس میں قوم کا ایک شخص پادشاہ ہوتا ہو پس حق تعالیٰ نے
 موافق اپنے وعدہ صادق کے جماعت مومنین صاحبین نہانہ نزل آیت اختلاف کو خلافت و سلطنت
 عطا کی تھی اس جماعت کا خلیفہ و پادشاہ حسب اختلاف کبریا صدیق اکبر تھے بعدہ فاروق عظیم تھے
 بعدہ ذی النورین عظیم تھے پس یہ اختلاف اگرچہ جمیع مومنین صاحبین نہانہ نزل آیت کو شامل ہے لیکن
 حضرات خلفائے ثلاثہ کی تخصیص ہے کہ یہ حضرات یکے بعد دیگرہ بتخلات انہی ان مومنین صاحبین کے
 بھی پادشاہ و خلیفہ تھے و حقیقت اس سے کوئی حائل ذی حیاء انکار نہیں کر سکتا ہے کہ قوم جماعت کی

جو پادشاہت ہوتی ہو اسی میں ہمیشہ قوم اور جماعت کا ایک شخص پادشاہ ہوا کرتا ہے اسی طو سے حسب وعدہ صادقہ جماعت مومنین صالحین زمانہ نزول آیت استخلاف کو جو خلافت پادشاہت ہوتی تھی اسی میں یکے بعد دیگرے خلفائے ثلاثہ خلیفہ پادشاہ تھے اسی سے آیت استخلاف حقیقت وراثت ہر سہ خلافت پر طبعیت الدالات ہے ہر سہ خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر اعداد پر غلبہ ہونے کے بعد سے نہ اس کے قبل سے پس مجتہد صاحب کا یہ مناقشہ بھی بکل حروف نامحاک سیاہ ہو گیا اور اس آیت کا ثبوت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ ثابت و قائم رہے گا۔

مناقشہ ہشتم اہل سنت اس آیت کو خلافت ثلاثہ پر محمول کرتے ہیں باوصف اس لفظ معبود و فی لایشرکون بی مثلاً کو مستقبل لیتے ہیں اور یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ عبادت کریں گے میری شریک نہ کریں گے ساتھ میرے کسی شکر کو جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تا وقت نزول اس آیت کے ثلاثہ موحد واحد مطلق و عابد معبود بحق تھے حقیقت میں لفظ مذکور حال ہے اور ترجمہ یہ ہے کہ عبادت کرتے ہیں میری شریک نہیں کرتے ہیں ساتھ میرے کسی شکر کو یہ وہ مناقشہ ہے جس کو مولوی عمار علی صاحب نے اپنے صاحبزادے کے نام سے تحفۃ الاشعرہ میں سر کیا ہے۔

جواب اول یہ کہ خود اولیاء مولوی صاحب کے جناب مولوی ناصر حسین صاحب لکھنوی نے اس روشنی میں لفظ مذکور کا یہ ترجمہ کیا ہے عبادت کریں گے میری شریک نہ کریں گے ساتھ میرے کسی شکر کو انتہی لفظ میں حضرات اہل لعنت بھی لفظ مذکور کو مستقبل لیتے ہیں لیکن استدلال اہل سنت خیر البریت کے جواب میں ایسے از خود رفتہ ہو جاتے ہیں کہ اپنے گفتار کو رد کر کے خلاف لاف و گداز کرنے لگتے ہیں اس قسم کے لاف و گداز سے استدلال اہل سنت میں ضعف نہیں پیدا ہوتا ہے بلکہ قوت ثبات ظاہر ہوتی ہے۔

جواب دوم یہ کہ حضرات اہل لعنت کی معتبر تفسیر خلاصۃ النہج میں لفظ مذکور کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یعنی خلافت و حکومت و جاہ ایشان را از عبادت و توحید باز ندارد انتہی لفظ زمانہ خلافت موعودہ زمانہ نزول آیت کے بعد ہونے میں شک نہیں ہو سکتا ہے لہذا اس عبارت میں جو لفظ مذکور کی تفسیر کی گئی ہے کہ خلافت و حکومت ان لوگوں کو عبادت اور توحید سے باز نہ رکھیں گی اس سے لفظ مذکور کا مستقبل ہونا

اشکارا مجال انکار ہر بدینو جبھی مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ لفظ مذکور حال ہی مستقبل صریح خلاف مولف
و مخالف لاف و گزاف ہر اس قسم کے لاف و گزاف سے استدلال اہل حق جو سد سکندر ہر جنبش نہیں
کھا سکتا ہی بلکہ زیادہ مستحکم ہوتا ہے۔

جواب سوم یہ کہ مجال نزول آیت بلا نزول آیت موعودین باخلافت کا موجد کردگار عابد
پروردگار ہونا کلمہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات سے منصوص صریح ہے لہذا لفظ بعد بنی
اگر حال ہوگا تو محض تکرار بیکار ہوگی اور مستقبل ہوگا تو موعودین باخلافت کا تا وقت نزول آیت توحید
و عبادت سے بے برہ ہونا مستفاد نہ ہوگا بلکہ یہ مستفاد ہوگا کہ بدستور ماضی و حال زمانہ استقبال میں بھی
ہمیشہ توحید و عبادت میں ثابت و قائم رہیں گے خلافت و حکومت و ثروت پا کے اللہ کو بھول نہ جائیں گے
پس لفظ مذکور حال ہونے کی صورت میں تکرار بیکار ہوتی ہے اور مستقبل ہونے کی صورت میں یہ تازہ فائدہ
پیدا کرتا ہے کہ موعودین باخلافت بدستور ماضی و حال زمانہ استقبال میں بھی ہمیشہ موجد کردگار و عابد پروردگار
رہیں گے لہذا لفظ مذکور کا مستقبل ہونا ضروری لا بدی ہے اسکو حال بنا کر کلام الہی میں تحریف معنوی کرنے کے
جناب باری کو ترک تکرار بیکار ٹھہرانا ہے تعالیٰ شانہ عن ذلک علو اکبر و اجاب باری کو ترک تکرار بیکار
بنانے والی گفتار ناہنجار سے استدلال اہل سنت میں کوئی اختلال نہیں پیدا ہو سکتا ہے بلکہ زیادہ
استقلال ہو پیدا ہوتا ہے۔

جواب چہارم یہ کہ خود مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطہ میں لفظ مذکور کا ترجمہ صیغہ مستقبل
کے ساتھ کیا ہے یہ ہے عبادت خواہند کرد و مرانہ شریک غائبند نمودن چیزیں را انتہی لہذا یہاں بھی مولوی صاحب
کا یہ کہنا کہ لفظ مذکور حال ہی دروغ گو را حافظہ نباشد کا حساب ہر اس قسم کی دروغ گوئی سے استدلال اہل حق
میں حامی نہیں پیدا ہو سکتی ہے بلکہ زیادہ استواری پیدا ہوتی ہے۔

جواب پنجم یہ کہ اس آیت کا مثبت حقیقت وراثت ہے ہر سے خلافت ہونا لفظ مذکور کے مستقبل ہونے
پر موقوف ہے نہ لفظ مذکور کا حال ہونا اس کے منافی لہذا یہ یہ مناقضہ ترانہ دیوانہ جس سے نہیں ہو سکتا اختلال
در استدلال آیت ایزد تعالیٰ بلکہ زیادہ ہوتی ہے قوت و رحمت اہل سنت باجملہ مناقشہ بھی بدستور مناقشات ہر

کالہن لفقوش ہو گیا اور اس آیت کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ ثابت و قائم رہے گا۔

مناقشہ نہم یہ کہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون سے ظاہر ہو کہ اس آیت میں جن لوگوں کو خلیفہ کرنے کا وعدہ ہر وہ لوگ بعد خلیفہ ہونے کے کفر یا کفران کر کے فسق میں گراں ہو جائے پس یہ آیت اگر خلافتِ ثلثہ پر محمول ہوگی تو بعد خلیفہ ہونے کے کفر یا کفران کر کے فسق میں گراں ہونا ثابت ہوگا یہ وہ مناقشہ ہے جسکو رسالہ روشنی میں نہایت قہوم و حام سے اقام کیا ہے۔

جواب اول یہ کہ خود رسالہ روشنی میں یہ بھی قہوم ہے کہ عہدِ پیغمبر میں یہ وعدہ پورا ہو گیا ہو پس جائے غور یہ کہ زمانہ نبوت پر اس آیت کے محمول ہونے سے بعد پورا ہونے اس حدیث کے معاذ اللہ معاذ اللہ نبی کا کفر یا کفران کر کے فسق میں گراں ہونا تو نہیں ثابت ہوتا ہے پھر زمانہ خلافتِ ثلثہ پر اس آیت کے محمول ہونے سے بعد پورا ہونے اس حدیث کے خلاف ثلثہ کا کفر یا کفران کر کے فسق میں گراں ہونا کیون ثابت ہوتا ہے پھر اس کے کیا کہا جائے کہ سنی گوراء نقطہ نباشد باطل جمہر اچانید۔

جواب دوم یہ کہ مجتہد صاحب نے باریق میں اور مولوی عمار علی صاحب نے دفع المخالطہ میں ابویہ و دیگر علماء اہل اہل سنت و دیگر کتابوں میں جو لکھا ہے کہ یہ آیت زمانہ امامِ ہدیٰ پر محمول ہے اس سے تعرض کر کے یہ کیوں نہیں کہا جاتا ہے کہ اگر یہ آیت زمانہ امامِ ہدیٰ پر محمول ہوگی تو حسب معاد ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون بعد پورا ہونے اس حدیث کے کفر یا کفران کر کے امامِ ہدیٰ کا فسق میں گراں ہونا ثابت ہوگا اور اہل سنت جو کہتے ہیں کہ یہ آیت زمانہ خلافتِ ثلثہ پر محمول ہے اس سے تعرض کر کے یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ اگر یہ آیت زمانہ خلافتِ ثلثہ پر محمول ہوگی تو حسب معاد ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون بعد پورا ہونے اس حدیث کے کفر یا کفران کر کے ثلثہ کا فسق میں گراں ہونا ثابت ہوگا پھر اس کے کیا کہا جائے کہ حضرات اہل اہل سنت و جماعت اہل سنت سے عاجز ہو کر صریح کفر کہتے ہیں۔

جواب سوم یہ کہ خود صاحبِ سالک نے اس آیت کی لفظ بعد و نفی لایشر کون بی شیعہ کا

ترجمہ کیا ہو میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے انتہی لفظ اس ترجمہ سے ظاہر ہو کہ
لفظ مذکور مستقبل ہو اور حضرت اہل لعنت کی معتبر تفسیر خلاصہ المنہج میں لفظ مذکور کی تفسیر میں لکھا ہے بعض خلافت
و حکومت مجاہد ایشان از عبادت و توحید باز ندارد انتہی اس عبارت سے ظاہر ہو کہ لفظ مذکور سے مراد یہ ہو کہ
موعودین باخلافت و حکومت خلافت اور حکومت سے اسد کو بھول نہ جائیں گے بلکہ ہمیشہ اس کی توحید
اور عبادت پر ثابت اور قائم رہیں گے پس حق تعالیٰ نے اس آیت میں قبل وعدہ خلافت موعودین
باخلافت کے حق میں امانوا اور عملوا الصالحات فرمایا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ موعودین بخلافت و غلبہ
مذکورہ نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے ایمان کامل رکھتے ہیں اور اعمال صالحہ کرتے ہیں اور بعد وعدہ خلافت
کے بصیغہ مستقبل یبعد و نخی لایشرکون بی مشیاء فرمایا تاکہ واضح ہو جائے کہ موعودین باخلافت حکومت
خلافت اور حکومت سے دو گروں نہ جائیں گے بلکہ بدستور گذشتہ موجودہ آئندہ بھی ہمیشہ ایمان کامل
رکھیں گے اور اعمال صالحہ کریں گے کبھی کفر یا کفران کے مرتکب نہ ہوں گے اس آیت میں موعودین باخلافت
و نصرت کے حق میں اس شہادت الہیہ کے موجود ہونے کی وجہ سے موعودین باخلافت کسید کا کفر یا کفران
کر کے فسق میں کامل ہو جائے کسی اہل ایمان کے خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا ہے لہذا موعودین باخلافت
سے کوئی بھی ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون کا مصداق نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اعدائے
موعودین باخلافت اسکے مصداق ہیں لہذا جب خلفائے ثلاثہ کا موعودین باخلافت ہونا ثابت ہو گیا اعدائے
خلفائے ثلاثہ کا اسکے مصداق ہونا واضح ہو گیا جس سے اعدائے خلفائے ثلاثہ کا کفر اور فسق میں کامل
ہونا آشکارا مجال انکار ہو گیا پس واضح ہو گیا کہ صاحب مناقشہ کا یہ کہنا کہ ومن کفر لائم سے ظاہر
ہو کہ اس آیت میں جن لوگوں کو خلیفہ کرنے کا وعدہ ہوا وہ لوگ بعد خلیفہ ہونے کے کفر یا کفران کر کے فسق میں
کامل ہو جائیں گے برعکس نہ نہ نام زدگی کا فور کا حساب ہو۔

جواب چہارم یہ کہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون میں دو احتمال ہیں
ایک یہ کہ حسب وعدہ الہیہ زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ بر اہل عدوت حاصل ہونے کے بعد
موعودین باخلافت حکومت سے جو مرتکب کفر یا کفران کا ہو جائے وہ فسق میں کامل ہو دوسرا یہ

کہ موعودین باخلافت کوزمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ بر اہل عداوت حاصل ہونے کے بعد موعودین بخلافت وغلبہ کے اندر بحق و خلفائے راشدین ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے مومنین صالحین ہونے اور پھر ہمیشہ مومنین صالحین رہنے اور دنیا سے مومنین صالحین جانے کے جو لوگ اقرار کریں وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہیں یہی دو احتمال ہیں تیسرے کوئی احتمال نہیں ہوا احتمال اول پس خلافت مذہب اہل لعنت بھی ہر خلافت مذہب اہل سنت بھی خلافت مذہب محقق بھی یا خلافت مذہب اہل لعنت پس اس واسطے کہ اس میں شبہ نہیں ہو کہ موعودین باخلافت وہ مومنین صالحین ہیں جو کہ اس آیت کے لفظ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات سے مراد ہیں مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطین میں صالحین آیت اختلاف کی نسبت لکھا ہے کہ نزو ضعیف مقصود از مومنین صالحین جناب علی مرتضیٰ اولاد امجاد وی علیہ السلام انداستی اس عبارت سے عیان غیر محتاج بیان ہو کہ بزعم اہل لعنت اس آیت کے لفظ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات سے جو مومنین صالحین مراد ہیں وہ دوازده امام ہیں پس بزعم اہل لعنت موعودین باخلافت دوازده امام ہیں اور صاحب بوارق مجتہد فوائض نے صاحب فقت قدسیہ مصنف تحفہ ثنائی عشریہ کے استدلال آیہ مذکورہ کے جواب میں اولایہ تمہید کی ہے کہ قرآن میں ظہور و بطون بہت ہوتے ہیں لہذا بحکم حدیث ثقلین اخبار اہل بیت کی طرف رجوع کرنا چاہیے بعد اس تمہید کے لکھا ہے مروی العیاشی باسناده عن علی ابن الحسین علیہما السلام انہ قرء الایۃ و قال هم والله شیعتنا اهل البيت يفعل ذلک بمعنی یدای رجل منا وهو مصداق هذه الایۃ الخ حاصل مفاد اس روایت کا یہ ہے کہ امام زین العابدین نے اس آیت کو ٹھکے فرمایا کہ تم ہر خدا کی موعودین باخلافت با این آیت ہم گروہ اہل بیت ہیں پورا کر چکا اسکو پور و نون با تھہ ایک رجل کے ہم گروہ اہل بیت سے وہ تہدی است ہر پس معلوم ہوا کہ بزعم اہل لعنت موعودین باخلافت اہل بیت ہیں جن سے صدور کفر و کفران حسب مزعم اہل لعنت محال ہے جس سے عیان مثل وزر و شان ہو گیا کہ موعودین باخلافت آیہ مذکورہ کا مصداق ومن کفر بعد ذلک فاو لئک هم الفاسقون ہوا خلافت مذہب اہل لعنت ہوا ماطلاق مذہب اہل سنت میں اس واسطے

کہ مفسرین متکلمین اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ اول جن اشیاء نے اس نعمت عظیمہ کا کفران کیا ہرگز قائلانِ عثمان ہیں اما خلاف مذہب محقق ہیں اس واسطے کہ ابھی جواب بالا میں جو مبین ہو چکا ہے اس سے ظاہر ہے کہ خود اس آیت میں حق تعالیٰ نے یہ شہادت دی ہے کہ موعودین بالخلافت ایمان کامل سے سرفراز اور اعمال صالحہ سے ممتاز ہیں اور آئندہ ہمیشہ ایمان کامل اور اعمال صالحہ سے سرفراز و ممتاز رہیں گے کبھی کفر و کفران کے مرتکب نہ ہونگے پس عیان کا شمس فی المعان ہو گیا کہ احتمال اول یعنی موعودین بالخلافت سے کسی کا مصداق ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون ہونا خلاف مذہب اہل سنت بھی ہے خلاف مذہب محقق بھی لہذا احتمال ثانی یعنی موعودین بالخلافت کے معانیدین و منکرین کا مصداق ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون ہونا متیقن ہو گیا بدین وجہ بھی صاحب مناقشہ کا یہ کہنا کہ اس آیت میں جن لوگوں کو خلیفہ کرنے کا وعدہ ہے وہ لوگ بعد خلیفہ ہونے کے کفر یا کفران کر کے فسق میں کامل ہو جائیں گے برعکس نہ نہ نام زدگی کا فور کا حساب ہے۔

جواب پنجم یہ کہ جو اس آیت میں موعود بالخلافت ہوگا اسکی خلافت منقصبہ و متغلیبہ نہوگی بلکہ اسکی حق ہوگی اور اس کے لیے موعودہ من البدیان آیت اللہ ہوگی اور اس آیت سے اس کے لیے ثابت ہوگی اور جو خلافت آیت یا حدیث متواتر سے ثابت ہوتی ہے وہ خلافت حقہ راشدہ ہوتی ہے اور خلافت حقہ راشدہ کفر و کفران کے ساتھ ایک وقت ایک ذات میں جمع نہیں ہوتی ہو کہما ہو المقر عند الفقہین لہذا موعودین بالخلافت این آیت مصداق ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ موعودین بالخلافت کے معانیدین و منکرین اس کے مصداق ہیں لہذا جب یہ عین ہو گیا کہ موعودین بالخلافت خلفائے ثلاثہ ہیں تب یہ متیقن ہو گیا کہ خلفائے ثلاثہ کے معانیدین و منکرین ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون کے مصداق ہیں بدین وجہ بھی صاحب مناقشہ کا یہ کہنا کہ اس آیت میں جن لوگوں کو خلیفہ کرنا وعدہ ہے وہ لوگ بعد خلیفہ ہونے کے کفر یا کفران کر کے فسق میں کامل ہو جائیں گے برعکس نہ نہ نام زدگی کا فور کا حساب ہے۔

مناقشہ و ہم جناب لجہاد اب تشیید البانی میں فرماتے ہیں کہ اگر نظر انصاف ملاحظہ فرمائیں
خلافت عثمان بسبب مخالفت اہل مصر و عدم شرکت اہل مدینہ تا آنکہ نوبت قتل رسید مصداق تکمیل دین
نہیں انتہی حاصل مفاد اس عبارت کا یہ ہو کہ اہل مصر نے عثمان کی مخالفت کی اور اہل مدینہ نے عثمان کی
شرکت نہ کی حتیٰ کہ قتل کی نوبت پہنچی لہذا خلافت عثمان مصداق تکمیل دین نہیں ہو سکتی ہے۔

جواب اول یہ کہ اگر یہ فہم صحیح من پیشی علی بطنہ ومنہ من پیشی علی رجلین ومنہ من
من پیشی علی اربع کی نسبت مفسرین فریقین نے لکھا ہے کہ جو حیوان اقسام ثلثہ مذکورہ آئیہ میں داخل
نہیں ہو وہ اور کامل معدوم ہو لائق اعتبار نہیں ہے اسی طرح سے خلافت ذی النورین کے فتوحات عظیمہ و غلبہ
شدیدہ بر اہل کینہ کے مقابلے میں وہ بلو ابریا کل آخر عمر میں ذی النورین کے ہوا ہے جس میں ذی النورین شہید
ہوے ہیں ضرور زاد کامل معدوم ہو لائق اعتبار نہیں ہو سکتا ہے لہذا خلافت ذی النورین بھی مثل خلافت
صدیقیہ و فاروقیہ کے مصداق آیت استخلاف ہو سکتی ہے اور ہے۔

جواب دوم یہ کہ مقدمہ شہادت ذی النورین میں اہل مدینہ کا ذی النورین کے شریک نہ ہونا کذب صریح
و بہتان فنیج ہے کیونکہ جب بلو ائیون نے بلو ابریا کیا حاجرین انصار و دیگر اہل مدینہ نے کہا کہ ان بلو ائیون
نے ہماری تلوار سے بیتاب ہو کر اسلام قبول کیا ہے اب اپنی ہستی کو بھول گئے آپ منع شیخ مجاہدین
ہستی پھر ان لوگوں کو بلو ائیون حضرت عثمان نے کہا کہ اگر عثمان کی خوشی چاہتے ہو تو عثمان کی حیات
میں ان بلو ائیون سے نہ بلو لو اس کا سبب اشتراط ظہور امام کی بحث میں مبین ہو چکا پس حاجرین و
انصار و دیگر اہل مدینہ نے مع حضرت علی کے یہ تجویز کیا کہ خانہ عثمان کے در پر چند آدمی حفاظت کیوں اسطے
رہا کریں چنانچہ ایک ذی النورین نے رضی عنہما السلام کو متعین کر دیا بلو ائیون نے جب دیکھا کہ خانہ
سے گور مشکل ہے تب دوسری طرف سے بند دی و پوشیدگی دیوار میں نقب لگا کر اپنا کام پورا کیا یعنی
حضرت ذی النورین کو شہید کیا بعد اطلاع کے علی رضی عنہ نے بہت غمناک ہوئے کہ حسین کو چھڑا دیا اور کہا
کہ کیسے بخیر تھے کہ جسکی حفاظت کر رہے تھے وہ شہید ہو گئے اور تم کو خبر نہ ہوئی اس بیان سے خوب
واضح ہو گیا کہ مقدمہ شہادت ذی النورین میں اہل مدینہ ضرور حضرت عثمان کے شریک تھے لیکن

جس طور سے ابن محم نے بذریعہ پوشیدگی علی مرتضیٰ کو شہید کیا اُسی طور سے بلوایوں نے بذریعہ پوشیدگی ذی النورین کو شہید کیا پس جس طور سے واقعہ شہادت علویہ سے کوئی کہ نہیں سکتا ہر کہ مقدمہ قتل علی بن کوئی علی کا شریک نہوا اُسی طور سے واقعہ شہادت ذی النورین سے کوئی کہ نہیں سکتا ہر کہ مقدمہ قتل عثمان بن کوئی عثمان کا شریک نہوا لہذا بنظر واقعہ شہادت ذی النورین کے یہ کہنا کہ خلافت عثمان مصداق تکمیل دین نہیں ہو سکتی ہر اہل بی یا اہل فربسی سے خالی نہیں ہر اور یہ واقعہ بالکل آخر عمر ذی النورین میں ہوا تھا اور اس پہلے خلافت ذی النورین میں عرصہ دس گیارہ برس تک ابرقوتحات عظیمہ وغلباب شدیدہ بر اہل کینیہ ہوتے رہے لہذا مثل خلافت صدیقیہ وفاروقیہ کے خلافت ذی النورین بھی مصداق آیت استخلاف ہو سکتی ہر اور ہر۔

جواب سوم یہ کہ مدعا یہ ہے کہ اس آیت سے حقیقت وراثیت ہر سہ خلافت ثابت ہر اور بفضل محال اگر خلافت ذی النورین مصداق تکمیل دین نہیں ہو سکتی ہر تو اس آیت کے مصداق ہونی کی وجہ سے حقیقت وراثیت خلافت صدیقیہ وفاروقیہ ثابت ہو کہ خلافت فاروقیہ کے فرع ہونی کی وجہ سے حقیقت وراثیت خلافت ذی النورین بھی ثابت ہوگی پس مثل خلافت صدیقیہ وفاروقیہ کے در صورت مصداق تکمیل دین ہونے خلافت ذی النورین کے حقیقت وراثیت ہر سہ خلافت ثابت بدالات مطابقت آیت ہر اور در صورت مصداق تکمیل دین نہ ہونے خلافت ذی النورین کے حقیقت وراثیت خلافت صدیقیہ وفاروقیہ ثابت بدالات مطابقت آیت و حقیقت وراثیت خلافت ذی النورین ثابت بدالات التزامی آیت ہر بہر حال اس آیت کا مثبت حقیقت وراثیت ہر سہ خلافت ہونا ایسا نور قل طور ہے کہ مجتہد صاحب کا یہ مناقشہ بلکہ کل مناقشات اہل اعتنا اُس نور کے آگے حجاب خانہ عنکبوت ہر جس سے وہ نور کسی طرح نہیں ہوتا ہر مستور۔

جواب چہارم یہ کہ بار بار چند بار بیعتین ہو چکا ہر کہ جس خلافت میں تین امروں کا اجتماع ہوا ہر وہ خلافت مصداق آیت استخلاف ہر امروں خلیفہ کا کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے ہونا امردوم خلافت کا بعد نزول آید مذکورہ ہونا امردوم زمانہ خلافت میں خلیفہ اور گروہ خلیفہ کو برابر اعدا پر غلبہ ہونا

اور مجتہد صاحب کا یہ مناقشہ اشارہ بتا رہا ہے کہ خلافت صدیقیہ و فاروقیہ میں کل امور تلمذہ مذکورہ موجود تھے لہذا اس آیت کے مصداق ہو سکتے ہیں اور میں اور صراحتہ بتا رہا ہے کہ خلافت ذی النورین میں اولین موجود تھے اور اہل رسوم مفقود لہذا اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتی ہر اور نہیں ہر پس استم ائم یکمال ادب عرض کرتا ہے کہ جب خلافت صدیقیہ و فاروقیہ اس آیت کے مصداق ہو سکتی ہیں اور میں تب اس آیت کے حقیقت راشدیت خلافت صدیقیہ و فاروقیہ ثابت ہو کہ خلافت بلا فصل علی باطل ہو گئی مذہب اہل لعنت خاک میں مل گیا اب کہیے کہ بزرگ مجتہد صاحب خلافت ذی النورین اگر مصداق تکمیل دین نہیں ہو سکتی ہر اور مجتہد صاحب کو کیا ملا یہی ملا کہ جب اس آیت کے خلافت بلا فصل حضرت علی باطل ہو گئی مذہب اہل لعنت خاک میں مل گیا جب مذہب اہل لعنت خاک میں مل گیا مذہب اہل سنت حق ہو گیا جب مذہب اہل سنت حق ہو گیا حقیقت ہر سے خلافت ثابت ہو گئی خلافت ذی النورین مصداق تکمیل دین ہو یا نہ ہو۔

جواب پنجم یہ کہ بجواب مناقشہ کلم اس آیت کے وجوہ دلالت بر حقیقت راشدیت ہر سے خلافت کو جو نظر غور و دیکھ لیگا اسکو معلوم ہو جائے گا کہ اس آیت کے اکثر وجوہ دلالت بر حقیقت راشدیت ہر سے خلافت کے مصداق تکمیل دین ہونے پر موقوف نہیں ہر لہذا مجتہد صاحب کا کہنا کہ خلافت عثمانیہ تکمیل دین نہیں ہو سکتی ہر اور دھون سے کو حشری یا چشم پوشی ہر ایسی چشم پوشی و کو حشری سے اس آیت کا مثبت حقیقت راشدیت ہر سے خلافت ہوا ضعیف نہیں ہو سکتا ہر بلکہ زیادہ قوی ہوا ہر اور ان سب باتوں سے اگر رد کر لیا جائے تو فقط اسوجہ سے یہ مناقشہ جائے تا شاہر کہ بالکل آخر عمر میں حضرت ذی النورین کے جو بلوا ہوا ہر جس میں حضرت شہید ہوئے ہیں جو ان حضرت کے مرض موت کے حکم میں ہر اس سے یہ ثابت ہوا ہر کہ خلافت ذی النورین مصداق تکمیل دین نہیں ہو سکتی ہر اور اس سے پہلے خلافت ذی النورین میں جو عرصہ دستل گیا رہ برس تک بابر فتوحات غظیہ و غلبات شدیدہ ہر اہل کینہ ہوئے ہیں اور سلطنت اسلام میں وسعت اور ملت اسلام میں قوت ہوئی ہر اس سے یہ نہیں ثابت ہوا ہر کہ خلافت ذی النورین مصداق تکمیل دین ہو سکتی ہر ان ہذا لشی عجاب فاعتبروا یا اولی الالباب۔

مناقشہ یازدہم سیفہ میں قبل بیت ابو بکر انصاری نے ماجرین سے کہا تھا کہ منامید و منکم اعدیہ

ایک امیر سے ایک امیر تم سے۔ ابو بکر نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا ہر اکامۃ من القرائش غیر قریش امام نہیں ہو سکتا ہے پس اگر یہ آیت ثابت خلافت ہوتی تو اسوقت کوئی خلیفہ یا کوئی طرفدار خلفا ضرورتاً نہ ہوتا۔ حدیث مذکور کے دامن میں ہاتھ نہ دے یہ وہ مناقشہ ہے جسکو مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطہ میں مجتہد صاحب نے بوارق و تشہید المبانی میں ارقام فرمایا ہے تشہید المبانی کی عبارت یہ ہے وقتیکہ انصار کفۃ ہوئے منا امیر و منکم امیر و غیرہ انکار بعیت نمودہ و نہ البدتہ احد الخلفاء می گفت کہ بموجب وعدہ الہی خلیفہ ہستیم انکار شما بیوجہ است و دست بردار من اکامۃ من القرائش نمی رود انتہی بلفظہ۔

جواب اول یہ کہ غزوہ خیبر میں دوسرے دن شام کو آنحضرت علیہ التحیۃ نے فرمایا لا یطیروا الی اللہ غدا و جلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ کراما خیر و قرار یفتح اللہ علیہ ید یہ بیشک ضرور دین کے ہم نشان بروز فردا محبوب و محب خدا و رسول مرد و کرار غیر فرار کو فتح دیگا اس کے دونوں ہاتھوں پر و اتفاق فریقین موعود برایت و ظفر باین قول خیر البشر علی مرتضیٰ ہیں لیکن اس مناقشہ سے اس میں یکلام پیدا ہوتا ہے کہ بعد صد و اس حدیث کے دوسرے دن جسوقت تک جناب امیر کو نشان جنگ نہیں ملا تھا اور آنجناب کے ہاتھوں پر فتح خیبر نمایان نہیں ہوا تھا اسوقت تک کل مجاہدین خیر جن میں اصحاب مقبولین اہل لعنت بھی تھے بہت غور و فکر کرتے تھے اور آپس میں بوجھ پاچھ کرتے تھے کہ موعود برایت و ظفر باین قول خیر البشر کون ہے اور بہت لوگ اس کے نام لیتے تھے علی مرتضیٰ کا نام کسی نے نہ لیا نہ کسی کا خیال علی مرتضیٰ کی طرف گیا پس اگر علی مرتضیٰ موعود برایت و ظفر باین قول خیر البشر ہوتے تو اس وقت صحابہ مقبولین اہل لعنت ضرور کہتے کہ موعود برایت و ظفر باین قول خیر البشر علی بن ابی طالب ہیں تم لوگوں کا ادھر ادھر خیال دوڑانا اور اسکا اسکا نام لینا بیوجہ ہے پس جو جواب اس کلام کا ہو گا وہی جواب اس مناقشہ کا ہو گا اور اہل مقام یہ ہے کہ جس طو سے بعد صد و اس حدیث کے جسوقت تک جناب امیر کو نشان جنگ نہیں ملا تھا اور آنجناب کے ہاتھوں پر فتح خیبر نمایان نہیں ہوا تھا اسوقت تک آنجناب کا موعود برایت و ظفر باین قول خیر البشر ہونا کسی کو معلوم نہ تھا اسی سے اسوقت تک کسی نے نہیں کہا کہ موعود برایت و ظفر باین قول خیر البشر علی بن ابی طالب ہیں اگر کوئی کہتا تو قابل اعتبار و الی اللہ انصاف و انصاف

لیکن صدور اس قول کے دوسرے دن جب وقت آنجناب کو نشان جنگ ملا اور آنجناب کے ہاتھوں پر فتح خیر
نمایان ہوئے اسکے بعد آنجناب کا موعود برائے غلبہ باین قول خیر البشر ہونا معلوم ہو گیا اور آنجناب کے محبوب
و محب خدا و رسول ہونے پر اس حدیث میں دلالت پیدا ہو گئی اُس سے پہلے نہ تھی اسی سے آنجناب
کے مقدمہ میں جو اس حدیث سے استللال کرتا ہوا وہ صدور اس حدیث کے دوسرے دن آنجناب کو نشان
جنگ ملنے اور آنجناب کے ہاتھوں پر فتح خیر نمایان ہونے کا ذکر ضرور کرتا ہو اسی طور سے بعد نزول آیت
اختلاف کے جب وقت تک کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے کسی کو خلافت و غلبہ و نون کا
مجموعہ حاصل نہیں ہوا تھا اس وقت تک کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ غلبہ و نون کا خلافت آیت اختلاف کون لوگ ہیں اسی
ستیفہ کے روز بکر اسکے بعد بھی جب وقت تک کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے کسی کو خلافت
و غلبہ و نون کا مجموعہ حاصل نہیں ہوا تھا اس وقت تک مقدمہ خلافت میں آیت اختلاف کا نام بھی نہیں
لیا گیا اگر کوئی نام لیتا تو قابل اعتبار اولی الالباب ہوتا لیکن جب نزول آیت اختلاف کے چند سال بعد کلمہ
گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے یکے بعد دیگر ہر سنی علیہ کو زمین میں خلافت ہوئی اور زمانہ خلافت
میں برابر اعدا پر غلبہ ہوا و بحر خلفائے ثلاثہ کے کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے کوہی میں
خلافت و غلبہ کا اجتماع ہوا اسکے بعد صرف خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا موعود بالخلافت آیت اختلاف ہونا
معلوم ہو گیا اور اس آیت میں دلالت بر حقیقت و راشدیت ہر سنی خلافت پیدا ہو گئی اُس سے پہلے نہ تھی اسی سے
مقدمہ خلافت میں جب اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے تب ہر سنی خلیفہ کا کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت
اختلاف سے ہونے اور بعد نزول آیت اختلاف کے یکے بعد دیگر زمین میں خلیفہ ہونے اور زمانہ خلافت میں
برابر اعدا پر غالب ہونے اور بعد خلفائے ثلاثہ کے کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے کسی زمین
خلافت و غلبہ کا اجتماع نہ ہو سکا و ذکر ضرور کیا جاتا ہے اگر کوئی اپنے کو کور چشم اور کور گوش بنا کے اُسکو انکھوں سے
نہ دیکھے اور کانون سے نہ سنے اور یہی کہتا جائے گا اگر اس آیت سے خلافت خلفائے ثلاثہ ثابت ہوتی
تو ستیفہ میں خلیفہ اول حدیث الاثمة من الانقریش کے واس میں کیون پکڑے اس آیت سے کیون
تک نہ کرتے تو اُسکا علاج بجز خدا کے کوئی نہیں کر سکتا ہی بالجملہ جس طرح بوجہ رمہ و رجال سے ہونے

جناب امیر کے خیر میں تیسرے روز آنجناب کو نشان و فتح ملنے کے بعد مقدمہ آنجناب میں حدیث مذکور سے استدلال کرنا صحیح ہوا ہے قبل اُسکے صحیح نہ تھا اسی طرح پہلے پہلے ہر سر خلیفہ کے زمرہ کلہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہر سر خلیفہ کو میں میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر علیہ غلبہ ہونے کے بعد مقدمہ خلافت میں آیہ مذکورہ سے استدلال کرنا صحیح ہوا ہے قبل اُسکے صحیح نہ تھا اسی سے سقیفہ میں آیہ مذکورہ کا ذکر نہیں آیا تھا لیکن جو طوطے سے خیر میں جناب امیر کو نشان و فتح ملنے کے قبل حدیث مذکور کے ساتھ آنجناب کے ذکر کرنے سے آنجناب کو خیر میں نشان و فتح ملنے کے بعد آنجناب کا صدور حدیث مذکور کے پیشتر سے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور قطعیت الدلالت ہونے میں مجال لاو لم نہیں ہو اسی طوطے سے ہر سر خلیفہ کو خلافت و غلبہ بر اہل عداوت حاصل ہونے کے قبل سقیفہ میں یا اور اسی مقام و ایام میں آیہ مذکورہ کے ساتھ کسی خلیفہ کے ذکر کرنے سے ہر خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ بر اہل عداوت حاصل ہونے کے بعد ہر سر خلیفہ کا حصول غلبہ کے پیشتر سے الیٰہی و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیہ مذکورہ پیشتر سے مومن صالح ہونے اور بعد نزول آیہ مذکورہ تا دم مرگ ہمیشہ مومن صالح رہنے اور مومن صالح راہی ملک بقا ہونے کا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں ان لوگوں کا نہایت سرکش کا فرق ہونے پر آیہ مذکورہ کے قطعیت الدلالت ہونے میں مجال لاو لم نہیں ہو لہذا مجتہد صاحب کا یہ مناقشہ بھی خاک سیاہ ہو گیا اور اس آیت کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سر خلافت ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ رہے گا۔

جواب دوم یہ کہ جناب امیر نے اس آیت کو زمانہ خلفائے ثلاثہ پر محمول کیا ہے چنانچہ مناقشہ یکم کے جواب میں حضرات اہل لعنت کی ایسی قوی روایتوں سے واضح ہو چکا ہے کہ آج تک کسی اہل لعنت کو ان روایتوں کی صحت و قوت سے انکار کرنے کی جرأت نہیں ہوئی لہذا سقیفہ کے روز مقدمہ خلافت میں آیت اختلاف سے تسک نہ کرنا آیت اختلاف کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سر خلافت ہونے کی منافی نہیں ہو سکتا ہے بدینوجہ بھی یہ مناقشہ بیخ و بن سے منہدم ہو گیا اور اس آیت کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سر خلافت ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ ثابت و قائم رہے گا۔

مناقشہ دوازدهم اگر یہ آیت مثبت خلافت ہوتی تو خلافت کے واسطے شورے کی ضرورت

کیون ہوتی اور شوے سے کیون خلیفہ مقرر ہوتا اس آیت کے حکم سے کیون خلیفہ مقرر نہوتا۔

جواب اول یہ کہ مناقشہ کلم کے جواب میں اس آیت کی دلالت بر حقیقت مرادیت ہر سہ خلافت کی وجہ دہم میں واضح ہو چکا ہے کہ جناب امیر نے اس آیت کو زمانہ خلفائے ثلاثہ پر محمول کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے اور حسب تصریح شارح نبج البلاغت ابن شیم بحرانی اثنا عشری بحکم اس آیت کے انتخاب نے جماعت فاروقیہ کی نسبت فرمایا ہے کہ اللہ نے اس جماعت کو غالب کر دینے کا وعدہ دیا ہے پس اگر ہر خلیفہ موعود بخلاف غلبہ آیا نہ مذکورہ نہوتے تو انتخاب آیا نہ مذکورہ کو زمانہ خلفائے ثلاثہ پر کیون محمول کرتے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت کیون دیتے اور حسب تصریح ابن شیم بحرانی اثنا عشری انتخاب بحکم اس آیت کے جماعت فاروقیہ کی نسبت یہ کیون فرماتے کہ اللہ نے اس جماعت کو غالب کر دینے کا وعدہ دیا ہے و حقیقت جناب امیر کا اس آیت کو زمانہ خلفائے ثلاثہ پر محمول کرنے کے بعد اس آیت کا ثبوت حقیقت وراثیت ہر سہ خلافت ہونے سے انکار کرنا انتخاب کو تفسیر آیت قرآنیہ میں غلطی بنا ہے جو کہ حسب غم اہل لعنت صریح کفر ہے پس جناب امیر کی تخطیہ کر کے حسب موعوم خود دائرہ کفار میں داخل ہونا حضرات اہل لعنت کو گوارا ہے حقیقت وراثیت ہر سہ خلافت ثابت ہونا ان حضرات کو گوارا نہیں ہے اسی کو اختیار برابر رکھتے ہیں اہل بصیرت کے نزدیک اس قسم کا اختیار نابہار سے اس آیت کا ثبوت حقیقت وراثیت ہر سہ خلافت ہونا ضعیف نہیں ہوتا ہے بلکہ زیادہ قوی ہوتا ہے۔

جواب دوم یہ کہ حدیث رایت یعنی قول آنحضرت علیہ السلام لا عین الدارۃ المذیۃ باتفاق فلیسین جناب امیر کے محبوب و محب خدا اور رسول ہونے پر قطعیۃ الدلالت ہے لیکن جس طور سے آیت اختلاف یعنی قول خالق بریت وعد اللہ الذین امنوا منکم الخ کا حقیقت مرادیت ہر سہ خلافت پر قطعیۃ الدلالت ہونے میں یہ مناقشہ پیدا کیا گیا ہے اسی طور سے حدیث مذکور کا جناب امیر کے محبوب و محب خدا اور رسول ہونے پر قطعیۃ الدلالت ہونے میں یہ کلام پیدا ہوتا ہے کہ اگر حدیث مذکور انتخاب کے محبوب و محب خدا اور رسول ہونے پر قطعیۃ الدلالت ہوتی تو خیر بین انتخاب کو نشان و فتح ملنے کے قبل کل مجاہدین خیر تعیین مراد و مورد حدیث مذکور میں بغایت مبالغہ کیون غرض و غوص کرتے اور ادھر ادھر خیال و وسوسے

اور اسکا اُسکا نام لیتے علی رضی کی طرف کیوں کسی کا خیال نہ جاتا علی رضی کا نام کیوں کوئی نہ لیتا اگر علی رضی کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور میں دلالت ہوتی تو اُسی دلالت سے علی رضی کا مورد و مراد حدیث مذکور ہونا کیوں محین و متیقن نہ ہوتا پس جو جواب اس کلام کا ہو گا وہی جواب اس مناقشہ کا ہو گا اگر اس کلام کا یہ جواب دیا جائے کہ خیر بن جناب امیر کو نشانِ فتح ملنے کے بعد آنجناب کا مورد و مراد حدیث مذکور ہونا معلوم ہوا ہے اور حدیث مذکور میں آنجناب کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر دلالت قطعاً یہ ہوتی ہے اُس سے پہلے نہ آنجناب کا مورد و مراد حدیث مذکور ہونا معلوم تھا نہ آنجناب کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور میں دلالت تھی بدینوجہ اُس سے پہلے تعین مورد و مراد حدیث مذکور میں خوض و غوص کی ضرورت تھی اور مخالفین و غاصبین کا ادھر ادھر خیال جانا اور اسکا اُسکا نام لینا وقوع میں آیا تھا لیکن خیر بن جناب کو نشانِ فتح ملنے کے بعد آنجناب کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور کے قطعیت الدلالت ہونے میں مجالِ لاوہ نہیں ہے تو اس مناقشہ کا یہ جواب قبول کیا جائے کہ ہر سرخلفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہِ خلفت میں غلبہ بر اہلِ عداوت حاصل ہونے کے بعد ہر سرخلفہ کا موعود باخلافت بہت استخلاف ہونا معلوم ہوا ہے اور آریہ مذکورہ میں دلالت قطعاً بر حقیقت و راشدیت خلافت صدیقہ فاروقیہ و ذی النورین پیدا ہوئی ہے اُس سے پہلے نہ ہر سرخلفہ کا موعود باخلافت آیا ہے مذکورہ ہونا معلوم تھا نہ حقیقت و راشدیت ہر سرخلفہ پر آریہ مذکورہ میں دلالت تھی بدینوجہ اُس سے پہلے تعین خلیفہ میں شوق کی ضرورت تھی اور شوق سے خلیفہ مقرر ہونا وقوع میں آیا ہے لیکن ہر سرخلفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ میں غلبہ بر اہلِ عداوت حاصل ہونے کے بعد ہر سرخلفہ کا حصول غلبہ کے پیشتر سے امامِ بحق و خلیفہ راشد ہونے پر آریہ مذکورہ کے قطعیت الدلالت ہونے میں مجالِ لاوہ نہیں ہے بدینوجہ یہ مناقشہ بھی بیخ و بن منہدم ہو گیا اور اس آیت کا ثبوت حقیقت و راشدیت ہر سرخلفہ ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ ثابت و قائم رہے گا۔

مناقشہ سیسروہم کلام خلیفہ رسول میں اگر رسول خدا ابو بکر کو خلیفہ کرتے تو ابو بکر خلیفہ رسول ہوتے اذلیس فلیس پس ثلثہ میں کسی کا خلیفہ رسول ہونا نہ اس آیت سے ثابت ہو سکتا ہے نہ اگر کسی یہاں سے

یہ وہ مناقشہ ہے جسکو مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطہ میں اور ان کے صاحبزائے نے تحفۃ الاشعرۃ میں مرتب کیا ہے۔

جواب اول باتفاق فریقین ثابت ہے کہ رسول نے یہ خبر دی ہے کہ عادلون کی پادشاہت ہوگی اور یہی خبر دی ہے کہ ظالمون کی پادشاہت ہوگی اور یہی خبر دی ہے کہ ہماری نسل سے ایک کو تمام زمین کی بادشاہت ہوگی اور وہ عدل سے زمین کو بڑھائے گا اور اس سے پہلے تمام زمین ظالم پادشاہوں کے ظلم سے پر رہیگی اور یہ خبر دینا خلیفہ کرنا نہیں ہے کیونکہ ظالم کو خلیفہ کرنا رسول کا کام نہیں ہے پس رسول خدا نے خلافت امام مہدی کی خبر دی ہے لیکن رسول خدا نے امام مہدی کو خلیفہ نہیں کیا ہے جیسا کہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزمان کی خبر دی ہے لیکن انبیاء سابقین نے نبی آخر الزمان کو نبی نہیں کر دیا ہے پس بغیر خلیفہ کرنے رسول کے امام مہدی کیوں خلیفہ رسول ہو سکتے ہیں اور بغیر خلیفہ کرنے رسول کے ابوبکر کیوں خلیفہ رسول نہیں ہو سکتے ہیں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ دروغ گو را حافطہ نباشد۔

جواب دوم حضرات اہل لعنت جن آیات قرآنیہ سے بزعم خود حضرت علی کا بلا فصل خلیفہ رسول ہونا ثابت کرتے ہیں ان آیتوں میں رسول خدا کا شیر خدا کو خلیفہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے چنانچہ خود حضرات استدلال بایہ اغوا و لیکھ اللہ میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے علی کو ولی مقرر کیا ہے یہ نہیں بیان کرتے ہیں کہ رسول نے علی کو ولی مقرر کیا ہے پس بزعم امامیہ جو حکم آیہ اغوا و لیکھ اللہ علی کو اللہ نے ولی مقرر کیا ہے نہ رسول نے اس سے علی کا خلیفہ رسول ہونا کیوں ثابت ہوتا ہے اور حکم آیت استخلاف ہر سہ خلیفہ کو جو اللہ نے خلیفہ کیا ہے اس سے ہر سہ خلیفہ کا خلیفہ رسول ہونا کیوں نہیں ثابت ہوتا ہے بجز اس کے کیا کہا جائے کہ یہ دیدہ و دانستہ عوام کی راہ زنی کرنا ہے۔

جواب سوم کتب لغت بیک طرف تشعب کے باب تفعّال میں بھی لکھا ہے کہ اختلاف کسی یا بجای خویش یا بجای دیگر نشانیدن انتہی اس عبارت سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ مثلاً زید نے اگر کسی کو اپنا جانشین کیا تو وہ شخص بھی خلیفہ زید ہے اگر زید نے کسی کو اپنا جانشین کیا بلکہ بعد زید کے اور کسی نے کسی شخص کو زید کا جانشین کیا تو وہ شخص بھی خلیفہ زید ہے اور عرف عام بھی ایسے مطابق ہے

اور بعد رسول خدا کے ادبِ جلال نے بھی ہر سر خلیفہ کو جانشین رسول کیا ہے اور مہاجرین و انصاریوں نے بھی چنانچہ ابھی مناقشہ آیت کے جواب میں معلوم ہو گا پس لغت کی راہ سے بھی عرف عام کی راہ سے بھی ہر سر خلیفہ کا خلیفہ رسول ہونا ثابت ہے بغیر خلیفہ کرنے رسول کے لہذا مولوی صاحب معصوف کا یہ فرمانا کہ اگر رسول خدا ابو بکر کو خلیفہ کرتے تو ابو بکر خلیفہ رسول ہوتے اذلیس فلیس سوائے جاہلی یا جاہلون کی راہ زنی کے کیا ہو سکتا ہے۔

جواب چہارم منتخب اور سراج میں یہ خلافت بالکسر بجائے کسے بودن در کائے انتہی اس عبارت سے آشکارا نہاجال انکار ہے کہ خلافت کے معنی بن کید کا کسی کام میں کسی کی جگہ پر ہونا یہ قید نہیں ہے کہ جس کی جگہ ہوا اسکے کرنے سے ہو بلکہ عام ہے اس سے کہ اُسکے کرنے سے ہو یا اُسکے بعد اور کیسے کرنے سے ہو یا بغیر کرنے کیسے ہو یہی عرف عام بھی ہے اور بعد رسول خدا کے یکے بعد دیگرے سر خلیفہ اشاعت دین و تنفیذ احکام شریعتین میں رسول خدا کی جگہ پر ہوئے اللہ کے کرنے سے بھی اور مہاجرین و انصاریوں کے کرنے سے بھی چنانچہ ابھی مناقشہ آیت کے جواب میں واضح ہو گا لہذا موافق لغت کے بھی اور موافق عرف عام کے بھی ہر سر خلیفہ کا خلیفہ رسول ہونا بے شبہ ثابت ہے بدین وجہ بھی مولوی صاحب معصوف کا یہ فسانہ کہ اگر رسول خدا ابو بکر کو خلیفہ کرتے تو ابو بکر خلیفہ رسول ہوتے اذلیس فلیس محض نادانی یا شیطانی کا ترانہ ہے۔

جواب پنجم یہ کہ ہر سر خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد و خلیفہ اللہ ہونا ثابت ہونے کے بعد بغیر محال اگر خلیفہ رسول کہونا ثابت نہ ہو گا تو نہ اہل لغت کا نفع ہے نہ اہل سنت کا نقصان لہذا یہ مناقشہ ہے دیوانے کا ہزیان۔

مناقشہ چہارم وہم اس آیت میں اللہ نے خلیفہ کرنے کا وعدہ کیا ہے اور ابو بکر کو عمر نے خلیفہ کیا ہے نہ اللہ نے اور عمر کو ابو بکر نے خلیفہ کیا ہے نہ اللہ نے اور عثمان کو عبد الرحمن بن عوف وغیرہ نے خلیفہ کیا ہے نہ اللہ نے لہذا ائمہ میں کوئی موعود بخلافت و غلبہ پایہ مذکورہ نہیں ہو سکتا ہے یہ مناقشہ بھی مولوی عمار علی صاحب کے دفع المغالطہ میں موجود ہے۔

جواب کہ اہل لعنت کی کتاب نبی البلاغت میں ہے کہ جناب امیر اپنے نامہ بنام معاویہ بن قریظہ
 میں با بعض القوم الذین بايعوا اليك وعمر وعثمان على ما يابيعوهم فلو يكن للشاهدان
 يختاروا ولا للغائب ان يرد فاما الشورى للمهاجرين والا نصارى انا حال اسکا
 یہ ہے کہ جناب امیر معاویہ سے فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے جس بنا پر ابوبکر و عمر و عثمان کی جیت کی تھی
 اُن لوگوں نے اُسی بنا پر میری جیت کی ہے پس نہ کوئی حاضر اور کسی کو پسند کر سکتا ہے نہ کوئی غائب اسکو
 رد کر سکتا ہے کیونکہ شوری خاص ہے مہاجرین و انصار کے لیے یعنی شوری کر کے امام مقرر کرنے کا اختیار
 مہاجرین و انصار کو ہے اور کسی کو نہیں ہے **ف** اس کلام داماد خیر الامام سے طشت ادبام ہے کہ فقط
 عمر کا ابوبکر کو خلیفہ کرنا اور فقط ابوبکر کا عمر کو خلیفہ کرنا اور فقط مع عبد الرحمن بن عوف کے چند شخص
 اقلید کا عثمان کو خلیفہ کرنا محض دروغ بیفرغ ہے ایسے دروغ بیفرغ سے اس آیت کا ثبوت حقیقت
 وراثت ہر سہ خلافت ہونا ضعیف نہیں ہو سکتا ہے بلکہ زیادہ قوی ہوتا ہے اگر یہ مناقشہ کیا جائے
 کہ اس آیت میں اللہ نے خلیفہ کرنے کا وعدہ کیا ہے اور یہ بعد دیگر سہ خلیفہ کو مہاجرین و انصار نے خلیفہ
 کیا ہے نہ اللہ نے لہذا اس آیت میں کوئی خلیفہ موعود بالخلافت نہیں ہو سکتا ہے تو

جواب اول کہ خود مولوی صاحب نے اسے دفع المغالطہ میں اور متبہد صاحب نے بوارق میں تصریح
 کی ہے کہ اس آیت میں خلیفہ کرنے سے زمین میں پادشاہ کرنا مراد ہے اور یہ وعدہ زمانہ امام ہمدی میں
 پورا ہوگا اور یہ بھی حضرات اہل لغت کا بیان ہے کہ جو وقت امام ہمدی ظاہر ہونگے اس وقت پالیس
 مومن امام کے ساتھ ہو جائیں گے انہیں چالیس مومن کو لیکے امام جہاد شروع کریں گے اور جہاد کر کے
 تمام زمین پر تسلط حاصل کریں گے پس جس طور سے اہل سنت خیر البری کے استدلال بآیت اختلاف
 میں جناب مولوی صاحب موصوف نے یہ مناقشہ پیدا کیا ہے اُسی طور سے اس بیان اہل لعنت
 میں یہ کلام پیدا ہوتا ہے کہ چالیس آدمی مل کے امام ہمدی کو خلیفہ کریں گے بعدہ امام زمان بزور سہیت
 و سنان اعوان رفتہ رفتہ تمام زمین پر تسلط حاصل کریں گے حسب وعدہ آیت اختلاف اللہ کا خلیفہ کرنا
 الگاپس جو جواب اس کلام کا اولیائے مولوی صاحب تجویز کریں وہی جواب اس مناقشہ کا قبول کریں

اگر کہا جائے کہ جو لوگ امام ہمدی کو خلیفہ کرینگے اُن لوگوں کے خلیفہ کرنے کے پرے میں اللہ کا خلیفہ کرنا ضرور واقع ہو کوئی باایمان عاقل فی حیا اس سے انکار نہیں کر سکتا ہے کیونکہ احادیث بسیار و اخبار بیشمار سے یہ ثابت ہے کہ خداوند کریم امام ہمدی کو زمین میں خلیفہ کر گیا تو یہ قبول کر لیا جائے کہ ہاجرین انھما کا خلفائے ثلاثہ کو خلیفہ کرنے کے پرے میں خداوند کریم کا خلیفہ کرنا ضرور واقع ہو کوئی باایمان عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا ہے کیونکہ آیت استخلاف میں اللہ نے خلیفہ کرنے کا وعدہ دیا ہے اور کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت استخلاف سے ہونا اور بعد نزول آیت استخلاف کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر اعداد پر غالب ہونا ان تینوں اموروں کا مجموعہ موعودین بالخلافت بآیت استخلاف کی علامت ہے چنانچہ بحجاب مناقشہ سوم مبین ہو چکا ہے اور اس میں مجال لا ولم نہیں ہے کہ سرسہ خلیفہ میں یہ علامت پائی گئی اور کسی میں نہیں پائی گئی لہذا ہاجرین و انصار کے خلیفہ کرنے کے پرے میں خداوند کریم کا خلیفہ کرنا ضرور واقع ہو کوئی باایمان عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا ہے اور جو لوگ عالم سے نار کو بہتر سمجھ کے انکار کریں جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے کیا ہے وہ لوگ ضرور من کفر بعد ذلک فاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کے مصداق ہیں۔

جواب دوم تفسیر خلاصۃ المنہج میں جو کہ تفاسیر معتبرہ اہل لغت سے ہے اس آیت کے لفظ کا استخلاف اللہ من قبلہم کی تفسیر میں لکھا ہے چنانکہ خلیفہ گردانید خدای آنا ان کہ بودند پیش از ایشان یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر و شام بدیشان داد بعد از ہلاکت جبایرہ تا تصرف کردند ان چنانکہ تصرف ملوک در ملوک خود انتہی جسٹو سے مولوی صاحب موصوف نے مناقشہ پیدا کر کے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اللہ نے خلیفہ کرنے کا وعدہ کیا ہے اور خلفائے ثلاثہ کو ہاجرین و انصار نے خلیفہ کیا ہے نہ اللہ نے اُسی طو سے اس تفسیر اہل لغت میں یہ کلام پیدا ہوتا ہے کہ بعد حضرت موسیٰ کے صحابہ موسیٰ نے یکے بعد دیگرے یوشع بن نون و کالب بن یوقنا کو خلیفہ قبول کیا تھا اُن دنوں نے بزدلیت و سنان اعوان ملک مصر اور ملک شام کے شہروں پر تسلط حاصل کر کے خلافت و بادشاہت قائم کر لی تھی اور بنی اسرائیل کو خوف اعداء سے مامون و مطمئن کر لیا تھا خداوند کریم کا بنی اسرائیل کو خلیفہ کرنا اور ملک مصر و شام عطا کرنا کیا

پس جو جواب اس کلام کا حضرات اہل لعنت کی طرف سے ہو گا وہی جواب اس مناقشہ کا اہل سنت
 خیر الہریت کی طرف سے ہو گا درحقیقت اصحاب موسیٰ کا ایک بعد دیگر یوشع بن نون وکالب بن یوفا کو خلیفہ
 قبول کرنا اور ان دونوں کا بزور سیف و سنان اعوان ملکہا سے مذکورہ پر شاہانہ تسلط حاصل کرنا اور بنی اسرائیل
 کو خوف اعدا سے مامون و مطمئن کرنا یہ سب ظاہری امور ہیں جنکے پرے میں انھیں بنی اسرائیل کو خداوند کریم
 کا خلیفہ کرنا اور مملکت مصر و شام عطا کرنا ایسا باطنی یقینی امر ہے کہ ہرگز کوئی ایمان عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا ہرگز کہ
 انھیں بنی اسرائیل کا من جانب خدا موعود باخلافت ہونا اُمّیّین فی القرآن پر اسی طوسے مہاجرین انصار کا
 خلفائے ثلاثہ کو خلیفہ کرنا اور خلفائے ثلاثہ کا بزور سیف و سنان اعوان عرب بنجم و روم و شام کے ملکوں کی شاہانہ
 تسلط حاصل کرنا اور اپنے گروہ کو خوف اعدا سے مامون و مطمئن کرنا یہ سب ظاہری امور ہیں جنکے پرے میں
 خداوند کریم کا خلفائے ثلاثہ کو خلیفہ کرنا ایسا باطنی یقینی امر ہے کہ ہرگز کوئی ایمان عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا
 ہرگز کہ مومنین صاحبین از قبل نزول آیت اختلاف کو زمین میں من ملافات اور زبانیہ نذات میں غلبہ اہل عدوت
 عطا کرنے کا وعدہ حق تعالیٰ نے آیہ مذکورہ میں دیا ہے اور حکمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے خلفائے
 ثلاثہ میں خلافت غلبہ بر اہل عدوت کا اجتماع ہوا ہے اور کسی میں نہیں ہوا ہے لہذا ظاہری امور مذکورہ کے
 پرے میں خداوند کریم کا خلفائے ثلاثہ کو خلیفہ کرنے سے کوئی ایمان عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا ہے
 اور جو لوگ عار سے ناز کو غنیمت سمجھ کے انکار کر کرین ان لوگوں کا ومن کفر بعد ذلک فاولئک
 هم الافاسفون کے مصداق ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے۔

جواب چہارم جنگ خیبر میں آنحضرت علیہ التحیۃ نے فرمایا ہر کوا عطا میں الایۃ عند الرجال
 یحبّ اللہ ورسولہ و یحبّ اللہ ورسولہ کرا اذ غدیر فرار یفتح اللہ علی یدایہ
 بیشک ضرور دین کے ہم نشان بروز فردا خدا و رسول کے محبوب و محبوب مرد کرار غیر فرار کو فتح دیگا اس
 ان کے ہاتھوں پر ف مولوی صاحب مدوح کا یہ مناقشہ ایسا ہی جیسا کہ کہا جائے کہ اس حدیث میں
 یہ بیان ہے کہ اللہ اس رجل کے ہاتھوں پر فتح دیگا اور صدور اس حدیث کے دوسرے دن علی رضی
 سے بروز تلواری فتح حاصل کر لیا تھا اللہ نے فتح نہیں دی تھی لہذا اس حدیث میں جس رجل کا ذکر ہے وہ رجل

علی رضی اللہ عنہ سے ہیں لیکن جسکو کچھ بھی ایمان اور عقل ہو اسکو ضرور جزم ہوگا کہ صدور اس حدیث دوسرے دن بروز تہ الواحید رکرنے جو فتح حاصل کر لیا تھا وہ ضرور اللہ کا فتح دینا ہو کیونکہ رسول خدا نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ بروز فردا ہم جس جبل کو نشان دینگے اُس جبل کو اللہ فتح دینگا اسی طور سے جسکو کچھ بھی ایمان اور عقل ہو وہ ضرور جزم کریگا کہ خلفائے ثلاثہ کو مہاجرین و انصار نے جو خلیفہ بنایا تھا اور خلفائے ثلاثہ نے بروز رسیف و سنان اعوان تمام جزائر عرب و تمام مملکت قیصر و کسری پر قبضہ کر لیا تھا وہ ضرور ہر خلیفہ کو اللہ کا خلیفہ کرنا ہے کیونکہ آیہ اختلاف میں اللہ نے وعدہ دیا ہے مومنین صالحین از قبل نزول آیہ مذکورہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنے کا اور کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے تلقائے ثلاثہ میں خلافت و غلبہ بر اہل عداوت کا اجتماع ہوا ہے اور کسی میں نہیں ہوا لہذا جسکو کچھ بھی ایمان اور عقل ہو وہ ضرور جزم کریگا کہ خلفائے ثلاثہ کو مہاجرین و انصار نے جو خلیفہ کیا تھا وہ بھی اور خلفائے ثلاثہ نے بروز رسیف و سنان اعوان ملکہاے مذکورہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا وہ بھی خلفائے ثلاثہ کو اللہ کا خلیفہ کرنا ضرور ہے جو اسکا اقرار کرے وہ ضرور و من کفر بعد ذلک فاوہلک ہم الفاسقون کے مصداق ہے۔

جواب پنجم جناب امیر کو ضرور معلوم تھا کہ اس آیت میں اللہ نے خلیفہ کرنے کا وعدہ کیا ہے اور خلفائے ثلاثہ کو مہاجرین و انصار کا خلیفہ کرنا بھی معلوم تھا باوصف این انتخاب نے اس آیت کو زمانہ خلفائے ثلاثہ پر معمول کیا ہے چنانچہ جواب مناقشہ یکم کی وجہ وہم میں حضرات اہل لعنت کی ایسی قوی حدیثوں سے مستثنیٰ ہو چکا ہے کہ آج تک ان حدیثوں کے ثبوت میں کلام کر نیکی جرأت کسی اہل لعنت کو نہیں ہوئی نہ ہوگی بنا برائے جناب امیر کی شہادت سے بھی معلوم ہو گیا کہ اگرچہ ظاہر میں ہر خلیفہ کو مہاجرین و انصار نے خلیفہ کیا ہے لیکن حقیقت میں سوائے ایفائے وعدہ آیت اختلاف خاص اللہ ہی نے ہر خلیفہ کو زمین میں خلیفہ کیا ہے اور بظاہر مہاجرین و انصار کا خلیفہ کرنا حقیقت میں خدا کا خلیفہ کرنے کی منافی نہیں ہے۔

جواب ششم مناقشہ پنجم کے جواب اول میں گذر چکا ہے کہ خود مولوی صاحب مدح نے اُسی

دفع المغالطہ میں تصریح کی ہے کہ اس آیت میں خلیفہ کرنے سے مالک سلطنت زمین کرنا مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ
 اس کا کسی کو خلیفہ یعنی مالک سلطنت زمین کرنا اس طوع سے بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو خلیفہ یعنی مالک سلطنت
 زمین کرنا منظور ہو اُس کے زمانے میں جن لوگوں کے گفتار و کردار کا وقار و اعتبار ہو وہ لوگ مشیت باری
 و غالب القویٰ کرو گاری سے مجتمع و متفق ہو کر بعیت خلافت کر کے اُس کے مطیع و معین ہو جائیں جس سے
 خلافت موعودہ قائم ہو جائے اور اس طوع سے بھی ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم اپنی تائید غیبی سے جس حصہ
 زمین میں اُس کو خلیفہ کرنا منظور ہو اُس حصہ زمین پر اُس کو مسلط اور دشمنوں پر غالب کرے جس سے خلافت
 موعودہ قائم و محکم ہو جائے ان دونوں طوروں سے خداوند کریم کا ہر سر خلیفہ کو زمین میں نئیذ کرنا حقا متیقن
 ہے کیونکہ زمانہ نزول آیت استخلاف کے مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ پر اہل بیت
 عطا کرنے کا حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور یہ معلوم ہے کہ زمانہ نزول آیہ مذکورہ کے ذمہ کُل گویان اسلام
 سے خلفائے ثلاثہ کو زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ ہوا ہے اور بعد خلفائے ثلاثہ کے ذمہ مذکور سے
 جس کو خلافت ہوئی ہے اُس کو زمانہ خلافت میں اعدا پر غلبہ نہیں ہوا ہے بلکہ غلبہ خوف اعدا ہوا ہے اور یہ بھی
 معلوم ہے کہ اُس زمانے میں مہاجرین و انصاریہ کے گفتار و کردار کا وقار و اعتبار تھا اور مہاجرین و انصار
 مجتمع و متفق ہو کر بعیت کر کے یکے بعد دیگر ہر سر خلیفہ کے مطیع و معین ہو گئے تھے اور باوصف قلت انصار
 و کثرت اعدائے نابکار کے تائید غیبی سے برابر ہر سر خلیفہ کو بڑے بڑے ملکوں پر تسلط اور دشمنوں پر غلبہ
 ہوا ہے لہذا حقا متیقن ہو گیا کہ خداوند کریم نے موافق اپنے وعدہ آیت استخلاف کے دونوں طریق مذکور
 سے ہر سر خلیفہ کو زمین میں خلیفہ کیا ہے کوئی باایمان عاقل فیضیاء اسے انکار نہیں کر سکتا ہے اور مثل مولوی حسنا
 موصوف کے عار سے نار کو خفیف سمجھنے کے جو انکار کرے وہ دائرہ و من کفر بعد ذلک فاُولئک
 همل الفاسقون سے خارج نہیں ہو سکتا ہے پس یہ مناقشہ بھی بدستور مناقشات سابقہ کے کالہ من
 المنفوش ہو گیا اور ہر سر خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے
 مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے کے جو لوگ اقرار نہیں
 کرتے ہیں اُن لوگوں کا کفر و فسق میں کمال ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

مناقشہ پانزدہم اگر خلافت ثلاثہ مصداق آیت استخلاف ہوتی تو سرور کائنات علیہ التسلیمات ضرور فرماتے کہ اس آیت میں جو وعدہ ہو موافق اسکے ابو بکر و عمر و عثمان خلیفہ ہونگے حالانکہ آنحضرت علیہ التحيۃ کا ایسا فرمان کسی روایت سے ثابت نہیں ہے یہ مناقشہ بھی دفع الغلطہ میں مذکور ہے۔

جواب اول اتفاق فریقین ہے کہ حدیث ایت یعنی لا عظیمین المرایۃ عندا جلالہ سبحانہ ورسولہ و بحجہ اللہ ورسولہ کو ادا عنید فرار دیقہ اللہ علی یدایہ میں جس رجل کا ذکر ہے وہ رجل علی ابن ابی طالب ہے اور بطور اس مناقشہ کے اس میں یہ کلام پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث میں جس رجل کا ذکر ہے وہ رجل اگر علی ابن ابی طالب ہوتے تو رسول خدا ضرور فرماتے کہ ہاں اس قول کے مطابق علی کو ہم سے نشان ملیگا خدا سے ظفر ہوگا لیکن آنحضرت علیہ التحيۃ کا ایسا فرمان کسی روایت سے ثابت نہیں ہے پس جب جواب اس کلام کا ہوگا وہی جواب اس مناقشہ کا ہوگا اگر تعصب کو چھوڑ کے دیکھا جائے تو جس طور سے آنحضرت علیہ التحيۃ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ہاں اس قول کے مطابق علی ہمارے فائز نشان اور خدا سے فائز ظفر ہوگا لیکن بوجہ رجال سے ہونے جناب امیر کے صدور اس قول کے دوسرے دن انتخاب کو نشان و فتح ملنے سے قطعاً معلوم ہو گیا ہے کہ وہ رجل آنجناب ہے اسی طور سے آنحضرت علیہ التحيۃ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اس آیت میں جو وعدہ ہو مطابق اسکے ابو بکر و عمر و عثمان خلیفہ ہونگے لیکن بوجہ کلمہ گو یاں اسلام از قبل نزول آیا مذکورہ سے ہونے ہر خلیفہ کے نزول آیا مذکورہ کے بعد ہر سے خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ بر اہل عداوت ہونے سے ہر سے خلافت کا مصداق آیا مذکورہ ہونا ایسا کھل گیا ہے کہ جس عاقل کو کچھ بھی خوف خدا یا پاس حیا ہے وہ ہرگز انکار نہیں کر سکتا ہے۔

جواب دوم جناب مولوی صاحب کے سید العلماء نے بوارق میں لکھا ہے کہ سائر مفسرین محال صحیحہ برآ آیات ذکر نمی کنند گو مطابق آن حدیثی وارد نشده باشد کما لا یخفی علی من طالع کتب التفسیر استھے پس چونکہ حسب تصریح سید العلماء مولوی صاحب بدون ورود ارشاد فیض بنیاد سرور کائنات مفسرین فریقین آیات قرآنیہ کے محال صحیحہ بیان کرتے ہیں لہذا مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر خلافت ثلاثہ مصداق آیت استخلاف ہوتی تو سرور کائنات ضرور فرماتے کہ بحکم اس آیت کے ابو بکر و عمر و عثمان خلیفہ ہونگے و لیس

بے نہایت جہالت ہر ایسی جہالت بے نہایت اس آیت کا مثبت حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت ہونا ضعیف نہیں ہو سکتا ہے بلکہ زیادہ قوی ہوتا ہے۔

جواب سوم مناقشہ یکم کے جواب میں جناب امیر کا اس آیت کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر مول کرنا اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دینا حضرات اہل لعنت کی ایسی قوی روایتوں سے واضح ہو چکا ہے کہ ان روایتوں کے ثبوت میں آج تک کسی اہل لعنت کو حرفِ رد و کی جبرأت نہیں ہوئی نہ ہوگی لہذا مولوی صاحب مدح کا یہ فرمانا کہ اگر خلافت ثلاثہ مصداق آیت استخلاف ہوتی تو سرور کائنات ضرور فرماتے کہ حکم اس آیت ابو بکر و عمر و عثمان خلیفہ ہونگے اولیس فلیس صریح جناب امیر کو خاطمی بنا رہا ہے جو کہ بزعم اہل لعنت کفر فتنہ ہے ایسے کلام کفر انجام سے اس آیت کے مثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت ہونے میں ضعیف نہیں پیدا ہو سکتا ہے بلکہ زیادہ قوت پیدا ہوتی ہے۔

جواب چارم حضرات اہل لعنت کی اعلیٰ درجہ کی معتبر تفسیر مجمع البیان میں آیہ لکرمیہ قل الخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی بائس شدید البائس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ داعی سوطیہ میں اور قوم اولی بائس شدید ہوازن یعنی اہل جنین میں حالانکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ آنسور کا داعی ہونا مروی ہے نہ ہوازن کا قوم اولی بائس شدید ہونا مروی باوصف این حضرات اہل لعنت ہر گرجان سے قبول کیے ہوئے ہیں لہذا مولوی صاحب جو فرماتے ہیں کہ اگر خلافت ثلاثہ مصداق آیت استخلاف ہوتی تو سرور کائنات ضرور فرماتے کہ حکم اس آیت کے ابو بکر و عمر و عثمان خلیفہ ہونگے اولیس فلیس اس پر بھروسہ کیا کہا جائے کہ حیض نابلدی یا بلدون کی راہ زنی ہے اس قسم کی نابلدی یا نابلدون کی راہ زنی سے اس آیت کا مثبت حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت ہونے میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں پیدا ہو سکتا ہے بلکہ زیادہ استحکام و استقلال پیدا ہوتا ہے۔

جواب پنجم یہ باتفاق فریقین رسول خدا سے مروی ہے کہ امام مہدی خلیفہ ہونگے اور زمین کو عدل سے معمور کرینگے لیکن یہ ہرگز رسول خدا سے مروی نہیں ہے کہ وعدہ آیت استخلاف زمانہ امام مہدی میں ملحق ہوگا باوصف این خود مولوی صاحب نے اسی وقع المعاطہ میں تصریح کی ہے کہ وعدہ آیت استخلاف زمانہ

امام ہمدیٰ میں پورا ہو گا کلام مراراً بلکہ بوارق میں بھی یہ تفسیر موجود ہے کلام الرضاؑ مراراً پس سو لٹا اسے مروی ہوئے کے بغیر آئے مذکورہ کو زمانہ امام ہمدیٰ پر محمول کرنا پھر سو لٹا اسے مروی نہونکی بنا پر کیونکہ مذکورہ کا زمانہ خلفائے ثلثہ پر محمول ہونے کو باطل قرار دینا صحیح دیوانگی کا ترانہ اور ناخدا ترسی کا فسانہ ہے بیچوچہ یہ مناقشہ بھی بدستور مناقشات سابقہ کے خاک سیاہ ہو گیا اور اس آیت کا مثبت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ ثابت و قائم رہے گا۔

مناقشہ شانزدہم تختہ صاحب بوارق میں فرماتے ہیں کہ ابو بکر کے زمانے میں بنو حنیفہ وغیرہ بہت ارتداد قتل کیے گئے اور فاطمہ سے فدک چھین لیا گیا اور قصداً حراق خانہ فاطمہ کیا گیا پھر اسن کمان سے آیا کیا اسن غیر اہل بیت مراد ہو اور زمانہ عثمان میں کثرت فسادات سے مجبور ہو کر لوگوں نے عثمان کو قتل کیا یہ کیا اسن ہر انتہی شخص ترجمہ کلامہ اور مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطہ میں لکھا ہے کہ زمانہ ثلثہ میں ہرگز مومنین صاحبین کو اسن حاصل نہ تھا اول نے جب ثانی کو خلیفہ کیا صحابہ نے کہا کہ تم فقط علیؑ کو خلیفہ کرتے ہو خدا کا کیا جواب دو گے ثالث کو مومنین صاحبین نے مجبور ہو کر قتل کیا اگر اسن ہوتا یہ نوبت کیون آتی اور اگر اسن ہوتا تو فاطمہ کیون حق سے محروم ہوتی اور آزدگی فی داعی کے ساتھ کیون دینا سے رحلت فرماتی اور تادم رحلت یحییٰ سے ہزار و بیسقتا کیون رہتی اور علی کیون بیعت ابو بکر سے ہزار ہا کرنا نہ نشین ہوتے اور لوگ کیون علی سے روگردان ہوتے اور حراق خانہ فاطمہ کیون طے ہیزم و آتش لائے کی نوبت کیون آتی اور حکم فاطمہ میں محسن کیون شہید ہوتے اور علی و عباس خانہ فاطمہ میں کیون پناہ گیر ہوتے اور یہ حکم کیون صادر ہوتا کہ علی و عباس اگر عبتے انکار کریں تو قتل کیے جائیں اور مثل عمار و ابن سعد و سعد ابن عبادہ کے صحابہ انصار کیون مضروب و مقتول ہوتے اور صحابہ رسول گھر کا محاصرہ کر کے عثمان کو کیون قتل کرتے خصوصاً ثانی سے صحابہ استمداد خوفناک تھے کہ عباس سے پوچھا گیا کہ عمر کی زندگی میں تنے عول کا حکم کیون بیان کیا جواب آیا کہ عمر کے خوف سے نہ بیان کر سکا انتہی شخص ترجمہ کلامہ یہ سب مطاعن کی باتیں بن معلوم نہیں کہ تہجد و مولوی صاحبان مدوحان نے کل مطاعن کا ذکر کیون نہیں فرمایا اگر یہ خیال تھا کہ اہل سنت ایک طعن کا جواب نہیں دے سکتے ہیں

کل مطاعن کے ذکر سے کیا فائدہ تو تین خلیفہ کے تین طعنوں کا ذکر کافی تھا اس قدر طعنوں کے ذکر کی کیا
 ضرورت تھی اگر مزید قوت منظور تھی تو کل مطاعن کے ذکر سے اور زیادہ قوت ہوتی بہر حال بنو حنیفہ وغیرہ
 تمت ارتداد سے نہیں قتل کیے گئے بلکہ ثبوت ارتداد سے تہ تیغ واصل جہنم کیے گئے چنانچہ استدلال
 بآیت قتال مرتدین میں واضح ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ معہذا جو مومنین صالحین بوقت نزول اس آیت
 کے موجود تھے اور ان کے قبل سے ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے انھیں مومنین صالحین
 کہ زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے خوف اعدائے مومن و مطمئن کر دینے
 کا وعدہ حق تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے چنانچہ مناقشہ دوم کے جواب میں دلائل قاطعہ کثیرہ و براہین
 اساطعہ عدیدہ سے واضح ہو چکا ہے اور جو وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے اس وقت تک بنو حنیفہ اور ان کے
 امثال کا زمرہ کلمہ گویان اسلام میں داخل ہونا حیز منع میں ہے لہذا اس مقام میں قتل بنو حنیفہ اور ان کے
 امثال کا ذکر کرنا یہ ہے جو خوش گفت ست سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی اور کا سا و نا و لہا پ کے قبل
 سے ہے مگر اس کے یہ نہایت ظہور میں ہے کہ مومنین صالحین موعودین باخلافت کو خوف اعدائے
 مومن و مطمئن کر دینے کا وعدہ ہے اور بنو حنیفہ امثال ان کے موعودین باخلافت و غلبہ یا یہ مذکورہ میں نہ برابر
 مذہب اہل لعنت کے داخل ہیں نہ برابر مذہب اہل سنت کے لہذا جہتہ صاحب کا اس مقام میں قتل بنو حنیفہ
 اور ان کے امثال کا ذکر کرنا اہل سنت اہل لعنت دونوں سے خارج ہو کر خارجیوں میں داخل ہونا ہے اور
 واقعہ شہادت ذی النورین کا اس مقام میں ذکر کرنا اور بھی تعجب خیز ہے حضرت ذی النورین بارہ برس
 تک خلافت کر کے مرتبہ شہادت سے سرفراز ہو گئے اور قبل واقعہ شہادت کے برابر نہایت شان شوکت
 کے ساتھ فتوحات عظیمہ و غلبات شدیدہ بر اہل کینہہ حاصل کرتے رہے جس سے سلطنت اسلام اوہ
 ملت خیر الامم میں قوت اور وسعت ہوتی رہی جو سرچ دلیل حصول امن ہے اور بشرط طو ورام بغیر فصل جہار
 میں واضح ہو چکا ہے کہ واقعہ شہادت ذی النورین مرض موت کے حکم میں ہے پس ابتداء خلافت حقیقیہ
 سے انتہاء فتوحات ذی النورین تک بلکہ ابتداء واقعہ مذکورہ تک خلافت موعودہ آیہ مذکورہ قائم رہی
 اور وعدہ آیہ مذکورہ پورے ہو گئے اور واقعہ مذکورہ حقیقۃً علامت ہے ختم وعدہ ہائے مذکورہ کی

اور حکم مرض موت پر قائم ہو جو دین بالظاہر یافت بآیہ مذکورہ خالق برست کا لہذا واقعہ مذکور کا دامن
 پکڑ کے خلافت فی النور میں جو برابر امن حاصل ہو۔ احسن پر خفاک الذا افتاب پر خفاک الذا ہو علاوہ
 اسے قصہ شہادت ذی النور کو مجتہد صاحب تفسیر المبانی میں اس عنوان سے ذکر کیا ہے جو کہ
 مناقشہ دہم میں مع جوابات صاحبہ گزری چکا ہے دیکھ لینا چاہیے اعادت میں طوالت ہو اور اس مناقشہ
 شانزدہم کے کل اموت پر تشریح تفصیل میں بھی طوالت موجب طالت ہو اور اس کتاب کی فصل متلو کلام
 یعنی فصل سوم کو جو دیکھ لیا اسکو کمال اور مذکورہ کا بلکہ کل مطاعن خانقا کا ذہان شکن بلکہ گردن زن جواب
 اجمالی ملیگا کیا کیا تشبیہات و نظریں کے واسطے علاوہ اس کے دیگر چند جوابات اجمالہ عرض کیے جاتے ہیں۔

جواب اول یہ کہ جب ابن سنت خیر البریت کی حجت بآیت خالق بریت سے حضرات اہل لعنت پر
 شبہات مسدود ہو جاتے ہیں تب یہ حضرات اپنے فرغوتی حصص میں مطاعن خلفائے راشدین میں
 پناہ لیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہاں کسی کو قابو نہ ملے گا یہ خیال نہیں کرتے ہیں کہ الحق یعلم و کلام
 کیونکہ غلط ہو گا اہل سنت خیر البریت کو کہو کہ اُس میں قابو نہ ملے گا اہل سنت خاتم نبوت کو تو اُس میں ایسا قابو حاصل
 ہو کہ اہل لعنت کو دائرہ اسلام سے خارج اور دائرہ کفار مجار میں داخل کر دیتا ہے کہو کہ حضرات اہل لعنت کسی خلف
 کا کوئی طعن کسی آیت قرآنیہ سے نہیں بیان کرتے ہیں بلکہ روایات مسکایات غیر قرآنیہ سے کل مطاعن خلفا
 بیان کرتے ہیں اور اہل سنت جو آیات قرآنیہ سے حقیقت وراثت ہر سے خلافت ثابت کرتے ہیں اُسکے
 جواب میں ان آیات قرآنیہ کا دلالت بر حقیقت وراثت ہر سے خلافت سے عاری ہونا ثابت کر نیکی
 بغیر ان مطاعن خلفا کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ مجتہد و مولوی صاحبان مدد و حان نے اس مناقشہ میں ذکر
 کیا ہے حالانکہ یہ روایات و حکایات غیر قرآنیہ سے آیات قرآنیہ کو رد کرنا ہے جو بے شبہ کفر و فسق ہے جو ہر
 ہے جو جواب مناقشہ یکم اس آیت کی دلالت بر حقیقت وراثت ہر سے خلافت کی وجہ اول میں جو مدلل مذکور
 ہو چکا ہے خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ بوقت نزول آیت تخلات جو مومنین صالحین موجود تھے اور اُسکے قبل سے
 مشرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے جنکا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول
 آیت مکیہ سے پہلے تھا ان پر ایمان نہیں ہو سکتا ہے انھیں مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں

برابر اعدا پر غلبہ عطا کر کے خوف اعدا سے مامون و مطمئن کرنے کا وعدہ دیکر حق تعالیٰ نے آیہ مذکورہ میں یہ شہادت دی ہے کہ وہ مومنین صالحین موعودین باخلافت بدستور ماضی و حال تا دم مرگ ہمیشہ ایمان کامل اور اعمال صالحہ پر ثابت و قائم رہیں گے اور ایمان کامل و اعمال صالحہ کے ساتھ دنیا سے جائیں گے اور بعد وقوع خلافت و غلبہ موعودہ کے موعودین باخلافت کا حصول غلبہ کے پیشتر سے ائمہ بحق و مطلقاً راشدین ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے پیشتر سے مومنین صالحین ہونے اور پھر ہمیشہ مومنین صالحین رہنے اور دنیا سے مومنین صالحین جانے کا جو لوگ اقرار کریں وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہیں اور یہ معلوم ہے کہ زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب ہونا ان دونوں امور کا اجتماع زمرہ مکملہ گویا ان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے یکے بعد دیگر ہر سر خلیفہ میں ہوا ہے اور کفر و فسق اور کسی میں اجتماع نہیں ہوا جیسا کہ خیبر میں صد و حدیث کا عطین الراية الیہ کے دوسرے دن نشان ملنا اور فتح ملنا دونوں امور کا اجتماع زمرہ رجال سے جناب امیر میں ہوا ہے اور کسی میں نہیں ہوا لہذا جس طرح بوجہ زمرہ رجال سے ہونے آنجناب کے صد و حدیث مذکور کے دوسرے دن آنجناب کو نشان و فتح دونوں طبع کے بعد آنجناب کے موعود برائیت و طغری حدیث مذکور خیر البشر ہونے پر خود حدیث مذکور قطعیت الدلالت ہے اور اس بات پر بھی قطعیت الدلالت ہے کہ آنجناب اس کے قبل سے محبوب و مہرب خدا و رسول تھے اسی طرح بوجہ زمرہ مکملہ اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونے کے بعد دیگر ہر سر خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ حاصل ہونے کے بعد ہر سر خلیفہ کا موعود باخلافت بآیہ مذکورہ سے ہونے پر خود آیہ مذکور قطعیت الدلالت ہے اور اس بات پر بھی قطعیت الدلالت ہے کہ زمانہ ہر سر خلافت میں جو مومن صالح تھا اس کو امن حاصل تھا اور جس کو امن حاصل نہ تھا وہ مومن صالح نہ تھا اس دلالت قطعیت سے آیہ مذکورہ کا عاری ہونا ثابت کرتی ہے بغیر جواب استدلال بآیہ مذکورہ روایات و حکایات غیر قرآنیہ میں بزعیم اہل لہت جو مطاعن خلفاء مذکورین انہیں سے چند مطاعن کا دامن پکڑ کر یہ بیان کرنا کہ دائرہ خلافت سے ملتے ہیں مومنین صالحین کو امن حاصل نہ تھا جیسا کہ مجتہد مولوی صاحبان مدوحان نے اس مناقشہ میں کیا ہے بے شبہ آیت قرآنیہ کو روایات و حکایات غیر قرآنیہ سے رد کرنا ہے جو صحیح کفر و فسق ہے و غور سے برابراہل سنت خیر البریت کے

است دلالت آیات کے جواب میں حضرات اہل لعنت روایات و حکایات غیر قرآنیہ سے آیات قرآنیہ کو رد کیا کرتے ہیں اور کفار فجاریہ میں معدودہ ہونے سے پرواہ نہیں کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ روایات و حکایات غیر قرآنیہ سے آیات قرآنیہ کو رد کر کے کفار فجاریہ میں معدودہ ہونا حضرات اہل لعنت کو گوارا ہے حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت کا اقرار کرنا گوارا نہیں لیکن بحکم واللہ متم نوره ولو کوه الذکیر فہو خداوند کریم نے اپنی آیات قرآنیہ کی نالت قطعیہ سے آفتاب حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت کو ایسا تابان و درخشان کر دیا ہے کہ اگر کفار فجاریہ سے اُس پر خاک نہیں پڑ سکتی ہے جیسا کہ اگر اہود و منہود سے آفتابِ سالت پر خاک نہیں پڑ سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مذہب اہل سنت کی بنیاد آیات قرآنیہ پر ہے اور مذہب اہل لعنت کی بنیاد آیات قرآنیہ کے مخالف روایات و حکایات پر جس سے خوب واضح ہو گیا کہ اہل سنت خیر الیرت قرآن سے متمسک ہیں اور قرآن کے مخالف حکایات و روایات سے منحرف اور حضرات اہل لعنت قرآن سے منحرف ہیں اور قرآن کے مخالف حکایات و آیات سے متمسک ہیں ہر سہ خلافت میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہونے پر آیہ مذکورہ کا قطعیت الدلالت ہوا اس مناقشہ سے ضعیف نہوا بلکہ زیادہ قوی ہو کر خوب ظاہر ہو گیا کہ اہل لعنت کو آیات قرآنیہ کا اعتبار نہیں ہے بلکہ آیات قرآنیہ کے مخالف روایات و حکایات کا اعتبار ہے والا اس مقام میں آیہ مذکورہ کا دلالت مذکورہ سے عاری ہونا ثابت کرنے کے بغیر ان مطاعن خلفاء کا دامن کیوں پکڑتے جو کہ قرآن میں بھی نہیں ہیں اور مثل قرآن فی الثبوت میں بھی نہیں ہیں پس ناظرین انصاف سے رے قائم کر لیں کہ آیت قرآنیہ کی دلالت قطعیہ سے جو ثابت ہے وہ لائق قبول ہے یا آیات قرآنیہ کے مخالف حکایات و روایات میں جو بزرگ اہل لعنت مذکور ہے وہ لائق قبول۔

جواب دوم یہ کہ جناب مولوی ناصر حسین صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ روشنی میں لکھا ہے کہ کتب مذہب شیعہ میں الحایت المہل بیت موجود ہیں جنہیں اُنھوں نے اسی موجودہ قرآن پر عمل اور قرأت کی ہدایت فرمائی ہے اور یہاں تک جتا دیا ہے کہ اگر تمھارے پاس کوئی حدیث آئے پس عرض کرو تم اُسکو کتاب اللہ پر پس جو کچھ کہ موافق ہو کتاب اللہ کے پس لو تم اُسکو اور جو کچھ کہ مخالف ہو کتاب اللہ کے پس چھوڑ دو تم اُسکو انتہی بلفظ یہ عبارت نص صریح ہے اس بات پر کہ اہل لعنت سے انکلائم نے کہہ دیا ہے

کہ جو حکایت روایت قول مخالف بتقرآن کے اُسکو چھوڑ دیا اور ابھی جواب بلا میں بیان کیا گیا ہے پھر
 بیان کیا جاتا ہے کہ جو مومنین صالحین بوقت نزول آیت تختہ ابرائیم قبل سے مشرف
 باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے انہیں مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ
 خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ عطا کر کے خود اعدائے مومن مطلق کرتے تھے کا وعدہ حق تعالیٰ نے آیا ہے مذکورہ میں آیا
 ہے اور یہ معلوم ہے کہ جو لوگ بوقت نزول آیت مذکورہ کے موجود تھے اور اُسکے قبل سے زمرہ کلمہ گویان اسلام میں داخل
 تھے منجملہ ان لوگوں کے یکے بعد دیگر ہر خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ عطا
 ہوتا ہے جبر خاٹا سے ثلثہ کے زمرہ مذکورہ سے اور کسی خلافت و غلبہ دونوں کا مجموعہ حاصل نہیں ہوا ہے جیسا کہ صدر
 حدیث لاعطین الوایۃ کے دوسرے دن نشان و فتح دونوں امروں کا بیعت زمرہ ربیعہ سے جناب امیر کو
 حاصل ہوا اور اُس دن زمرہ رجال سے اور کسی کو امیرین مذکورین کا مجموعہ حاصل نہیں ہوا لہذا یہ سبط کہ جب زمرہ رجال
 سے ہونے اس جناب کے صدور حدیث مذکورہ کے دوسرے دن آجیناب کو نشان و فتح دونوں ملنے کے بعد جناب
 کا موعود برایت و بشر ظفر بقول مذکور خیر البشر و محبوب و محب خدا و رسول ثلثہ پر حدیث مذکور قطعیت اللہات
 ہے اس سبط بوجہ زمرہ کلمہ گویان اسلام اقبل نزول آیت مذکورہ سے ہونیکے ہر خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ
 خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ حاصل ہونیکے بعد ہر خلیفہ کا موعود خلافت آیا ہے مذکورہ ہونے اور مومنین صالحین
 کو ہر سہ خلافت میں امن حاصل ہونے پر آیا ہے مذکورہ قطعیت اللہات ہے اس لالت قطعیت سے آیا ہے مذکورہ کا ساری
 ہونا ثابت کرنیکے بغیر حکایات و روایات غیر قرآنیہ میں نہ حضرات اہل لعنت جو مطاعن ظہار مذکور ہیں ان میں
 سے چند مطاعن کے دامن پر کراس مقام میں یہ بیان کرنا کہ خلفائے ثلثہ کے زمانے میں مومنین صالحین کو
 امن حاصل تھا صحیح قرآن کو غیر قرآن سے دکرنا ہے چونکہ لینہ اہل بیت کا حکم ہے کہ جو شوق قرآن کے مخالف ہو گا
 چھوڑ دہندہ اہل سنت خیر البریت کے استدالات آیات کے جواب میں حضرات اہل لعنت کی حکایات روایات
 غیر قرآنیہ سے آیات قرآنیہ کو جو رد کیا کرتے ہیں جیسا کہ اس مناقشہ میں کیا ہے اُس سے اہل سنت کے استدالات
 آیات نعیف نہیں ہوتے ہیں بلکہ زیادہ قوی ہو کر آشکارا مجال انکار ہوتا ہے کہ اہل سنت خیر البریت قرآن اہل بیت
 سید الانس و الجان دونوں سے متمسک ہیں اور جو قرآن و اہل بیت سید الانس و الجان کے مخالف ہے

اُس سے منحرف اور حضرت اہل لعنت کے عکس یعنی قرآن و اہل بیت سید الانس و اہل جان و نون سے منحرف ہیں اور قرآن و اہل بیت سید الانس و اہل جان کے مخالف حکایات و روایات سے متمسک جس سے تمسک کا یہ ہو گیا کہ قرآن و فرمان اہل بیت سید الانس و اہل جان بنیاد مذہب اہل سنت ہے اور قرآن و فرمان اہل بیت سید الانس و اہل جان کے مخالف حکایات و روایات بنیاد مذہب اہل لعنت ہیں معلوم ہوا کہ حضرات اہل لعنت کا یہ کہنا کہ اہل لعنت قرآن اور اہل بیت متمسک ہیں کذب صریح و نفاق فنیع ہے اور حضرات اہل سنت کا یہ کہنا کہ تم قرآن اور اہل بیت و نون سے متمسک ہیں صدق صریح اور وفق نصیح ہے الحمد للہ علی وضوح الحق و فوضوح الباطل قابل شہادت ہے کہ لکھنؤ میں ایک مقام پر ایک اہل لعنت ایک اہل سنت کے سامنے مطاعن خلفا کی گنتی گناہ لگائے گئے اہل سنت مذکور نے کہا کہ جن کتابوں کی جن روایات و حکایات میں بزرگ اہل لعنت مطاعن خلفا مذکور ہیں اُن کتابوں کی اُن روایات و حکایات سے ہم سے نزدیک آیات قرآنہ کا اعتبار زیادہ ہے بلکہ جو روایت و حکایت قرآن کے مخالف ہے ہم سے نزدیک ہے روایت و حکایت کسی کسی اوہی کی غلطی یا افتراء پر داری ہے اور مطاعن خلفا کی روایات و حکایات یہاں قرآن کے مخالف ہیں کیونکہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت و جلالت متعدد آیات قرآنہ کی دلالت قطعیہ سے ثابت ہے و انہ مطاعن خلفا کی روایات و حکایات قطعاً و جداراً یوں کی غلطی پر فرار و فرار ہی میں آپ اگر سچے ہیں تو ہمارے علماء جن آیات قرآنہ کی دلالت قطعیہ سے حجت و راشدیت ہر سہ خلافت ثابت کرتے ہیں اُن آیات کا اُس دلالت عاری ہونا ثابت کر دیجیے بدون قرآنی حجت و غنیہ کے اہل لعنت مذکور نے کہا کہ بدن ظہور امام کے اسکا فیصلہ ہوگا اہل سنت مذکور نے کہا کہ آپ لوگوں کی یہ خبر ثابت ہے کہ جہاں لائل مذہب سے ناواقف اہل سنت کو دیکھتے ہیں وہاں مناقب شیر خدا یا مثالب خلفا کی گنتی گناہ شروع کر دیتے ہیں اور اُسی حالت میں جب کوئی بصیرت والا اہل سنت ظاہر ہو جاتا ہے آپ لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ بدن ظہور امام کے اسکا فیصلہ ہوگا اگر بدن ظہور امام کے اسکا فیصلہ ممکن نہیں ہے تو آپ نے اس وقت مطاعن خلفا کی گنتی گناہ کیوں شروع کر دی تھی اور آپ کے علماء اس باب میں ہزار ہا مجلدات کیوں لکھ گئے اور کیوں لکھتے چلے جاتے ہیں اہل سنت مذکور نے کہا کہ حضرت آئندہ میں کبھی ایسا تذکرہ نہ کروں گا اب میں رخصت ہوتا ہوں سلام علیک قصہ ختم شد و حقیقت یہ غایت ظہور میں ہے کہ ایت قرآنہ سے جو استدلال کیا جائے اُس کے جواب میں آیت کا دلالت برضا و مسرت

ماری ہونا ثابت کر نیکی بغیر دعائے مستدل لے منافی حکایات و روایات نیز قرآنہ کا دامن پر طاب جیسا کہ اس
مناقشہ میں علمائے اہل لعنت نے کیا ہے بے شبہ اعتراف اس امر کا ہے کہ آیات قرآنہ سے دعائے مستدل ثابت ہے
لیکن سائل کے نزدیک آیات قرآنہ کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اُن روایات و حکایات کا اعتبار ہے جو سائل نے ذکر کیا
ہے بنا بر اسکے اس مناقشہ سے ظاہر ہے کہ علمائے اہل لعنت کو یہ اعتراف ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں مومنین
صالحین کو امن حاصل ہونے پر آیہ مذکورہ قطیعت الدلالت ہو لیکن اہل لعنت کے نزدیک اُن روایات غیر قرآنہ کا اعتبار
ہے جن میں مطاعن خلفائے مذکورہ ہیں اور آیات قرآنہ کا اعتبار اہل لعنت کے نزدیک بالکل نہیں ہے اس اعتراف
اہل لعنت کے خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہونے پر آیہ مذکورہ کا قطیعت الدلالت ہونا
زیادہ قوی ہو گیا۔ عدد و شود سبب خیر کر خدا خواہ۔

جواب سوم یہ کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہونے پر خود آیہ مذکورہ
کا قطیعت الدلالت ہونے کے علاوہ کتب اہل لعنت میں اس کے شواہد بہت ہیں بطور نمونے کے چند شواہد بیان
ذکر کیے جاتے ہیں از انجملہ یہ کہ بذیل جواب مناقشہ یکم آیہ مذکورہ کی دلالت بر حقیت راشدیت ہر سہ خلافت
کی وجہ دہم میں نج البلاغت اہل لعنت سے نہایت قوی الثبوت و حدیث جناب امیر کی نقل کی گئی ہے اُن
دونوں حدیثوں سے آشکارا مجال انکار ہے کہ آنجناب نے خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر آیہ مذکورہ کو محمول کیا
ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے کہ ما ربنا نہ پس اگر خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں مومنین صالحین کو
امن حاصل نہ ہوتا تو آنجناب آیہ مذکورہ کو خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر محمول نہ کرتے لیکن آنجناب نے آیہ مذکورہ
کو خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر محمول کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے بنا بر اسکے آنجناب کی شہادت
سے ثابت ہو گیا کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں مومنین صالحین کو امن حاصل تھا اور جن روایات و حکایات
میں بزع اہل لعنت وہ امور ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں مومنین صالحین کو
امن حاصل نہ تھا شہادت علویہ کے مقابلے میں اُن روایات و حکایات کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ اب
تصریح مجتہد صاحب در تشیید البانی روایات مناقب ابن عباس کے مقابلے میں کتب اہل لعنت کی روایات
مثالب ابن عباس کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اور حسب تصریح والد ماجد مجتہد صاحب بصوادیم کتب اہل لعنت کی

روایات مناقب ہشامین کے مقابلہ میں زبیر اہل لعنت کی روایات مثالب ہشامین کا اعتبار نہیں ہو سکتا جو
کس بلا کا تعصب ہو کہ ائمہ اہل بیتؑ جو فرمایا ہو کہ قرآن کے مخالف حکایات و روایات کا اعتبار نہ کرو اسکو بھی
نہیں مانتے ہیں اور ابوالائمہؑ نے جو شہادت دی ہو کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں مومنین صالحین کو امن حاصل تھا
اسکو بھی نہیں مانتے ہیں اور اقرار حقیقت و راستہ ہر سہ خلافت کو ایسا غار سمجھتے ہیں کہ انار کو اس سے نینمٹ مار
کرتے ہیں اور سخن پروری کو منظر کمال کلم خیال کرتے ہیں لیکن اہل بصیرت کے نزدیک خلفائے ثلاثہ کی خلافت
میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہوا بوجہ ولایت آیت قرآنہ و شہادت علویہ کے ایسا آفتاب تابان ہو کہ اس قسم
کی سخن پروری سے اس آفتاب سحباب پر خاک نہیں پڑ سکتی ہوا از انجملہ یہ ہو کہ نہج البلاغہ میں ہو کہ جبنا
امیر کا قول ہو ووللہم وال فاقام واستقام حتی ضرب الدین بحجۃ انہ ملا فتح اللہ کاشانی شاعر
اپنی شرح البلاغہ میں بذیل للہم وال لکھتے ہیں والی ایشان شد والی کہ آن عمر بن خطاب ست انتہی
اور بذیل حتی ضرب الدین بحجۃ انہ لکھتے ہیں تا آنکہ بزودی پیش سیدہ خود را بر زمین و ان کی ناست
از استقرار دین ممکن اہل اسلام انتہی یہ عبارت برلاند اور یہی ہو کہ امیر جناب امیرؑ ہو کہ عمر بن خطاب کی فیتہ
میں اہل اسلام کو نہایت درجہ کا استقرار و قرار یعنی انتہا ہے کا امن و اطمینان اور غایت ہے کہ تقویت جماعتیں مستہ
ہو جس کی قوت و شوکت روز افزون ہو اور بذیل مومنین مومنین کو امن حاصل ہونے کی ہوا اسد کہ جناب امیرؑ تو
بار بار اشتہار دین کہ خلافت فاروقیہ میں مومنین مومنین کو نہایت درجہ امن و اطمینان حاصل تھا اور اہل لعنت
مع اعداء اتباع آنجناب کمین کہ تینوں خلافتوں سے کسی خلافت میں مومنین کو امن حاصل نہ تھا کیا اتباع
معصوم اسی کو کہتے ہیں کہ معصوم بار بار جو اشتہار دین اسکی تکذیب کریں حقیقت امر یہ ہو کہ حضرات اہل لعنت کو
سخن پروری سے غرض ہو اور اسی سخن پروری سے اگر امام معصوم کی تکذیب ہو جائے تو بھی پڑا نہیں رسول
کی تکذیب ہو جائے تو بھی پڑا نہیں خدا کی تکذیب ہو جائے تو بھی پڑا نہیں لیکن اس قسم کے ترانہ بلیڈ لانہ
سے اہل بصیرت کے نزدیک خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہونے کے آفتاب
جہا تاب پر خاک نہیں پڑ سکتی ہوا از انجملہ یہ کہ نہج البلاغہ میں ہو کہ جناب امیرؑ کا قول ہو کہ واللہ
لاسلطنہ ماسلمت امور المسلمین ولم تکن فیہا جورا الا علی خاصۃ والدیہین مسلم رکھون گا

جب تک کہ میں امور مسلمانوں کے اور اختلاف میں ظلم سوا میرے کسی پروف ابن شیم بحرانی اہل لعنت
اپنی شرح نہج البلاغت میں اس قول جناب امیر کی شرح میں لکھتے ہیں ای لا تکرن المناقشة فی هذا الامر
مهما سلمت امور المسلمين من الفتنة وفيه اشارة الى ان غرضه من المناقشة فی هذا
الامر هو صلاح حال المسلمين واستقامة امورهم وسلامتهم عن الفتن وقد كان لهم
بمن سلف من الخلفاء استقامة الامر انتهى یعنی ہرگز ہرگز جھگڑا نہ کروں گا میں اور خلافت میں
جب تک کہ مسلمان رہیں امور مسلمانوں کے فتنے سے اور ہمیں اشارہ ہر طرف اس بات کے کہ بیشک غرض جناب کی اور خلافت
میں جھگڑا نہ کرنے سے صلاح حال مومنین استقامت امور مومنین ہر فتنے سے اور بیشک تھی مسلمانوں کے واسطے
خلفائے گذشتہ کی خلافتوں میں استقامت امور جناب امیر نے اپنے اس قول پاک میں بھی عالم آشکارا ہوتا ہے
وید یا ہر کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت میں صلاح مومنین و استقامت امور مسلمین تھی جو صریح عبارت ہر
مومنون کو امن حاصل ہونے سے کہان میں سالکین مسلک انصاف و تارکین تعصب اعتداف جو غور کر رہے
اور انصاف فراوین کہ نہج البلاغت ایسی معتبر کتاب اہل لعنت میں جو اس قدر شہادتیں جناب امیر کی خلفائے ثلاثہ
کے زمانے میں مومنون کو امن حاصل ہونے پر موجود ہیں اور آیات قرآنیہ کے مطابق ہیں کہ کون حضرات اہل لعنت کے
نزدیک قابل اعتبار و لائق التفات نہیں ہیں اور کلام خالق بریت اس کا مل بیت سالتک من الخلف و آیات و حکایات
مطاعن خلفا کیوں قابل اعتبار و لائق احتجاج ہیں بجز اسکے کیا کہا جائے کہ محاسن خلفا اگر اقوال ایہ اہل بیت
ثابت ہوں تو بھی ناقابل اعتبار ہیں اور اگر احادیث نبویہ سے ثابت ہوں تو بھی ناقابل اعتبار اور اگر آیات قرآنیہ
ثابت ہوں تو بھی ناقابل اعتبار اور مطاعن خلفا اگر محض بے سند قول سے ثابت ہوں ضرور قابل اعتبار ہیں
لیکن جن روایات و حکایات سے ہر علم اہل لعنت یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں مومنین و صالحین
کو امن حاصل نہ تھا آیات قرآنیہ اور شہادت علویہ اور ارشادات ایہ کے مقابلے میں کوئی باایمان اہل بصیرت کے
نزدیک ان روایات و حکایات کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہرگز انجملہ یہ کہ ابن شیم بحرانی نے شرح نہج البلاغت
میں جناب امیر کا خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے قتال کرنے اور معاویہ سے قتال کرنے کی توجیہ میں لکھا ہے
ان الفرق بين الخلفاء الثلاثة وبين معاوية في قامته حمد و الله والعمل يقتضي اوامره

و نواہیہ ظاہر بیشک فرق در میان خلفائے ثلثہ اور در میان معاویہ کے ائمہ کے حد و قلم کرنے اور ائمہ کے
 اوامر و نواہی کے مطابق عمل کرنے میں ظاہر ہر وقت یہ عبارت نفس میریج ہر اس بات پر کہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم
 کے زمانے میں برابر ائمہ کے حد و قلم ہوتے تھے اور برابر ائمہ کے اوامر و نواہی کے مطابق عمل ہوتا تھا اور اس سے
 کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ ابتدائے فتوحات صدیقیہ سے انتہائے فتوحات فی النور تک اہل بیت علیہ السلام وقت کو
 فتوحات عظیمہ اور اعدائے غلبات خدیوہ حاصل ہوتے رہے اور جو خلیفہ اپنے اعدا پر غالب ہوا اور حد و اہلیہ و اوامر و نواہی
 ربانیہ کے بالکل پابند ہوا اس خلیفہ کے زمانے میں مومنین صالحین کو امن حاصل نہ ہوا بالبداہہ خلاف عقل ہے
 لہذا جب امر واضح ہو گیا کہ خلفائے ثلثہ برابر اعدا پر غالب ہوتے رہے اور حد و اہلیہ و اوامر و نواہی ربانیہ کے
 بالکل پابند تھے تب متیقن ہو گیا کہ جن روایات و حکایات میں ایسے امور مذکور ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خلفائے
 ثلثہ کے زمانے میں مومنین صالحین کو امن حاصل نہ تھا بحکم درایت و سب او یوں کی غلطی یا افترا پر دازی میں مقدم
 و یشیہ میں اس قسم خلاف درایت و خلاف ائمہ اہل بیت و خلاف آیت خالق بریت حکایات و روایات کا اعتبار
 کرنا جیسا کہ حضرات اہل لغت اعتبار کرتے ہیں کسی با ایمان عاقل فی حیا کا کام نہیں ہے اور اس قسم حکایات و روایات
 کا اعتبار نہ کرنا جیسا کہ اہل سنت خیر البرت اعتبار نہیں کرتے ہیں ان با ایمان عقلا کا کام ہے جو کہ قرآن و اہل بیت اور
 عقل و ہدایہ الشرع سے متمسک ہیں از انجملہ کہ یہ محقق جیلانی اہل لغت فتح السبل میں لکھتے ہیں کہ سب دیگر
 و تقویت حسن نطن مردم بعادین بعیت آن شد کہ آن نفوس خود را از اموال باز داشتند و شیوہ زہد و دنیا پیش گرفتند
 و رغبت بدینا و زینت آن ترک کردند و قناعت بقلیل و کل خشن لباس کہ لباس ملکث و ساختند و در حالتی کہ
 اموال برای ایشان حاصل دینار و کردہ بود آن را در میان قوم قسمت میکردند و خود را بآن صلا آلودہ نمی کردند
 پس دہامی مردم بایشان ہائل شد و ایشان را دوست داشتند و ظنون مردم بایشان نیک شد ہر کس را کہ
 در بارہ ایشان شبہ در خاطر بود یا توقفی داشت با خود گفت کہ اگر ایشان ہولے نفس مخالفت نصیغہ کر دہ بودند
 بایست کہ اہل دنیا باشند و ترک اموال و لذات نکنند تا خسران دنیا و آخرت ہر دو برای ایشان نباشد و اینہما
 اہل عقل و برای صحیح اندچو نہ خسران دنیا و عقبی ہر دو را پسندیدہ باشند پس فعل ایشان صحیح است کسی ا
 شکے در صلاح ایشان باقی نماند و اعتقاد بولایت ایشان کردند و افعال ایشان را پسندیدند تا انتہی بلفظ

یہ عبارت برہنہ انداز ہے ہر کہ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال میں اس کی شائستگی و ایستگاری ہوگی
 سے اُن حضرات کے زمانے میں ہر سہ خلفاء کی صحت و حقیقت میں کسی کو کوئی شبہ نہ تھا جس سے قطعاً معلوم ہو گیا
 کہ جس طور سے حسب تصریح مجتہد صاحب و ضررۃ جمید یہ و حسب تصریح والد ماجد مجتہد صاحب و سواریم و حسام
 اہل لعنت کی اصح الکتاب کافی کلینی کی احادیث مثالب ہشامین ساختہ و بافتہ حاسدان و معاندان ہیں
 اُسی طور سے مطاعن خلفاء کی روایات و حکایات بالکل ساختہ و بافتہ حاسدان و معاندان ہیں یا نہ خاتم الانبیا
 سے زائد خاتم الخلفاء اک اُن مطاعن کا ہرگز وجہ نہ تھا چونکہ یہ مناقشہ چند مطاعن خلفاء پر مبنی ہے لہذا جب یہ
 معلوم ہو گیا کہ مطاعن خلفاء بالکل ساختہ و بافتہ حاسدان و معاندان ہیں یا نہ خلفاء علویہ تک اُن مطاعن
 کا ہرگز وجہ نہ تھا تب یہ مناقشہ جمیع اجزائے مابین و بین سے منہدم ہو گیا اور اس آیت کا ثبوت حقیقتاً راستہ
 ہر سہ خلفاء ہوا اور ہر سہ خلفائے معینین صلیحین کو اس میں حاصل ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ ثابت و قائم
 رہیگا از انجملہ یہ کہ قاضی عبدالجبار معتزلی نے معنی میں لکھا ہے کہ امام حسین خلافت یزید کو ناجائز سمجھتے تھے
 اسی سے مخالفت کر کے شہید ہوئے علیؑ نہ اگر جناب امیر ترین منافقین میں کسی خلافت کو ناجائز سمجھتے تو
 ضرور مخالفت کر کے مثل امام حسین کے شہید ہو جاتے یا خلافت پر قابض ہو جاتے علم الہدی اہل لعنت نے
 اس کے جواب میں لکھا ہے کہ یزید کے زمانے میں سب لوگ جانتے تھے کہ یزید میں نہ خلافت کی قابلیت نہ است
 کی کوئی شرط وہ فسق و فجور علانیہ کرتا ہر دین کی کچھ پروا نہیں کرتا ہر بخلاف اصحاب ثلاثہ کے کہ ایسے
 جمیل الظاہر تھے کہ ان کے زمانے میں سب لوگ انکی صلاحیت و صلاحیت کو ایسے غایت قصویٰ پر سمجھتے تھے
 کہ انکو امامت سے اعلیٰ منصب کے لائق سمجھتے تھے اور امامت کو ان کے رتبے سے کم سمجھتے تھے چنانچہ بیان علم الہدی
 کے آخری الفاظ یہ ہیں و کیف یکون الخوف من مظهر الفسق و الخلاعة ولا شبهة فی ان امامتہ
 ملک و غلبہ و انہ لا شرط من شرائط الامامة فیہ کالخوف من مقدم معظم جمیل الظاہر
 علی اکثر الامامة ان الامامة دونہ و انما ادا فی منازلہ انتھ بقدر الحاجة پس ان
 علم الہدی اہل لعنت خراب ظاہر ہو گیا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں لوگ اُن حضرات کو لائق خلافت
 اور جامع شرائط امامت جانتے تھے بلکہ اُن حضرات کی صلاحیت و صلاحیت کو ایسے غایت قصویٰ پر سمجھتے تھے

کہ اُن حضرات کو امامت اعلیٰ منصب کے لائق سمجھتے تھے اور امامت کو اُن حضرات کے لیے ادنیٰ منصب سمجھتے تھے اور یہ معلوم ہو کہ اُن حضرات کو زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ ہوتا رہا اور جو خلفا اپنے عہد خلافت میں اپنے اعدا پر غالب ہوں اور اُن خلفا کے زمانے کے لوگ اُن خلفا کی صاحبیت و صلاحیت اس درجہ پر سمجھتے ہوں کہ اُن خلفا کو امامت اعلیٰ منصب کے لائق اعتقاد کرتے ہوں اور خلافت کو اُن کے لیے ادنیٰ منصب جانتے ہوں اُن خلفا کی خلافت میں مومنین صالحین کو امن حاصل نہو ناخلاف بہانہ عقل بلکہ خلاف مشاہدہ نقل ہر ہند حکم والفضل ما شہدت بہ اعداء علم الہدی اہل لعنت اور محقق جیلانی اہل شیعہ کی شہادت ہے جب پشت از بام ہو گیا کہ حضرات خلفائے ثلثہ کے زمانے میں اُن حضرات کے اقوال و افعال و تدابیر کی شایستگی و ایسا کی دیکھی ہے صحت و حقیقت ہر سہ خلافت میں کسی کو کوئی شبہ نہ تھا اور جہاں سیرت ہر سہ خلیفہ کا ایسا ظاہر تھا کہ زمانہ ہر سہ خلافت میں لوگ صاحبیت و صلاحیت ہر سہ خلیفہ کو اس درجہ پر سمجھتے تھے کہ ہر سہ خلیفہ کو امامت و خلافت اعلیٰ منصب کے لائق اعتقاد کرتے تھے اور امامت و خلافت کو اُن کے لیے ادنیٰ منصب شمار کرتے تھے اور یہ معلوم ہے کہ مشایخ ثلثہ کو خصوصاً شیخین کو عہد خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ ہوتا رہا تا تب کا شمس از تجلی ہو گیا کہ خلافت خلفائے ثلثہ میں مومنین صالحین کو امن حاصل نہو ناخلاف بہانہ عقل بلکہ خلاف مشاہدہ نقل ہر ہند زاجن روایات و حکایات میں ایسے امور بیان کیے گئے ہیں کہ اُن کے خلفائے ثلثہ کی خلافت میں مومنین صالحین کو امن حاصل نہو ناظاہر ہوتا ہے وہ روایات و حکایات بوجہ خلاف عقل و خلاف مشاہدہ ہوئیں کہ بالکل ساقط از درجہ اعتبار ہیں جیسا کہ حسب تصریح مجتہد صاحب در تشیید البانی کتب اہل لعنت کی روایات مثالب ابن عباس بالکل ساقط از درجہ اعتبار ہیں نہایت یہ مناقشہ بھی بدستور دیگر مناقشات کے خاک سیاہ ہو گیا اور اس آیت کا ثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت ہونا اور ہر سہ خلافت میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہونے پر قطعیت الدلالت ہونا ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ ثابت قائم ہے گا و واضح ہے کہ کتب اہل لعنت میں اس قسم شواہد بیشمار ہیں جبکہ احاطہ ایک مجملہ ضخیم میں بھی دشوار ہے اسی سے بطور نمونہ چند شواہد کے ذکر کرتا ہوں کہ اہل نصف و بصیر کے نزدیک ضرورت زیادہ ہیں بلکہ عاقل منصف کے نزدیک اس مناقشہ کو خاک سیاہ کرنے کے واسطے ایک حرف کافی ہے کہ ہر سہ خلافت میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہونے پر آیہ مذکورہ قطعیت الدلالت ہے اور اس مناقشہ کے کل امور حکایات و روایات غیر مستر آئینہ سے مانع ہیں اور

آیت قرآنیہ کے مقابلہ میں حکایات و روایات غیر قرآنیہ کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے حضرت اہل سنت کو اگر مرد میدان میں لایا
 اور چاہو تو آیہ مذکورہ کا دلالت منکوحہ سے عاری ہونا ثابت کر کے دکھا دیں بدوین ذکر کسی ملعون کسی خلیفہ کے لیکن یہ امر
 وارثہ امکان سے باہر جو جسکا جی چاہے اہل عصمت مکالمہ کر کے دیکھ لے۔

مناقشہ ہفتم۔ مجتہد صاحب بوارق میں فرماتے ہیں کہ روایات مخالفین دلالت می کنند بر آنکہ خدا
 ثلثہ مراد از ان نیست: انما انما بن مسعود روایت کردہ قال قعت اختلافہ من اللہ لثلاثہ نفر آدم فی
 قوله تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ و داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض امیر المؤمنین المستخلفون
 فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم داود و سلیمان ولیکن لہم دینہم الذی ارتضی
 لہم یعنی الاسلام ولیبذلہم من بعد خوفہم من اہل مکہ امنا یعنی فی المذنبۃ عید و ننی یعنی
 یوحنا و ننی و من کفر بعد ذلک فاو لئک ہم الفاسقون یعنی العاصین لله و لرسولہ کذا نقل
 عن السدی الشافعی مراد مجتہد صاحب یہ ہے کہ روایات اہل سنت کی دلالت اس بات پر ہے کہ آیہ مذکورہ میں ثلاثہ مختلفا
 مراد ہیں جو از انما بن مسعود کی یہ روایت ہے جیسا کہ سدی سے نقل کی گئی ہے۔

جواب اول۔ یہ کہ مجتہد شافعی نے اسی بوارق کے مقامات شتی میں کتاب منقول عنہ کے نام کی تصریح
 کرنے پر ازیس کہ زبان از می فرمائی ہے اور اپنے خصم کو سهام ملام کا نشانہ بنایا ہے پھر خود اس مقام میں کتاب منقول عنہ
 کے نام کی تصریح نہیں فرمائی خود را فتیحت دیگر انصاریت کا سبب ہے قال صاحب التحفۃ صاحب جامع الاسول
 نقل کردہ کہ خطیب از شریف مرتضیٰ برادر رضی احادیث شیعہ وایت کردہ الخ قال صاحب البیقات اولافادہ
 نفرمودہ کہ صاحب جامع الاسول این مضمون را در کہ نام کتاب ذکر فرمودہ اما راجعت بان نمودہ تمیز صدق از کذب
 توان کرد و بقول الدائم الاثر جناب اجتہاد آب افادہ نفرمودہ کہ در کہ نام کتاب اہل سنت این وایت مجعول از سدی
 نقل کردہ شد بلکہ این ہم نفرمودہ کہ کلام سنی نقلش کردہ تا پردہ کذب آجناب فاش نگردد و این ہم نفرمودہ کہ از سدی
 کبیر سنی نقل کردہ شد یا از سدی صغیر شعی تاجاب تلخیص و انبؤد باجماع چونکہ اس وایت کے ناقل و منقول عنہ منقول
 سب مجعول ہیں اندازہ گر قابل اعتنا نہیں ہو سکتی ہے۔

جواب دوم۔ حضرت حیدر الشکلی نے صدوق اہل عصمت کے عیون الاخبار کی حدیث سمع و بصرت سے جرات لال فرمایا ہے

جواب سیکھتہ صاحب تشیہ البانی میں فرماتے ہیں کہ درج روایت ضعیفہ در کتب احادیث دلیل بر قبولیت آن روایت نزد محدثین نمی تواند شد زیرا کہ اکثر روایات مطروحه و ماوہ در کتب فریقین اندراج یافته و علما آن را ملحق بقبول کلمہ انتہی بقدر حاجت اس عبارت سے غایت مجتہد عالی منزلت یہ ہو کہ کتب علما میں درج ہونا حدیث کا مقبول علما ہونی کی دلیل نہیں ہو اور بدون مقبول علما ہونے کے حدیث قابل احتجاج نہیں ہو سکتی ہو پس حدیث سمع و بصیر اگرچہ بیحد و قیاس اہل لعنت میں موجود ہو لیکن مقبول علما نہیں ہو لہذا قابل احتجاج نہیں ہو سکتی ہو جائے تا شاہر کہ حدیث سمع و بصیر جو صدوق اہل لعنت کی کتاب حیون الاخبار معلوم کل کیا و صغار میں موجود ہو اور خصم مجتہد منقذ نے مع تصحیح ہم کتاب مذکور سے نقل کی ہو وہ تو غیر مقبول علما اور غیر قابل احتجاج ہو گئی اور روایت مجموعہ وقعت الخلافت جس کا ناقل و منقول عنہ منقول فیہ کچھ معلوم نہیں ہو مقبول علما اور قابل احتجاج ہو گئی بات یہ ہو کہ متفرق سخن پروردی میں حافظہ نابود حیا مفقود ہو جاتے ہیں بالفرض اگر کسی کتاب اہل سنت میں یہ روایت ہو تو مقبول علما نہیں ہو لہذا قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہو اور چونکہ مجتہد منقذ کا یہ اعتراف ہو کہ درج کتب ہونا حدیث کا مقبول علما ہونی کی دلیل نہیں ہو اور بدون مقبول ہو۔ نیکے حدیث قابل احتجاج نہیں ہو سکتی ہو لہذا بدون اثبات مقبولیت علما روایت مذکورہ سے احتجاج کرنا محض ہوس نفسانی اور شرم و حیا کی خون ریزی ہو۔

جواب سوم مجتہد صاحب تشیہ البانی میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہو کہ استدلال بر ولایتے بائکہ از ثقات بہرہ سندش را رباب تنقید قبول کنند انتہی ذرا اولیائے مجتہد صاحب ارشاد تو فرمادیں کہ اس روایت کی سند کمان ہو اور ارباب تنقید نے کمان قبول کیا ہو اور کون نقدا بن مسعود سے اس کا ناقل ہو اور کس ثقہ سے کس ثقہ کو یہ روایت بہم پہونچی ہو سبحان اللہ خصم سے تو کہا جائے کہ استدلال ایسی روایت سے ہوتا ہو جو ثقا سے بہم پہونچی ہو اور مقبول السند ارباب تنقید ہو اور خود بالکل مجہول الحال و محال روایت استدلال کریں یہ شرم و حیا کی خون ریزی نہیں ہو تو کیا ہو اور سنیے مجتہد منقذ نے تشیہ البانی میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہو کہ روایت ہر قسم در کتب فریقین مندرج شد پس باید تنقید را پیش نظر و شستن و بعد از تصحیح در محل استدلال آوردن انتہی محصل حاصل مفاد اس عبارت کا یہ ہو کہ بدون اثبات صحیح پابندی فن تنقید روایت کو محل استدلال میں لانا جائز نہیں ہو پس مجتہد صاحب اپنے خصم کو ہدایت فرماتے ہیں کہ بدون اثبات صحیح پابندی فن تنقید روایت کو محل استدلال میں لانا جائز نہیں ہو اور خود بدون اثبات صحیح

بیابندی فن تنقید روایت مذکورہ سے احتجاج کرتے ہیں جو فضیلت دیگر نصیحت کا حساب ہے۔

جواب چہارم یہ کہ اس روایت کے اول میں حصر خلافت من اسنی الثلثہ کا اثبات ہے بعد میں آدم ابوالمؤمنین سلیمان چار کے واسطے خلافت من السیئین کا بیان ہے جو کہ نفی حصر مذکور ہے بنا براسکے اس روایت میں حصر مذکور کی اثبات و نفی دونوں موجود ہیں چنانچہ تناقض صریح محال فصیح ہے اور جو خبر فی نفسہ محال ہے وثائق و ادات سے صحیح نہیں ہو سکتی ہے کہ کافی التلویح لہذا بفضل محال اگر یہ روایت کسی کتاب اہل حق میں موجود ہے اور ثقہ سے ثقہ کو ہم پہونچی ہے اور مقبول انداز باب تنقید بھی ہے تاہم یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی ہے بوجہ تناقض مذکور کے۔

جواب پنجم لفظ امیر المؤمنین کو دیکھ کے مجتہد منقذ جاسے باہر ہو گئے یہ خبر نہیں کہ زمانہ خلافت صدیقیہ میں لوگ صدیق اکبر کو امیر المؤمنین کہتے تھے لہذا اس روایت کا اضمحون اگر زمانہ خلافت صدیقیہ میں صادر ہوا ہے تو اس روایت میں لفظ امیر المؤمنین سے صدیق اکبر مراد ہو گئے نہ علی مرتضیٰ اور زمانہ خلافت فاروقیہ میں لوگ فاروق عظیم کو امیر المؤمنین کہتے تھے لہذا اضمحون وایت مذکورہ اگر زمانہ خلافت فاروقیہ میں صادر ہوا ہے تو روایت مذکورہ میں لفظ امیر المؤمنین سے فاروق عظیم مراد ہو گئے نہ علی مرتضیٰ اور خلافت علویہ کا زمانہ ابن مسعود نے نہیں پایا لہذا روایت مذکورہ میں لفظ امیر المؤمنین سے علی مرتضیٰ مراد نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ قطعاً وجداً صدیق اکبر مراد ہیں فاروق عظیم بنا براسکے آیہ مذکورہ ثبت حقیقت وراثت ہر سے خلافت ہے کما مرار لہذا روایت مذکورہ کا دامن پکڑ کے مجتہد منقذ کا یہ فرمانا کہ روایات مخالفین دلالت ہی کتبہ برائے خلافت ثلثہ مراد ازان نیست محض تبلیغ البدعی ہے۔

جواب ششم جس طوع سے خیبر میں صدور حدیث لا عظیمین الدایۃ عدا رجلا الخ کے دوسرے دن زمرہ رجال سے جناب امیر کو نشان فتح ملنے کے بعد حدیث مذکور سے جناب امیر مراد ہونے پر خود حدیث مذکور ایسی قطعیۃ الدلالت ہے کہ اگر کوئی روایت و حکایت اس بات پر دلالت کرے کہ حدیث مذکور سے جناب امیر مراد نہیں ہیں بلکہ خالد بن ولید مراد ہیں تو ہرگز قابل اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اسی طور سے زمرہ کلہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے ہر سے خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کے بعد آیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلثہ مراد ہونے پر خود آیہ مذکورہ ایسی قطعیۃ الدلالت ہے کہ اگر کوئی روایت و حکایت غیر قرآنیہ اس بات پر دلالت کرے کہ خلافت خلفائے ثلثہ آیہ مذکورہ سے مراد نہیں ہے بلکہ خلافت علی

مرا وہ تو ہرگز قابل اعتبار نہیں ہو سکتا ہر اسی سے اللہ اہل بیت کی بھی یہی ہدایت ہو کہ جو حکایت وایت غیر قرآنیہ کسی آیت قرآنیہ کا مخالف ہو اسکا اعتبار نہ کرو و کما غیر مرہ لہذا بدستور مناقشات بالاسک مجتہد صاحب کا یہ سناقتہ بھی خاک سیاہ ہو گیا اور آریہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلثہ مراد ہونا ثابت قائم رہا اور ہمیشہ ثابت قائم رہیگا۔

مناقشہ ہشتہ ہم مجتہد صاحب نے بوارق اور تشیید المبانی میں لکھا ہے کہ اگر آریہ مذکورہ سے خلافت ثلثہ مراد ہوگی تو جہل ثلثہ از مراد یہ مذکورہ لازم آوے گا کیونکہ اول کا قول انا الخالفۃ بعدہ اور اقلیونی اقلیونی اور لیتنی سالت رسول اللہ هل للانصار فی ہذا الا صرحی اور ثانی کا قول ان بیعت ابی بکر کا نفع فدلہ الخ تمام دال ہیں اس پر کہ خلافت ثلثہ بآخلاق الہی نہ تھی انتہی محصل ترجمہ کلامہ۔

جواب اول یہ کہ صدور انا الخالفۃ بعدہ از صدیق اکبر ممنوع و غیر مسلم ہر اہل سنت کے کسی مذہبی کتاب میں ہرگز موجود نہیں ہر نہایت الغت کے حوالہ سے مجتہد صاحب نے نقل کیا ہے جو مذہبی کتاب نہیں ہے بلکہ لغت کی کتاب ہے و طریقیہ ہے کہ اُسمین بھی سند نہیں ہے پس ممکن ہے کہ راوی اہل لغت ہو اور طعن خلفائین اہل لغت آدمی کا اعتبار نہیں ہے جیسا کہ طعن اہل بیت میں خوارج و نواصب کا اعتبار نہیں ہے نیز یہ روایت منع السند ہے نہ کسی امام فن حدیث کے مترجم لہصح کتابین ہے نہ کسی امام فن حدیث کا بلکہ نہ کسی عالم کا صحیح گفتہ ہے ایسی وایت قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہے اور نیسے حدیث لوجہ انفی جو کہ اہل لغت کے کشف الغمہ وغیرہ میں موجود ہے بجاواب اسکے اسی بوارق کے ایک مقام میں مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ خبر واحدہ انی حجت را نشاید انتہی خبر واحد اس خبر صحیح السند کو کہتے ہیں جو کہ متواتر ہے پس ارشاد ہو کہ صحیح السند خبر لوجہ انفی کیوں لائق حجت نہیں ہے اور مفقود السند خبر انا الخالفۃ کیوں لائق حجت ہے نیز مجتہد صاحب بوارق میں بجاواب خبر جز انفی ارشاد فرمایا ہے کہ صدور این کلام از امام شہید ثابت نیست انتہی جاے انصاف ہے کہ اہل لغت کی مذہبی کتاب کشف الغمہ وغیرہ میں حدیث جز انفی سند کے ساتھ موجود ہے یا وجود اسکے اس حدیث کا امام سے صادر ہونا ثابت نہیں ہے حدیث انا الخالفۃ جو محض بے سند ہے اور کسی مذہبی کتاب میں نہیں ہے صرف ایک لغت کی کتاب میں ہے اسکا صدیق اکبر سے صادر ہونا کیونکر ثابت ہو گیا نیز مجتہد صاحب بجاواب حدیث سمع و بصیر تشیید المبانی میں فرماتے ہیں لاسلم کہ حدیث مذکور صحیح السند باشد الخ جملے غور ہے کہ جو حدیث اہل لغت کے کتب احادیث میں مثل عیون الاخبار صدوق کے مع سند موجود ہے اسکا

تو صحیح السند ہونا غیر مسلم ہو گیا اور حدیث انا الخالفہ جو محض بے سند ہو اور کسی دینی کتاب میں بھی نہیں ہو
 اسکا صحیح السند ہونا کیوں مسلم ہو گیا یہ مجتہد صاحب بحواب حدیث مذکور تشیید البانی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اکثر
 روایات مطروحوں والہ در کتب فریقین اندراج یافتہ و علما ان را تلقی بقبول نکرده انتہی بقدر حاجت پس ارشاد ہوا کہ حدیث
 سمع و بصیرت کے ساتھ اہل لغت کے کتب دینیہ میں موجود ہونیکے باوجود کیوں مطروح ہو اور حدیث انا الخالفہ
 جو محض بے سند ہو اور کتب دینیہ سے کسی کتاب میں نہیں ہو وہ کیوں مطروح نہیں ہو اور حدیث سمع و بصیرت کے
 ساتھ کتب دینیہ اہل لغت میں موجود ہونیکے باوجود کیوں متعلق بقبول علما نہیں ہو اور حدیث انا الخالفہ جو محض
 بے سند ہو اور کتب دینیہ سے کسی کتاب میں نہیں ہو وہ کیوں متعلق بقبول علما ہو اور حدیث سمع و بصیرت کے ساتھ
 کے ساتھ اہل لغت کے کتب دینیہ میں موجود ہو وہ کیوں بدون ثبوت متعلق بقبول علما ہونے کے لائق حجت نہیں
 ہو اور حدیث انا الخالفہ جو محض بے سند ہو اور کتب دینیہ سے کسی کتاب میں نہیں ہو وہ کیوں بدون ثبوت
 متعلق بقبول علما ہونے کے لائق حجت ہو کوئی نیز تشیید البانی میں مجتہد صاحب کا یہ ارشاد ہو کہ روایت ہر قسم کتب
 فریقین مندرج شدیس باید فن تنقید را پیش نظر داشتن بعد از تصحیح در محل استدلال آوردن اینضا استدلال بروایتی
 باشد کہ اتفاقات بمرسد و سندش را باب تنقید قبول کنند انہم پس ارشاد ہو کہ فن تنقید کو پیش نظر رکھ کے روایت
 انا الخالفہ کی تصحیح کہاں کی گئی ہو اور صاحب نہایت لغت کو یہ روایت کس ثقہ سے ہم ہو چکی ہو اور اسکی سند کہاں
 ہو اور اسکی سند کو ارباب تنقید نے کہاں قبول کیا ہو پس خوب واضح ہو گیا کہ حدیث انا الخالفہ کا صلیق الکبر سے
 صادر ہونا بالکل ثابت نہیں ہو مجتہد صاحب نے دیگر مقام بوارق میں لکھا ہو کہ روایت خالفہ منتخب کنز العمال میں
 بھی مسطور ہو اور اسکو فروتنی و کسفرنی پر محمول کرنا عذرا زگناہ بدتر ہو کہ فروتنی و کسفرنی یا تو مناجات میں ہوتی ہو
 یا تو سجدہ مبارکہ در درجہ کے مقابلہ میں ہوتی ہو یہ نہیں ہوتا ہو کہ نبی سے کوئی لپچھے کہ آپ نبی ہیں نبی جواب دین کہ
 میں نبی نہیں ہوں اور فروتنی و کسفرنی ارادہ کرین یہ خود صورت صحت نہیں رکھتا ہو بلکہ اگر کوئی مقلد کسی مجتہد سے
 لپچھے کہ تو مجتہد ہو مجتہد جواب دے کہ میں مجتہد نہیں ہوں بلکہ مقلد ہوں اور فروتنی و کسفرنی کل ارادہ کرے تو عقلا
 کے نزدیک قبیح ہو گا انتہی ترجمۃ الفاظ اس سے روایت مذکورہ کا صلیق الکبر سے صادر ہونا ثابت نہیں ہوتا ہو
 جیسا کہ حسب ارشاد مجتہد نقاد صدوق اہل لغت کے عیون الاخبار میں سند کے ساتھ موجود ہونے سے حدیث سمع

و بصیر کا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے اور کشف النعمہ وغیرہ میں موجود ہونے سے حدیث جزاف ہی کا
 امام شہید سے صادر ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے اور کافی کلینی میں موجود ہونے سے احادیث مثالیہ شائین کا ائمہ سے صادر ہونا
 ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ قول انا الخالفۃ کا صدیق اکبر سے صادر ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے ثابت ہو سکتا ہے کہ لہذا
 اس روایت کا دامن کر کے مجتہد منقولہ بغیر حق تیشیت کھل حشیش کے مصداق ہو گئے اور بغرض محال اگر قول اکبر کا صدیق اکبر
 سے صادر ہونا ثابت ہو جائے تو بھی مدعی مجتہد صاحب حل نہیں ہو سکتا ہے اور اولاً ایسے کہ خود مجتہد صاحب اسی ارقم بن نجیب
 حدیث نعم الصدیق فرماتے ہیں کہ اطلاق صدیق برابر کبرئیل اطلاق امیر المؤمنین ہو وہاں شد برائے خلاف ہے جو انتہی قائم ثم عرض کرتا ہے
 کہ اطلاق امیر المؤمنین بخلیفہ جو ائمہ اہل بیت سے کثیر الوقوع ہے لیکن اطلاق صدیق بر غیر صدیق ہنوز کتم عدم سے وجود
 میں نہیں آیا ہو لہذا اطلاق صدیق بر صدیق اکبر مثل اطلاق امیر المؤمنین بخلیفہ جو زمین ہو سکتا ہے لیکن صدیق اکبر نے
 اگر فرمایا ہے کہ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ خالف ہوں تو یہ فرمانا البتہ ایسا ہو گا جیسا کہ بعض موقع پر حضرت خاتم رسالت نے
 فرمایا ہے کہ میں فضل البشر نہیں ہوں فضل البشر ابراہیم ہیں پس حسب طور سے آنحضرت کا یہ فرمانا فروتنی کو نفسی کی سبطہ
 سے صدیق اکبر کا وہ فرمانا فروتنی کو نفسی پر مانیٹا ایسے کہ نیز مجتہد صاحب اسی بواق میں بحوالہ حدیث الملک ثناء
 فرماتے ہیں کہ چون اجماع اہل بیت سائر شیعان آنحضرت منعقدست بر انکلام معصوم من قبل الہی بابت البتہ حدیث
 مزبور باول خواہد بود انتہی چونکہ بعد بعیت اتفاق اہل حل عقد کے زمانہ خلافت میں بعض امور کا وقوع میں آنے کے بعد
 خلافت صدیقیہ کا بلکہ ہر خلافت کا اختلاف الہی یعنی پر سائر اہل سنت کا اجماع منعقد ہے لہذا حدیث مذکور بر تقدیر
 صدور از صدیق اکبر البتہ او ایہوگی ثالثاً ایسے کہ خود مجتہد منقولہ فی ضربت حیدریہ میں لکھا ہے کہ وجوب تاویل در
 بعض آیات کہ بظاہر مانعانی اولہ قطعیہ است مثل آیه کریمہ ید اللہ فوق اید یحمد و امثال آن مستلزم وجوب
 تاویل در جمیع ظواہر آیات نیست انتہی یہ عبارت صریحہ الدلالت ہے اس بات پر کہ جو آیت قرآنیہ بظاہر خلافت اولہ
 قطعیہ پر اس آیت قرآنیہ کی تاویل واجب ہے پس وایت مذکورہ جو بظاہر خلافت اولہ قطعیہ کی کوئی واجب تاویل
 نہ ہوگی ضرور ہوگی چنانچہ از جملہ اولہ قطعیہ مذکورہ یہ ہے کہ حسب طور سے حدیث لا عطین الایۃ الخ قطعیۃ الدلالت
 ہے جناب امیر کے محبوب و محب اور رسول یعنی پروردگار مردہ رجال سے ہونا اور صدور حدیث مذکور کے دوسرے دن
 نشان جنگ پانا اور اسیدن جنگ میں مسیح پانا ان تینوں امور کا اجتماع جناب امیر میں ہونے کے بعد حدیث مذکور میں

یہ دلالت پیدا ہوئی ہے اسی طو سے ہر سہ خلافت کا اختلاف آئی ہوئے پر ایہ مذکورہ قطعیت الدالات ہے اور خبط کلمہ کو بیان
اسلام از قبیل تول آئے مذکورہ ہونا اور بعد نزول آئے مذکورہ زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب
ہونا ان تینوں امور کا اجتماع ہر سہ خلیفہ میں ہونے کے بعد آئے مذکورہ میں یہ دلالت پیدا ہوئی جسکے بعد ہر سہ خلافت کا
بہ اختلاف آئی ہوئے پر سائر اہل سنت کا اجماع ہو گیا ہے لہذا روایت مذکورہ صدیق اکبر سے صادر ہوئی کی تقدیر پر ضرور
واجب التاویل ہوگی اور تاویل یہ ہو کہ محض فروتنی اور کفر نفسی ہے جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض موقع پر
فرمایا کہ میں افضل البشر نہیں ہوں برابر میں افضل البشر میں محض فروتنی و کفر نفسی ہے **قولہ** روایت خالفہ منتخب کثر العال
میں بھی مسطور ہے جو اب کثر لہا میں کچھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مراد مجتہد اگر یہ ہے کہ کثر لہا میں ہونے سے
حدیث مذکور کا صدیق اکبر سے صادر ہونا ثابت ہوتا ہے تو کذب صریح و بتان فیض ہے اس واسطے کہ کثر لہا میں ہونے سے
حدیث مذکور کا صدیق اکبر سے صادر ہونا کیسے ثابت نہیں ہوتا کہ امر آلف **قولہ** در اسکو فروتنی و کفر نفسی پر محمول
کرنا عذر اذگناہ بدتر ہے جو اب جو کہ روایت مذکورہ بظاہر خلاف اولہ قطعیت ہے لہذا واجب التاویل ہے اور فروتنی و کفر نفسی
پر محمول کرنا ایسی تاویل لائق قبول نہیں ہے کہ اس سے بہتر اس روایت کی تاویل نہیں ہو سکتی ہے فراط تصب و عباد
نے جسکو اندھا کر دیا ہے اس کے سوا دوسر کوئی بھی اس تاویل کو عذر اذگناہ بدتر نہیں کہہ سکتا ہے **قولہ** کیونکہ فروتنی و کفر
نفسی یا تو مناجات میں ہوتی ہے یا تو بحدیث مبالغہ و درج کے مقابلے میں ہوتی ہے جو اب یہ کذب صریح و بتان فیض ہے
فروتنی و کفر نفسی غیر مناجات اور غیر مقابلہ بحدیث مبالغہ و درج میں بھی ہوتی ہے اگر کوئی ذی رتبہ شخص اپنے سے کسی
کم رتبہ شخص کو بدن کسی غرض دنیاوی کے اپنے برابر جگہ کے تو کون احمق کہیگا کہ وہ فروتنی و کفر نفسی نہیں ہے اور
میان مناجات کہان ہے اور مقابلہ بحدیث مبالغہ و درج کہان ہے تعجب ہے کہ والا اجتہاد کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ طفل است
ہندوستان کے زبان زد ہے تو اضع ذکر و نفاذ ان نکوست کہ اگر تو اضع کند خوی ا دست یہ معلوم ہوتا
ہے کہ جو شخص مجتہد صاحب کے منہ پر سید مبالغہ و درج کرتا تھا اسی کے ساتھ مجتہد صاحب فروتنی و کفر نفسی کرتا
جاستے تھے اور کسی سے فروتنی و کفر نفسی کرتا نہیں جانتے تھے حق تو یہ ہے کہ جو عمار سے مار کو عنایت جانے لگا وہ
فروتنی و کفر نفسی کیا جانے گا **قولہ** یہ نہیں ہوتا ہے کہ نبی سے کوئی پوچھے کہ آپ نبی ہیں نبی جواب بن کہ میں
نبی نہیں ہوں اور فروتنی و کفر نفسی ارادہ کریں یہ خود صورت صحت نہیں لکھتا ہے جو اب جس مقام میں جس

نبی کا نبی ہونا دعائے نبوت اور اطہار معجزہ سے ظاہر ہوگا اس مقام میں اس نبی کا یہ کہنا کہ میں نبی نہیں ہوں بلکہ کتر بندہ خدا ہوں فروتنی و کسرتی ہونا آشکارا مجال انکار ہوگا لہذا یہ قطعاً صورتِ صحت رکھتا ہو اور اگر کسی کی کمال سے پوچھا جائے کہ تو خدا کا ولی ہو اور ولی کامل راہِ فروتنی و کسرتی جواب میں کہیں کہ میں خدا کا ولی نہیں ہوں بلکہ خدا کا بیچ و بچ بندہ ہوں تو ضرور صورتِ صحت رکھتا ہو اسی طو سے بنا برا سکے کہ خالفہ معنی بیچ و بچ بھی مستعمل ہوتا ہو اگر خلیفہ باختلاف الہی سے پوچھا جائے کہ تو خلیفہ ہو اور راہِ فروتنی و کسرتی جواب میں کہ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ خالفہ یعنی بیچ و بچ ہوں ضرور صورتِ صحت رکھتا ہو اور چونکہ خالفہ معنی بیچ و بچ بھی مستعمل ہوتا ہو لہذا یہاں پر یعنی بسیار خلاف گولینا تحکمِ محبت ہوگا جسکو بجز معاندتِ متصحب کے کوئی بھی باطن نہ نکالے گا **قولہ** بلکہ اگر کوئی مقلد کسی مجتہد سے پوچھے کہ تو مجتہد ہو مجتہد جواب دے کہ میں مجتہد نہیں ہوں بلکہ مقلد ہوں اور فروتنی و کسرتی راہِ کسرتی تو عقلا کے نزدیک قبیح ہوگا جو اسے جو کہ مغلوب ہوئے نفسانی ہوگا وہ تو ہر فروتنی و کسرتی کو قبیح جانے لگا لیکن اس کے قبیح جانے سے فی الواقع قبیح ہونا کیا مجتہد صاحبِ کرامت کہان ہو کہ فروتنی و کسرتی کا کوئی کلمہ زبان سے نکالیں پھر مجتہد صاحبِ کلمہ فروتنی کو قبیح نہ کہیں گے تو کون کہیگا اگر کوئی مجتہد راہِ فروتنی و کسرتی یہ کہیں کہ میں مجتہد نہیں ہوں بلکہ مقلد ہوں تو ہرگز قبیح ہوگا بلکہ تواضعِ زکرون فراوانِ نکوست کے قبیل سے ہوگا اور اس جگہ مجتہد صاحبِ لفظ مقلد محض نہ موقعِ صادر ہو ہو اورایت میں اگر یہ ہوتا کہ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ رعیت ہوں تو البتہ لفظ مقلد با موقع ہوتا اولیٰ میں چونکہ روایت میں یہ ہے کہ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ بیچ و بچ ہوں لہذا با موقع یہ ہوتا کہ میں مجتہد نہیں ہوں بلکہ بیچ و بچ ہوں بہت غنیمت ہے کہ کوئی اپنے منہ سے اپنے کو بیچ و بچ کہے اس کے کسرتی ہونے سے انکار کرنا مجتہد صاحب کو دشوار تو ہوا اگر اس کے کسرتی ہونے سے بھی انکار کر دیتے تو کوئی کیا بنا لیتا باجماع روایت مذکورہ صدیق اکبر سے صادر ہونا ثابت نہیں ہے مہذا خلاف صدیقیہ کا باختلاف الہی ہونے کے منافی نہیں جو دلائل قطعیہ سے ثابت ہے لہذا روایت مذکورہ کے دامن میں پناہ لینا اپنے کو الغریق یتشبث بکل حشیش کا مصداق بنانا ہو اور روایت اقیلونی کا جواب فصلِ ہفتم میں گذر چکا ہو عاہدہ میں طالع ہو نصیر ہے کہ یہ روایت ہرگز اہل سنت کی کسی کتاب میں نہیں ہے صواعقِ محرقہ میں اس روایت کی نسبت لکھا ہے

کہ فہم من مفتو بدلتھم یعنی وہ قول مفریات اہل لغت ہے اور فصل ششم میں گذر چکا ہے کہ اہل لغت کی
 نچ البلاغت میں ہے کہ بعد قتل عثمان کے جب لوگوں نے امت جناب امیر کی بیعت کر لیا ارادہ کیا آنجناب نے
 لوگوں سے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو اور کسی کو امام بنا لو میرا امام ہونا بہتر نہیں ہے میرا وزیر ہونا بہتر ہے پس جناب امیر کا قول
 کیون خلافت آنجناب کا ہستخلاف الہی ہونی کی منافی نہیں ہے اور مفریکافتر اقلیوں کیوں خلافت صدیقیہ کا ہستخلاف
 الہی ہونی کی منافی ہے بالجملہ یہ روایت نہ اہل سنت کی کسی کتاب میں ہے نہ خلافت صدیقیہ کا ہستخلاف الہی ہونے کی
 منافی ہے علی ہذا روایت لیتی بھی نہ اہل سنت کی کسی کتاب میں ہے نہ خلافت صدیقیہ کا ہستخلاف الہی ہونی کی
 منافی اور روایت فلتہ کا جواب فصل پنجم میں گذر چکا ہے اور اس مقام کے مناسب مختصر جواب یہ ہے کہ خداوند کرم
 کا اپنے استخلاف ابوبکر کو خلیفہ کرنا منظور تھا اسی سے بیعت ابوبکر کا مضمون لوگوں کے دلوں میں مشیت
 ایزدی ایسا جوش زن ہو گیا کہ بعض لوگوں نے فلتہ بیعت کر لی بنا براسکے اہل بصیرت کے نزدیک روایت
 خلافت صدیقیہ کا ہستخلاف الہی ہونے پر دال ہے مجتہد صاحب خطائے اجتہادی سے اسکو خلافت صدیقیہ
 کا ہستخلاف الہی ہونی کی منافی سمجھ گئے حالانکہ اس قسم کی خطائے اجتہادی لیاقت اجتہاد کی منافی ہے
 آخر ہی سخن یہ ہے کہ مجتہد صاحب ضربت حیدر یہ میں فرماتے ہیں کہ چون روایات مثالب ہشامین ومن
 یحذو حذوہما مخالف اجماع فرقہ حقہ و معارض بروایات متواترہ است لاسیما لہم احتمال طرح یا ما اولیٰ شد انتہی
 یہ عبارت نص صریح ہے اس بات پر کہ کافی کلینی کی احادیث مثالب ہشامین یا تو متروک و مردود ہیں یا تو ما اول
 پس روایات مندرجہ مناقشہ بالفرض اگر کتب اہل سنت میں ہیں تو لاجمالہ مطروح ہیں یا ما اول لہذا ان روایات
 سے خلافت صدیقیہ کا بغیر استخلاف الہی ہونا کیسے طرح ثابت نہیں ہو سکتا ہے و تحقیق کافی کلینی کی روایات
 مثالب ہشامین کی نسبت یہ فرما کہ لاجمالہ متروک یا ما اول ہیں پھر روایات مندرجہ مناقشہ سے احتجاج کرنا
 ایسی بے غیرتی ہے کہ انتہا نہیں ہے بالجملہ روایات مندرجہ مناقشہ نہ قابل اعتبار ہیں نہ خلافت صدیقیہ کا
 بغیر استخلاف الہی ہونے پر دال مہمنا جس طور سے جناب امیر کا دمہ رجال سے ہونیکی وجہ سے حدیث خطین
 الروایۃ غذا ارجلا الخ آنجناب کے محبوب و محب خدا و رسول ہونے پر قطعیۃ الدلالت ہے خیر بین آنجناب کو
 نشان فریح و دون حاصل ہونے کے بعد سے نہ اُسکے قبل سے اُسی طور سے ہر خلیفہ کا ہستخلاف الہی اسلام

از قبل نزول آیت اختلاف ہوئی کی وجہ سے ہر سہ خلافت کا اختلاف الہی ہونے پر آیہ مذکورہ قطعیت الدلائل ہر سہ
تخلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ حاصل ہونے کے بعد سے اس کے قبل سے پس یا انھوں
اگر روایات مندرجہ مناقشہ کتب اہل سنت میں موجود بھی ہوں اور خلافت صدیقیہ کا بغیر اختلاف الہی ہونے پر
وال بھی ہوں تو حسب کما جی چاہے آیہ مذکورہ کے دلالت قطعیت کے مطابق اعتقاد کر کے روایات مذکورہ کو چھوڑ دے
اور حسب کما جی چاہے روایات مذکورہ کو سراں گھوں پر رکھ لے آیت قرآنیہ کو چھوڑ دے لیکن ائمہ اہل بیت کا حکم ہے کہ جو
چیز کسی آیت قرآنیہ کی مخالفت ہو اس کو چھوڑ دو وچنانچہ فصل ہشتم میں واضح ہو چکا ہے اور مناقشہ شانزدہم کے
جواب دوم میں بھی لائحہ عمل ہو چکا ہے اور روایات مندرجہ مناقشہ کتب اہل سنت میں ہوں یا نہ ہوں اور خلافت صدیقیہ
کا اختلاف الہی ہوئی کی منافی ہوں یا نہ ہوں بہر حال ہر سہ خلافت کا اختلاف الہی ہونے پر آیہ مذکورہ قطعیت الدلائل
ہونا ثابت و قائم ہے اور ہمیشہ ثابت و قائم رہیگا۔

مناقشہ نور دوم مجتہد صاحب بوارق میں فرماتے ہیں کہ منافی مذہب اہل سنت سے ہے نزد الشان ان
جانب الہی اختلاف احدی واقع نشدہ وانما کان خلافاً للثلاثۃ من اتفاق شرفۃ من الاصحاب پس خلف تعد
لازم آید انتہی مراد مجتہد صاحب یہ کہ آیہ مذکورہ سے خلافت ثلاثہ مراد ہونا مخالفت مذہب اہل سنت ہو کیونکہ اہل سنت کے
نزدیک منجانب الہی اختلاف کسی کا نہیں ہوا بلکہ ان کے نزدیک خلافت ثلاثہ ایک جماعت صحاب کی اتفاق سے تھی۔

جواب یہ کہ اہل سنت کے نزدیک بجانب الہی استخلاف کسی کا نہ ہونا ایسا یہودہ بنفہ کا ذریعہ ہے کہ انتہا نہیں ہے۔ اہل سنت نے یہاں اسکی تصریح ہے کہ کسی کلام اہل سنت نے نکلتا ہے اگر اولیائے مجتہد صاحب کہیں کہ اہل سنت کے نزدیک کسی خلیفہ میں نص نہیں ہے ہمارے جن والنصار کی بیعت طاعت سے خلافت ہوئی ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک بجانب الہی استخلاف کسی کا نہیں ہوا ہے تو۔

جواب اول یہ کہ ازالہ الخفا کے شروع میں جو بیان کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ کسی خلیفہ میں نص نہ ہوا
 اہل سنت کا قول نہیں ہے بلکہ اس میں اختلاف ہے ایک گروہ اہل سنت کے نزدیک خلیفہ میں نص ہے ایک گروہ
 اہل سنت کے نزدیک خلیفہ میں نص نہیں ہے یعنی آیہ کریمہ ان الله قد بعث لکم طالوت مملکا حضرت
 خلیفہ میں جیسی نص ہے اس امر کے کسی خلیفہ میں جیسی کوئی نص نہیں ہے پس ایک گروہ اہل سنت جو قابل

ہیں کہ خلیفہ میں نص نہیں ہو اُس سے منجانب الہی اختلاف کیسکا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ہر اولاً اسلئے کہ ایک
گروہ اہل سنت جو خلیفہ میں نص ہوئے کا قائل ہیں اُس سے منجانب الہی اختلاف ہونا ثابت ہوتا ہر ثانیاً اسلئے
کہ نص نہونیکے قول سے آیہ کریمہ ان الله قد بعث لکم طالوت ملکاً طالوت خلیفہ میں جس قسم کی نص ہو
اُس قسم کی نص نہونامراد ہو اور یہ ظاہر ہو کہ اُس قسم کی نص نہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہو کہ آدم کی نص نہ
نہو اور یہ بھی ظاہر ہو کہ جب کسی قسم کی نص ہوگی تب منجانب الہی اختلاف ہونا ثابت ہوگا در صورت قول خدا
ہونے اُس نص کے ظاہر ہو اور در صورت قول رسول ہونیکے بیان طلب پس بیان یہ کہ اہل لعنت کے نزدیک
بر قول رسول وحی ہوتا ہر اول سنت کے نزدیک جس قول رسول کے بعد مخالفت وحی نازل نہونہ قول رسول
تقریر خدا ہر لہذا کلام خدا یا کلام رسول میں کسی قسم کی نص خلیفہ میں پائے جانے سے منجانب الہی اختلاف ہونا
ثابت ہوگا پس ایک گروہ اہل سنت جو خلیفہ میں نص نہونے کے قائل ہیں اُس سے منجانب الہی اختلاف
ہونا ثابت نہیں ہوتا ہر ایک گروہ اہل سنت جو خلیفہ میں نص نہونے کے قائل ہیں اُس سے منجانب الہی اختلاف
ہونا ثابت ہوتا ہر لہذا نص و خلیفہ میں دو گروہ اہل سنت جو اختلاف رکھتے ہیں اُس سے اہل سنت کے نزدیک منجانب
الہی اختلاف نہونا ہر گز ثابت نہیں ہوتا ہر لہذا مجتہد معاد کا یہ کہنا کہ اہل سنت کے نزدیک منجانب الہی اختلاف
کیسکا نہیں ہو محض ہفوف کا ذیہ ہو۔

جواب دوم یہ کہ اختلاف الہی کچھ نص پر موقوف نہیں ہو بدون نص کے اس طور سے بھی ہو سکتا ہو کہ جس
زمانے میں جبکا اختلاف منظور الہی ہو اُس زمانے میں جن لوگوں کے گفتار و کردار کا وقار و اعتبار ہو منجانب الہی
ان لوگوں کے دلوں میں یہ ارادہ پیدا کرے کہ بیعت خلافت کر کے اُسکے مطیع و معین ہو جائیں جسے اُسکی
خلافت کر سنی نشین ہو جائے اور اس طور سے بھی ہو سکتا ہو کہ منجانب الہی اپنی تائید غیبی سے اُسکو دشمنوں پر
غالب و مسلط کرے جس سے اُسکی خلافت صورت پذیر ہو جائے ان دونوں صورتوں سے اختلاف الہی
ہو سکتا ہو اور ہر شے خلیفہ کا اختلاف منجانب الہی انھیں دونوں صورتوں سے ہوا ہو جیسا کہ مناقشہ چہارم کے
جواب دوم میں واضح ہو چکا ہو لہذا بعض اہل سنت جو خلیفہ میں نص نہونیکے قائل ہیں اُس سے یہ نہیں
نکل سکتا ہو کہ اہل سنت کے نزدیک منجانب الہی اختلاف کیسکا نہونہ بیوجہ مجتہد صاحب کا یہ فرمانا کہ اہل سنت کے

نزدیک منجانب الہی اختلاف کسی کا نہیں ہوا ہے یا اہل ہنود کا ذہن ہر اہل سنت کے بیان کی تصریح ہر کسی کا ہوا ہے اہل سنت نے کھلتا ہوا اس قسم ہنود کا ذہن سے حجت اہل سنت کا اندام نہیں ہو سکتا ہے بلکہ زیادہ استحکام ہوا ہے اور سنئے اہل سنت کی کتب تفسیر پر او کتب کلامیہ میں با جملہ بسیار مذکور ہے کہ آیت اختلاف سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہے جس سے اہل سنت کے نزدیک منجانب الہی اختلاف ہونا کھلا ہوا ہے پس ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ مجتہدین نے اہل سنت کے نزدیک منجانب الہی اختلاف ہونا کہاں سے نکالا ہے پھر اس کے کیا کہا جائے کہ ہنود کا ذہن سے نکالا ہے یا مجملہ بعض اہل سنت جو خلیفہ بن رض نہونے کے قائل ہیں وہ منجانب الہی اختلاف ہونے کی نانی نہیں ہے اور جمیع اہل سنت جو قائل ہیں آیت اختلاف سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونیکے اُس سے اہل سنت کے نزدیک منجانب الہی اختلاف ہونا آشکارا محال انکار ہے لہذا مجتہد معاند کا یہ کہنا کہ اہل سنت کے نزدیک منجانب الہی اختلاف کسی کا نہیں ہوا ہے گویا شتر بے ہمار ہے یہودیہ یہ مناقشہ بھی بدستور مناقشات سابقہ خاک سیاہ ہو گیا اور ہر سہ خلافت کا بہتلاف الہی ہونا ثابت قائم رہا اور ہمیشہ ثابت قائم رہیگا۔

مناقشہ ستم جناب اجتہاد آب بوارق میں فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس اختلاف رائے سے اختلاف سابقین کردہ بقولہ کما استخلف الذین من قبلہ و ظاہر است کہ اختلاف سابقین ش حضرت آدم و داؤد و ہارون بنص من اندر بودہ با جملع و اتفاق چند کس انتہی۔

جواب یہ کہ دروغی رائی یا شذوخی مثل داؤد و آدم کے ہارون کا خلفائے مشبہ بہم میں داخل ہونا کذب صریح ہے کیونکہ مثل داؤد و آدم کے شاہانہ تصرف در زمین ہارون کو حاصل نہ تھا اسی سے صاحب تفسیر مجمع البیان نے جنگ و اجتہاد آب بوارق میں مولانا الطبرسی لکھا ہے حضرت ہارون کو خلفائے مشبہ بہم میں نہیں لکھا ہے صرف حضرت آدم و داؤد و سلیمان علیہم السلام کو خلفائے مشبہ بہم میں لکھا ہے چنانچہ عبارت مجمع البیان کی یہ ہے مثل آدم و داؤد و سلیمان علیہم السلام ویدال علی ذلک فی جاعل قالا رض خلیفہ و یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض انتھی بلفظ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خلافت سے پادشاہت زمین مراد ہے بغیر اسکے حضرت آدم و داؤد و سلیمان علیہم السلام کی تخصیص معقول نہیں ہو سکتی ہے اور حضرت آدم کی زندگی میں کثرت اولاد سے زمین آباد ہونیکے بعد حضرت آدم بلفعل خلیفہ ہوئے اُس سے

پہلے بالقوہ خلیفہ تھے نہ بالفعل اور یہ بھی یاد رہے کہ نہ انی جاعل ولا دحض خلیفہ نفس خلافت ہر نہ یہ
 داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض نفس خلافت چنانچہ بیان اسکا مجند اول فصل ششم میں ہو چکا
 اور خلفائے سابقین سے سولے حضرت طاووس کے کسی خلیفہ میں نص ہونا نہ کلام حدیث ثابت ہر نہ کلام سول
 سے لہذا استخلاف سابقین نص من اللہ ہو کہنا کذب صریح و ہتان فصیح ہر اور بغرض محال اگر استخلاف سابقین
 بنص من اللہ تھا تو اس استخلاف کا بنص من اللہ ہونا ہرگز لازم نہیں ہو سکتا ہر اولاً ایسے کہ استخلاف سابقین
 انبیاء کو شامل ہر یہ استخلاف انبیاء کو شامل نہیں پس استخلاف سابقین کا انبیاء کو شامل ہونے سے اس استخلاف
 کا انبیاء کو شامل ہونا لازم نہیں آتا ہر پھر استخلاف سابقین کا بنص من اللہ ہونے سے اس استخلاف کا بنص
 من اللہ ہونا کیونکر لازم آسکتا ہر ہرگز نہیں آسکتا ہر ثانیاً ایسے کہ استخلاف سابقین ابوالبشر سے شروع ہر یہ
 استخلاف ابوالبشر سے شروع نہیں ہر پس استخلاف سابقین کا شروع از ابوالبشر ہونے سے اس استخلاف کا
 شروع از ابوالبشر ہونا لازم نہیں آتا ہر پھر استخلاف سابقین کا بنص من اللہ ہونے سے اس استخلاف کا
 بنص من اللہ ہونا کیونکر لازم آسکتا ہر ہرگز نہیں آسکتا ہر ثالثاً ایسے کہ استخلاف سابقین جن لوگوں کو شامل ہر
 انہیں سے کسی کی خلافت غصب میں نہیں گئی اور بزعم اہل لغت یہ استخلاف جن لوگوں کو شامل ہر جن لوگوں
 کی خلافت سب غصب میں چلی گئی پس استخلاف سابقین میں غصب واقع ہونے سے اس استخلاف میں
 غصب نہ واقع ہونا تو لازم نہیں آتا ہر پھر استخلاف سابقین کا بنص من اللہ ہونے سے اس استخلاف کا بنص من اللہ
 ہونا کیونکر لازم آسکتا ہر ہرگز نہیں آسکتا ہر رابعاً ایسے کہ بزعم فاسد مجتہدین وعدہ الہی بیکت امر انہیں ہر ہر
 امام ہمدی کے زمانے میں پورا ہو گا جب تمام زمین میں خلافت ہوگی پس استخلاف سابقین کا تمام زمین
 میں ہونے سے اس استخلاف کا تمام زمین میں ہونا لازم نہیں آتا ہر پھر استخلاف سابقین کا بنص من اللہ ہونا
 سے اس استخلاف کا بنص من اللہ ہونا کیونکر لازم آسکتا ہر ہرگز نہیں آسکتا ہر خامساً ایسے کہ تفسیر
 خلاصۃ المنہج اہل لغت میں بذیل کما استخلف الذین من قبلہ لکھا ہر کہ یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر
 و شام مدین شان واد بعد از اہلک جیابیرہ ما تصرف کروندوران چنانکہ تصرف ملوک و ملک خود انتہی اس عبارت
 سے ظاہر ہر کہ استخلاف سابقین سے استخلاف بنی اسرائیل مراد ہر اور یہ بھی ظاہر ہر کہ استخلاف سابقین مقصور

برزین مصر و شام تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ استخلاف سے شامانہ تصرف در زمین مراد ہے پس استخلاف سابقین کے مقصود پر برزین مصر و شام ہونے سے اس استخلاف کا مقصود برزین مصر و شام ہونا تو لازم نہیں آتا ہے پھر استخلاف سابقین کے بنص من اللہ ہونے سے اس استخلاف کا بنص من اللہ ہونا کیونکر لازم آسکتا ہے ہرگز نہیں آسکتا ہے لطف یہ ہے کہ جب اہل سنت کہتے ہیں کہ سابقین میں خلیفہ بلا فصل کو زمانہ خلافت بلا فصل میں خلافت ہوئی ہے پس اس استخلاف میں ایسا ہونا چاہیے کیونکہ اللہ نے اس استخلاف کو استخلاف سابقین کے ساتھ تشبیہی ہے تب حضرات اہل لعنت فرمانے لگتے ہیں کہ تشبیہ نفس استخلاف میں ہر کل امور میں نہیں ہے پس ارشاد ہو کہ جب تشبیہ نفس استخلاف میں ہر کل امور میں نہیں ہے پھر استخلاف سابقین کے بنص من اللہ ہونے سے اس استخلاف کا بنص من اللہ ہونا کیونکر لازم آسکتا ہے ہرگز نہیں لازم آسکتا ہے بالجملہ استخلاف سابقین کا بنص من اللہ ہونا کذب صریح ہے مع هذا استخلاف سابقین کا بنص من اللہ ہونے سے اس استخلاف کا بنص من اللہ ہونا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ تشبیہ نفس استخلاف میں بلکہ محض حقیقت راشدیت میں ہر نہ کل امور میں چنانچہ امور مذکورہ سے عیان مثل و زور و شان ہے۔

جواب سوم یہ کہ نبج البلاغت اہل لعنت کے قوی حدیثوں سے بے شبہ ثابت ہے کہ جناب امیر نے آیت کو استخلاف خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر محمول کیا ہے چنانچہ مناقشہ کہیم کے جواب میں واضح ہو چکا ہے بنا بر اسکے یہ کلام مجتہد مقام تحطیہ داماد خیر الانام ہے جو کہ حسب مقال اہل ضلال صریح کفر ہے لیکن آیت استخلاف سے استخلاف خلفائے ثلاثہ مراد ہونا ایسا فوراً تابان ہے کہ ایسے کلام کفر انجام سے پہنان نہیں ہو سکتا ہے واللہ متع نوره ولو کفر الکافرون۔

جواب سوم یہ کہ کلام تو یہ ہے کہ جو مومنین صالحین بوقت نزول آیت استخلاف موجود تھے اور اسکے قبل سے مشرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے جو کہ مشبہہ مرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت استخلاف سے تھے انھیں مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں ابراہیم اعدا پر غلبہ عطا کر نیکا وعدہ حق تعالیٰ نے آیہ مذکورہ میں دیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ بعد نزول آیہ مذکورہ کے مرہ مذکورہ سے ہر سہ خلیفہ کو یکے بعد دیگر زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر غلبہ پر اہل عدوت و وزن

امرون کا مجموعہ حاصل ہوا ہے زمرہ مذکورہ سے اور کسی کو ان دونوں امرون کا مجموعہ حاصل نہیں ہوا ہے لہذا
 نفس من اللہ ہوا نہ ہو حال آئیہ مذکورہ سے ہر سہ خلافت کا بتخلاف آئی ہوا ایسا آشکارا مجال انکار ہے کہ
 اگر کوئی باجکار انکار کرے تو ہرگز قابل اعتبار نہیں ہو سکتا ہے یا بھلے چونکہ بدون نص من اللہ ہونے کے آئیہ مذکورہ
 سے ہر سہ خلافت کا بتخلاف آئی ہوا آشکارا مجال انکار ہے لہذا یہاں پر نص من اللہ ہونے کا ذکر محض
 نابلدی یا نابلدون کی راہ زنی ہے پس بدستور مناقشات بالاینفاقتہ بھی کالہن لمنفوش ہو گیا اور آئیہ مذکورہ ثابت
 حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت ہوا قائم و محکم رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

مناقشہ کتبہ میں محمد صاحب بوارق میں فرماتے ہیں کہ اگر خلافت ثلثہ بتخلاف آئی سے ہوگی
 تو یزید اور اسکے امثال کی خلافت بھی بتخلاف آئی سے ہوگی کیونکہ خلافت یا اتفاق قوم سے ہوتی ہے یا
 اختلاف خلیفہ سے ہوتی ہے یا تسلط و غلبہ سے ہوتی ہے خلافت یزید اتفاق قوم سے بھی تھی اختلاف معاویہ
 سے بھی تھی تسلط و غلبہ سے بھی تھی۔

جواب یہ کہ یہ کلام بالتمام سوال از آسان جواب از لیسان کا حساب ہے اولاً ایسے کہ اختلاف خلیفہ اور
 اتفاق قوم اور تسلط و غلبہ سب کے سب محض طریق قیام خلافت ہے دلیل حقیقت خلافت نہیں ہے اور قوم کا بدون
 خوف و جبر کے رضا و رغبت خود خلیفہ کرنا جو دلیل حقیقت خلافت ہے وہ خاصہ ہے مہاجرین انصار کا ہر قوم کی واسطہ
 یہ بات نہیں ہے ثانیاً ایسے کہ اس مقام میں اہل سنت نہ یہ کہتے ہیں کہ فلان خلافت اتفاق قوم سے ہے لہذا بتخلاف
 آئی سے ہوگی نہ یہ کہتے ہیں کہ فلان خلافت بتخلاف بتخلیفہ سے ہے لہذا بتخلاف آئی سے ہوگی نہ یہ کہتے ہیں
 کہ فلان خلافت تسلط و غلبہ سے ہے لہذا بتخلاف آئی سے ہوگی اس مقام میں تو یہ کلام ہے کہ ہر سہ خلیفہ زمرہ
 کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے ہیں اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب ہوئے ہیں اور
 جو خلیفہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے ہے اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب ہوئے ہیں اسکی خلافت
 کا اختلاف آئی سے ہونے پر آیت اختلاف قطعیۃ الدلالت ہے پس خلافت کا اختلاف آئی سے ہونے پر آیت
 اختلاف کے قطعیۃ الدلالت ہونے میں خلیفہ کا زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونے کے ساتھ
 کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آئیہ مذکورہ سے ہونا جو ضروری اور واقعی امر ہے اس سے چشم پوشی کر کے

راہ زنی کرنے پر خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت کل بندگان خدا کی لعنت اولیاء مجتہد صاحب کے مردان میلان ہو تو اپنے امام یزید پیکار زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے ہونا ثابت کرین امر واقعی ضروری چشم پوشی کر کے حتمی کی راہ زنی نہ کیا کرین لیکن اہل لعنت کے امام یزید پیکار کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے ہونا محال ہے یہ بیوجہ یہ کلام مجتہد مقام بھی بین الاندام ہو گیا اور آیت مذکورہ کا مثبت حقیقت رائے سے ہر سہ خلافت ہونا قائم و محکم رہا اور ہمیشہ رہے گا۔

مناقشہ سبب دوم مجتہد صاحب لائق میں فرماتے ہیں کہ ابو بکر کو خلیفہ رسول کہنے والے پر جناب امیر نے انکار فرمایا ہے کہمارواہ ابن قتیبة من اهل السنن تھو پس اگر خلافت ابو بکر بتخلان الہی ہوتی تو آنجناب کیوں انکار فرماتے۔

جواب یہ کہ ابن قتیبة ہرگز اہل سنت سے نہ تھا بلکہ رافضی غالی تھا بالفرض اگر کسی اہل سنت نے اسکو سنی لکھا ہے تو غیر مطاع و ناقابل اتباع ہو گا جیسا کہ حسب تصریح مجتہد صاحب مجالس المؤمنین میں قاضی نور اللہ کا محقق دوانی و سید جرجانی کو شیعہ لکھنا غیر مطاع و ناقابل اتباع ہے اور اس روایت کا جناب امیر سے صادر ہونا اسوجہ سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ محض ساختہ و افنتہ مریدان ابن بابویہ کا حسب تصریح مجتہد صاحب و ضربت حیدر یہ کافی کلینی کی احادیث مثالب ہشامین ممکن ہے کہ محض ساختہ و افنتہ حاسدان عائدان ہشامین میں نہ ہوں یہ روایت جناب امیر کی ان حدیثوں کا معارضہ نہیں کر سکتی ہے جو کہ نوح البلاغت اہل لعنت کے مناقشہ یکم کے جواب میں منقول ہو چکی ہیں جن میں آنجناب نے اس آیت کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر محمول کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے اگر ان سب سے درگزر کیا جائے تو زمانہ نزول آیت اختلاف کے موئین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنے کا حق تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے اور زمانہ نزول آیت مذکورہ کے زمرہ کلمہ گویان اسلام سے خلفائے ثلاثہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر غلبہ بر اہل عداوت حاصل ہوا ہے زمرہ مذکور سے اور کسی میں خلافت در زمین و غلبہ بر اہل کین و فون کا اجتماع نہیں ہوا ہے لہذا ہر سہ خلافت کا باستحالات الہی ہونے پر آیت مذکورہ قطعیۃ الدلالت ہے نہ اس کے یہ روایت اس آیت قرآنیہ کے خلاف ہے اور جو وہیت کسی آیت قرآنیہ کے خلاف ہے باتفاق فریقین راوی کی غلطی یا افتراء و رازی ہے چنانچہ مناقشہ شانزہم

جواب دوم میں فرم فرمایا کہ اس پر بھی راوی کی غلطی یا افتراء پر دانی ہے ایسی روایت کے میں میں
پناہ لینا اپنے کو العریق تیشبت بکل خیشش کا مصداق بنانا ہے پس مناشئہ بھی نسخ و بن سے منہم ہو گیا اور
اس آیت کا مثبت حقیقت و اشاعت ہر سہ خلافت ہونا قائم و محکم رہا اور ہمیشہ رہے گا۔

مناقشہ سبب دوم مجتہد صاحب اراقین فرماتے ہیں کہ خلافت احوال تحقیق مفسرین سے یعنی
آیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا تحقیق مفسرین اہل سنت کے خلاف ہے مجتہد صاحب نے اس کی
تائید میں تفسیر کشاف اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر مدارک اور تفسیر برہانوی کی عبارتیں نقل فرمائی ہیں اور
عبارت کو مفید مدعا بنانے کے واسطے موافق اپنی عادت کے قطع و برید سے کام لیا ہے چنانچہ کشاف میں یہ موجود
ہے فان قلت هل في هذه الآية دليل على امر الخلفاء الراشدين قلت اوضح دليل
وابينه لان المستخلفين الذين امنوا وعملوا الصلحت هم هم اور مدارک میں ہے والایہ
اوضح دليل على صحة خلافة الخلفاء الراشدين رضی اللہ عنہم اجمعین لان المستخلفين
الذين امنوا وعملوا الصلحت هم هم مجتہد صاحب نے فرط دیانت سے ان لفظوں کو چھوڑ دیا ہے تاکہ
عبارت مفید مطلب ہو مگر لفظ الحق یعلمو ولا یعلیٰ باوصف چھوڑ دینے ان لفظوں کے بھی
عبارت منقطعہ مجتہد کی لفظ سے بھی نہیں آتی کہ آیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا کسی مفسر کے خلاف
ہے بلکہ جو مجتہد صاحب نے مجتذ و اسقاط نقل فرمایا ہے وہ بھی آیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونے
کی تائید کرتا ہے چنانچہ مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارت کشاف میں یہ موجود ہے وذلك ان رسول الله
(صلی اللہ علیہ وسلم) واصحابه ملكوا بمكة عشر سنين خائفين ولما هجروا كانوا بالمدینة
یصبحت فی السلاخ ویمسون فیہ حتی قال رجل ما یتقی علینا یوم ناصن فیہ
ونضع السلاخ فقال لا تعبرون الا سیرا حتی یجلس الرجل منکم فی ملاء العظیم
مجلسا لیس فیہ حدیلة فانخز الله وعاه واطهرهم علی جزیرة العرب و
فتحوا بعد بلاد المشرق والمغرب وفرقوا ملک الا کاسرة وملكوا خزانةهم واستولوا
علی الدنیا الخ ترجمہ۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ میں

دس برس (نہایت) خوف کی حالت میں رہے اور جب ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو انکی یہ حالت بھی کھینچ
 و شام (غرض ہر وقت) ہتھیار بند ہتھتے تھے یہاں تک کہ ایک شخص نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں ہم
 بیخوف ہوں اور ہتھیار اتار کر رکھ دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھوٹے ہی نہ گذرتے ہیں کہ تم میں سے
 ایک شخص بڑی بڑی جماعت پر گزریگا اور کوئی ہتھیار اسکے پاس نہوگا پس اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور صحابہ
 کو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا اور اسکے بعد مشرق اور مغرب کے شہر انھوں نے فتح کر لیے اور بڑے بڑے
 بادشاہوں کی سلطنت انھوں نے پارہ پارہ کر دی اور انکے خزانوں کے مالک ہو گئے اور تمام دنیا پر غالب آ گئے
ف یہ الفاظ نص صریح ہیں اس بات پر کہ بعد نزول آیہ مذکورہ جس زمانے میں جزائر عرب و جزائن و بلاد
 اکاسور و فارس پر اہل اسلام کا قبضہ ہوا اسی زمانے میں وعدہ آیہ مذکورہ پورا ہوا اور یہ معلوم ہے کہ
 وہ زمانہ خلفائے ثلاثہ کا تھا بنا بر اسکے آیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا عیاں غیر محتاج بیان
 ہے حتیٰ کہ اسکو خلافت قول صاحب کشف بنا نا ایسا ہی جیسا کہ بوم شوم آفتاب جہاں تاب کو بے نور بنا تا ہوا
 مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارت نیشاپوری میں یہ موجود ہے قال اهل السنة في الآية دلالة على
 امامة الخلفاء الراشدين لان قوله منكم للتبعيض وذلك البعض يجب ان يكون من
 المحاضرين في وقت الخطاب ومعلوم ان الائمة الاربعة كانوا من اهل الايمان
 والعمل الصالح وكانوا حاضرين يومئذ وقد حصل لهم الاستخلاف والفتوح فوجب
 ان يكونوا مراداً من الآية اسکے بعضیغہ تفریض کے ساتھ اہل لعنت کے اعتراضوں کا ذکر ہے پس
 جن عبارتوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ آیت میں امامت خلفاء ثلاثہ ہوا اور یہ بھی تصریح ہے کہ واجب ہے کہ خلفاء
 مراد ہوں آیت کے اس عبارت کو آیت سے خلافت خلفاء مراد ہونے کا منافی بتا کر اس قبیل سے ہوگا ناظرین محمد
 ملاحظہ کریں راقم آثم کو کہنے کی ضرورت نہیں ہوا و مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارت بیضاوی میں یہ موجود
 ہے و فیہ دلیل علی صحۃ النبوة بالانخبار عن الغیب علی ما ہو بہ و خلافة الخلفاء الراشدين
 اذ لم یجتمع الموعود والموعود علیہ لغيرہم بالاجماع ناظرین ملاحظہ کریں کہ اس عبارت بیضاوی
 کو ہمیش نظر رکھ کے کوئی حائل دہی جیسا کہ کہتا ہے کہ آیہ مذکورہ سے خلافت خلفاء مراد ہونا قول بیضاوی کے

خلافت ہرگز نہیں کہہ سکتا ہر بچائے بیضادی تو کس صفائی سے بیان کر رہے ہیں کہ خلفاء راشدین میں موعود و موعود علیہ
 کا اجتماع ہوا ہوا کسی میں نہیں ہوا ہر اسی سے آیت میں دلیل ہر صحت خلافت خلفاء راشدین پر باوجود
 اسکے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد آیا مذکورہ ہوئے کو جو خلافت بیضادی کے اسکا جواب بجز احکام الحاکمین کے
 کون دے سکتا ہوا اور سنیہ مجتہد صاحب بعد نقل عبارت کثافت فرماتے ہیں کہ این کلام صریح است درین کہ
 مراد از اختلاف تکمین و تصرف در زمین است چنانچہ بنی اسرائیل را حاصل بود و ازین لازم نمی آید استخلافیکہ از خواص
 انبیاء و اوصیاء است الا لازم آید کہ ہر یکے از زمین و ہم چنین ہر یکے از بنی اسرائیل امام و خلیفہ بودہ باشد و ہو
 باطل اتفاقاً انتہی ای جناب اجتہاد آب آپ کی نقل فرمودہ عبارت کثافت سے صاحب کثافت کے نزدیک
 آیا مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہوا آشکارا مجال انکار ہر لفظ عبارت مذکورہ کثافت کو پیش نظر رکھ کر
 عالیجناب کا یہ افادہ فرمایا کہ مذکورہ سے خلافت ثلاثہ مراد ہونا خلافت قول صاحب کثافت ہر صریح اتفاقاً
 خاک الہا ہر باقی رہا آپ کا یہ فرمایا کہ کلام صاحب کثافت صریح ہر اس میں کہ مراد از اختلاف سے تکمین و تصرف
 در زمین ہر اس سے جو اختلاف خواص انبیاء و اوصیاء سے نہیں لازم آتا ہوا الا ہر مومن ہر بنی اسرائیل امام
 بنلیفہ ہوگا محض بیکار ہوا و لا ایسے کہ اس سے کوئی کار کشائی نہیں ہو سکتی ہر واقعہ کی یہ زیان کجا
 کہ وہ کون اختلاف ہر جو خواص انبیاء سے ہر آپ نے تو خود اس اختلاف کو من قبیل اختلاف او و آدم قرار
 دیا ہر چنانچہ آپ کا کلام جو مناقشہ بستمین منقول ہر اس سے واضح ہر پھر اختلاف خواص انبیاء و اوصیاء
 کس معنی کر کے خارج ہوگا اور ہر سے خلافت کا من قبیل خلافت او و ہونا ثابت ہونے کے بعد آپ کے ہاتھ میں
 کیا رہیگا تا نیا ایسے کہ یہ اختلاف خواص انبیاء و اوصیاء سے ہوا نہ ہو ہر حال جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت
 سے اختلاف خلفائے ثلاثہ مراد ہر تب یہ واضح ہو گیا کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت متغلبہ و مقصیہ تھی بلکہ خلفاء
 ثلاثہ کے حق تھی اور خلفائے ثلاثہ کے لیے موعود من الہدیین آیت الہی ظاہر ہر کہ ہر سے خلافت کا ہر بنلیفہ
 کے لیے موعود من الہدیین آیت الہی ثابت ہونے کے بعد آفتاب حقیقت و راشدیت ہر سے خلافت پر خاک
 ڈالنے کے واسطے یہ کہنا کہ یہ خواص انبیاء و اوصیاء سے نہیں ہر سے متنازعہ نور سگ و عود کند بد کی زعم و
 ماہ ترک ضو کند چکا حساب ہر ثالثا ایسے کہ حضرت او اپنے زمانہ خلافت میں متصرف در زمین تھے

دیگر کل بنی اسرائیل فرمان بردار رعایا تھے متصرف زمین تھے اور حضرت موسیٰ اپنے نانے میں متصرف در زمین تھے
 دیگر کل بنی اسرائیل فرمان بردار رعایا تھے متصرف در زمین تھے اور بعد حضرت موسیٰ کے یوشع بن نون خلیفہ متصرف
 در زمین تھے دیگر کل بنی اسرائیل محکوم و رعایا تھے خلیفہ و متصرف در زمین تھے اور بعد اسکے کالب بن یوقنا خلیفہ
 و متصرف در زمین تھے دیگر کل بنی اسرائیل محکوم و رعایا تھے خلیفہ و متصرف در زمین تھے پس اختلاف معنی افسر
 در زمین لینے سے توکل مومنین اور کل بنی اسرائیل کا خلیفہ یعنی متصرف در زمین ہونا لازم نہیں آتا ہوا و جو اختلاف
 بزعم سامی خواص انبیاء و صیاسے ہر وہ اختلاف لینے سے کل مومنین اور کل بنی اسرائیل کا امام خلیفہ
 ہونا کیون لازم آتا ہے بجز اسکے کیا کہا جائے کہ استغراق سخن پروری میں عقل خطا ہو جاتی ہے رابعاً اسلئے کہ
 خود مجتہد صاحب کا یہ بھی افادہ ہے کہ مراد از اہل بیت و شیعیان اندر زمان حجت و ظہور حضرت صاحب العصر
 انتہی حالانکہ زمانہ امام ہمدی میں بلکہ بعد زمانہ امام ہمدی میں بھی نہ ہر اہل لعنت خلیفہ یعنی متصرف
 در زمین ہو گا نہ خلیفہ یعنی امام ہو گا پھر زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہو سکتی صورت میں ہر مومن کا خلیفہ یعنی
 متصرف در زمین یا خلیفہ یعنی امام ہونا کیون لازم آتا ہے بجز اسکے کیا کہا جائے کہ دروغ گو را حافظہ پیش
 اور سینے مجتہد صاحب بعد نقل عبارت بیضاوی کے فرماتے ہیں کہ اجتماع موعود و موعود علیہ السلام بقادان اللہ
 یؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر در زمان ملوک مابعد ہم حاصل است اختلاف عام از اختلاف عاقلید
 علی الاخص انتہی چونکہ جناب اجتہاد آب کی نقل فرمودہ عبارت بیضاوی میں یہ تصریح ہے کہ اس آیت میں محبت
 خلافت خلفائے راشدین پر دلیل ہے اس واسطے کہ موعود و موعود علیہ السلام کا اجتماع خلفائے راشدین میں ہو ہو
 اور کسی میں نہیں ہوا ہے لہذا مجتہد صاحب کا یہ افادہ فرمایا کہ یہ مذکورہ ہے استخلاف ثلاثہ مراد ہونا خلافت قول
 بیضاوی ہے ایسا کہ اور کور ان کلام ہے کہ ہرگز کسی عاقل ذی حیا کی زبان سے نہیں نکل سکتا ہے بلکہ اس کا کیا علاج کہ
 علمائے اہل لعنت کا کل کلام ایسا ہوتا ہے ثانیاً یہ کہ رسول خدا نے شہادت امام حسین کی خبر ضروری ہے لیکن اس
 خبر کو کوئی عاقل وعدہ نہیں کہہ سکتا ہے اسی طو سے ان اللہ یؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر
 خبر ہر وعدہ نہیں ہے پھر موعود کہاں سے ہو گا اور موعود علیہ کہاں سے ہو گا ثالثاً یہ کہ زمانہ رسالت اب میں
 ذوالفقار حیدر کر اسے تائید دین ہوئی حالانکہ اس وقت حضرت حیدر نہ امام تھے نہ خلیفہ و نہ سرسخت اس کی

تلواری سے بھی تائید دین ہوئی ہر دون اہمیت و مخالفت کے پس کیون نہیں جائز ہر کہ حدیث مذکور میں سنی قسم کی
 تائید دین مراد ہو یہ کیا ضرور ہر کہ اسمین بھی آیہ مذکورہ کا موعود و موعود علیہ ہوں را بعلیہ کہ آیہ مذکورہ سے
 جس لہل کا زمانہ مراد ہو وہ ہر کہ اصل اگر مصداق حدیث مذکور ہو گا تو جواب مجتہد صاحب کے نزدیک آیہ مذکورہ سے
 زمانہ امام ہمدی مراد ہر پس امام ہمدی بنا بر عموم اہل لعنت حدیث مذکور کے مصداق ہونگے والعیاذ باللہ
 خامسایہ کہ آیہ مذکورہ میں جو خلافت و غلبہ بر اہل عداوت و دونوں کا مجموعہ موعود ہر اسمین تخصیص ہر خلیفہ
 کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونکی کام مرار الہذا آیہ مذکورہ کے موعود و موعود علیہ کا اجتماع
 ملوک مابعدین نہیں ہو سکتا ہر سا و سبایہ کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا اور بعد
 نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر غالب بر اعدا ہونا ان تینوں امور میں
 مجموعہ علامت ہر اسکی جو کہ آیہ مذکورہ کے موعود و موعود علیہ کا جامع و مستجمع ہو گا ملوک مابعدین یہ کہاں کن
 ہر اور یہ معلوم ہر کہ امور ثلاثہ مذکورہ کا اجتماع خلفائے ثلاثہ میں ہوا ہر اور کسی میں نہیں ہوا سب اعلیاء کہ بقوت
 ہماجرین النصائے گھر میں ہستے تھے اور آپس میں یہ کہتے تھے کہ ایسا بھی کوئی زمانہ ہو گا کہ ہم کو خوف دشمن
 سے ایمنی ہو اسوقت یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ جواب مناقشہ کلم واضح ہو چکا ہر پس معلوم ہوا کہ آیہ مذکورہ
 موعود و موعود علیہ کا اجتماع جس میں ہو گا وہ ہماجرین سے ہو گا ملوک مابعد سے ہو گا اور یہ معلوم ہر کہ زمرہ
 ہماجرین سے خلفائے ثلاثہ میں آیہ مذکورہ کے موعود و موعود علیہ کا اجتماع ہوا ہر اور کسی میں نہیں ہوا ہر
 شامثانیہ کہ مناقشہ دوم کے جواب میں دلائل ساطعہ کثیرہ اور براہین قاطعہ عیدہ سے واضح ہو چکا ہر کہ استخلا
 آیہ مذکورہ میں ان مومنین صالحین کی تخصیص ہر جو کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہیں
 بلکہ یہ بھی عیان ہو چکا ہر کہ استخلاف آیہ مذکورہ میں ہماجرین کی تخصیص ہر اور اہل سنت کی طریقت اہل لعنت
 کو ہمیشہ اس تخصیص کا اشتہار ہو پختا چلا آتا ہر چنانچہ مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارت کشاف و نیشاوری
 و بیضاوی میں بھی یہ اشتہار موجود ہر جو بواسطہ تخصیص کے یہ استخلاف عام از استخلاف مدعا نہیں ہر بلکہ
 مساوی استخلاف مدعا ہر پس ال بر مساوی ہو گا اور باوصف پیش نظر یعنی اشتہار مذکور کے اس استخلاف
 کو عام از استخلاف مدعا کہنے فلا بد ال علی الاخص کہنا محض کرگوشی و کوہریشی ہر ایسی کرگوشی

دکوڑ پشی کے یہود ہفودہ سے آیہ مذکورہ کا مثبت حقیقتِ راشدیت ہر سہ خلافت ہونا ضعیف نہیں ہو سکتا
ہر بلکہ زیادہ قوی ہوتا ہے کیونکہ واقع میں اگر کوئی ضعف ہوتا تو وہ کیوں نہ بیان کیا جاتا محض کرکوشی و کوششی
کر کے یہودہ ہفودہ کیوں سر کیا جاتا بالکل یہ مناقشہ بھی بدستور مناقشات سابقہ کے خالک سیاہ ہو گیا اور آیہ
مذکورہ کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت ہونا قائم و محکم رہا اور ہمیشہ رہیگا اور مناقشہ آئیم کے
جواب سے بھی واضح صریح ہو جائیگا کہ مجتہد صاحب نے اس مناقشہ میں جو بیان کیا ہے کہ آیہ مذکورہ سے اختلاف
مراد ہونا خلاف اقوال تحقیقین مفسرین اہل سنت ہے محض کذب فضیح ہے۔

مناقشہ سبب چہارم اگر اس آیت میں حقیقت و راشدیت خلافتِ ثلثہ پر دلالت ہوتی تو تکلیف مفسرین
اہل سنت ضرور بیان کرتے حالانکہ صاحب تحفہ سے پہلے کسی نے یہ بیان نہیں کیا ہے بلکہ صاحب تحفہ سے پہلے
کے علماء اہل سنت کا یہ اعتقاد ہے کہ وعدہ آیہ مذکورہ زمانہ نبوت میں پورا ہو گیا ہے یہ وہ مناقشہ ہے جسکو مولوی
عمار علی صاحب نے دفع المغالطہ میں بر ملا اور مجتہد صاحب نے جایجا بوارق میں در پردہ بیان کیا ہے۔

جواب یہ کہ ناواقفوں کو گمراہ کرنے کے لیے جھوٹ ٹھونچنے پر خدا کی لعنت فرشتگان خدا کی لعنت کل
بندگان خدا کی لعنت زخمخشی معترلی اپنی تفسیر کشاف میں بذیل آیہ مذکورہ لکھتے ہیں فان قلت هل
في هذه الآية دليل على امر الخلفاء الراشدين قلت اوضح دليل وابينه لان
المستخلفين الذين اصنوا و عملوا الصلحت هم هم پس اگر کہے تو کیا اس آیت میں دلیل ہے اور ہمارے
خلافت خلفائے راشدین کے کہوں گامین کہ واضح ترین و ظاہر ترین دلیل ہے اس واسطے کہ مستخلفین مومنین
صالحین ہی خلفائے راشدین ہیں اور تفسیر دارکین لکھا ہے والایہ اوضح دلیل علی صحت خلافت
الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم اجمعين لان المستخلفين الذين اصنوا و عملوا
الصلحت هم هم اور یہ آیت واضح ترین دلیل ہے اور بصحت خلافت خلفائے راشدین رضي الله عنهم
اجمعين کے اس واسطے کہ مستخلفین مومنین صالحین ہی خلفائے راشدین ہیں اور تفسیر بزيادى میں
لکھا ہے وفيه دليل على صحة النبوة بالاخبار عن الغيب على ما هو به ومخالفة
الخلفاء الراشدين اذ لم يجتمع الموعود والموعود عليه لغيرهم بالاجماع اور آیت میں

دلیل ہوا پر صحت نبوت کے بوجہ اخبار از غیب علی ماہورہ کے اور دلیل ہوا پر صحت خلافت خلفائے راشدین کے
 اس واسطے کہ نہیں اجتماع ہوا ہر موعود و موعود علیہ کا واسطے غیر خلفائے راشدین کے بالاجماع **و** مطلب
 یہ ہے کہ یہ آیت صحت نبوت نبی پر بھی دلیل ہوا اس واسطے کہ اخبار از غیب علی ماہورہ ہوا پر صحت خلافت خلفائے
 راشدین پر بھی دلیل ہوا اس واسطے کہ موعود و موعود علیہ کا اجتماع خلفائے راشدین میں ہوا ہر اور کسی میں
 نہیں ہوا ہر اور تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہر قال اهل السنة في الآية دلالة على امامة الخلفاء
 لان قوله منكم للتبعيض وذلك البعض يجب ان يكون من الحاضرين في وقت
 الخطاب ومعلوم ان الائمة الاربعة كانوا من اهل الايمان والعمل الصالح وكانوا
 حاضرين يومئذ وقد حصل لهم الاستخلاف والفتوح فوجب ان يكونوا مواداً
 من الآية كما اهل سنت کے آیت میں دلالت ہوا پر امامت خلفائے اس واسطے کہ مستفاد ہے تبعیض ہر
 اور وہ بعض ضروری ہے کہ ہوا حاضرین وقت نزول آیت ہوں اور یہ معلوم ہے کہ بیشک الئمہ اربعہ اہل ایمان اور
 اہل عمل صالح تھے اور ہر وز نزول آیت حاضر تھے اور بیشک حامل ہوا ان لوگوں کو استخلاف اور فتوح پسند
 ہو گیا یہ کہ ہوں مراد آیت **و** مطلب یہ ہے کہ اہل سنت کا قول ہے کہ آیت استخلاف میں دلالت ہے امامت
 خلفائے اربعہ ہوا اس واسطے کہ موعود و موعودین باخلافت فی الآت کا حاضرین وقت نزول آیت ہونا اور قائم
 استخلاف اور فتوحات ہونا ضروری ہوا اور خلفائے اربعہ حاضرین وقت نزول آیت ہیں اور قائم استخلاف
 اور فتوحات ہوئے ہیں بدین وجہ خلفائے اربعہ کامراد آیت ہونا واجب ہو گیا واضح ہے کہ تعمیم اربعہ بنا بر
 تغلیب ہے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ زائد خلفائے ثلثہ میں فتوحات حاصل ہوئے ہیں جناب امیر کے زائد خلافت
 میں نہیں ہوئے یا بنا بر اسکے ہے کہ حاضرین وقت نزول آیت خلفائے اربعہ اور ان کے زعماء کو استخلاف و فتوحات
 دونوں کا مجموعہ خلفائے ثلثہ کی خلافت میں حاصل ہوا ہوا لہذا ضرور مراد آیت ہوئے گوزائد خلافت
 علی تک اس مجموعہ کا بقائز ہوا اور امام نبوی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں وفي الآية دلالة
 على خلافة الصديق وامامة الخلفاء الراشدين اور آیت میں دلالت ہوا پر خلافت
 صدیق اور اوپر امامت خلفائے راشدین کے اور تفسیر خازن میں لکھا ہر وفي الآية دليل على صحة

خلافت ابی بکر الصدیق والخلفاء الراشدین بعدہ لان فی ایامہم کانت الفتوحات
العظیمة وفتحت کنوز کرمی وغیرہ من الملوک وحصل الامن والتکین وظہور الدین
اور آیت میں دلیل ہے اور صحت خلافت ابوبکر صدیق اور دیگر خلفائے راشدین بعد صدیق کے کیونکہ ان کے زمانے
میں ہوئے فتوحات عظیمہ اور فتح ہوئے خراسان کسری وغیرہ بادشاہوں سے اور حاصل ہوا امن اور تکین و غلبہ دین اور
تفسیر پر میں لکھا ہے المراد بهذا الاستخلاف طريقة الامامة ومعلوم ان بعد الرسول الاستخلاف
الذی ہذا وصفہ انما کان فی ایام ابی بکر وعمر وعثمان لان فی ایامہم کانت الفتوح
العظیمة وحصل التکین وظہور الدین والامن ولم يحصل ذلك فی ایام علی رضی اللہ عنہ
مراد اس آیت استخلاف سے طریقہ امامت ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ بعد رسول کے جو استخلاف کے یہ وصف اُسکا ہے جو زین
نبیست کہ تھا ابوبکر و عمر و عثمان کے زمانے میں کیونکہ ان کے زمانے میں ہوئے فتوحات عظیمہ اور حاصل ہوئی قوت
اور غلبہ دین اور امن اور یہ نہیں ہوا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ عبارت نص صریح ہے اس بات پر کہ استخلاف
موجود ہوا میں آیہ کا وصف صرف خلافت خلفائے ثلاثہ میں پایا گیا ہے اور کسی خلافت میں نہیں پایا گیا اور ملا
حسین عطا کاشفی ثناء عشری نے جو کہ تفسیر کر کے سنی بنی ہوئے تھے اپنی تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ اس آیت دلیل
اعجاز قرآن ست و حجت صحت نبوت و برہان خلافت خلفائے راشدین انتہی تفاسیر ثنائیہ مذکورہ کے عبارات
مستورہ سے طشت از بام ہو گیا کہ جناب صاحب ارق صاحب دفع المغالطہ کا یہ فرمانا کہ صاحب تحفہ سے پہلے
کسی متکلم کو منہ اہل سنت نے آیت میں دلالت بر حقیقت خلافت ثلاثہ ہوا بیان نہیں کیا ہے کہ کذب صریح و بہتان
نقصیح ہے اور پھر یہ فرمانا کہ اہل سنت معتقد اس امر کے ہیں کہ اس آیت کا وعدہ زمانہ رسالت میں پورا ہوا ہے کہ کذب
بر کذب و بہتان بر بہتان ہے اور مناقبہ بالا میں مجتہد صاحب نے جو بیان فرمایا ہے کہ آیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے
ثلاثہ مراد ہوا محققین و مفسرین اہل سنت کے خلاف ہے دروغ گویم بر روی تو کے قبیل سے ہے اور بغرض اُید بیان خود
بیضادوی و نیاپوری و مدارک و کشاف کی جو عبارات میں نقل کی ہیں وہ سب لائقہ بوجہ الصلوٰۃ کے قبیل سے
ہے بلکہ چہ دلا و درست و زمرے کے بگفت چہ بلغ و وار د کے وادی سے ہیں حضرات اہل لغت کے ان کذبات صریح و بہتان
نقصیح سے خوب واضح ہو گیا کہ اہل سنت خیر البریت کے اس حجت قاطعہ کا کوئی جواب حضرات اہل لغت کے

اسکان میں نہیں ہو لہذا اس مناقشہ سے آیہ مذکورہ کا ثبوت حقیقت وراشدیت ہر سہ خلافت ہونا ضعیف ہوا بلکہ زیادہ قوی ہو گیا عد و شود سبب خیر گریہ خواہد۔

مناقشہ کیست و پنجم مجتہد صاحب ارق میں اپنے بیان کی تفسیر مجمع البیان طبرسی سے بحذف الوسط ایک طولانی عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ ازیحا واضح والاح گردید کہ احتمال آنکہ مراد از متخلفین خلفائے ثلاثہ باشند از وجہ صحت باطاست و اسد درین قال بعد بقوم بنوا من اھبہم علی شفا حفرۃ من النار انتہی بلفظہ۔

جواب یہ کہ مستخلفین سے خلفائے ثلاثہ مراد ہونا مناقشہ کم کے جواب میں بالکل قاطعہ و براہین ساطعہ سے کائناتش از تجلی ہو چکا ہو لہذا مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارت مجمع البیان طبرسی اہل لغت سے بالفرض اگر یہ مستفاد ہوگا کہ مستخلفین سے خلفائے ثلاثہ مراد ہونا باطاست از وجہ صحت ہی تو بغرض حفظ مذہب و فرط تعصب و عناف سے لکھا ہوگا اسکا اعتبار کتب ہوگا اگر اسکا اعتبار ہوگا تو جو انصاف کے جان پناہ بن کے ملا فتح اسد کاشانی نے تفسیر خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے کہ وہ در اندک زمانے حق تعالیٰ بوعده مومنان و فائزودہ جزائر عرب دیا کہ کسی بلاد روم بدیشان از زانی فرمودہ انتہی اسکا اعتبار کیوں ہوگا جو کہ مستخلفین سے خلفائے ثلاثہ مراد ہونیکا مذاہب بلاد سر ہا ہی علاوہ اسکے مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارت مجمع البیان میں کون لفظ ایسا ہے جو کہ مستخلفین سے خلفائے ثلاثہ مراد ہونیکا منافی ہی مجتہد صاحب نے بیان کیوں نہ کیا چشم بنیاسے دیکھا جائے تو اوسمین کوئی لفظ بھی ایسا نہیں ہے جو کہ مستخلفین سے خلفائے ثلاثہ مراد ہونے کی منافی ہو چنانچہ مفصلانمبر وار معروض خدمت ناظرین ہی

(۱) وعد اللہ الذین امنوا منکھای صدقوا باللہ ورسولہ وجميع ما یحب قبولہ و عملوا الصلحت ای اطاعت المتخالصۃ للہ نہایت ظاہر ہے کہ مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارت مجمع البیان کی ان ابتدائی الفاظ میں مراد از متخلفین کا کوئی ذکر نہیں ہے (۲) لیست متخلفنہم فی الارض المعنی لیو دثھم ارض الکفار من العرب والعجم فنجعلہم سکا خا و مملوکھا خلاصہ مفاد اس عبارت کا یہ ہے کہ استخلاف در زمین عرب و عجم مراد ہی یہ متخلفین سے خلفائے ثلاثہ مراد ہونیکا منافی نہیں ہے بلکہ مؤید ہے کہ مذکورہ من مجال لا ولم تبین کہ استخلاف در زمین عرب و عجم مع علیہ بر اعدا خلفائے ثلاثہ کو حاصل تھا (۳) لکما استخلف

الذین من قبلہم قال مقاتل یعنی بنی اسرائیل ہلاک اللہ العجائبۃ بمصروا ورتھم ارضہم
وادیارہم واماوالہم یہ امر عیان غیر محتاج بیان ہے کہ یہ الفاظ کا استخلف الذین من قبلہم کی تفسیر
ہے لیستخلفہم فی الارض سے جو مراد ہیں اُن مستخلفین کا کوئی ذکر ان الفاظ میں نہیں ہے لہذا ان الفاظ
سے خلفائے ثلاثہ کا مراد از تخلفین ہوا کسی طرح بالظاہر درجہ صحت نہیں ہو سکتا ہے (۴) وعن ابی بن کعب
لما قدم رسول اللہ واصحابہ المدینۃ واولھم الانصار وورثتھم العرب عن قوس واحدة
وکانوا یسبون الامع السلاح ولا یصبحون الا فیہ فقالوا اترون انما تعیش حتی
کنان بیت امنین مطمئنین لا تخاف الا اللہ فنزلت هذه الاية یجارت تو مستخلفین سے
خلفائے ثلاثہ مراد ہونگی ایسی کھلی ہوئی تائید کر رہی ہے کہ کسی کے چھپانے سے چھپ نہیں سکتا ہے کیونکہ
اس عبارت سے آشکارا مجال انکار ہے کہ اس آیت میں جو مومنین صالحین کو زمین میں خلیفہ کرنے اور زمانہ
خلافت میں برابر اعلیٰ پر غلبہ دینے کا وعدہ ہے اس سے مہاجرین مراد ہے اور یہ معلوم ہے کہ بعد نزول اس آیت
کے مہاجرین سے یکے بعد دیگر ہر سہ خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر غلبہ برابر عداوت
حاصل ہوا ہے مہاجرین سے اور کسی میں ان دونوں امور کا اجتماع نہیں ہوا ہے جس سے قطعاً معلوم ہو گیا
کہ جو مہاجرین مراد از تخلفین ہیں وہ خلفائے ثلاثہ ہیں (۵) وعن المقداد بن الاسود عن رسول اللہ
انہ قال لا یبقی علی الارض بیت مدرو لا وبرا الا ادخلہ اللہ تعالیٰ کلمۃ الاسلام
بغیر عن یزید وذل ذلیل اما ان یرغمہم اللہ فیحاکمہم من اہلہا واما ان یدلھم فیدینون لھما
چونکہ آیہ مذکورہ میں بھی ترقی اسلام کی خبر ہو اور اس حدیث میں بھی ترقی اسلام کی خبر اسی مناسبت سے یہ حدیث
یہاں پر ذکر کی گئی ہے اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ جو زمانہ اس حدیث سے مراد ہے وہ زمانہ آیہ مذکورہ سے بھی
مراد ہو ومن ادعی اللزوم فعلیہ البیان بالبرہان اگر چشم بینا سے دیکھا جائے تو جو زمانہ حدیث
مذکورہ سے مراد ہے آیہ مذکورہ سے اس کا مراد ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ جو مومنین صالحین زمرہ کلمہ گو یاں اسلام
از قبل نزول آیہ مذکورہ سے بوقت نزول آیت مذکورہ موجود تھے انھیں مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں
غلبہ برابر عداوت عطا کرنے کا وعدہ ہے آیہ مذکورہ میں ورر وایت نمبر بالا سے ظاہر ہے کہ وہ مومنین صالحین

مہاجرین میں جو بے شہرہ صحابہ سے ہیں جس روشن مثل شمع نجین ہو گیا کہ یہ مذکورہ سے جو زمانہ مراد ہے وہ ازمنہ صحابہ
 میں داخل ہے اور حدیث مذکورہ سے جو زمانہ مراد ہے وہ ازمنہ صحابہ میں داخل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ مکمل ہوتے ہی اس میں
 کلمہ اسلام داخل ہوا جو منطوق حدیث مذکورہ از آدم تا ایدم واقع نہیں ہوا ہے جسے ثابت ہو گیا کہ یہ مذکورہ سے
 جو زمانہ مراد ہے وہ ازمنہ صحابہ میں داخل ہے اور حدیث مذکورہ سے جو زمانہ مراد ہے وہ ازمنہ صحابہ میں داخل نہیں ہے
 تب یہ واضح گات ہو گیا کہ تفسیر یہ مذکورہ کی ذیل میں حدیث مذکور کا ذکر محض اس مناسبت سے ہے کہ دونوں میں
 ترقی اسلام کی خبر ہو اگرچہ دونوں کا زمانہ ایک نہیں ہے لہذا اس سے خلفائے ثلاثہ کا مراد استخلفین ہوا کیسے
 باطل اور صحیح ثابت نہیں ہو سکتا ہے (۶) وقیل انه اراد بالارض مکة لان المهاجرين كانوا يسئلون
 ذلك یہ عبارت بر ملا اشتہار دیر ہے کہ یہ مذکورہ میں جو مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ
 خلافت میں غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنے کا وعدہ ہے اس سے مہاجرین کو زمین مکہ میں خلافت اور زمانہ خلافت
 میں غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنا مراد ہے اور یہ معلوم ہے کہ زمرہ مہاجرین سے صرف خلفائے ثلاثہ میں خلافت
 و زمین مکہ و غلبہ بر اہل کینہ کا اجتماع ہوا ہے زمرہ مہاجرین سے اور کسی میں ان دونوں امور کا اجتماع نہیں
 ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ مراد استخلفین صرف خلفائے ثلاثہ ہیں نہ دوسرے کوئی خلیفہ لہذا اس سے بھی خلفائے
 ثلاثہ کا مراد استخلفین ہونا باطل اور درجہ صحت نہوا بلکہ ثابت وقائم پر پایہ صحت قطعیہ ہوا لیکن طبعہم
 الذی ارضی طبعہ یعنی دین الاسلام الذی امرهم ان یدینون بہ وتمکینہ ان یظہرو
 علی الدین کلمہ چوکہ یہ عبارت صریح الدلالت ہے اس پر کہ زمانہ خلافت موعودہ میں دین اسلام کو کل ادیان باطلہ
 پر غالب کر دینے کا وعدہ ہے اور نیزہ بالاسے و نیزہ بچارم سے یہ امر آشکارا مجال انکار ہے کہ موعودین بالخلافت
 و تمکین مہاجرین ہیں لہذا قطعاً معلوم ہو گیا کہ جن خلفائے مہاجرین کی خلافت میں دین اسلام کل ادیان باطلہ
 پر غالب ہوا ہے یعنی قوت و شوکت میں کل ادیان باطلہ سے زیادہ ہوا ہے حتیٰ کہ ادیان باطلہ سے کوئی دین
 قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر نہیں رہا ہے وہ خلفائے مہاجرین مراد استخلفین ہیں اور یہ معلوم ہے
 کہ جن خلفائے مہاجرین کی خلافت میں یوسفیو ترقی کرتے کرتے دین اسلام کل ادیان باطلہ پر غالب ہوا
 ہے یعنی قوت و شوکت میں کل ادیان باطلہ سے زیادہ ہوا ہے حتیٰ کہ ادیان باطلہ میں کوئی دین اسلام کے برابر

نہیں رہا ہر وہ خلفائے ہاجرین خلفائے ثلاثہ میں جس سے قطعاً معلوم ہو گیا کہ مراد از متخلفین خلفائے ثلاثہ میں پس
 یہاں سے بھی خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین ہونا باطل از درجہ صحت نہوا بلکہ ثابت وقائم برپایہ صحت یقینیہ ہوا
 (۷) کما قال رايت الارض فارايت متشاد قضا ومغاربها وسيلع ملك امتي ما ارضي
 منھا یہ جائز ہے کہ اس حدیث میں لفظ منھا بتعین کے واسطے ہوا اور ملک بعض ارض مشارق ومغارب مراد
 ہو جو کہ زمانہ خلفائے ثلاثہ میں امت کو حاصل ہوا تھا اور یہ بھی جائز ہے کہ منھا تبیین کے واسطے ہوا اور ملک کل
 ارض مشارب ومغارب مراد ہو اور اس مقام میں ذکر اس حدیث کا محض اس مناسبت سے ہو کہ اس حدیث
 میں بھی ترقی دین اسلام و اہل اسلام کی خبر ہو اور آیہ مذکورہ میں بھی اگرچہ دونوں کا زمانہ ایک نہیں ہے اس واسطے
 کہ نمبر چہارم و ششم سے واضح ہے کہ آیہ مذکورہ سے بعض از منہ اصحاب مراد ہو اور حدیث مذکورہ سے جو زمانہ مراد ہے وہ ضرور
 از منہ اصحاب سے خارج ہے کیونکہ از منہ اصحاب میں ملک کل ارض مشارق ومغارب امت کو حاصل نہیں ہوا پس
 لفظ منھا بتعین من خواہ تبیین بہ حال اس سے خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین ہونا باطل از درجہ صحت ہونا
 کی طرح مستفاد نہیں ہو سکتا ہے لہذا نمبر چہارم و ششم سے جو خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین ہونا ثابت وقائم برپایہ
 صحت ہے وہ اپنے حال پر باقی ہے (۸) وقيل نمكينه باعزاز اهلہ واكلال اهل الشوك وتكين اهلہ
 من اظہارہ بعد ان كانوا خائفين يخفونهم ان الفاظ میں مراد از متخلفین کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن
 بضمیمہ نمبر چہارم و ششم کے خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین ہونا ان الفاظ سے بھی ظاہر ہو (۹) وليبدلهم
 من بعد خوفهم انا اي لينصرهم بعد ان كانوا خائفين بمكة امنين بقوة الاسلام
 و انبساطہ یہ نمبر بر ملا دیر ہا ہے کہ اس آیت میں جو مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں
 غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنے کا وعدہ ہے اس سے وہ مومنین صالحین مراد ہیں جو کہ قبل نزول اس آیت کے
 مکہ میں اعدائے خائف رہتے تھے اور یہ معلوم ہے کہ قبل نزول اس آیت کے جو کلمہ گویان اسلام مکہ میں اعدائے خائف
 رہتے تھے ان کلمہ گویان اسلام کے زمرہ سے صرف خلفائے ثلاثہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر
 غلبہ بر اہل عداوت حاصل ہوا ہے نہ مذکورہ سے اور کسی کو ان دونوں امر دن کا مجموعہ حاصل نہیں ہوا لہذا
 یقیناً معلوم ہو گیا کہ صرف خلفائے ثلاثہ مراد از متخلفین ہیں پس اس سے بھی خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین ہونا

ہا بطا از درجہ صحت نہوا بلکہ ثابت وقائم برپایہ صحت جزئیہ ہوا (۱۰) قال مقاتل وقد فعل الله ذلك بهم
 وبن کات بعدہم من ہذا کلامہ ممکن لہم فی الارض واید لہم اصابا خوف ولبط
 لہم فی الارض فقد انجھو وعدہم بضمیمہ نمبر بالا یہ نصیر صریح افادہ کر رہا ہے کہ قبل نزول اس آیت کے اہل اسلام سے
 جو لوگ مکہ میں اعدائے خائف ہوتے تھے اُن لوگوں کے ساتھ اسد جلالت نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اُن لوگوں کو
 زمین میں تکمیل کائنات اور اعدائے غلبہ دیکھے اُن لوگوں کے خوف کو امن سے بدل دیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ اُن لوگوں
 سے صرف خلفائے ثلاثہ کو تکمیل کائنات در زمین وعلیہ بر اعدا وامن از خوف اہل جفا کا مجموعہ حاصل ہوا ہے
 انہیں سے اور کسی کو یہ مجموعہ حاصل نہیں ہوا پس لہذا صرف خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین نہوا استکارنا بمجال
 انکار ہے پس اس سے بھی خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین نہوا ہا بطا از درجہ صحت نہوا بلکہ ثابت وقائم برپایہ صحت
 قطعیہ ہوا مخفی نہیں ہے کہ اولیائے مجتہد صاحب یہ ضرور کہیں گے کہ اس میں تو یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسد جلالت
 نے بعد والوں کے ساتھ بھی یہ کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ فقط ثلاثہ متخلفین نہیں ہیں بلکہ بعد والے بھی داخل
 ہیں لہذا گزارش ہے کہ مثلاً کوئی پادشاہ اپنے مقربین سے احمد کو یہ وعدہ دے کہ تم کو ایک اسپ تازی دے گا
 اور چند روز کے بعد احمد کو ایک اسپ تازی دیا اسکے بعد محمود کو بھی ایک سپاہی یا حالانکہ محمود سے وعدہ نہ تھا
 اس صورت میں احمد کو اسپ تازی دینا ایفا سے وعدہ ہوگا محمود کو دینا عطا بغیر وعدہ ہوگا علیٰ اقبل نزول
 اس آیت کے مکہ میں جو لوگ اعدائے خائف ہوتے تھے اُن لوگوں کو جو اسد جلالت نے تکمیل کائنات در زمین
 وعلیہ بر اعدا وامن از خوف اہل جفا کا مجموعہ عطا کیا ہے وہ ایفا سے وعدہ ہے لہذا وہ لوگ متخلفین نہوا نہ ہونگے اور
 بعد والوں کو جو یہ مجموعہ عطا کیا ہے وہ ایفا سے وعدہ نہیں ہے بلکہ عطا بغیر وعدہ ہے لہذا بعد والے متخلفین نہوا نہ ہونگے
 میں داخل نہ ہونگے (۱۱) وقیل معناه ولید لہم من بعد خوفہم فی الدنیا امانا فی الآخرۃ
 خود مجتہد صاحب نے اسی باریق کے آغاز عقیدہ ہشتم میں بعد نقل عبارت شرح عقائد جلالی لکھا ہے کہ ایہ
 قول را بلفظ قبیل کصیفۃ تریض ست نوشتہ زیر بریل تحقیق انتہی پس ائمہ ائمہ بحال ادب عرض کرتا ہے کہ جلال
 المحققین نے جو صیفۃ مجہول کے ساتھ لکھا ہے وہ کیوں مفید تریض ہو گیا اور صاحب مجمع البیان نے جو
 اس قول مجہول النسب کو صیفۃ مجہول کے ساتھ لکھا ہے وہ کیوں مفید تریض نہ ہو گا ضرور ہو گا اور یہ غایت

ظہور میں ہر کار بابت تالیف و تصنیف جس مقام میں اقوال مختلفہ کو لکھتے ہیں اس طے سے کہ بعض کو صیغہ معلوم ساتھ اور بعض کو صیغہ مجهول کے ساتھ اُس مقام میں مرقوم بصیغہ معلوم کا اعتبار ہوتا ہے مرقوم بصیغہ مجهول کا اعتبار نہیں ہوتا ہے اور یہ قول مرقوم بصیغہ مجهول ہر اور نمبر دہم و یازدہم کے قول و حدیث و نوٹ مرقوم بصیغہ معلوم میں لہذا اس نمبر کے قول و حدیث کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے ہر نمبر دہم و یازدہم کے قول و حدیث کا اعتبار ہوگا جس سے اختلافات ملتے کا مراد از متخلفین ہونا آشکارا مجال انکار ہے حکام ربانیہ اور یہ بھی غایت ظہور میں ہر کار بابت تالیف و تصنیف اپنی اے اور فہم سے جو لکھتے ہیں وہ ان کے نزدیک صحیح اور محقق ہوتا ہے اور اُس کے خلاف جو نقل و نقل غیر لکھتے ہیں وہ ان کے نزدیک غیر صحیح و غیر معتبر ہوتا ہے اور صاحب جمیع البیان نے اس مقام کے نمبر دہم کو اپنی فہم و رائے سے لکھا ہے اور اس نمبر کو نقل و غیر مجهول النسب لکھا ہے لہذا اس نمبر کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے ہر نمبر دہم کا اعتبار ہوگا جس سے ہر سہ خلیفہ کا مراد از متخلفین ہونا کا شمس اذ اتجلی ہے حکام ربانیہ ایضاً اور سینے خود مجتہد صاحب بوارق میں فرماتے ہیں کہ مراد از آیہ بنصوص حضرت طاہرہ زانائہ امام صاحب العصر الزمان ست در زمان انچہ رواج شعائر ایمان و قلع کفر و فوج ز بطور خواہد رسید مصداق آیہ مذکورہ ست انتہی بحدت اس عبارت سراسر خسارت سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ اہل لعنت کے مذہب میں آیہ مذکورہ سے زانائہ امام ہدی مراد ہے اور زانائہ امام موصوف میں جو قلع و قمع کفر و فوج کا ہو کر اہل ایمان کو امن و اطمینان ہوگا وہی مصداق آیہ مذکورہ ہے اور اس سے ایک رقی پہلے مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ اجماع اہل بیت منعقد شدہ براینکہ مراد از آیہ اہل بیت اند در زمان ظہور صاحب العصر انتہی بحدت انزل اس عبارت سراسر لطالت سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ ائمہ اہل لعنت کا اجماع ہے اس بات پر کہ آیہ مذکورہ میں امن سے امن فی الدنیا در زمانہ امام ہدی مراد ہے اور یہ تو بالکل کھلا ہے کہ اہل سنت خیر البریہ کے نزدیک زانائہ خلفائے ملتہ مراد ہے پس یہ قول مجهول النسب ہے اہل سنت کا بھی خلاف مذہب اہل سنت کا بھی خلاف جسکی کتاب میں ہے اُس کے بھی خلاف اور جو اسکے قائل ہے وہ بھی مجهول لہذا یہ قول کسی حال میں کسی طور سے قابل اعتبار و لائق التفات نہیں ہو سکتا ہے اگر ان سب امور سے قطع نظر کر کے اس قول ہم پائے براز و بول کا صحیح و معتبر ہونا بضر محال تسلیم کیا جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے اسوئے کہ خود مجتہد صاحب اسی بوارق میں فرماتے ہیں کہ انچہ در آیہ وانی ہادیہ وعدہ قوت و شوکت شانہ الخ

اس کلام مجتہد مقام سے یہ امر شست از بام سر کہ آید مذکورہ میں لفظ ولیکنن لہم دیکھو سے مومنین موعودین
 یا خلافت کو عزت و غلبہ دینا مراد ہوا اور بذیل جواب مناقشہ یکم آید مذکورہ کی دلالت برحقیت راشدیت کی مجتہدین
 واضح ہو چکا ہے کہ جناب امیر نے حکم آید مذکورہ ارشاد فرمایا ہے کہ قد توکل اللہ لاجلہذا الدین باعرا الملوذۃ
 لآلہ اس کلام انا و خیر الانام سے مثل نابر بر اس انتجا را شکارنا جمال انکار ہے کہ لفظ مذکور سے موعودین مومنین بالافت
 کی جماعت کو غلبہ دینا مراد ہے اور مجمع البیان میں لفظ مذکور کی تفسیر میں لکھا ہے کہ تمکینہ باعرا از اہلہ جس سے
 ظاہر غیر محتاج مظہر ہے کہ لفظ مذکور سے تمکین دین و تمکین اہل دین و نون مراد ہے اور رسالہ ناصرہ کے مبحث آید مذکور
 میں لکھا ہے کہ جب تقویت دین ہوگی تقویت اہل دین ضرور ہوگی اور جب تقویت اہل دین ہوگی تقویت دین ضرور
 ہوگی انتہی لخصا اس کلام صدق نظام نے زیادہ تر عیان از روز و شان کر دیا ہے کہ لفظ مذکور سے تمکین دین و
 تمکین اہل دین و نون مراد ہے اور چونکہ لیستخلفنہم اور ولیکنن لہم کا مرجع واحد ہے لہذا تمکین اہل دین
 سے تمکین موعودین یا خلافت مراد ہونے میں مجال لاوہ نہیں ہے اور حسب افادہ تفسیر چارم موعودین بالاختلاف
 و تمکین کا مہاجرین سے ہونا اور حسب مفاد نمبر ششم و دہم ان مسلمانوں سے ہونا جو کہ نزول اس آیت سے
 پہلے مکہ میں اعدائے خائف تھے تھے ضروری ہے اور یہ معلوم ہے کہ مہاجرین اور ان مسلمانوں سے صرف خلفاء
 ثلاثہ میں خلافت و غلبہ بر اہل عداوت کا اجتماع ہوا ہے مہاجرین اور ان مسلمانوں سے دوسر کسی میں یہ اجتماع
 نہیں ہوا یہ برہان قاطع و دلیل ساطع ہے اس امر کی کہ صرف خلفائے ثلاثہ موعودین یا خلافت و تمکین اور مراد ان
 مستخلفین ہیں یہ غیر انکے لہذا بفرض محال اگر امن سے امن فی حق ہی مراد ہوگا تو خلفائے ثلاثہ کا مراد و متخلفین ہونا
 با بطلان در وجہ صحت نہ ہوگا بلکہ موعودین یا اختلاف و تمکین مراد از متخلفین ہونا قطعاً للثبوت ہو کر یہ کاشمیں از تجلی
 ہوگا کہ خلفائے ثلاثہ عقبی میں فیزان امن سے سرور و مبور ہو گئے ہے چنانچہ اگر اکیلا بدو فرزند دہم ہر ایک لکھتے
 ریش بسوزد (۱۲) و یضدہ صا روی عن النبی انہ قال حکاہ یل عن اللہ سبحانہ انی لا اجمع
 علی عبد واحد بین خوفین ولا بین امنین ان خافنی فی الدنیا امنہ فی الآخرۃ و
 ان امنی فی الدنیا خوفہ فی الآخرۃ صیغہ مجهول کے ساتھ لکھے اس حدیث کا مہمل حسب
 ہونا خود صاحب مجمع البیان نے ظاہر کر دیا ہے قطع نظر اس سے اس مقام میں اس حدیث کا ذکر کرنا ایسی

نافی ہو کہ بیان میں نہیں آ سکتا ہے کیونکہ آیہ مذکورہ میں خوف اعدا مراد ہے نہ خوف خدا چنانچہ نمبر چہارم و دہم سے
عیان مثل وزر و شان ہوا اور حدیث مذکور میں خوف خدا مراد ہے نہ خوف اعدا ایسے کہ صحیح مفہوم حدیث مذکور کا
یہ ہے کہ دنیا میں جسکو خوف خدا ہوگا عقبی میں اسکو خداوند کریم امن عطا کریگا اور دنیا میں جسکو خوف خدا ہوگا عقبی
میں اسکو خداوند کلیم بطش بخشد اور خوف مزید میں مبتلا کریگا پس حدیث کو جو میں نے لکھا کہ اگر کسی نے خوف اعدا کا ذکر نہیں کیا تو اسکا ذکر
میں خوف اعدا کا ذکر ہو خوف خدا کا ذکر نہیں ہوا لہذا اس مقام میں حدیث مذکور کا ذکر کرنا سخت نافعی ہوا اور
جسے بنظر اس حدیث کی آیہ مذکورہ میں امن فی عقبی مراد لیا ہو وہ فقہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلوق ہو
لہذا آیہ مذکورہ میں امن فی عقبی مراد ہونے کا قول بدتر از برادر بول ہوا اور ان خرافات کے ساتھ بھی آیہ مذکورہ
میں کن لوگون کا مراد از تخلفین ہونا صحیح ہے کن لوگون کا مراد از تخلفین ہونا صحیح نہیں ہوا اسکا کوئی ذکر حدیث
مذکورہ میں نہیں ہوا اور اس حدیث کے بعد جو عبارت ہو اُس میں بھی چنانچہ ابھی معلوم ہوگا لہذا اجتہاد آب کا
اس حدیث تک عبارت نقل کرنا محض بیکار ہے (۱۳) یعبدا ونی لایشرکون فی شئ لہذا استیناف
فی کلام الثناء علیہم ومعناہ لایخافون غدیری عن ابن عباس معناه لایراؤن
بعبادتی احد الشیئ اس عبارت خوب ظاہر ہے کہ مستخلفین کو زمانہ خلافت میں خوف خدا سے بیکار ہو
اعدا سے بیکار لہذا لفظ ولید لہم من بعد خوفہم اصناف سے خوف اعدا مراد ہوگا نہ خوف خدا اور حدیث
مذکور بالا میں خوف خدا مراد ہے نہ خوف اعدا لہذا حدیث مذکور کو لفظ مذکور کی تفسیر میں ذکر کرنا سخت کو شمی ہوا اور
یہ غایت ظہور میں ہے کہ تخلفین سے کن لوگون کا مراد ہونا صحیح ہے کن لوگون کا مراد ہونا صحیح نہیں ہوا اسکی کو بھی
اس نمبر کے کسی لفظ سے نہیں آتی ہو پس مجتہد صاحب نے جس عبارت مجمع البیان کو نقل کر کے یہ بیان فرمایا کہ
کہ اس جگہ سے مرع ہو گیا کہ خلفائے ثلاثہ کا مراد از تخلفین ہونا با بظاہر از درجہ صحت ہے وہ عبارت ختم ہو گئی اور
یہ امر مثل آفتاب بے حجاب ہے تا بان و درخشان ہو گیا کہ عبارت مذکورہ کے کسی لفظ سے خلفائے ثلاثہ کا مراد
از تخلفین ہونا با بظاہر از درجہ صحت نہیں ہوتا ہے بلکہ اکثر الفاظ سے خلفائے ثلاثہ کا مراد از تخلفین ہونا پائے ثبوت
قطعی کو پہنچتا ہے چنانچہ نمبر چہارم و ششم و ہفتم و یازدہم کے ذیل میں وضع ہو چکا ہے فرض محال اگر عبارت مذکورہ
مجمع البیان سے یہ استفاد ہوتا کہ خلفائے ثلاثہ کا مراد از تخلفین ہونا با بظاہر از درجہ صحت ہے تو بھی کچھ مضائقہ تھا

اولاً ایسے کہ جناب میر نے اس آیت کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر محمول کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے چنانچہ مناقشہ یکم کے جواب میں پنج البلاغت اہل لغت کی ایسی قوی حدیثوں سے معرض بیان میں آچکا ہے کہ تا میں ان حدیثوں کی صحت و قوت میں کلام کر نیکی جرأت کسی اہل لغت کو نہیں ہوئی بنا برائے اسکی شہادت شاہ ولایت خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین ہونا پیدا ہو گیا ہے اور شہادت شاہ ولایت کے مقابلے میں صاحب جمع البیان ایسوں کے قول و ضربے پیروں کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے تا نیا ایسے کہ کتب علم کے جوا قول اور جو احادیث غیر متواتر کسی دلیل قطعی کے خلاف ہوتے ہیں وہ سب مردود ہوتے ہیں اور جو حدیث متواتر آیت قرآن مبشر و منذر کسی دلیل قطعی کے خلاف ہوتی ہے اسکی تاویل واجب ہوتی ہے کہ اہل المقر عند اہل اللعنۃ ایضاً حتی اگر کوئی حدیث متواتر کسی دلیل قطعی کے خلاف ہو اور سبیل تاویل مسدود ہو اس حدیث کا متواتر ہونا غلط قرار پا کر وہ حدیث متروک ہو جائیگی اور یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی آیت یا کوئی حدیث متواتر واقعی کسی دلیل قطعی کے خلاف ہو اور سبیل تاویل اس میں مسدود ہو والا قرآنی آیات اور واقعی متواترات سے بھی امان مرتفع ہو جائیگا اور کل قطعیات درجہ قطعیت سے ساقط ہو جائیں گے پس کتب اہل لغت کے جن اقوال اور جن احادیث سے یہ استفادہ ہوا کہ خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین درآیہ مذکورہ ہونا بالفاظ درجہ صحت ہے وہ اقوال اور وہ احادیث سب کے سب مردود ہوں گے کیونکہ خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین درآیہ مذکورہ ہونا اولہ قطعیت سے ثابت ہے چنانچہ پنج جواب مناقشہ یکم سلک تخریر میں آچکا ہے لیکن نشیط خاطر ناظرین کے واسطے یہاں پر انہیں سے ملخصاً ایک دلیل تخریر کی جاتی ہے پس آیہ مذکورہ میں مومنین صالحین کو زمین میں خلیفہ کرنے اور نایہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب کر دینے کا وعدہ ہے اور مناقشہ دوم کے جواب میں جو دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے ساتھ معرض بیان میں آچکا ہے اسکا قطعی نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے اور اس کے قبل سے زمرہ کلمہ گویان اسلام میں داخل تھے مومنین صالحین متخلفین کا انھیں لوگوں کے زمرے سے ہونا ضروری ہے چنانچہ عبارت مذکورہ مجمع البیان کے الفاظ بشیر و دم اس کے شاہد و معاضد ہیں اور زمرہ مذکور سے ہونا اور بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور نایہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب ہونا ان امور ثلاثہ کا اجتماع خلفائے ثلاثہ میں ہوا ہے اور کسی میں نہیں ہوا یہ دلیل قطعی ہے کہ خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین ہونے پر جسکی نظیر یہ ہے کہ خیر بنی و دوسرے دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لاعطین الراية غدا جلا يحب الله ورسوله ويحب الله ورسوله كراد
 خیر فواد یغتم الله علی یدیه بیشک ضرور دین کے ہم نشان بروز فواد اور رسول کے محبوب و محبوب
 رجل کرار غیر فرار کو فتح دیگا اللہ اُسکے دونوں ہاتھوں پر وہی ہے کہ صدور اس حدیث کے دوسرے دن
 جناب امیر کو نشان عطا ہوا ہے اور آنجناب کے دستِ ظہر قدرت پر فتح خیر نیا یاں ہوا ہے پس نہ مرد و رجال سے
 ہونا اور صدور حدیث مذکور کے دوسرے دن فائز نشان جنگ ہونا اور بعد اُسکے اُسی دن فائز فتح خیر
 ہونا ان امور ثلثہ کا اجتماع جناب امیر میں ہوا ہے نہ اور کسی میں یہ باتفاق فریقین دلیل قطعیۃ الدلالت ہے آنجناب
 کے موعود برایت و ظہر حدیث مذکور خیر البشر ہونے پر پس جس طرح سے صرف جناب امیر میں ان امور ثلثہ کا اجتماع ہونا
 دلیل قطعیۃ الدلالت ہے آنجناب کے موعود برایت و ظہر حدیث مذکور خیر البشر ہونے پر اُسی طوع سے صرف
 خلفائے ثلثہ میں ان امور ثلثہ کا اجتماع ہونا اور کسی میں ہونا دلیل قطعیۃ الدلالت ہے خلفائے ثلثہ کا مراد از
 مستخلفین بآیہ مذکور ہونے پر پس قطعیۃ الدلالت ہونے میں دونوں دلیلین برابر ہیں سر موقوف نہیں ہر فرق ہمیں
 ہے کہ حدیث مذکور بتواتر ثابت نہیں ہے اور ہمیں بھی فرق ہے کہ جناب امیر کو صدور حدیث مذکور کے دوسرے دن نشان
 و ظہر بتواتر ثابت نہیں ہے اور خلفائے ثلثہ کا زمرہ مذکور سے ہونا اور بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں خلیفہ
 ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر اعداد پر غالب ہونا و بجز خلفائے ثلثہ کے دوسرے کسی میں ان امور ثلثہ کا اجتماع
 نہوایہ سب کے سب بتواتر ثابت ہے حتیٰ کہ آج تک کسی اہل لغت کو بھی اقتدار برہنہ نہیں ہوا ہے نہ ہوگا پس خبا
 امیر کا موعود برایت و ظہر حدیث مذکور خیر البشر ہونے پر غیر قطعی دلیل قطعیۃ الدلالت ہے اور خلفائے ثلثہ کا
 مراد از مستخلفین بآیہ مذکورہ ہونے پر قطعی دلیل قطعیۃ الدلالت ہے اور یہ دونوں دلیلین ایسی قطعیہ ہے کہ سبیل تاویل
 بالکل مسدود ہے پس چونکہ خلفائے ثلثہ کا مراد از مستخلفین بآیہ مذکورہ ہونے پر یہ قطعی دلیل دیگر ادلہ قطعیہ مذکورہ در
 جواب مناقشہ علم ایسی قطعیۃ الدلالت ہیں کہ سبیل تاویل بالکل مسدود ہے لہذا کتب اہل لغت و غیر اہل لغت کے
 جو احادیث و اقوال یہ افادہ کریں کہ خلفائے ثلثہ کا مراد از مستخلفین بآیہ مذکورہ ہونا یا بطاوردیجہ صحت ہے وہ حاد
 و اقوال قطعاً مردود ہونگے علیٰ ہذا اگر عبارت مذکورہ جمع البیان میں یہ افادہ ہوگا تو عبارت مذکورہ مردود ہوگی
 خلفائے ثلثہ کا مراد از مستخلفین بآیہ مذکورہ ہونا مثل سد سکندر کے قائم و محکم رہیگا اور حضرات اہل لغت جن میں

وحکایات کو ضمیمہ کر کے آیات قرآنیہ سے خلافت بلا فصل علی پر استدلال کرتے ہیں غریب اہل لعنت کے نزدیک ان روایات و حکایات کا غیر متواتر بلکہ غیر صحیح ہونی کی وجہ سے بھی اور اہل سنت خیر البریت کی اس قسم قطعیت الدلالت لائل قطعیہ کے خلاف ہونی کی وجہ سے بھی وہ روایات و حکایات سب کے سب پنیہ در آتش ہو کر علمائے اہل لعنت کا مصداق الغریضہ یثبث بکل حدیث ہونا کا شمس اذ تجلی ہو گیا بالجملہ بدستور مناقشات بالا کے یہ مناقشہ بھی کالہن المنقوش ہو گیا اور خلفائے ثلاثہ کا مراد از متخلفین بآیہ مذکورہ فرقان میں ہونا مثل سد سکند کے قائم و محکم رہا اور ہمیشہ ہر گاہ اور منکر و ناکار کا من قبیل اختیار باربر عار ہو گا و لہذا در من قتال بعد بقوم بنوا مہم

علی شفا حفرة من النار

مناقشہ کبشت ششم مجتہد صاحب عبارت مذکورہ مناقشہ بالا کے بعد بلا فصل فرماتے ہیں کہ پس لابد کہ محلی صحیح دیگر برای آیہ کریمہ بود باشد و از کلام مفسرین چنانچہ دہنتی محال عیدہ ظاہری شود و از انجملہ آنکہ مراد از ان خلافت حضرت امیر باشد و مراد از امن امن از کفار یا امن فی الجملہ یا امن فی الاخرہ کما مراد از انجملہ آنکہ مراد زبان سوطی باشد بعد فتح عظیمہ و آنکہ مراد مطلق شیوع اسلام و رواج دین باشد و از مجموع دین سائر مومنین صالحین و آنکہ مراد از آنکہ معصومین و شیعیان ایشان باشند در زمان رحبت و ظهور صاحب العصر و چون قرآن مجید ظہور و بطون کشور و اور و بنابر اخبار بسیار و حدیث ان القرآن نزل علی سبعة احواف بنابر بعضی از معانی تا ایدان بنی ناید پس جمیع این محال صحیح ہی تواند شد و رجحان اخیر بر اخیر غنئی نیست زیرا کہ حصول امن کلی و رواج دین علی الوجہ الکامل در ازمنہ سابقہ ممنوع چہ اکثری از اقطار و الکاف عالم مملو از شرک و کفر بود و اکثرے از مسلمین خصوصاً اہل بیت جناب سید المرسلین در کمال خوف و ضعف و دہنتی کہ روایات مخالفین صریح است باین کہ مراد تسلط اسلام است در جمیع اقطار انتہی۔

جواب کہ کلام سرالہام مجتہد مقام از ابتدا تا اختتام بالکل دروغ صریح و کذب فہضی ہے جسکیان بدین عنوان ہے **قولہ** پس لابد کہ محلی صحیح دیگر برای آیہ کریمہ بود باشد چو ابہ ابھی مناقشہ بالا کے جواب میں مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارت مجمع البیان کے الفاظ نمبر چہارم و ششم و ہفتم و یازدہم سے بھی اور دیگر کتب قطعیہ و دلالت قطعیہ سے بھی واضح ہو چکا ہے کہ آیہ مذکورہ سے زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا مستعین و متیقن مثل سد سکند کے

محکم و محکم پر پس محل دیگر برای آیہ مذکورہ ممکن نباشد قولہ واذکلام مفسرین چنانچہ دستی محامل عدیدہ ظاہر شد
 جوابہ کذب صریح ہو کہ نوک زانہ خلفائے شمشہ کا محل آیہ مذکورہ ہونا مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارات مفسرین
 غایت ظہور میں ہے چنانچہ ہر دو مناقشہ بالا کے جواب میں ابھی مذکور ہو چکا ہے کسی اور زمانے کا محل آیہ مذکور ہونا
 ہرگز عبارات مذکورہ سے ظاہر نہیں ہوتا ہر قولہ از انجملہ انکہ مراد زمان خلافت حضرت امیر باشد جوابہ یہ بھی کذب صریح
 ہے مفسرین کی عبارات مسطورہ میں زمانہ خلافت جناب امیر مراد ہونا ہرگز مذکور نہیں ہے صرف نیشاپوری کی عبارت
 مذکورہ سے اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ اہل سنت خیر البریت کی تقریر پر کسی مجہول النسب و محبتیہ اعتراض کیا ہے کہ کیوں نہیں
 جائز ہے کہ خلافت علی مراد ہوا و وصیتہ جمع واسطے تعظیم کے ہوا انگلی اولاد احدی عشر مراد ہوں اس سے یہ نہیں
 ثابت ہوتا ہے کہ نیشاپوری کے نزدیک صرف زمانہ جناب امیر مراد ہونے کا احتمال باقی ہو عبارت مذکورہ نیشاپوری
 کے ابتدائی و انتہائی الفاظ بالکل اسکے منافی ہیں جو چاہے مناقشہ بست چہارم کے جواب میں دیکھ لے اور چونکہ
 خلیفہ موعود کا زمانہ خلافت موعودہ میں برابر اعدا پر غالب ہونا ضروری ہے اور جناب امیر زمانہ خلافت میں غالب
 برابر اعدائیں ہونے بلکہ برا مغلوب اعدا ہونے حتیٰ کہ کلمہ حق زبان سے نکالنے پر قادر نہیں ہونے لہذا یہ کہنا کہ زمانہ
 جناب امیر مراد ہونے کا احتمال باقی ہو کہ کس قبیل سے ہوگا ناظرین ملاحظہ کریں زبان سے تو نکالنے کے قابل نہیں
 ہر قولہ و مراد از اسمن امن از کفار یا امن فی الآخرۃ کما مر جوابہ یہ بھی کذب صریح و بہتان فضع ہے تفاسیر اہل سنت کی
 عبارات منقولہ مجتہدین یہ خرافات ہرگز مذکور نہیں ہیں بلکہ خوف اعدا مراد ہونے کی تصریح موجود ہے اور مجتہد صاحب کے
 پیرو مشد کی تفسیر مجمع البیان میں جو اسمن فی العقبیٰ مراد ہونے کا قول مجہول النسب و محبت منقول ہے اسکا خرافہ
 من الخرافات ہونا خود مرشد مذکور مجتہد نے ظاہر کر دیا ہے مرۃ فیما قبل و مرۃ فیما بعد چنانچہ ابھی مناقشہ بالا کے جواب
 میں گذر چکا قولہ واذ انجملہ انکہ مراد زمان جناب سولہ باشد بعد فتوح عظیمہ جوابہ یہ ایسا جھوٹ ہے کہ مجتہد کی
 نقل فرمودہ عبارات مفسرین میں اسکا نام ہر نشان قولہ و انکہ مراد مطلق شیوع اسلام و رواج دین باشد واذ
 موعود دین سائر مومنین صالحین قولہ یہ بھی ایسا جھوٹ ہے کہ اجتہاد مآب کی نقل فرمودہ عبارات مفسرین میں نہ
 تصریح ہے نہ بلا تصریح قولہ و انکہ مراد ائمہ معصومین و شیعان ایشان باشند در زمان رحمت و ظہور صاحب العصر جوابہ
 یہ بھی ایسا بہتان ہے کہ شیطان بھی اس سے ششدر و حیران ہے مجتہد صاحب کی نقل فرمودہ عبارات تفسیر مجمع البیان میں

اہل لعنت مناقشہ بالا کے جواب میں موجود ہے جو چاہے بنظر غور دیکھ لے کوئی حرف بھی ایسا ہے جس سے اہل لعنت ائمہ
 اہل لعنت مراد آئے نہ مذکورہ بیونکی بوجہی آتی ہو نہیں ہو والدین ہیں اسی طبقہ سے کشاکش و مدارک و بیضاوی نیشاپور کی
 عبارات نقل فرمودہ مجتہد صاحب کو جو چاہے بوارق میں یا تفاسیر مذکورہ میں دیکھ لے کوئی حرف بھی ایسا ہے جس سے
 اہل لعنت ائمہ اہل لعنت مراد آئے نہ مذکورہ ہونا مشہور ہو نہیں ہو ہرگز نہیں ہو والدین ہیں مجتہد صاحب کا یہ
 بیان محض دروغ شیطان ہے قولہ و چون قرآن مجید ظہور و بطون کثیر و وارد بنابر اخبار بسیار و حدیث ان
 القرآن نزل علی سبعتہ احرف بنابر بعضہ از معانی تائیدان می نماید جواب یہ سوال از آسمان جواب
 از سیماں کے قبیل سے ہے قرآن میں بطون کثیرہ کا ہونا ثابت ہے لیکن کوئی باطن ظاہر قطعی کے خلاف نہیں ہو سکتا
 اور حدیث ان القرآن نزل علی سبعتہ احرف اختلاف قراءۃ کے متعلق ہے آیت واحدہ کی قراءۃ واحدہ میں
 معاملہ عدیدہ کا ممکن ہونا اس سے ہرگز برآمد نہیں ہوتا ہے قولہ میں مجمع این محال صحیح می تواند شد جواب یہ جنون
 کی استہزا ہو گئی کیونکہ اسکے چند سطروں کے بعد خود فرماتے ہیں کیا اجماع اہل بیت منقہ ہے اس پر کیا یہ مذکورہ سے مراد
 اہل لعنت اور ائمہ اہل لعنت ہیں انتہی عبارت بلفظہ عنقریب آتی ہے ہیں اہل لعنت اور ائمہ اہل لعنت مراد ہونے پر اجماع
 اہل بیت منقہ ہونے کے بعد دیگر محال کیونکہ صحیح ہو سکتے ہیں کیا اجماع اہل بیت میں بھی احتمال خطاباتی ہو کیا کو
 ہر امام کا معصوم ہونا بھی ضروری پھر اجماع ائمہ میں احتمال خطا بھی باقی سبحانک ہذا اہتمام عظیم آیت میں
 صرف دو احتمال ہیں اول یہ کہ صرف مومنین صالحین یا نہ نزول مراد ہوں دوم یہ کہ جمیع مومنین صالحین است مراد
 ہوں ان دو احتمالوں کے سوا تیسرے کوئی احتمال نہیں ہے بقرض محال اگر تسلیم کیا جائے گا اور بھی کوئی احتمال تو ہو بھی
 کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ دلائل قطعیہ کی دلالت قطعیت سے بھی اور بعض مفسرین اہل لعنت کے اعتراضات کلی محال
 اول کا معین ہونا یا یہ نبوت قطعی کو پہنچ گیا ہے جس سے خلفائے ثلاثہ کا مراد از تحفین ہونا ایسا نہ سکتا
 ہو گیا ہو کہ ذریات یا جوج و واجوج ہزار اپنی سرکوبی کرتے ہیں مگر اس میں شبہ نہیں ہوتی ہے اور دوسرے مجتہد
 کے ذکر فرمودہ محال کا صحیح ہو سکتا ایسی بات ہے کہ جناب امیر کے علم و فہم سے خارج ہے کیونکہ آنجناب نے اس سے
 کو خلالت نہ تھا نہ تہمت پر محمول کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے چنانچہ مناقشہ یکم کے جواب میں
 واضح ہو چکا ہے قولہ درجہ ان اخیر خبر خفی نیست جواب یہ مثل دیگر مہملہ ہے مذکورہ کے بطلان اخیر خبر خفی نہیں

مخفی نہیں ہوا و لا اسیلے کہ جناب امیر نے آیہ مذکورہ کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر محمول کیا ہوا در وقت فوقتاً کسی
 شہادت دی ہو کہ امر اثنائاً اسیلے کہ فاضل طبرسی اہل لعنت کی تفسیر مجمع البیان کی عبارت اور اعتراف سے
 ابھی مناقشہ بالا کے جواب میں عیان مثل روز و شان ہو چکا ہے کہ موعودین بانخلافت مراد از متخلفین بالآیت
 کا زمرہ مجاہدین سے ہونا ضروری و لا بدی ہے اور امام ہمدی بلکہ ائمہ اعدا عشر زمرہ مجاہدین سے بے شبہہ خارج ہیں
 ثالثاً اسیلے کہ دلائل قطعیہ و براہین جلیبہ کی دلالت قطعیہ سے پایہ ثبوت قطعی کو پہنچ گیا ہے کہ جو مومنین الحین بوقت
 نزول آیہ مذکورہ موجود تھے اور اُن کے قبل سے مشرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے
 انھیں مومنین صالحین کو زمین میں خلیفہ کرنے اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب کرینے کا وعدہ آیہ مذکورہ میں
 ہے چنانچہ جواب مناقشہ دوم معرض بیان میں آچکا ہے اور امام ہمدی بلکہ ائمہ اعدا عشر مومنین مذکورین سے بے شبہہ
 خارج ہیں رابعاً اسیلے کہ مثل صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج و صاحب تفسیر مجمع البیان کے بعض تفسیرین معتدین
 اہل لعنت کے اعتراف سے بھی خلفائے ثلاثہ کے زمانہ خلافت میں یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے حالت منظرہ باقی نہیں
 ہے چنانچہ مناقشہ یکم کے جواب میں رقم پذیر ہو چکا ہے کہ قولہ زیر کہ حصول امن کلی و رواج دین علی الوجه الکامل
 دراز منہ سابقہ ممنوع است جوابہ تسلیم گذارش ہے کہ عدم حصول امن کلی دراز منہ سابقہ سے رجحان اخیر ممکن
 نہیں ہے کیونکہ مجتہد صاحب کے نزدیک امن فی عقبی مراد ہونے کا احتمال باقی ہے اور مناقشہ بالا کے جواب
 میں ابھی واضح ہو چکا ہے کہ امن فی عقبی مراد ہونا خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں وعدہ اختلاف و تکلیف دین
 پورا ہونے کے منافی نہیں ہے و الا زمانہ امام ہمدی میں بھی وعدہ اختلاف و تکلیف دین پورا ہونے کی منافی ہوگا
 حالانکہ مجتہد صاحب کے نزدیک یہ منافی نہیں ہے کہ لا ینفی باقی رہا رواج دین علی الوجه الکامل پس عنوان سہم
 ہے کہ اصل مطلب کو کافی نہیں ہے ایسے لوگ بھی کامل و حکمت مشہور ہیں جو کہ علم حکمت میں حضرت لقمان سے کم ہیں
 جس سے واضح ہو گیا کہ کامل کلی شکاک ہے جس کے افراد متفاوت ہیں پس خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں جن حامل
 ہوا ہے وہ ایک فرد ہے کامل رواج دین کا جواب مناقشہ شانزدہم خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں مومنین صالحین
 کو امن حاصل ہونے کے جو شواہد کتب معتبرہ اہل لعنت سے نقل کیے گئے ہیں اُن شواہد سے بخوبی ظاہر ہے کہ خلفائے
 ثلاثہ کے زمانے میں جو حامل ہوا ہے وہ ایک فرد ہے کامل رواج دین کا علاوہ اسکے آیت میں غلبہ دین کا وعدہ ہے

نیکال رواج دین کا جب اہل دین مخالفین دین پر غالب ہو گئے لیکن احکام دین کے پوسے پابند نہ ہون گئے جیسا کہ
اس زمانے میں بعض اقوام مخالفین اسلام دیگر اقوام پر غالب ہیں لیکن احکام دین اپنے کے پوسے پابند نہیں ہیں تب
غلبہ دین ہو گا لیکن کامل رواج دین ہو گا اور جب اہل دین احکام دین کے پوسے پابند ہو گئے لیکن مخالفین دین پر غالب
نہوں گے جیسا کہ اہل لعنت کہ متعہ و تقیہ کے پوسے پابند ہیں لیکن مخالفین اہل لعنت پر غالب نہیں ہیں تب
غلبہ دین ہو گا کامل رواج دین ہو گا اور خلفائے ثلاثہ اپنے زمانہ خلافت میں مخالفین اسلام پر غالب بھی تھے۔
اہل احکام دین کے پابند بھی تھے جیسا کہ جواب مناقشہ شانزدہم واضح ہو چکا پس خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں غلبہ
دین و کامل رواج خیر متین دونوں حاصل ہوئے اور مجتہد صاحب کا منع مرفوع ہو گیا قابل غور و انصاف ہے
کہ اگر آیہ مذکورہ میں کامل رواج دین کا وعدہ ہوا اور خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں کامل رواج دین نہیں ہوا ہے
تو جناب امیر نے آیہ مذکورہ کو خلاف خلفائے ثلاثہ پر کیوں محمول کیا ہے اور کیوں وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے
اور مثل صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج اور صاحب تفسیر مجمع البیان کے بعض مفسرین معتمدین اہل لعنت کیوں یہ
اعتراض کیا ہے کہ یہ وعدہ زمانہ خلفائے ثلاثہ میں پورا ہو گیا ہے حالت منتظرہ باقی نہیں ہے اگر ان باتوں کو بھی جانے
دیکھتے تو چونکہ موعود دین باخلافت کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے بلکہ زمرہ مہاجرین سے ہونا
اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب ہونا ضروری ہے کیا مراد اہل اور خلفائے دمر تین مذکور تین سے صرف
خلفائے ثلاثہ زمانہ خلافت میں غالب بر اعدا ہوئے نہ غیر انکے لہذا آیہ مذکورہ میں وعدہ کامل رواج دین
ہونے کی تقدیر پر زمانہ خلفائے ثلاثہ میں کامل رواج دین حاصل ہونے سے انکار کرنا ایسا ہے جیسا کہ صدر رشتہ
لا عطین الدیۃ الخ کے دوسرے دن جناب امیر کو نشان جنگ و فتح خیر ملنے کے بعد آجنابین
وصف محبوبیت و محبت خدا و رسول ہونے سے انکار کرنا ہے لیکن جس طور سے یہ انکار قطعاً ناکام ہر کسی طور
سے وہ انکار قطعاً ناکام ایسے ناکام انکار سے آیہ مذکورہ میں وعدہ کامل رواج دین ہونے کی تقدیر پر خلفائے
ثلاثہ کے زمانے میں کامل رواج دین حاصل ہونے کے آفتاب جہان تاب پر خاک نہیں پڑ سکتی ہر قولہ چہ اکثری
اذ اقطاروا کائنات عالم ملو از شرک و کفر بود چو ابہ صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے لفظ ولیمکن لہ ص
حینہم الذی ارتضیٰ لہم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد آنست کہ دین اسلام برابر ہمہ ایدیان غالب گردانندہ

پس تمام اقطار و اکناف عالم سے شرک و کفر کو نابود کر دینے کا وعدہ نہیں ہر بلکہ دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب کر دینا
 وعدہ ہوا اور دین اسلام قوت و شوکت میں کل ادیان باطلہ سے زیادہ مہم چلی کہ ادیان باطلہ سے کوئی دین قوت و شوکت
 میں دین اسلام کے برابر نہوا اسی صورت میں دین اسلام کا کل ادیان باطلہ پر غالب ہونا بدیہی امر ہوا اس سے کوئی
 عاقل ذی حیا انکار نہیں کر سکتا ہر اور خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں اس معنی کے دین اسلام کا کل ادیان باطلہ پر
 غالب ہونے سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا ہر اسی سے مجبور ہو کر صاحب تفسیر مذکور نے بعد عبارت مذکورہ
 کے لکھ دیا ہر کہ و در اندک زمانے حق تعالیٰ بوعده مومنان و فائزہ جزائر عرب دیا کرسی و بلاد روم پر نشان
 اور زانی فرمودہ انتہی یہ سچ اعتراف ہوا اس امر کا کہ خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں دین اسلام کل ادیان باطلہ پر
 غالب ہوا ہر اور وعدہ آئندہ مذکور پورا ہو گیا ہر حالت منتظرہ باقی نہیں ہر پس کائنات اذیجی ہو گیا کہ تمام اقطار
 و اکناف عالم سے شرک و کفر کو نابود کر دینے کا وعدہ نہیں ہر بلکہ جزائر عرب و دیا کرسی و بلاد روم کو مسعودین
 باخلافت کے قبضے میں دیکر دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ کر دینا مراد ہر
 جو خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں پورا ہو گیا ہر اور فی زمانہ جو کہا جاتا ہے کہ ابجد دنیا میں نصارا غالب ہیں اس
 دیگر اقوام کا نابود ہونا ہرگز نہیں مفہوم ہوتا ہر اور حضرات اہل لعنت جو بیان کرتے ہیں کہ ثلاثہ اور ان کے رفقا غالب
 و مستولی تھے وصی بلا فضل اور ان کے رفقا مغلوب و منکوب اس سے اہل لعنت کے وصی بلا فضل اور ان کے رفقا کا نابود
 ہونا ہرگز نہیں مفہوم ہوتا ہر اور اہل لعنت کا اکثر زمانے میں مغلوب و منکوب ہونا اور اہل سنت کا غالب و مستولی ہونا
 جو بیان کیا جاتا ہے اس سے اہل لعنت کا نابود ہونا مفہوم نہیں ہوتا ہر اسی طے سے آئے مذکورہ میں جو دین اسلام کو
 دیگر ادیان پر غالب کر دینے کا وعدہ ہوا اس سے یہ ہرگز نہیں مفہوم ہوتا ہر کہ دیگر ادیان کو بالکل نابود کر کے صفحہ
 زمین سے شرک و کفر کو یکبارگی معدوم کر دینا مراد ہر بلکہ قطعاً یہ معلوم ہوتا ہر کہ دین اسلام کو قوت و شوکت میں دیگر
 ادیان سے زیادہ کر دینا مراد ہر جو کہ خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں پورا ہوا ہر اور خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں تمام
 اقطار و اکناف عالم سے شرک و کفر کا نابود ہونا غیر ممکن الا سکار بات ہر با وجود اسکے جناب امیر نے زمانہ خلافت
 ثلاثہ پر آئندہ کو محمول کیا ہر اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہر جس سے معلوم ہوا کہ تمام اقطار و اکناف عالم
 سے شرک و کفر کو نابود کر دینا مراد نہیں ہر بلکہ جن اقطار عالم پر خلفائے ثلاثہ کو قبضہ سلطانی ہوا ہر انھیں اقطار عالم

خلفائے ثلاثہ کو قبضہ سلطانی عطا کر کے دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب یعنی قوت شوکت میں زیادہ کر دینا اور
 اور بکارت مہمات ذکر میں آچکا ہے کہ موعودین بخلافت نہیں ممکن دین کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت سے
 بلکہ زمرہ ہماجرین سے ہونا ضروری ہے اور زمرتین کو تین کے زمانے میں تمام اقطار و انکاف عالم سے شرک و کفر
 نابود نہیں ہوا لہذا قطعاً معلوم ہوا کہ تمام اقطار و انکاف عالم سے شرک و کفر کو نابود کر دینا امر او نہیں ہے و نیز جو مجتہد
 کا فرما تا کہ چہ اکثری از اقطار و انکاف عالم ملوا از شرک و کفر بوجہ جن جن اہل تجاہل ہے قولہ اکثری از مسلمین جنس و صفا اہمیت
 جناب امیر سلیمان کمال خوف و ضعف جو ابہ زمانہ ثلاثہ مراد از ایہ ہے حسین زوال خوف و ضعف اور حصول
 امن و قوت ہوا ہے چنانچہ جواب مناقشہ شانزدہم واضح ہو چکا ہے زمانہ مابعد خلفائے ثلاثہ مراد نہیں ہے حسین اکثر
 مسلمین کو کمال خوف و ضعف میں گذارے اور یہ غایت ظہور میں ہے کہ زمانہ مابعد خلفائے اکثر مسلمین کا خوف و ضعف
 میں ہونا زمانہ خلفائے ثلاثہ کا مراد آئیہ ہو سکتی نہی ہو سکتا ہے لہذا مجتہد صاحب کا یہ کلام قابل تماشائے
 خاص و عام ہے قولہ و دانستی کہ روایات مخالفین صریح است دریکہ مراد سلطہ اسلام است در جمیع اقطار جو ابہ دانستی
 کہ آیات قرآنیہ صریح است دریکہ مراد سلطہ اسلام است در اقطار عرب و عراق و روم کہ در زمانہ خلفائے ثلاثہ حصول تہجد
 ہر کہ در کلام این مقام مجتہد مقام آن روایات انخواہ دید در کلام راقم این مقام این آیات انخواہ دید ہر کہ آن روایات
 انخواہ دید این آیات انخواہ دید ہر کہ مقام این آیت در بوارق آن آیت را بنابر انصاف گوید کہ جوابات تحفہ
 جوابات ست یا محض کذبات و بہتات -

مناقشہ سیم مجتہد صاحب عبارت مذکورہ مناقشہ بالا کے بعد بلافاصل فرماتے ہیں ایںما یگویم کہ
 خروج حضرت امام مہدی علیہ السلام موعود بآیت است باتفاق اہل سنت و جمیع بین عقل و تجربہ بینی کند کہ دین آئیہ
 مراد ترویج ناقص بودہ باشد نہ ترویج کامل کہ موعود است کہ بیت ماکان پس بمقتضات حدیث متفق علیہ اتی ذلک
 فیکمل الثقلین کتاب اللہ و عترتی لن یفترقا حتی یرداعلی المحض لا بد کہ در تفسیر آئیہ ترویج خباہ
 اہل بیت اطهار علیہم السلام منوودہ شود پس بانکہ اجماع اہل بیت منعقد شدہ بریکہ مراد از آئیہ اہل بیت شیعیان است حضرت
 اندو ز زمان رجعت و ظهور حضرت صاحب عصر روی العیالشی یا سادہ عن علی بن الحسین علیہ السلام
 انه قال الایۃ و قال هم و الله شیعتنا اهل البيت یفعل الله ذلک بحم علی یدی رجل مثنا

وہو ہمدی ہذہ الامۃ وهو الذی قال رسول اللہ لولہ ینی من الدیالایوم یطول اللہ
ذالک الیوم حتی یری رجل من عترتی اسمہ اسمی بالالارض قسطا وعدہا کما مالت جورا
وظلماروی مثله عن ابی جعفر وابی عبد اللہ علیہما السلام و مؤید انست ابن حجر در صواعق محرقہ
روایت کردہ عن المحاکم عن ثوبان ان النبی قال اذا یتیم رايات السواد قد جاءت من
قبل خراسان فاتبعوها فان فیہا خلیفۃ المہدی زیرا کہ الحلاق خلیفۃ السدر خلفائے ثلثہ و اخبار
وکلام صحابہ متعارف نشدہ انتہی۔

جواب یہ کلام مجتہد مقام بھی بدستور سابق کذب محض و زور بخت ہر تفصیل اجمال بدین منوال ہر قولہ
و ایضاً می گویم کہ خروج حضرت امام ہمدی علیہ السلام موعود بآیت ست باتفاق اہل سنت و شیعہ جوابہ جھوٹ
پر خدا کی لعنت فرشتگان خدا کی لعنت کل بندگان خدا کی لعنت خروج امام ہمدی کا موعود بآیت تحلف ہذا ہرگز
اسی اہل سنت خیر البریت کا قول نہیں ہر ملکہ خلافت خلفائے ثلثہ کا مراد از آیہ مذکور ہونا اہل سنت کا قول ہر جہتاً
بجواب مناقشہ سبت چہارم واضح ہو چکا اگر آئہ مذکورہ سے خروج امام ہمدی مراد ہوتے تو جناب امیر کیون آئہ مذکورہ
کو خلافت خلفائے ثلثہ پر محمول کرتے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دیتے اور مثل صاحب تفسیر خلاصۃ المسئج و صاحب
تفسیر مجمع البیان کے بعض مفسرین معتمدین اہل لعنت کیون اعتراف کرتے اور آیت میں مومنین صالحین نامہ نزول
بلکہ ہاجرین کی تخصیص کیون ہوتی چنانچہ بیان ان امور ثلثہ کا کلمات عدیدہ گذر چکا قولہ پس عقل تجوز نمی کند کہ
درین آیہ مراد ترویج ناقص بودہ باشد ترویج کامل کہ موعود ست جواب یہ قول اگر قول بالا پر تفریع ہو تو خود کہ قول
بالا کذب محض و باطل بحث ہر چنانچہ ابھی واضح ہو چکا لہذا یہ قول بناسے فاسد بر کذب باطل کا سد ہو کر قائل کو
روسیاہ کر کے خاک سیاہ ہو گیا اور اگر تفریع نہیں ہر ترویج کامل سے اگر مطابق اوامر و نواہی خدا کے عمل ہونا
مراد ہو تو خلافت خلفائے ثلثہ میں اوامر و نواہی خدا کے مطابق عمل ہونا بجواب مناقشہ شانزدہم کتب اہل لعنت
سے بحال استحکام ثابت ہوا اور اگر صفو زمین سے کل مخالفین اسلام کا نابود ہونا مراد ہو جیسا کہ مناقشہ بالا
کے لفظ حصول امن کل تا لفظ شرک و کفر بودے پایا جاتا ہو تو ابھی بجواب مناقشہ بالا اسکا پورا قطع قیاس ہو چکا
ہو اور اگر خلافت در تمام زمین ہونا مراد ہو تو عدول از لفظ خلافت بلطف ترویج بیہودہ کاری ہر بلکہ عیان کہ نہیں

اگرناجیو بہر حال مطلب یہ ہوگا کہ عقل تجویز فی کد کہ خلافت ناقصہ کہ تمام زمین بنامہ مراد ہووہ باشد و خلافت کاملہ کہ در
 تمام زمین باشد مراد ہووہ باشد پس جواب یہ کہ بالکل ظاہر ہو کہ اس آیت میں خداوند کیم نے وعدہ فرمایا ہے منوین المین کو
 زمین میں خلیفہ کرنے کا مثل خلیفہ کرنے اگلوں کے اور یہ معلوم ہو کہ اگلوں میں کسی کو تمام زمین میں خلافت نہیں ہوئی
 پس اگلوں کی خلافت اگر ناقصہ تھی تو مثل اگلوں کے جو خلیفہ کرنے کا وعدہ ہوا اُس سے خلافت ناقصہ مراد ہوئے کہ
 جو زمین میں کسی عاقل ایمان کی عقل تر و نہین ہو سکتی ہو بلکہ اس سے خلافت ناقصہ مراد ہونا مرتبہ طور میں ہو کہ نہ کہ مقتصد
 اصل تشبیہ یہ ہی ہو اور اگلوں کی خلافت اگر کاملہ تھی باوجود اس کے کہ تمام زمین میں نہ تھی تو تمام زمین میں نہ ہو سکی
 وجہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ ناقصہ میں ہو سکتی ہو بلکہ زیادہ کاملہ ہوگی کیونکہ قوت اور شوکت اور وسعت میں بدرجہا
 زیادہ تھی اور سنیہ مجتہد صاحب نے مناقبہ بیستم میں جو فرمایا ہے محصل اُسکا یہ ہو کہ حق تعالیٰ نے اس اختلاف کو تمام خلافت
 سابقین کا نظیر فرمایا ہو اور اختلاف سابقین مثل آدم و داؤد و ہارون کے نبض آئی تھا اور اختلاف ثلاثہ نبض آئی
 نہ تھا مگر ادا ذیہ مذکورہ نہیں ہو سکتا ہوا انتہی اسکا جواب مناقبہ مذکورہ کے ذیل میں ہو چکا پس خلافت ناقصہ
 جن کو خداوند کریم نے خطاب یاد اودا اناجعلناک خلیفۃ فی الارض۔ ممتاز فرمایا ہو اگر ناقصہ تھی تو نظیر
 خلافت ناقصہ عطا کرنے کا جو وعدہ ہوا اُس سے خلافت ناقصہ مراد ہونا عقل بالبدہت تجویز کرتی ہو بلکہ ظاہر
 ہونے کا حکم کرتی ہو کیونکہ شبہ سے مشبہ کا قوی اور وسیع ہونا اصل سلم ہو اور مثل مجتہد کے جو کہے کہ اسکو عقل تجویز
 نہیں کرتی ہو وہ منکر یہی ہو قابل خطاب نہیں ہو اور خلافت داؤد اگر کاملہ تھی باوصفیکہ تمام زمین میں تھی تو خلافت
 خلفائے ثلاثہ تمام زمین میں نہ ہو سکتی ہو وجہ سے ناقصہ نہیں ہو سکتی ہو اذ یہ بھی ملاحظہ ہو کہ حکم آید کہ یہ عسی دیکھ
 ان یصلک اعداؤکم ویستخلفکم فی الارض مثل صحابہ حضرت مصطفیٰ کے صحابہ حضرت موسیٰ بھی موعودین بالاسلام
 ہیں اور خلافت صحابہ حضرت موسیٰ تمام زمین میں تھی بلکہ زمین مصوشام پر مقعوت تھی چنانچہ صاحب تفسیر خلاصۃ المخرج کا اختلاف الذین
 من قبہم کی تفسیر میں لکھے ہیں یعنی بنی اسرائیل زمین مصوشام پر نشان دہندہ الاماک جابر الخیر نام میں ہیں یہی وجہ سے خلافت صحابہ
 حضرت موسیٰ اگر ناقصہ تھی تو آید کہ یہ ویستخلفکم فی الارض سے خلافت ناقصہ مراد ہونے کے باعث
 آید کہ یہ ویستخلفکم فی الارض سے خلافت ناقصہ مراد ہونا عقل ضرور تجویز کرتی ہو جو اس سے
 انکار کرے وہ منکر یہی ہو لائق خطاب نہیں ہو اور بادشت تمام زمین میں نہ ہو سکی خلافت صحابہ حضرت موسیٰ

اگر کلام تھی تو تمام زمین میں انہی کی وجہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ ناقصہ نہیں ہو سکتی چنانچہ یہ کہ حق تعالیٰ نے اس خلافت کو خلافت سابقین سے تشبیہ دی ہے اور خلافت سابقین تمام زمین میں نہ تھی بلکہ بعض زمین میں تھی لہذا اس خلافت سے خلافت بعض زمین میں مراد ہونا عقل ضرور تجویز کرتی ہے بلکہ ظاہر و متبادر ہے اور بغیر دلیل کے ظاہر و متبادر سے عدول نہیں کیا جاتا ہے اور دلیل یہاں مفقود ہے بلکہ دلائل کثیرہ اسی ظاہر و متبادر کے معاضد ہیں جو چاہے اہل لائیل کو بوجہ مناقشہ کلمہ ملاحظہ فرما دیں مختصر یہاں بھی کچھ عرض کیا جاتا ہے پس اول یہ کہ صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دورانہ کہنے حق تعالیٰ بوعده مومنان فانمودہ الخ اور صاحب تفسیر مجمع البیان نے لکھا ہے وقد فعل الله ذلك بجهل فقد انجز موعودہ و دونوں عبارتیں صریحۃ الافادت قطعیۃ الدلالت ہیں اس بات پر کہ بعد نزول اس آیت کے تھوڑے زمانے کے اندر یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے حالانکہ اس وقت سے اس وقت تک کسی کو تمام زمین میں خلافت نہیں ہوئی لہذا کا شمس از اجلی ہو گیا کہ خلافت در تمام زمین مراد نہیں ہے بلکہ خلافت بعض زمین مراد ہے و جب وعدہ پورا ہو گیا ہے اور خلافت در تمام زمین نہیں ہوئی ہے تو تب بھی خلافت بعض زمین مراد ہونا معتد ہے اس کی عقل تجویز کرے تو ایسی عقل کا علاج کرنا چاہیے و دوم یہ کہ ملا کاغذی نے خلاصۃ المنہج میں اور ملا طبرسی نے مجمع البیان میں جو لکھا ہے اور سابقین منقول ہو چکا ہے وہ صریح ہے اس میں کہ بعد ہجرت کے مہاجرین منازل انصار میں خود اعلیٰ ہمیشہ بتیار رہتے تھے تاکہ ایک وقت آپس میں کہے تھے کہ ایسا بھی کوئی وقت ہو گا کہ ہم سے یہ خوف دور ہو جائے اور ہم اپنے کو امن اطمینان میں دیکھیں پس آیت نازل ہوئی وعد الله الذین الخ جس سے مثل نور بر قل طور بغایت انجلا و ظہور ہے کہ وعدہ مذکور کا قبل اختتام زمانہ مہاجرین پورا ہونا لازمی ہے جس سے خلافت بعض زمین مراد ہونا آشکارا محال انکار ہے کیونکہ قبل اختتام زمانہ مہاجرین بلکہ بعد اسکے بھی تا اندام خلافت در تمام زمین کسی کو نہیں ہوئی سو ہم یہ کہ جناب امیر نے اس آیت کو زمانہ خلفائے ثلاثہ پر محمول کیا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے چنانچہ بوجہ مناقشہ کلمہ نہج البلاغۃ اہل لغت کی ایسی قوی حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ آج تک کسی اہل لغت کو ان حدیثوں کے ثبوت میں حرفت دن کی جرأت نہیں ہوئی نہ وہی پس چونکہ جناب امیر نے اس آیت کا زمانہ خلفائے ثلاثہ پر محمول ہونے کی وقتاً فوقتاً شہادت دی ہے اور زمانہ مذکورہ میں خلافت در تمام زمین نہیں ہوئی ہے لہذا شہادت آجنا ہے خلافت بعض زمین مراد ہونا قطعاً ثابت ہو گیا مجتہد صاحب کی عقل اگر

تجویر کرے تو جناب اسیر صحیحہ لین گے کیسی کیا حرج چہارم یہ کہ جواب مناقشہ دوم واضح ہو چکا ہے کہ دلائل قاطعہ اور اس میں
 ساطعہ قطعیت الدلائل ہیں اس بات پر کہ مومنین صالحین موعودین بالخلافت کا یہ وہ کلمہ گویاں اسلام قبل نزول آیہ مذکورہ
 سے ہونا ضروری ہے اور انھما سیر اہل لعنت میں واقعہ نزول آیہ مذکورہ جو مرقوم ہے اور باسبق یہ یہ منقول ہو چکا ہے
 وہ اسکے معاصر ہوا یہ معلوم ہے کہ زمرہ مذکورہ سے کسی کو خلافت و تمام میں نہیں ہوئی ہے یہ قطعی دلیل قطعیت الدلائل
 ہے خلافت و بعض میں مراد ہونے پر باوصف این جسکی عقل تجویر کرے وہ مرفوع القلم ہے قولہ کیف ما کان پس
 بمقتضائے حدیث متفق علیہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی لن یفتوا حتی یرد علی
 الموضع الا بعدہ کہ تفسیر یہ رجوع بخبار اہل بیت نمودہ شود جوابہ تسلیم گدارش ہے کہ حضرات اہل لعنت کا بیان ہے کہ انھما
 اہل سنت سب ائمہ میں اور حضرت اہل سنت کا بیان ہے کہ احادیث اہل لعنت سب ائمہ میں پس تا وقتیکہ اسکا فیصلہ
 نہ ہو رجوع بخبار اہل بیت نہیں ہو سکتا ہے کافی کلینی کی ایک حدیث امام صادق نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے وہ حدیث
 یہ ہے عن عبد اللہ بن ابی یعفور قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام انی اخالط الناس
 فیکثر عجبی من اقوام لا یتولونکم و یتولون فلانا و فلانا لہم امانۃ و صدق و وفاء
 و اقوام یتولونکم لیس لہم تلک الامانۃ ولا الوفاء ولا الصدق انتھی بقدر الحاجتہ
 عبد اللہ بن یعفور سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ میں ملتا ہوں لوگوں سے پس بہت
 ہوتا ہے تعجب مجھ کو ان قوموں سے کہ نہیں مانتے ہیں آپ کی ولایت کو اور ملتے ہیں فلان فلان کی ولایت کو کہ ان
 قوموں میں امانت ہے اور وفاء ہے اور صدق ہے اور ان قوموں سے کہ مانتے ہیں آپ کی ولایت کو کہ ان قوموں میں امانت
 ہے نہ وفاء نہ صدق ہے **ف** اس حدیث سے منع ہو گیا کہ زائد ائمہ کے کسی اہل لعنت میں امانت تھی نہ وفاء نہ صدق تھا
 اور سب اہل سنت میں امانت تھی وفا بھی تھا صدق بھی تھا بنا بر اسکے راویان احادیث اہل لعنت بالکل نامعتبر
 ہوں گے اور راویان احادیث اہل سنت قطعاً معتبر ہوں گے اور راویان احادیث اہل سنت قطعاً معتبر ہوں گے پس
 احادیث کتب اہل لعنت کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہیں اور احادیث کتب اہل سنت کسی طرح نامعتبر نہیں
 ہو سکتی ہیں والفضل لاشہد بہ الا بعدہ صاحب سالار روشنی نے اس حدیث کی تاویل میں ارقام
 فرمایا ہے اصل اسکا یہ ہے کہ اس حدیث میں بعض اہل لعنت مراد ہے نہ کل اہل لعنت لیکن صاحب لہ مذکورہ کا خیال

محال ہوا والا سیلے کہ لفظ واقوام بتوں کو نہ لے کر کا صرح قطعی مفہوم یہ ہے کہ اُن تو مومن ہیں جو کہ اہل لعنت ہیں نہ
 امانت ہے نہ وفاء صدق جس سے کل اہل لعنت مراد ہونا ایسا کھلا ہوا ہے کہ اگر حضرات اہل لعنت سنگ خارا پر سرے مالدین
 تو بھی اسکو کسی دلیل سے مخفی نہیں کر سکتے ہیں شامیہ ایسے کہ حدیث تو تبارہی ہے کہ یہ بہت تعجب خیز ہے اور کسی فرستے کے
 بعض کا خائن و غادر و کاذب ہونا تعجب خیز نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ عادت اسی طو سے جاری ہے کہ ہر فرقے میں صادق
 و کاذب ہوتے ہیں ہاں تعجب خیز یہ ہے کہ خلاف عادت جاریہ ایک فرقے کے سب اسین با وفا صادق و بد غامو ہوں اور ایک
 فرقے کے سب خائن و غادر و کاذب ہوں بدینہ جو کل مراد ہونا ایسا کھلا ہوا ہے کہ کیسے اخلاص مخفی نہیں ہو سکتا ہے سچ و کج
 زمانہ ائمہ کے اہل لعنت سب خائن و غادر و کاذب تھے لہذا اُن اہل لعنت کی روایت کی ہوئی حدیثیں ہرگز قابل اعتبار
 نہیں ہو سکتی ہیں پس احادیث اہل لعنت سب نامعتبر ہو گئیں کسی طرح معتبر نہیں ہو سکتی ہیں لہذا احادیث اہل لعنت پر
 جو اعتماد کر گیا وہ فقد ضل ضل لا ھدینا کے مصداق ہو گا اور چونکہ زمانہ ائمہ کے سب اہل سنت اسین با وفا و صادق
 باصفا تھے لہذا اہل سنت زمانہ ائمہ کی روایت کی ہوئی حدیثیں کس طرح ناقابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہیں پس احادیث اہل
 قطعاً معتبر ہو گئیں کس طرح نامعتبر نہیں ہو سکتی ہیں لہذا احادیث اہل سنت پر جو اعتماد کر گیا وہ فقد فاز فوزاً عظیماً
 کے مصداق ہو گا اور شان قدرت قادر مطلق ہے کہ رجوع یا اخبار اہل لعنت سے ثابت ہو گیا کہ اہل بیت میں جو سب سے
 اول و اکمل و افضل ہیں انھوں نے یعنی جناب امیر نے اس آیت کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر محمول کیا ہے حکما مراراً
قولہ پس بدانکہ اجماع اہل بیت منعقد شدہ برین کہ مراد از آیہ اہل بیت و شیعیان آنحضرت اندر زمان بدعت و ظهور
 حضرت صاحب العصر جو اہم یہ کذب صریح و بہتان ضعیف ہے جناب امیر کا آیہ مذکورہ کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر محمول
 کرنے کے بعد آیہ مذکورہ سے اہل بیت اور اہل لعنت زمانہ بدعت مراد ہونے پر اجماع اہل بیت منعقد ہونے کے کیا مضی کیا جاتا
 امیر اہل بیت سے نہیں ہیں بجاہ مناقشہ کم نہج البلاغت اہل لعنت جو کلام آنجناب کا نقل کیا گیا ہے اور جو رائی
 و کاشانی اہل لعنت جو اسکی شرح میں لکھا ہے اسکو دیکھنے کے بعد کوئی ذی حیا عاقل منصف کہہ سکتا ہے کہ آنجناب نے اس آیت
 کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر خصوصاً خلافت فاروق پر محمول نہیں کیا ہے ہرگز نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ واقعہ
 کے خلاف پر اہل بیت کا اجماع ہو ہرگز نہیں ممکن ہے اس آیت سے اہل بیت اور اہل لعنت زمانہ بدعت مراد ہونا واقعہ
 واقعہ کا خلاف ہے اس واسطے کہ واقعہ نزول آیہ مذکورہ یہ ہے کہ بعد ہجرت ساذل انصار میں ہماجرین مایک وقت

آپس میں کہہ رہے تھے کہ ایسا بھی کوئی وقت ہو گا کہ ہم سے یہ خوف دور ہو جائے اور ہم اپنے کو اس عظیمان میں دیکھیں
 پس آیت نازل ہوئی وعد اللہ الذین آمنوا فریقین کی جس کتاب میں اس آیت کا واقعہ نزول مذکور ہے یہی مذکور
 اسکے خلاف کسی فریق کی کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے اور اسکی واقعیت ایسی قوی ہے کہ مثل مفسرین اہل سنت کے مفسرین
 اہل لغت بھی برابر لکھتے چلے آتے ہیں لیکن واقعیت میں چون کہ کوئی قدرت نہیں پاتے ہیں واقعہ واقعہ بر ملا مذکور ہے
 ہے کہ مراد آیت ہماجرین میں نہ غیر ان کے ایسے واقعہ واقعہ کے خلاف پر اہل بیت کا اجماع ہونا خیال محال ہے
 اور سینے تفسیر کشانی میں بعد تفسیر اس آیت کے لکھا ہے کہ ہاں علماء اختلاف است در آیت مذکورہ بعضے برائے مذکورہ
 در صحابہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نزول جمع دیگر عام است در جمیع امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و این قول ابن عباس
 و مجاہد است انتہی کوئی اہل لعنت اس بات کو زبان سے نہ نکالے گا کہ جبریل بیت کا اجلع ہونا ثابت ہے اس میں
 علماء اہل لعنت کا اختلاف ہے اور یہ عبارت تفسیر مذکور صریح ہے اس میں کہ مراد آیت مذکورہ میں علماء اہل لعنت کا اختلاف ہے
 بدین وجہ بھی اہل بیت و اہل لعنت زمانہ رجعت کا مراد آیت مذکورہ ہونے پر اہل بیت کا اجماع ہونا خیال محال ہے اولیاً
 مجتہد صاحب ضرور کہیں گے کہ اس عبارت میں علماء سے علماء اہل سنت مراد ہیں لہذا گزارش ہے کہ غیر ممکن ہے
 اولاً ایسے کہ اگر تصانیف اہل لعنت میں مجر و لفظ علماء سے ہر جگہ علماء اہل سنت مراد ہوتے تو یہ ممکن تھا کہ نویسین
 ثانیاً ایسے کہ علماء اہل لعنت اپنی تصانیف میں بجائے علماء اہل سنت کے لفظ عامہ لکھا کرتے ہیں لفظ علماء
 نہیں لکھتے ہیں ثالثاً ایسے کہ عبارت مذکورہ میں صحابہ رسول مراد ہونے کے قول کو بلفظ بعضے لکھا ہے اور
 جمیع امت مراد ہونے کے قول کو بلفظ جمعی لکھا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ صحابہ رسول مراد ہونے کے قائل
 بہت قلیل ہیں اور جمیع امت مراد ہونے کے قائل بہت کثیر ہیں حالانکہ اہل سنت کے یہاں ایسا نہیں ہے چنانچہ
 مناقشہ بہت پہلے کے جواب سے ذی فہم سمجھ سکتا ہے اور ابعا ایسے کہ اصحاب اختلاف مذکور ہیں ابن عباس
 و مجاہد کو لکھا ہے جو کہ برعم اہل لعنت کا اہل لعنت تھے چنانچہ مجتہد صاحب کی عبارت تشدید المبانی ہے کہ
 فصل سوم میں منقول ہو چکی ہے اس سے کالشن اذاتجلی ہے بالجملہ آیت مذکورہ سے اہل بیت و اہل لعنت زمانہ رجعت
 مراد ہونے پر اہل بیت کا اجماع ہونا اظہر جمیوت ہے قولہ روی العیاشی باسنادہ عن علی بن الحسین
 علیہ السلام انه قال لا یة وقال ہم واللہ شیعتنا اہل البیت الخ جو ابہ عربی انی مجتہد صاحب

ختم ہو گئی کیونکہ دعویٰ تو یہ ہے کہ اہل بیت اور اہل بیت اہل لعنت کے لئے رجعت اور پھر رجعت کے لئے رجعت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ ہم کردہ اہل بیت ہیں یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ لوگ ہم ہیں اہل بیت اور پھر رجعت کے لئے رجعت میں نہایت تبدل متہ واقع ہوا ہے اور اہل البیت بدل اسی وجہ سے تفسیر کا شافی میں اس روایت کو لکھنے کے قبل لکھا ہے کہ وہ اہل بیت صلوات اللہ علیہم منقول است کہ میں آئیہ در حق آل پیغمبر و دیافقہ انتہی و کچھ صرف اہل بیت کا ذکر ہے اہل لعنت کا کچھ ذکر نہیں ہے اور بعد روایت کے لکھا ہے کہ بنا برین روایت صحیحہ مراد بالذین امنوا و عملوا الصالحات پیغمبر سے اہل بیت انتہی و کچھ وہاں پیغمبر اور اہل بیت مراد ہونا بتایا گیا ہے اہل لعنت کا کچھ ذکر نہیں ہے اور نویں شمار صاحب نے دفع المغالطہ میں لکھا ہے کہ نزد شیعہ (درین آیہ) از مومنین صالحین جناب علی مرتضیٰ و اولاد اجدادی علیہم السلام انتہی ہے یہ تعجب ہے کہ روایت مذکورہ کے لفظ مذکور سے اہل بیت اہل لعنت نہایت رجعت و تون گروہ کامراد ہونا کیونکہ مجتہد صاحب سمجھ گئے ہیں برین فہم و دانش بایہ گریست ہے اگر اولیائے مجتہد صاحب کہیں کہ اس روایت میں اہل لعنت نہایت رجعت ذکر نہیں ہے تو نہ سہی اہل بیت کامراد آئیہ مذکورہ ہونے پر اہل بیت کا اجماع ہوتا تو اس روایت کا ثابت ہوتا۔

جواب اول یہ کہ باوصف ناقابل تصدیق ہونے کے اگر مجتہد صاحب کی تصدیق کی جائے تو اس میں صرف تین اماموں کا ذکر ہے باقی نو اماموں کا تو کوئی ذکر نہیں ہے پھر اجماع اہل بیت کمان سے آگیا اور یہ بھی نہیں ہے کہ بعض ائمہ کا قائل ہونا کل ائمہ کے قائل ہونے کی دلیل ہو اور اولیائے کتب البلاغت اہل لعنت کی قوی حدیثوں سے ثابت ہے کہ ابو الائمہ اور امام الائمہ جناب امیر ربیعہ اسکے خلاف خلفائے ثلاثہ کامراد آئیہ ہونے کے قائل ہیں کا تفسیر سابقہ امر اثنانیا ایسے کہ امام حسین کے نزدیک خلعت خلافت اور صلح اہل شام میں امام حسن سخت خطائی تھے چنانچہ فضل بن خنیم میں واضح ہو چکا پس چونکہ اس میں صرف تین اماموں کا ذکر ہے دیگر اماموں کا کوئی ذکر نہیں ہے اور بعض ائمہ کا قائل ہونا کل ائمہ کے قائل ہونے کی دلیل نہیں ہے لہذا اس سے اہل بیت کا اجماع کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔

جواب دوم یہ کہ اس روایت کے راوی نہیں اہل لعنت کے زمرے سے ہے جن کا بالکل کا ذہن خائن و غادر ہونا بھی قول بالا کے ذیل میں حدیث کافی گھنٹی سے منقطع ہو چکا لہذا کسی طالب حق و راغب صدق کے نزدیک اس روایت کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہے۔

جواب ششم یہ کہ جواب مناقشہ کلمہ نفع البلاغت اہل لعنت کی جن حدیثوں سے جناب امیر کرایہ مذکورہ کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر محمول کرنا ثابت ہو چکا ہے وہ حدیثیں ایسی قوی ہیں کہ باوصف قانع مذہب اہل لعنت ہونے کے تا ایندم ان حدیثوں کے ثبوت میں چون کرنے کی جرأت کسی اہل لعنت کو نہیں ہوئی لہذا ان حدیثوں کے مقابلے میں ان روایتوں کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے۔

جواب ہفتم نزول اس آیت کا واقعہ جو تفاسیر فقیہین میں موجود ہے اور ابھی بذیل قول بالا مذکور اور جواب مناقشہ کلمہ منقول ہو چکا ہے ایسا قوی سد سکندر ہے کہ باوصف قانع مذہب اہل لعنت ہونے کے آج تک کسی اہل لعنت کو اسے جنبش دینے کا ارادہ بھی نہیں ہوا کسی طالب حق و راغب صدیقی کے نزدیک ایسا قوی واقعہ کے مخالف روایتوں کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے۔

جواب ثامن مناقشہ کلمہ کہ جواب میں معلوم ہو چکا ہے کہ بعض مفسرین معتمدین اہل لعنت نے وعدہ آیہ مذکورہ کا خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں پورا ہونے کا صریح اعتراف کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کا مراد آیہ مذکورہ ہونے کا آفتاب ایسا جہاں تاب ہے کہ بعض منکرین متعصبین نے بھی اعتراف کیا ہے ایسے آفتاب جہاں تاب کے مخالف روایتوں کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے۔

جواب نهم اس آیت میں مومنین صالین بناؤ نزول کی تخصیص ایسی کلی ہوئی ہے کہ باوصف کمال تعصب کے بھی بعض مفسرین اہل لعنت نے اس کا اعتراف کیا ہے چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت میں خطاب ہر جمیع مومنین کی طرف جو کائنات میں تھے انتہی اور صاحب سالہ روشنی نے تکرار اس کا اقرار فرمایا ہے چنانچہ مابقی میں مذکور ہو چکا اور مابعد میں بھی مذکور ہو گا پس چونکہ اس آیت میں بناؤ نزول والوں کی تخصیص غایت ظہور میں ہے لہذا ارادۃ امام مہدی مراد ہونے کی روایات کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہیں یہ سب ادیون کا کذب یا وہم ہیں۔

جواب ہفتم خود مجتہد صاحب نے اسی آیت کے مقام بوارق میں لکھا ہے کہ اصل حمل لفظ عربی بمعنی لغوی مادہ ایک نقل آن از معنی صلی بمعنی مطلق ثابت نشود و چون حقیقت شرعیہ و لفظ استحلاف و خلیفہ و امت آن ثابت نشدہ حمل آن بدون قرینہ صادر بغیر معنی لغوی نمیتوان کرد انتہی اس عبارت کے معلوم ہوا کہ در صورتیکہ لفظ منقول از معنی لغوی بھی نہ ہو اور کلام میں قرینہ صادق از معنی لغوی بھی نہ ہو لفظ غیر معنی لغوی پر محمول نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ

لفظ کھ منقول از معنی لغوی بھی نہیں ہوا اور اس آیت میں لفظ کھ کے واسطے کوئی تفریض صاف از معنی لغوی بھی نہیں ہوا
لہذا اس آیت میں لفظ کھ غیر معنی لغوی پر محمول نہیں ہو سکتا ہوا اور بحسب معنی لغوی کے سولے مومنین وقت نزول کے
دوسرا کوئی مراد نہیں ہو سکتا ہوا بدین وجہ اہل بیت مراد ہونے کی روایات ہرگز قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہیں وہ سب
راویوں کا کذب یا وہم ہیں۔

جواب ششم بحسب مناقشہ دوم اصول فقہ اہل لعنت کی معتبر کتاب معالم الاصول کی جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ
صیح ہے اس میں کہ جو لفظ خطاب مشافہہ کی واسطے موضوع ہے وہ لفظ آیات قرآنیہ میں بھی زمانہ خطاب کے بعد والوں کو شامل
نہیں ہوتا ہے بلکہ در صورت نمونے کسی دلیل خارجی کے اسکا حکم بھی بعد والوں کو شامل نہیں ہوتا ہے یا ان در صورت ہونے
دلیل خارجی کے صرف حکم بعد والوں کو شامل ہوتا ہے لفظ کسی حال میں بعد والوں کو شامل نہیں ہوتا ہے پس چونکہ لفظ کھ
خطاب مشافہہ کی واسطے موضوع ہے لہذا زمانہ خطاب الون کے ساتھ مختص ہوگا بعد والوں سے کسی کو نہ شامل ہوگا
بنابر اسکے اس آیت میں لفظ کھ سے سولے مومنین زمانہ نزول کے دوسرا کوئی مراد نہ ہوگا لہذا اہل بیت مراد ہونے کی
روایات کیہیچ ائمہ سے صادر نہ ہوا قابل قبول نہیں ہو سکتا ہے بلکہ قطعاً وہ سب راویوں کے وہم یا اہتمام ہیں۔

جواب ششم اگر آیت مذکورہ سے اہل لعنت کے فرعوی اہل بیت مراد ہوں گے تو آیت کے لفظ کھ سے زمانہ نزول
والون سے سوا ایک یا دو کے سب خارج ہونگے اور زمانہ نزول کے بعد والوں سے سوائے دس یا گیارہ کے سب
مستثنیٰ جائیں گے حالانکہ بدون تصریح مراد کے لفظ کھ کا ایسا استعمال بالکل نا پسیدہ ہے لہذا بحسب قواعد عربیہ آیت مذکورہ سے اہل بیت
مراد ہونا ہرگز درست نہیں ہو سکتا ہے بدین وجہ بھی اہل بیت کا مراد آیت مذکورہ ہونے کی روایات قطعاً راویوں کے وہم
یا اہتمام ہیں ہرگز ائمہ سے صادر نہیں ہیں یہاں سے کاشمیں از آنجی ہو گیا کہ حضرت عزیرؑ علیہ السلام کا فرمانا کہ شیوہ قرآن
کی ایسی تفسیر کرتے ہیں کہ بحسب قواعد عربیہ کے ہرگز درست نہیں ہوتی ہے بالکل صادق ہے۔

جواب ششم قاطبہ علماء اہل لعنت کے نزدیک اس آیت میں لفظ منکم بیان ہے لہذا کوئی اہل لعنت اس میں
لاؤم نہیں کر سکتا ہے کہ لفظ مذکور ہرگز تاکید نہیں ہے بلکہ قطعاً و جہاً تائیس ہے اور بحسب مناقشہ دوم جو تحقیق بیان میں
آپ کی ہر اس سے برپا یہ ثبوت تحقیقی قطعی ہے کہ لفظ منکم ہرگز تاکید نہیں ہے بلکہ احتما و جہاً تائیس ہے پس فقرہ امنوا
منکم و عملوا الصالحات سے اگر قطعاً وہ مومنین صالحین زمانہ نزول مراد نہ ہوں گے تو لفظ منکم

محض لغو در ہے فائدہ ہو گا یہ ہرگز ممکن نہیں ہو کہ مجبور وہ مومنین صالحین نہ نہ نزول کے اور کوئی گروہ مراد ہوں بھلا لفظ
 صنف کا کوئی فائدہ باقی ہے بنا برائے مجبور وہ مومنین صالحین نہ نہ نزول کے اور کوئی گروہ مراد ہونے کی منافی خود آیت
 میں موجود ہے لہذا اہل بیت کا مراد آیت ہونے کی روایات خود آیت کے مخالف ہیں اور جو روایات کسی آیت کے مخالف
 ہیں باتفاق فریقین ہر دو یوں کا وہم یا اتہام ہیں کما مراد ایدینو بھی اہل بیت کا مراد آیت ہونے کی روایات یقیناً او یوں
 کے وہم یا اتہام میں ہرگز کسی امام سے صادر نہیں ہیں پس بوجہ عشرہ ملک عشرہ کمال اہل بیت کا مراد آیت ہونا قطعی
 البطلان ہو کر خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقا کا مراد آیت ہونا جس طور سے مثل سد سکند کے محکم و مستحکم تھا اسی طور سے
 مثل سد سکند کے محکم و مستحکم رہا بلکہ مثل یا عرش عظم کے احکم ہو گیا ع ع و شود بسبب خیر گرد خدا و ہدیہ قولہ مؤید
 اینست انجہ ابن حجر در صواعق محرقہ روایت کردہ عن المحاکم عن ثوبان ان النبی قال اذا رأیتم دایات
 السواد قد جلت من قبل خراسان فاتبعوها فان فیہا خلقہ اللہ المہدی جوابہ بالبرق
 اگر یہ روایت صواعق محرقہ میں ہے اور مجتہد صاحب کی نقل کا تقریباً الصلحی کے قبیل سے نہیں ہر تو۔

جواب اول یہ کہ خود مجتہد صاحب نے تشدید المبانی میں بوجاب حدیث سمع و بصیر عیون صدوق نہایت صفائی
 سے لکھا ہے کہ اکثر روایات مطروحة و ماورد کتب فریقین اندراج یافتہ و علما ان تلقی بقبول کردہ انتہی بقدر احتیاط
 ظاہر ہے کہ مراد مجتہد صاحب یہ کہ حدیث سمع و بصیر اگرچہ صدوق اہل لعنت کے مترجم صحت عیون الاخبار میں ہے لیکن
 متعلق بقبول علما نہیں ہے لہذا ساقط از درجہ حجیت ہے پس ائمہ کمال اب عرض کرتا ہے کہ یہ روایت بفضل اگر صواعق محرقہ
 اور بعض تصانیف حاکم میں ہے تو متعلق بقبول علما ہونے کی وجہ سے ساقط از درجہ حجیت ہے۔

جواب دوم باتفاق فریقین ثابت ہے کہ جو حدیث حدیث تواتر کو نہیں پہنچی ہے در صورت مخالفت اجماع بلکہ مخالفت
 جمہور ہونے کے وہ حدیث ساقط از درجہ حجیت ہوتی ہے اور یہ حدیث بالقرض اگر صحیح ہو تو حدیث تواتر کو ہرگز نہیں
 پہنچ سکتی ہے اور مخالفت جمہور بلکہ مخالفت اجماع ہے کہ نہ کہ اہل سنت خیر البریت کے یہاں ثابت ہے کہ حبس وقت
 سن شریف جناب امام مہدی چالیس برس کا ہو گا اس وقت بوجہ غلبہ نصرا کے اہل حریمین باین اعتقاد کہ اب
 زمانہ جناب امام مہدی کا آیا ہے انجناب کو ڈھونڈھیں گے انجناب خانہ کعبہ کے اندر ملین گے بنا برائے حدیث
 انکون خلاف جمہور بلکہ خلاف اجماع ہے لہذا ساقط از درجہ حجیت ہے۔

جواب سوم یہ کہ یہ بھی باتفاق فریقین ثابت ہو کہ جو حدیث صحیح غیر متواتر متعدد احادیث صحیحہ غیر متواترہ کے خلاف ہوتی ہو وہ حدیث ساقط از درجہ حجیت ہوتی ہو اور یہ حدیث اُن احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں جو کہ مضمون میں جواب بالا میں وارد ہیں بدینوجہ یہ حدیث ساقط از درجہ حجیت ہو۔

جواب چہارم یہ کہ اگر ان سب باتوں سے درگزر کیا جائے تو اس روایت کو روایت عیاشی کے مؤید کہنا عجیب و غریب ہو گی کہ روایت عیاشی میں یہ بیان ہو کہ آیت اختلاف سے اہل بیت مراد ہیں اور وعدہ آیہ مذکورہ نا اہل امام ہدیٰ میں پورا ہو گا اور اس روایت میں یہ بیان ہو کہ جب تم دیکھو آتی ہوئی جماعت کو خراسان کی طرف سے پیروی کرو اس جماعت کی اُسین اہل کا خلیفہ مہدی ہیں یہ بیان ہرگز نہیں ہو کہ آیت اختلاف سے کون لوگ مراد ہیں اور وعدہ آیت اختلاف کا کب پورا ہو گا قابل شنید ہو کہ کسی موقع پر مجنون کے سامنے دو شخص بحث کر رہے تھے ایک نے کہا کہ فدک فاطمہ کا حق تھا ایک نے کہا کہ مسلمانوں کا حق تھا مجنون نے کہا کہ نہ فاطمہ کا حق تھا نہ مسلمانوں کا لیلیٰ کا حق تھا پس اس روایت کو روایت عیاشی کو مؤید کہنا مجنون کا فدک کو لیلیٰ کے حق کہنے کے قبیل سے ہو بلکہ لیلیٰ کے خواب میں بھیچھرے کے قبیل سے قولہ زیر کہ اطلاق خلیفۃ اللہ بر خلفائے ثلاثہ در اخبار و کلام صحابہ متعارف تشہہ جوابہ تشہید المہدیان میں مجتہد صاحب سے یہ حرف صادر نہیں ہوا جو مروت اس قسم کا اُسین صادر ہوا ہوا از الہ الخین میں اس کے جواب کا یہ عنوان واقع ہوا ہو کہ اس غیر بد ہوش کو خواب خرگوش سے بیدار و خبردار کرتا ہوں اور بعض جگہ یوں واقع ہوا ہو کہ یہ میرا بالغ ابھی تک کتب میں بٹھائے نہیں گئے اب کتب میں بٹھا تا ہوں وغیر ذلک کتب فریقین کے دیکھنے کا ضرور کہیں گے کہ مجتہد صاحب کا یہ فرمایا کہ اطلاق خلیفۃ اللہ بر خلفائے ثلاثہ اخبار و آثار میں نہیں ہوا یا ہو چھیا کہ خلفائے اسلام کہتے ہیں کہ قرآن میں نہیں کوئی نہیں ہو لیکن کسی طالب حق و راغب صدق کے نزدیک ایسی خرافات ہرگز قابل التفات نہیں ہو سکتی ہیں اور جو محض عقل سے کام لے گا وہ ضرور کہیگا کہ جس نے خلیفۃ اللہ سے خلافت کو غضب کر کے اپنے کو خلیفۃ اللہ قرار دیا ہوا اور ایسا غلبہ حاصل کیا ہو کہ قیہ باز لوگ بخوف تلفت جان ہر دم کلمہ موافقت اور پیچھے ناپڑھتے ہوں ایسی حالت میں غیر ممکن ہو کہ قیہ باز لوگ اس کو خلیفۃ اللہ نہ کہتے ہوں قطع نظر ازینہم اہل سنت خیر البرت جو ہر خلیفہ کا خلیفہ اللہ و خلیفۃ الرسول ہونے پر آیت اختلاف کا قطعیت الدلالت ہو تا ہوا جو ہر کثرت دکھاتا ہے بخود اس کے یہ کہنا کہ اطلاق خلیفۃ اللہ بر خلفائے ثلاثہ اخبار و آثار میں ناپید ہو اسکا صحیح نتیجہ یہ ہو کہ آیہ مذکورہ سے

ہر خلیفہ کا خلیفہ اسد ہونا ثابت ہو اگرچہ اخبار و آثار میں موطوفہ یہ ہو کہ خود مجتہد صاحب نے اسی باریق میں فرمایا کہ ہر سال
 مفسرین محال صحیحہ برای آیات ذکر می کنند کو مطابق آن حدیثہ وارد نشدہ باشد انتہی جبکہ بغیر مساعدت اخبار مفسرین کا
 محال صحیحہ بیان کرنا پایا گیا پھر اطلاق خلیفہ اسد بر خلفائے ثلثہ اخبار و آثار میں ناپید ہونے سے آیہ مذکورہ کا ہر خلیفہ کے
 خلیفہ اسد و خلیفہ الرسول ہونے پر قطعیت الدلالت ہونا جو بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ مذکورہ و جواب سابقہ کتب میں ثابت ہوتا
 ہے کہ کوئی کذاب اہل ہوگا اولیائے مجتہد صاحب ارشاد تو فرمائیں در حقیقت حضرت حیدر المتکلمین اعلیٰ اسد مقامہ فی العلمین کا
 فرمانا کہ مجتہد نہ نقصد ہوشی بلکہ خواب تر گشتی میں کلام کرتے ہیں بالکل سچ ہوا اور ہر خلیفہ کا خلیفہ اسد و خلیفہ الرسول
 ہونے پر آیہ مذکورہ کا قطعیت الدلالت ہونا ایسا آشکارا محال انکار ہے کہ مجبور ہو کر مثل کاشانی و طبرسی کے بعض مفسرین
 معتمدین اہل لعنت خلفائے ثلثہ کے زمانے میں وعدہ آیہ مذکورہ کا پورا ہونا ایسے عنوان سے بیان کر دیا ہے
 کہ سبیل اولیٰ بالکل مسدود و معقود ہے کامر مراد انیز جناب امیر نے وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دی ہے کامر ایضاً مراد
 انیز اسپر لائل قطعیہ کی ایسی لالت قطعیہ موجود ہے کہ عار سے ناکو غنیمت سمجھنے والا منکر بدیہی کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا
 ہو کامر ایضاً مراد چنانچہ منجملہ اُن دلائل کے خلاصہ ایک دلیل کا یہ ہے کہ سابقا جواب مناقشہ دوم مفصلاً اور ابھی جواب
 قول بلائی بالا مجملہ مذکور ہو چکا ہے کہ جو موئنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے اور اُسکے قبل سے شرف
 باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے انھیں جو موئنین صالحین کو زمین میں خلیفہ کرنے اور زمانہ
 خلافت میں برابر اعداد پر غالب کر دینے کا وعدہ آیہ مذکورہ میں ہوا اور ان موئنین صالحین کا ذکر کلمہ گویا ان سلام
 از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا بدیہی لا بدی ہوا اور زمرہ مذکورہ سے ہونا اور بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں
 خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر اعداد پر غالب ہونا ان امور ثلثہ کا اجتماع صرف خلفائے ثلثہ میں ہوا ہے
 یہ غیر میں یضمیمہ اسکے آیہ مذکورہ ہر خلیفہ کے خلیفہ اسد و خلیفہ الرسول ہونے پر ایسی قطعیہ الدلالت ہے کہ عار سے نار
 کو غنیمت سمجھنے والا منکر بدیہی کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے جیسا کہ زمرہ رجال سے ہونا اور صد و حدیث
 لاعطین الراۃ الخ کے دوسرے دن رسول خدا سے فائز نشان جنگ ہونا اور بعد اسکے اسی دن فائز فتح ہونا
 ہونا ان امور ثلثہ کا اجتماع صرف جناب امیر میں ہوا ہے یہ غیر میں یضمیمہ اسکے حدیث مذکور آنجناب کے محبوب و محب خدا
 اور رسول ہونے پر ایسی قطعیہ الدلالت ہے کہ بجز منکر بدیہی کے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے پس جس طور سے یضمیمہ اسکے

کہ ان امور ثلاثہ کا اجتماع صرف جناب امیر میں ہوا ہے نہ غیر میں حدیث مکرر انجمن کے محبوب و محب اور رسول ہونے پر ایسی قطعیت الدالت ہے کہ بجز منکر یہی کے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہر اسی طوے سے نصیر اسکے کہ ان امور ثلاثہ کا اجتماع صرف خلفائے ثلاثہ میں ہوا ہے نہ غیر میں یہ مذکورہ ہر سہ خلیفہ کے خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول ہونے پر ایسی قطعیت الدالت ہے کہ بجز عاصی ناکو غنیمت سمجھنے والا منکر یہی کے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہر پس حجت ختم ہو خدا سے ڈرنا لازم ہو گرفت خدا بہت سخت ہے جو وقت گرفت الکی سختی پیش آئے گی مارتے ناکو غنیمت سمجھنا فائدہ نیک و ماعلم متبع الرسول الا البلاغ المبین

مناقشہ ہجرت ہشتم بنا بر محض تسلط خلفائے ثلاثہ اہل سنت آیت اختلاف کو مثبت حقیقت ہر سہ خلافت قرار دیتے ہیں معصوم ہونا منصوص ہونا افضل ہونا عالم الفطن مجموع مسائل ہونا شیخ ہونا جو لوازم شرائط است ہیں ان سب بالکل چشم پوشی کرتے ہیں یہ وہ مناقشہ ہے جسکو مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطہ اور تحفۃ الاشعرہ میں اور فاضل ناصر حسین لکھنوی نے رسالہ روشنی میں منتشر الاجزا اور مجتہد صاحب نے بوارق و تشبیہ المبانی میں بعض الاجزا ارقام فرمایا ہے جسکا ابطال و استیصال دین منوال پسندیدہ رجال ہے تو ہم بنا بر محض تسلط خلفائے ثلاثہ اہل سنت آیت اختلاف کو مثبت حقیقت ہر سہ خلافت قرار دیتے ہیں جو اب ہم درنگوئی چشم پوشی ازام واقعی پر خدا کی لعنت فرشتگان خدا کی لعنت کل بندگان خدا کی لعنت محض تسلط خلفائے ثلاثہ بناے استلال اہل سنت نہیں ہے بلکہ خلفاء کا ذکر و ذکر گویان اسلام از قبل نزول آئے مذکورہ سے ہونا بھی داخل بناے استلال ہے لہذا امر تقاضا باقامہ اور کتب اہل سنت میں بعنوانات گوناگون مذکور و مسطور ہے چنانچہ حضرت اساذ البریہ صاحب قوت قدسیہ اعلیٰ سد قمار فی الحجۃ العلیہ کے تحفۃ اثنا عشریہ میں آغاز تقویہ استلال آیت اختلاف باہل عنوان کرامت نشان ہے حاصل معنای میں آیت آتست کہ حق تعالیٰ وعدہ فرمودہ کسانی را کہ در وقت نزول سورہ نور زایان آورده و عمل صالح کردہ بودند با کمال جمیع را از ایشان خلیفہ سازد و بر زمین مسلط گردانند الخ پھر چند سطرون کے بعد ہے کہ مجموعہ این امور را رسولے ثمان خلفاء ثلاثہ واقع نشدہ زیر کہ امام مہدی در وقت نزول این سورہ موجود نہ بود الخ پھر چند سطرون کے بعد ہے کہ و از انکہ دیگر کہ بعد از امیر سپیداشند چہ حرف توان زد کہ ہم در آن وقت حاضر نہ بودند الخ اور دفع المغالطہ جس سالہ میر خجرت علی فرمایا بادی کا جواب ہے خود اسی رسالہ میں ہے کہ اکثر انکہ حضار وقت نزول حی نبودہ اند ما موعود و مخاطب آیت اختلاف

باشند اور ازالۃ الخفایں ہر لفظ منکمل و معنی است من الایات الحمدیہ و من الحاضریں عند نزول الایات عند الخفایں
 معنی ثانی متعین است نیز کہ معنی اول تکرار بقائہ لازم می آید لفظ الذین اصنوا ازان کلمہ معنی است چون
 دانستہ شد کہ مراد حاضرین وقت نزول سورہ نور اند حضرت معاویہ و بنو عباس و بنو عباس خارج باشند انتہی اور بیاضی
 فی تفسیر آیت اختلاف بین لکھا ہر و فیہ دلیل علی صحۃ النبوة بالاجماع علی ما ہو بہ
 و خلافتہ الخلفاء الراشدین اذ لم یجتمع الموعود و الموعود علیہ لغیرہم کالاجماع اس آیت میں دلیل ہر
 ثبوت نبوت کے بوجہ اخبار از غیب علی ما ہو بہ کے اور او پر خلافت خلفائے راشدین کے واسطے کہ انہیں مجتمع ہوا
 موعود اور موعود علیہ ان کے غیر کے واسطے اور تفسیر نیشاپوری میں ہر قال اهل السنة قال الایۃ دلالة علی
 امامۃ الخلفاء لان قوله منکم للتبعیض وذلك البعض یجب ان یکون من الحاضریں
 فی وقت الخطاب الی ما قال وقد حصل لہم الاستخلاف و الفتوح فوجب ان یکون
 مراد امن الایۃ کما اہل سنت کے اس آیت میں دلالت ہر او پر خلافت خلفائے اس واسطے کہ منکم ہر
 تبعیض ہر او ضرور ہر کہ وہ بعض حاضرین وقت خطاب سے ہوں اور بیشک حاصل ہوئے انکو اختلاف اور فتوح
 پس ضرور ہر کہ ہوں مراد اس آیت سے ف یہ عبارات کتب معتدہ اہل سنت خیر البریات صریح غیر محتاج تصریح
 ہن اس میں کہ محض تسلط خلفائے استدلال نہیں ہر بلکہ خلفاء کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیسے ہونا بھی
 داخل بنائے استدلال ہر یا وصف پیش نظر ہونے اس قسم تصریحات صریح کثیرہ کے یہ کہنا کہ بنا بر محض تسلط خلفائے
 اہل سنت آیت اختلاف کو مثبت حقیقت ہر سے خلافت قرار دیتے ہن ایسی دروغ گوئی و چشم پوشی از امر واقعی ہر
 کہ جو شخص کچھ بھی خوف خدا یا کچھ بھی پس رکھتا ہر وہ ہرگز اسکا ترک نہیں ہو سکتا ہر اہل بصیرت کے نزدیک
 اس قسم کی دروغ گوئی اور چشم پوشی اہل لعنت آیت مذکورہ کا حقیقت مرادیت ہر سے خلافت پر طبیعت الدلالت ہونا
 ضعیف نہیں ہو سکتا ہر بلکہ مثل سد سکندر کے محکم اور مثل پایہ عرش عظیم کے مستحکم ہونا ہر ہر چراغی اگر اندر
 بر فروزد ہر انکو بفت زدن و شیش بسوز دہ قولہم معصوم ہونا منصوص ہونا افضل ہونا شیع ہونا عالم افضل
 بجمیع مسائل ہونا جواز لازم و شرطا امت ہن ان سبب بالکل چشم کرتے ہن جواب ہم۔ اولایہ کہ دروغ گوئی
 اور چشم پوشی از امر واقعی پر خدا کی لعنت فرشتگان خدا کی لعنت کل زندگان خدا کی لعنت تحفہ کے باب الایات

پہلے اہل لعنت کے مرنے کی کل شرائط امامت کا استیصال کیا گیا ہے بعد اُسکے آیات قرآنیہ و اقوال ائمہ سے حقیقت
ہر سہ خلافت پر دلائل قائم کیے گئے پھر بعد اُسکے دلائل عقلیہ اہل لعنت کے ابطال میں اُنھیں شرائط کا استیصال کیا گیا
ہو لہذا اہل لعنت کا یہ کہنا کہ اہل سنت مقام استدلال میں اُن شرائط سے چشم پوشی کرتے ہیں صریح چرچہ دلاورست
درودی کہ کلفت چراغ دارد کا حساب ہر ثانیہ کیا یہ کہ فصول سابقہ سے چار فصول میں کمال بسط و تفصیل مذکورہ شرائط
اہل لعنت کا ابطال ایسے منوال سے ہو چکا ہے کہ بعد ملاحظہ فصول مذکورہ کے اہل لعنت کے مسطورہ شرائط امامت
کے بطلان میں ہرگز شک نہیں ہو سکتا ہے اور یہ بدیہی امر ہے کہ بعد ابطال اُن شرائط کے دلائل حقیقت راشدہ
ہر سہ خلافت کی تقریر میں اُن شرائط سے تعرض نہ کرنا چشم پوشی نہیں ہے بلکہ احقاق حق بعد ابطال باطل ہے اسکو
چشم پوشی کہنا جہالت بے نہایت و حماقت لاغایت ہر ثالثاً یہ کہ بوارق میں ہے کہ ہر گاہ از جانب پیغمبری
یا امامی مبعوث و منصوب شود عقل سلیم حکم می نماید کہ البتہ معصوم بوده باشد انرا راقم آثم گوید کہ ہر گاہ ایسے یا حدیث
متواتری بر امام بحق و خلیفہ راشد بودن شخص قطعیت الدلالت باشد حکم اذ اثبت لشی مثبت شرائط عقل سلیم حکم می نماید
کہ ہر شرط امامت و ران شخص موجود بوده باشد و چیزی کہ در ان شخص مفقود باشد ہر گز از شرائط امامت بنودہ باشد پس
ہر گاہ کہ بدلالت قطعیت آیت اختلاف امام بحق و خلیفہ راشد بودن ہر سہ خلیفہ بر پایہ ثبوت رسید جامع شرائط امامت
بودن ہر سہ خلیفہ بوضوح انجامید و مشکف گردید کہ چیزی کہ در احدی از اینان مفقودست شرائط امامت متوازنہ بود
خلاصہ در مہندی یہ کہ اس عبارت بوارق سے معلوم ہوا کہ جس دلیل سے جبکہ امام ہونا ثابت ہوگا اُسی دلیل
سے اُسکا معصوم ہونا بھی ثابت ہوگا پس راقم آثم کمال ادب عرض کرتا ہے کہ جس دلیل سے جبکہ امام بحق و خلیفہ
راشد ہونا ثابت ہوگا اس دلیل سے اُسکا جامع شرائط امامت ہونا بھی ثابت ہوگا اور یہ بھی ثابت ہوگا کہ
جو امر ائمین مفقود ہوگا وہ امر شرائط امامت سے خارج ہوگا کسی فرقہ کے مفہوات و اہمیت سے وہ امر شرائط امامت
میں داخل نہ ہوگا لہذا جب ہر سہ خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد ہونا آیت اختلاف کی دلالت قطعیت سے ثابت ہو گیا
تب ہر سہ خلیفہ کا جامع شرائط امامت ہونا اور جو امر خلفائے ثلاثہ سے کسی میں مفقود ہے اُسکا شرائط امامت سے
خارج ہونا کا شمس اذا تجلی ہو گیا اہل لعنت کے مفہوات و اہمیت سے وہ امر شرائط امامت میں ہرگز داخل نہ ہو سکتا
بالجملہ چو کہ حکم عبارت مذکورہ بوارق و حکم اذ اثبت لشی مثبت شرائط جس دلیل سے جسکی امامت ثابت ہوتی ہے

اسی دلیل سے اُسکا جامع شرائط امامت ہونا اور جو امر میں مفقود ہو اُسکا شرائط امامت سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے لہذا اہل سنت خیر البریت جو ہر سر خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر آیت امتحان کی دلالت قطعاً بیان کرتے ہیں اُسکے جواب میں حضرات اہل لعنت کا یہ کہنا کہ اہل سنت آیت امتحان کو مثبت ہر سر خلافت قرار دیتے ہیں غلطان غلطان شرائط امامت سے چشم پوشی کرتے ہیں ایسی جہالت حماقت ہو کہ حد و ایمان نہیں ہو ایسی جہالت و حماقت کے جواب میں کہنا چاہیے کہ بزعم اہل لعنت ائمہ اہل بیت ہمیشہ تقیہ بازی کرتے تھے پھر اہل لعنت خلافت بلا فصل علی پر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے استدلال کرتے ہیں اور اس سے بالکل چشم پوشی کرتے ہیں کہ تقیہ باز امام نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ فضل دوم میں گزر چکا۔

مناقشہ سبب نہم باتفاق فریقین یہ آیت زمانہ تا بعد نبوت پر محمول ہے اور زمانہ نبوت میں خلافت و امن و غلبہ در بعض زمین حاصل ہو چکا ہے لہذا بعد زمانہ نبوت خلافت و غلبہ و امن در بعض زمین عطا کرنے کا وعدہ کرنا بیفائدہ ہے بدین وجہ خلافت در بعض زمین مراد نہیں ہو سکتا ہے بلکہ خلافت و غلبہ و امن در تمام زمین اراد ہوگا جو کہ تا اندم وقوع میں نہیں آیا نہ قبل زمانہ جناب امام ہمدی وقوع میں آو گیا زمانہ آنجناب میں البتہ وقوع میں آو گیا پس زمانہ آنجناب مراد آئی ہو گا نہ زمانہ نکتہ یہ مناقشہ مولوی عمار علی صاحب کے دفع المغالطہ اور تحفۃ الاشعرۃ اور تفسیر عمدۃ البیان میں ہے۔

جواب یہ کہ اس مناقشہ کی بنا اس پر ہو کہ زمانہ نبی میں خلافت در بعض زمین ہو چکی تھی لہذا ازمنہ بعد نبی سے کسی زمانے میں خلافت در بعض زمین عطا کرنے کا وعدہ کرنا بیفائدہ ہے راقم آئٹم کمال ادب عرض کرتا ہوں کہ خلافت در بعض زمین کلی مشکوک افراد اسکے متفاوت ہیں بعض خلافت در بعض زمین بہت چھوٹی ہوتی ہے چنانچہ اس زمانے کی سلطنت افغانستان اور بعض خلافت در بعض زمین بہت بڑی ہوتی ہے چنانچہ اس زمانے کی سلطنت ترکستان پس زمانہ نبی میں بہت چھوٹی خلافت در بعض زمین حاصل ہوئی تھی جو کہ ایک شمشہ تھا ملک عرب کا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ میں بہت بڑی خلافت در بعض زمین حاصل ہوئی جو کہ تمام ملک عرب و تمام ملک و تمام ملک شام و تمام ملک فارس کا مجموعہ تھا اور جبکہ زمانہ نبی کی ایسی چھوٹی خلافت در بعض زمین حاصل ہوئی کہ زمانہ خلفائے ثلاثہ کی ایسی بڑی خلافت در بعض زمین دینے کا وعدہ کرنا بے فائدہ نہیں ہو سکتا

لہذا اس مناقشہ کی بنا فاسد محض و کاسد بخت ہو گئی اور یہ مناقشہ بنائے فاسد علی الفاسد ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ کا مراد از آیہ مذکورہ ہونا مثل سد سکندر کے بلکہ مثل بابیہ عرش عظم کے محکم و محکم رہا اور ہمیشہ رہے گا اگر کہا جائے کہ مراد مناقشہ یہ ہے کہ بعد نزول اس آیت کے زمانہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں خلافت در بعض زمین حاصل ہو چکی تھی باوصف این باتفاق فریقین وعدہ آید مذکورہ زمانہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا نہیں ہوا پس معلوم ہوا کہ خلافت در بعض زمین مراد نہیں ہے بلکہ خلافت در تمام زمین مراد ہے جس کا وقوع نہ ہوا ہے نہ قبل زمانہ جناب امام ہمدی ہوگا زمانہ آنجناب میں البتہ ہوگا پس زمانہ آنجناب مراد ہوگا نہ زمانہ خلفائے ثلاثہ تو جواب یہ کہ زمانہ نبی کی ایسی چھوٹی خلافت در بعض زمین مراد ہونے سے خلافت در تمام زمین مراد ہونا لازم نہیں آتا کہ کیونکہ زمانہ فاروق عظم کی ایسی بڑی خلافت در بعض زمین مراد ہونے کا سبیل موجود و مفتوح ہے پس مراد مناقشہ بھی ظاہر الفساد و بین الکساد ہو گیا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا مثل سد سکندر کے بلکہ مثل بابیہ عرش عظم کے قائم و محکم رہا اور ہمیشہ رہے گا اگر کہا جائے کہ اس جواب سے اور اس جواب سے یہ منع ہو گیا کہ خلافت در بعض زمین مراد ہو سکتی ہے لیکن زمانہ امام ہمدی مراد ہونا زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا ان دونوں جوابوں میں کسی جواب سے نہیں ثابت ہوتا ہے تو جواب یہ کہ زمانہ امام ہمدی مراد ہونا زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا دلائل قاطعہ کثیرہ و براہین ساطعہ عدیدہ کی دلالت قطعیہ سے ثابت ہے چنانچہ بحجواب مناقشہ یکم مفصلاً و بحجواب اکثر مناقشات دیگر مجملہ اسلک تحریر میں آچکا اور بہت ہی اختصار کے ساتھ یہاں بھی کچھ بیان کیا جاتا ہے پس اولاً یہ کہ جناب امیر نے زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونے کی وقتاً فوقتاً شہادت دی ہے کہ مراد مراد الہذا زمانہ امام ہمدی مراد ہونا زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا خیال محال ہے ثانیاً یہ کہ مثل کاشانی و طبرسی بعض مفسرین معتدین اہل لغت وعدہ آید مذکورہ کا زمانہ خلفائے ثلاثہ میں پورا ہونا ایسے عنوان سے بیان کر دیا ہے کہ کسی قسم کی تاویل و توجیہ ممکن نہیں ہے کہ مراد ایضاً مراد الہذا زمانہ امام ہمدی مراد ہونا زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا آشکارا کاشمیں فی نصف النہار ہے مثالاً یہ کہ آید مذکورہ میں جن مومنین صالحین کو زمین میں خلیفہ کرنے اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ دینے کا وعدہ ہوا ان مومنین صالحین کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے ہونا ضروری ہے چنانچہ بحجواب مناقشہ دوم مفصلاً معرض بیان میں آچکا ہے اور امام ہمدی زمرہ مذکورہ سے

بے شبہ خارج میں لہذا زمانہ امام مہدی مراد ہونا خیال محال ہے اور زمرہ مذکور سے ہونا اور بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر اعداد پر غالب ہونا ان امور ثلاثہ کا اجتماع صرف خلفائے ثلاثہ میں ہوا کسی غیر میں نہیں ہوا قطعی دلیل قطعیت الدلالت ہے خلفائے ثلاثہ کا مراد آیہ مذکورہ ہونے پر جیسا کہ زمرہ رجال سے ہونا اور وحدہ و وحدت کا عظیمین المرئیتہ الخ کے دوسرے دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فائز نشان جنگ ہونا اور اس کے بعد اسی نفاذ فتح خمیر ہونا ان امور ثلاثہ کا اجتماع صرف جناب امیرین ہوا ہے نہ کسی غیر میں یہ دلیل قطعیت الدلالت ہے آنجناب کا مراد ا حدیث مذکور ہونے پر پس جب طور سے ان امور ثلاثہ کا اجتماع صرف جناب امیرین ہونا کسی غیر میں ہونا آنجناب کا مراد ا حدیث مذکور ہونے پر دلیل ایسی قطعیت الدلالت ہے کہ عار سے ناکو غنیمت سمجھنے والا منکر بدیہی کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے اور عار سے ناکو سہل سمجھنے والا منکر بدیہی کے انکار کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اسی طو سے ان امور ثلاثہ کا اجتماع صرف خلفائے ثلاثہ میں ہونا کسی غیر میں ہونا خلفائے ثلاثہ کا مراد آیہ مذکور ہونے پر قطعی دلیل ایسی قطعیت الدلالت ہے کہ عار سے ناکو سہل گمان کرنے والا منکر بدیہی کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے اور عار سے ناکو سہل گمان کرنے والا منکر بدیہی کے انکار کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے پس زمانہ امام مہدی مراد ہونا زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا ایسی دلیل قطعی کی ایسی دلالت قطعیت سے ثابت ہے کہ معارضہ اس کا خارج از دائرہ امکان ہے پس دستور دیگر مناقشات بالایہ مناقشہ بھی ہب ارشاد ہو گیا اور مثل آفتاب بے سحاب کے آشکار کیا روضہ ہوا گیا کہ زمانہ امام مہدی مراد ہونا خیال محال ہے اور زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا غیر محال قیل و قال۔

مناقشہ دوم اس آیت میں خلافت و غلبہ اس از خوف اعدا مطلق و بلا قید واقع ہے اور مطلق سے ہر جگہ کامل مراد ہوتا ہے اور خلافت و غلبہ اس از خوف اعدا کا فرد کامل وہ ہے جو کہ تمام زمین میں ہو اور خلافت و غلبہ اس از خوف اعدا تمام زمین میں نہ زمانہ ثلاثہ میں ہوئی ہے نہ بعد ثلاثہ کے ابھی تک ہوئی یہ قیل و قال زمانہ امام مہدی علیہ السلام کے ہوگی آنجناب کے زمانے میں ہونا البتہ مسلمات فریقین سے ہے لہذا اس آیت سے نہ زمانہ ثلاثہ مراد ہو سکتا ہے نہ قیل جناب امام مہدی علیہ السلام کے کوئی اور زمانہ مراد ہو سکتا ہے بلکہ قطعاً زمانہ آنجناب مراد ہے۔

جواب اول یہ کہ اس مناقشہ کی بنا ہے مطلق سے ہر جگہ فرد کامل مراد ہونے پر حالانکہ یہ نا ظاہر الفساد و بین الفساد ہے

کیونکہ کسی فن کی کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ مطلق سے ہر جگہ فرد کامل مراد ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے جن مقاموں میں مطلق سے
 فرد کامل مراد لینے کے بغیر توجیہ کلام نہیں بنتی ہے اور فساد کلام رفع نہیں ہوتا ہے ان مقاموں میں توجیہ کلام قواعد و قیاسوں سے
 علمائے یہ کی ہے کہ اراد بالمطلق الکامل اس قسم تاویلات و توجیہات سے یہ قاعدہ کلیہ اخذ کرنا کہ مطلق سے
 ہر جگہ فرد کامل مراد ہوتا ہے ایسی سفاہت ہے کہ حد و پیمان نہیں ہے مطلق سے اگر ہر جگہ فرد کامل مراد ہوتا ہے تو مطلق کس سے
 مراد ہوتا ہے اور آریہ کریمہ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض میں خلیفہ مطلق و بلا قید ہے حالانکہ فرد کامل
 بعضے خلیفہ در تمام زمین مراد نہیں ہے کیونکہ حضرت داؤد تمام زمین میں خلیفہ نہ تھے اور آریہ کریمہ عیسے ربکم ان یمھلک
 عدوککم ویستخلفکم فی الارض میں جو کہ خطاب باصحاب حضرت موسیٰ ہے اختلاف مطلق و بلا قید ہے حالانکہ فرد
 کامل بعضے اختلاف در تمام زمین مراد نہیں ہے کیونکہ صاحب موسیٰ سے کوئی خلیفہ در تمام زمین نہیں ہوا ہے اور خود
 آیت اختلاف کے لفظ کما استخلفنا للذین من قبلہم میں جو عبارت ہے اختلاف سابقین سے اختلاف مطلق
 و بلا قید ہے حالانکہ فرد کامل بمعنی اختلاف در تمام زمین مراد نہیں ہے کیونکہ خلافت سابقین تمام زمین میں نہ تھی جائے
 غور بلکہ جائے تماشاء ہے جس آیت اختلاف میں کلام ہے خود اسمین مطلق سے غیر فرد کامل مراد ہونے کا شاہد صریح
 موجود ہے پھر بھی مطلق سے ہر جگہ فرد کامل مراد ہونے کی بنا پر مناقشہ پیدا کیا گیا کسی عاقل ذی حیا سے یہ ارتکاب
 نہیں ہو سکتا ہے پس کاشش اذ اتجلی ہو گیا کہ مطلق سے ہر جگہ فرد کامل مراد ہونا جو کہ اس مناقشہ کی بنا پر فاسد
 محض و کاسد بحث ہے لہذا بدستور مناقشہ بالا کے یہ مناقشہ بھی بنائے فاسد علی القاسد ہو کر کالہن النفوس ہو گیا
 اور زمانہ خلفائے ثلاثہ کا مراد آئیہ ہونا مثل سدکنہ بلکہ مثل بابیہ عرش عظم کے ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ ہے گا
 اور زمانہ امام ہمدی کا مراد آئیہ ہونا جیسا خیال محال تھا ویسا خیال محال ہا اور ہمیشہ ویسا خیال محال ہو گا
جواب دوم یہ کہ یہی امر ہے کہ جس کلام میں مطلق سے کوئی خاص فرد غیر کامل مراد ہونے پر دلیل ہو گئی اس
 کلام میں مطلق سے نہ مطلق مراد ہو گا نہ فرد کامل کیونکہ اتباع دلیل ضروری ہے والا قیامت دلیل بیکار ہو گئی اور
 علمائے فریقین کی ترتیب لائے محض لغو ہو گئی مجتہد کھنوی نے بوارق کے مقام آئیہ مباہلہ میں لکھا ہے کہ مراد از
 مساوات مساوات در جمیع فضائل است الا اخر جہ الدلیل انتہی جس سے معلوم ہوا کہ اتباع دلیل ہر حال میں
 ضروری ہے کہ کوئی طالب حق و راغب صدق کسی دلیل صحیح سے سرتابی نہیں کر سکتا ہے یہی بات کہ اتباع دلیل صحیح ضروری ہے

اور خلافت در زمین تو کمین زمین کے جس فرد کا وقوع زمانہ خلفائے ثلثہ میں ہوا ہو اُس فرد کے مراد از آیہ ہونے پر وہ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ قطعیۃ الدلالت میں جو کہ بحجوب مناقشہ یکم مفصلاً سلک تحریر میں آچکی ہیں انہیں اکتا آیت میں فرد کامل بمعنی خلافت در تمام زمین مراد ہونا جو اس مناقشہ کی بنا پر خیال محال ہو پس یہ مناقشہ بنا محال بر محال ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور زمانہ امام ہمدی کا مراد از آیہ ہونا جیسا خیال محال تھا ویسا خیال محال رہا اور ہمیشہ ویسا خیال رہیگا اور زمانہ خلفائے ثلثہ کا مراد از آیہ ہونا مثل سد سکندر بلکہ مثل بایہ عرش عظم کے ثابت و قائم رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

مناقشہ کسی و حکیم حسب مفاد و لیکن لھو دینھو الذی ارتضی لھو زمانہ آیہ مذکورہ میں
اسلام کا کل ادیان باطلہ پر غالب ہونا ضروری ہو اور زمانہ ثلثہ میں کل ادیان باطلہ نابود نہیں ہوئے قبل زمانہ جناب امام ہمدی نابود ہوئے زمانہ آنجناب میں البتہ نابود ہوئے پس زمانہ آنجناب مراد ہوگا کہ زمانہ ثلثہ یہ مناقشہ بھی مولوی عمار علی صاحب کے دفع المغالطہ و تحفۃ الاسعریہ میں ہو۔

جواب لیکر بوارق میں یہ مناقشہ اُس عنوان سے ہو جو کہ مناقشہ بکشت و شتم میں مع جواب گذر چکا تسہیلاً علی الناظرین یہاں بھی جواب عرض کیا جاتا ہے صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے لفظ و لیکن لھو دینھو الذی ارتضی لھو کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد اُنست کہ دین اسلام بابر ہمدیان غالب گزرا نہ انتہی پس دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب کر دینے کا وعدہ ہے کہ کل ادیان باطلہ کو نابود کر دینے کا وعدہ نہیں ہے اور جس حالت میں دین اسلام قوت و شوکت میں کل ادیان باطلہ سے زیادہ ہوگا حتیٰ کہ ادیان باطلہ سے کوئی دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر نہیں ہوگا جیسا کہ بزناہ خلفائے ثلثہ واقع ہوا ہے اُس حالت میں دین اسلام کا کل ادیان باطلہ پر غالب ہونا صحیح ہوگا ہے کوئی عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا ہے لہذا بزناہ خلفائے ثلثہ خصوصاً بزناہ فاروق عظیم دین اسلام کا کل ادیان باطلہ پر غالب ہونے سے کوئی عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا ہے کیونکہ زمانہ مذکورہ میں دین اسلام قوت و شوکت میں کل ادیان باطلہ سے زیادہ ہوا ہے حتیٰ کہ ادیان باطلہ میں کوئی دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر باقی نہ تھا اسی سے مجبور ہو کر صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے لکھ دیا ہے کہ دورانہ مذکورہ حق تعالیٰ بوعده مومنان قاف نمودہ جزا العرب و دیار کسری و بلاد روم بدیشان ارزانی فرمودہ انتہی یہ صریح اعتراض ہے اس امر کا کہ بزناہ خلفائے ثلثہ

دین اسلام کل ادیان باطلہ پر غالب ہوا اور وعدہ کیا کہ مذکورہ پورا ہونے کا ہر حال منتظر باقی نہیں ہے پس کائنات میں اجماع ہو گیا کہ دین اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کر دینے سے کل ادیان باطلہ کو نابود کر دینا مراد نہیں ہے بلکہ یہ وعدہ دین باختلاف کو جزائے عرب دیا کر سری و بلاد روم پر قابض کر کے دین اسلام کو قوت و شوکت میں کل ادیان باطلہ سے ایسا زیادہ کر دینا مراد ہے کہ ادیان باطلہ سے کوئی دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر نہ باقی رہے جیسا کہ بزائے خلفائے ثلاثہ واقع ہوا ہے لہذا یہ مناقشہ بھی بیخ و بن سے منہدم ہو گیا اور زائے امام ہمدی مراد ہونا جیسا خیال محال تھا و یسا خیال محال رہا اور ہمیشہ و یسا خیال محال رہیگا اور زائے خلفائے ثلاثہ مراد ہونا مثل سد سکندر بلکہ مثل پائے عرش عظم کے قائم و محکم اور ہمیشہ رہے گا۔

جواب دوم یہ کہ کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں نصارا غالب ہیں اس سے دیگر اقوام کا نابود ہونا ہرگز نہیں مراد ہوتا ہے بلکہ نصارا کا قوت و شوکت میں زیادہ ہونا مراد ہوتا ہے اور حضرات اہل لعنت فرمایا کرتے ہیں کہ علی اور ان کے رفقاء مغلوب و منکوب تھے مخالفین غالب مستولی اس سے علی اور ان کے رفقاء کا نابود ہونا ہرگز نہیں مراد ہوتا ہے بلکہ مخالفین کا قوت و شوکت میں زیادہ ہونا مراد ہوتا ہے نیز حضرات اہل لعنت فرمایا کرتے ہیں کہ اہل لعنت اکثر زمانے میں مغلوب و منکوب رہے اہل سنت غالب مستولی اس سے اہل لعنت کا نابود ہونا ہرگز نہیں مراد ہوتا ہے بلکہ اہل سنت کا قوت و شوکت میں زیادہ ہونا مراد ہوتا ہے اور حضرات اہل لعنت کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ جبوقت اہل لعنت مغلوب ہوا اور مخالف غالب اسوقت اہل لعنت کو تقیہ واجب ہوتا ہے یہی بات ہے کہ اس سے اہل لعنت کا نابود ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ نابود ہونا تو تقیہ کیونکر کرے گا بلکہ مخالف کا قوت و شوکت میں زیادہ ہونا مراد ہے اس لیے کہ مذکورہ میں دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب کر دینے کا جو وعدہ ہوا اس سے کل ادیان باطلہ کو نابود کر دینا مراد نہیں ہے بلکہ صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج کے افادہ مذکورہ جواب بالا کے مطابق اور جناب امیر کی شہادت مذکورہ یہ جواب مناقشہ حکیم کے موافق خلفائے ثلاثہ کو جزائے عرب و دیا کر سری و بلاد روم پر قابض کر کے دین اسلام کو کل ادیان باطلہ سے قوت و شوکت میں ایسا زیادہ کر دینا مراد ہے کہ ادیان باطلہ سے کوئی دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر نہ باقی رہے یہ بیخ و بن سے منہدم ہو گیا اور زائے امام ہمدی مراد ہونا جیسا خیال محال تھا و یسا خیال محال رہا اور ہمیشہ و یسا خیال محال رہیگا اور زائے خلفائے ثلاثہ مراد ہونا

مثل سدسکندر بلکہ مثل پاپیہ عرش عظیم کے ثابت و حکم رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب سیم ابھی ہر دو جواب بالا میں واضح ہو چکا کہ دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب کر دینے سے ادیان باطلہ کو نابود کر دینا مراد نہیں ہے بلکہ دین اسلام کو قوت و شوکت میں ادیان باطلہ سے ایسا زیادہ کر دینا مراد ہے کہ ادیان باطلہ سے کوئی دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر باقی رہے اور یہ جواب مناقشہ دوم واضح ہو چکا ہے کہ خلقِ خدا کی خلافت میں دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ کر دینے کا وعدہ آیہ مذکورہ میں پرانِ خلفاء کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا لایم ہے اور امام ہمدی زمرہ مذکورہ سے بے شبہ خارج ہیں لہذا زمانہ امام ہمدی مراد ہونا ایسا محال ہے کہ مجالِ لاوہ نہیں ہے اور خلفائے زمرہ مذکورہ سے صرف خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ ہوا ہے و پس لہذا زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا کوئی دوسرا زمانہ مراد ہونا بھی ایسا محال ہے کہ مجالِ لاوہ نہیں ہے پس یہ مناقشہ بتماہانہ محال ہے محال ہے کہ خاک سیاہ ہو گیا اور زمانہ امام ہمدی مراد ہونا جیسا خیال محال تھا ویسا خیال محال ہے اور ہمیشہ خیال محال رہے گا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا مثل سدسکندر بلکہ مثل پاپیہ عرش عظیم کے ثابت و حکم رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

مناقشہ سیم دوم لفظ ولید لہم بعد خوفہ اصنا صریحہ الدلائل ہے اس پر کہ آیہ مذکورہ میں مومنین صالحین سے خوف دشمن بالکل اہل اور زمانہ ثلاثہ میں مومنین صالحین سے خوف دشمن اہل نہیں ہوا تھا کیونکہ دشمن بکثرت موجود تھے اور زمانہ جناب امام ہمدی علیہ السلام میں خوف دشمن بالکل اہل بود ہو چکا کیونکہ دشمن بالکل تہ تیغ ہو جائیں گے پس زمانہ آنجناب مراد ہو گا نہ زمانہ ثلاثہ یہ مناقشہ بھی رفع المفاطلہ و تحفۃ الاشعرہ میں ہے اور رسالہ روشنی میں بھی ہے۔

جواب اول باری کی عبارت مناقشہ لبسٹ و شم سے ظاہر غیر محتاجِ نظر ہے کہ اہل لعنت کے نزدیک ولید لہم بعد خوفہ اصنا سے امن فی عقبی مراد ہونیکا احتمال باقی ہے پس مطلب آیت کا یہ ہو گا کہ اند مومنین صالحین کو دنیا میں خلافت درزین و غلبہ بر اہل کین و تمکین دین عطا کر گیا اور عقبی میں امن از خوف دشمن عنایت فرمایا گیا بنا بر اسکے جس زمانہ دنیا میں مومنین صالحین کو امن از خوف دشمن ہو گا وہ زمانہ مراد ہو گا اور دنیا کے زمانہ امام ہمدی میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہو گا لہذا زمانہ امام ہمدی مراد نہیں ہو سکتا ہے اور

حسب افادہ صحابہ مناقشہ دنیا کے زمانہ خلفائے ثلاثہ میں مومنین صالحین کو اس محل نہیں ہوا لہذا زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہو سکتا ہے بلکہ قطعاً مراد ہے بوجہ دلالت قطعیت لائل کے جو جواب مناقشہ کلمہ است چارم تحریر پیر ہو چکے ہیں پس زمانہ امام ہمدی مراد ہونا جیسا خیال محال تھا ویسا خیال محال رہا اور ہمیشہ ویسا خیال محال رہیگا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا مثل سدسکندر بلکہ مثل بایہ تخت خالق الکبر کے پایہ نبوت پر قائم رہا اور دائم رہیگا اور اس مناقشہ کی یہ مثل ہے کہ گاندو ہانی اپنی فرج کو سمار کر رہا ہے۔

جواب دوم بوارق میں ہے کہ انچہ از حضرت امیر از اخفا و عدم اظہار حق بسبب جور جاہلین بطہور ہوئے مؤید ارادہ اختلاف آنحضرت ست منافی تا انچہ گفتہ کلا از انجمن کما انچہ در آید وانی ہدایہ وعدہ قوت و شوکت شان شدہ تعیین آن بوقت من الاوقات نفروودہ پس اگر قوت تامہ در زمان خلافت آنحضرت حاصل نشدہ منافی وعدہ اکبریت نہایت ہے آں اموقوت بنا بر مصلحت بالاعتقاد بر زمان خروج و ظهور خاتم وصیاداشتہ انتہی اس عبارت میں جو کچھ افادہ ہوا ہے جو جواب مناقشہ سی و سیم اسکا پورا قلع وقع ہو گیا ہمان پر غرض یہ ہے کہ یہ عبارت صریح ہے اس میں کہ جناب امیر کے زمانے میں امن از خوف اہل عداوت و غلبہ بر اصحاب بغاوت حاصل نہ ہوا آنجناب کے زمانے میں وعدہ آید مذکورہ پورا ہونے کی منافی نہیں ہے پس چونکہ حسب ارشاد مجتہد نقاد جناب امیر کے زمانے میں قوت و شوکت امن از خوف اہل عداوت و غلبہ بر اصحاب بغاوت کا حاصل نہ ہوا آنجناب کے زمانے میں وعدہ آید مذکورہ پورا ہونے کی منافی نہیں ہے لہذا حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بالفرض اگر امن حاصل نہیں ہوا تھا تو بھی ان حضرات کے زمانے میں وعدہ خلافت زمین و وعدہ تمکین دین و وعدہ استیلائے مومنین صالحین بر اہل کفر و کفر ہونے کی منافی نہیں ہو سکتا ہے لہذا یہ مناقشہ بنا سے فاسد علی الفاسد ہو کر پیہ در آتش ہو گیا اور زمانہ امام ہمدی مراد ہونا جیسا خیال محال تھا ویسا خیال محال رہا اور ہمیشہ ویسا خیال محال رہیگا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا مثل سدسکندر بلکہ مثل بایہ عرش خالق الکبر کے قائم رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب سوم اس مناقشہ کی بنا اس پر ہے کہ بغیر نابود ہونے دشمن کے زوال خوف دشمن غیر ممکن ہے حالانکہ بوجہ شکار شیر ہونے کے بڑے یعنی گو سپند دشمن شیر ضرور ہے باوصف این شیر کو اسکا خوف ہرگز نہیں ہوتا ہے بدین وجہ بغیر نابود ہونے دشمن کے زوال خوف دشمن غیر ممکن ہونا جو اس مناقشہ کی بنا ہے یہی البطلان ہے اور اہل الحق

سید العلماء لکھنوی کی تشیید البانی کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تقیہ بغیر خوف کے حرام مطلق ہے پس چونکہ تقیہ عبارت ہے
بظاہر مخالف کے موافق بنانے سے لہذا جب کوئی مخالف ہوگا تقیہ متصوہ ہوگا پس لامحالہ تقیہ بغیر خوف کے اسوقت ہوگا
کہ دشمن موجود ہو خوف دشمن نابود نہ ہو جب بھی بغیر نابود ہونے دشمن کے زوال خوف دشمن غیر ممکن ہو جائے اس مناقشہ
کی بنا پر یہی البطلان پر اسی سے بھی یہ مناقشہ بنا ہے فاسد علی الفاسد ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور زمانہ امام ہمدی
مرد ہونا جیسا خیال محال تھا ویسا خیال محال ہوا اور ہمیشہ ویسا خیال محال ہو گیا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ مرد ہونا
مثل قطب شمال فلکی بے جنبش رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب چہارم کوئی عاقل نصف اس سے انکار نہیں کر سکتا ہے کہ در صورت موجود ہونے دشمن کے بھی جس وقت
اپنی قوت و شوکت و جمعیت زیادہ معتد بہا زاد ہوتی ہے اسوقت خوف دشمن خود بخود زائل ہو جاتا ہے نہ تو محمد
صلی اللہ علیہ وسلم میں مخالفین اسلام سے اکثر قبائل عرب اور اہل فارس اور اہل روم و شام کی ملکی وسعت قوت و شوکت
و جمعیت مقابلے میں اہل اسلام کی ملکی وسعت و قوت و جمعیت قابل شمار نہ تھی اور ان سبھوں کو دعوت اسلام ہو چکی
تھی جس سے دشمن جان و مال اہل اسلام ہو رہے تھے اسی سے خوف غالب ہو گیا تھا خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے
ان سبھوں کی ملکی وسعت و قوت و شوکت و جمعیت کو بامال کر کے ان سبھوں کے ملکوں پر قبضہ و تسلط حاصل کر لیا
تھا اور ان سبھوں سے بدرجہا زیادہ ملکی وسعت و قوت و شوکت و جمعیت پیدا کر لی تھی حتیٰ کہ تمام دنیا میں کوئی ہمسر
باقی نہ تھا اسی خوف بالکل زائل ہو گیا تھا اور ولید لکھنوی بعد خوف حرا مناس سے ظاہر ہو کر قلت و
او قلت قوت و شوکت اور قلت جمعیت سے جو خوف دشمنوں کا غالب ہو گیا تھا اسی خوف کو دور کر دینے کا وعدہ ہے
خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں جب یہ قلعین زائل ہو گئیں اور مخالفوں سے بدرجہا زیادہ ملکی وسعت و
قوت و شوکت و جمعیت حاصل ہو گئیں وہ خوف بالکل زائل ہو گیا باجملہ ذمہ و کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آئے نہ کہ وہ
لکے واسطے جو امر آیہ مسطورہ میں موعود ہیں ان سب امور کا خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پورا ہونا
کا شمس اذا تجلی ہے لہذا زمانہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم مرد ہونا ایسا آفتاب جہا تاب ہے کہ اسپر کوئی عیار
نہیں آ سکتا ہے اور امام ہمدی زمرہ مذکورہ سے خارج ہیں لہذا زمانہ امام ہمدی مرد ہونا محض خیال محال ہے۔
جواب پنجم یہ مذکورہ میں زمرہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آئے نہ کہ وہ کے مومنین صالحین کو دین میں خلافت

اور زمانہ خلافت میں غلبہ ازل عدوت امن از خوف اصحاب عداوت عطا کرنے کا وعدہ ہر چنانچہ جواب مناقشہ دوم
 دلائل قاطعہ و براہین باطلہ کی دلالت قطعیہ علیہ سے کاشمیں از تجلی ہو چکا لہذا زمانہ امام ہمدی مراد ہونا محض خیال
 محال ہے کیونکہ امام ہمدی ثمرہ مذکورہ سے پیشہ خارج ہیں اور خلفائے زمرہ مذکورہ سے صرف خلفائے ثلثہ رضی اللہ
 عنہم کے زمانے میں غلبہ بر اعدا حاصل ہوا ہے بعد اسکے بالعکس ہوا ہے اور یہ بدیہی ہے کہ جو وقت اعدا پر غلبہ حاصل ہوتا ہے سو
 خوف اعدا خود ازل ہوتا ہے لہذا خلفائے ثلثہ کے زمانے میں مومنین صالحین سے خوف دشمن کا زائل ہو جانا اور زمانہ خلفائے
 ثلثہ کا مراد آئی ہوا ایسا آشکارا کاشمیں فی نصف التہار ہے کہ کسی کے انکار سے اس پر غبار نہیں آسکتا ہر لطف یہ ہے کہ
 خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہونے کے شواہد عداوت کتب اہل لعنت میں
 بیشمار ہیں چنانچہ جواب مناقشہ شانزدہم واضح ہو چکا ہے مناقشہ بھی بدستور مناقشات سابقہ کے بنائے فاسد
 بر فاسد و بنائے محال بر محال ہے لہذا زمانہ امام ہمدی مراد ہونا جیسا خیال محال تھا ویسا خیال محال ہے اور ہمیشہ
 ویسا خیال محال ہیگا اور زمانہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم مراد ہونا مثل سد سکندر بلکہ مثل عرش خالق الکبر کے
 بے جنبش رہا اور ہمیشہ بے جنبش ہیگا۔

مناقشہ کسی وسوم نزول یہ مذکورہ کے قبل سے بعض لوگ موصباری حاد الہی تھے لہذا یحید و بنی
 الایشر کون بنی ششیئاسے یہ مراد نہیں ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ اللہ کی عبادت کریں گے کسی شرک و اللہ کے شریک نہ کریں گے
 بلکہ مراد ہے کہ سب لوگ اللہ کی عبادت کریں گے کسی شرک و اللہ کے شریک نہ کریں گے یہ بات زمانہ ثلثہ میں نہیں ہوئی یہ قبل جتنا
 امام ہمدی علیہ السلام کے ہوگی آنجناب کے زمانے میں البتہ ہوگی لہذا زمانہ آنجناب مراد ہو گا نہ زمانہ ثلثہ
جواب یہ کہ رسالہ کافیہ تک جسکے مبلغ نحویت ہو اسکو بھی اس میں ہرگز شبہ نہیں ہو سکتا ہے کہ یحید و بنی
 اور لایشر کون کی ضمیر فاعل مستتر کا مرجع الذین اصنوا منکد و عملوا الصلحت ہے جس سے مومنین
 صالحین مراد ہیں جو کہ بوقت نزول آیت موجود تھے اور اسکے قبل سے مشرک باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے اور
 اعمال صالحہ کرتے تھے جنکو دین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں اعدا پر غلبہ دینے کا وعدہ ہر پس اسبل جلالہ نے
 قبل ذکر امور موعودہ کے اصنوا و عملوا الصلحت فرمایا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ موعودین بالخلافت نزول آئے ہو گئے
 کے پیشتر سے ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے پھر بعد ذکر امور موعودہ کلمہ یحید و لایشر کون بنی ششیئ

فرمایا کہ ظاہر ہو جائے کہ موعودین بالخلاف بستور راضی فی حال آئندہ بھی موعود عابد نہیں گے شریک فاسق نہ ہو جائے۔
پس کلمہ مذکور کا یہ مطلب ہے کہ زمین ہو سکتا ہے کہ سب لوگ اس کی عبادت کریں گے کسی شیخ کو اس کے شریک نہ کریں گے بلکہ
روز روشن کی طرح روشن مطلب یہ ہے کہ مومنین صالحین موعودین بخلاف و ثروت بستور راضی فی حال آئندہ بھی اس کی
عبادت کریں گے شریک نہ رہیں بلکہ کل نکرین گے یعنی ہمیشہ ایمان کامل و عمل صالح پر ثابت و قائم رہیں گے خلافت و ثروت
سے دگرگون نہ جائیں گے یہ مطلب کلمہ مذکور کا مفسرین اہل لغت نے بھی لکھا ہے چنانچہ صاحب تفسیر خلاصۃ المسیح نے
کلمہ موعودہ کی تفسیر میں لکھا ہے خلافت و حکومت مجاہد ایشان از عبادت و توحید بازدارد اتسی یہ عبارت تکرار فرمادی ہے
ہے کہ کلمہ مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ مومنین صالحین موعودین بخلاف و ثروت بستور راضی فی حال آئندہ بھی اس کی عبادت اور
توحید پر ثابت یعنی ایمان کامل و عمل صالح پر قائم رہیں گے خلافت و ثروت سے دگرگون نہ جائیں گے اور صاحب تفسیر
مجمع البیان نے کلمہ مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے ھذا الاستیفاء فی کلام التنازع علیہم و معنایہ لا یخافون
خیری انتھی یہ عبارت نص صریح ہے اس پر کہ کلمہ مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ موعودین بخلاف و ثروت فی حال عبادت کرتے
ہیں کلمہ وحدت پڑھتے ہیں بخالفون سے ڈرتے ہیں جب خلافت و دیگر امور موعودہ سے فائز نہ ہونگے عبادت کریں گے
کلمہ وحدت پڑھیں گے مگر خدا کے کسی کو نہ ڈریں گے پس قاعدہ نحو یہ عربیہ سے بھی اور نہ ہدایت مفسرین اہل لغت سے
بھی خوب واضح ہو گیا کہ کلمہ مذکورہ سے مراد زمین ہے کہ سب لوگ اس کی عبادت کریں گے کسی شیخ کو اس کے شریک
نہ کریں گے بلکہ روز روشن کی طرح روشن مراد یہ ہے کہ مومنین صالحین موعودین بخلاف و ثروت بستور راضی فی حال آئندہ
بھی خدا کی عبادت کریں گے کلمہ وحدت پڑھیں گے خلافت و ثروت سے دگرگون نہ جائیں گے بلکہ ہمیشہ ایمان
و عمل صالح پر ثابت و قائم رہیں گے فرق یہ ہے کہ ابھی ایمان کامل کہتے ہیں عمل صالح کرتے ہیں غیر خدا سے ڈرتے ہیں
موعودہ خلافت و ثروت ملنے کے بعد ایمان کامل رکھیں گے عمل صالح کریں گے غیر خدا سے نہ ڈریں گے جس سے شیخ انجن
کی طرح عیان فرمایا کہ صاحب مناقب کا یہ کہنا کہ کلمہ مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ سب لوگ عبادت کریں گے کسی شیخ کو
اس کے شریک نہ کریں گے بالکل عدا کلام باری من تحریف معنوی کر کے دائرہ اسلام سے اپنے خارج ہونے کا فتنا
کرنا ہے پس یہ مناقبہ تراویحیہ مذکورہ کہ خاں سیاہ ہو گیا اور آئندہ مذکورہ سے زمانہ امام مہدی مراد ہونا جیسا خیال محال
تھا ویسا خیال محال ہوا و ہمیشہ ویسا خیال محال رہے گا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا استوار مشل

پایہ عرش پر درگاہ و سیار یا اور ہمیشہ رہیگا۔

مناقشہ سی و چہارم قال سناذ البریہ صاحب القوت القدسیہ فی تحفۃ الاثناعشریہ امام حدی مراد
 ازین آیت نبی توانند زید را کہ در وقت نزول این آیہ موجود نبود انتہی بالفاظ الرقم قال صاحب البیارق کہ چون ان
 وقت جناب امیر حسین حاضر بود خطاب زبور صحیح خواہر بود و ذلک مما تقر فی الاصول و ہمین ست حال سائر
 خطابات قرآنیہ کما لا ینحی انتہی بلفظہ لقیول الرقم الاثم واقعہ نزول اس آیت کا یہ ہے کہ بعد ہجرت کے مہاجرین جب انصار
 کے گھروں میں رہتے تھے کفار قریش نے اکثر کفار مکہ و مدینہ کو متفق کر کے مہاجرین کو دہشت آمیز و فتنہ انگیز پیام آت
 و مقام پر در پڑ بھیجنے لگے مہاجرین بغلبہ خوف ایک وقت آپس میں کہہ رہے تھے کہ ایسا بھی کوئی دن ہوگا کہ ہم
 اپنے کو امن اور اطمینان میں دیکھیں پس آیت نازل ہوئی وعدہ اللہ الذین امنوا منکم الکم فریقین کی جس
 کتاب میں اس آیت کا واقعہ نزول مذکور ہے یہی مذکور ہے اسکے خلاف کسی فریق کی کسی کتاب میں نہیں ہے اور یہ
 حالت مہاجرین کی قبل جنگ رکے تھی جو کہ سوم سال ہجرت میں ہوا ہے اس وقت تک حضرت سید کا عقد شریعت
 بھی نہیں ہوا تھا بعد واقعہ بدر کے آخر سوم سال ہجرت میں عقد شریعت ہوا ہے جسکے ایک سال بعد تولد شریعت
 امام حسن کا ہوا ہے مولوی عمار علی صاحب نے دفع الغلطہ میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا علی رضی کہ اصل غلطیوں
 ہو وند وقت نزول آیہ موجودہ بود نہ انتہی بلفظہ غور کرنا چاہیے کہ اس وقت علی رضی کا موجود ہونا بیان کیا جسنین
 کا پس بوقت نزول آیہ مذکورہ جسنین کا موجود ہونا کذب صریح و بتان فطیح اور بحواب مناقشہ دوم عالم الاصول کی
 عبارت سے جو کہ اصول فقہ کی کتب معتمدہ اہل لعنت سے ہے واضح ہو چکا ہے کہ جو لفظ قرآنی لغت میں خطاب
 مشافہہ کیواسطے موضوع ہے وہ لفظ قرآن میں بھی زمانہ نزول خطاب کے بعد والون کو شامل نہیں ہوتا ہے بلکہ در صورت
 نہونے کسی دلیل کے حکم آیت بھی بعد والون کو شامل نہیں ہوتا ہے ایسی صورت میں لفظ اور حکم و لون مختص ہاہل زمانہ
 نزول خطاب محض ہیں لہذا مجتہد صاحب کا و ذلک مما تقر فی الاصول کہنا بھی کذب صریح و بتان
 فطیح ہے اور اس کلام سے لازم آتا ہے کہ موجودین وقت نزول آیت سے کوئی شخص مراد نہ ہو بلکہ انمیں سے ایک
 شخص کی اولاد سے ایک شخص مراد ہو جو کہ صد ہا برس کے بعد پیدا ہونیوالا ہو حالانکہ ایسا خطاب قرآن میں
 بالکل ناپید ہے لہذا وہ ہمین ست حال سائر خطابات قرآنیہ کہنا ایسی کذب بیجانی و بتان بیباکی ہے کہ یہاں نہیں

نہیں آسکتی ہر اور زمانہ جناب امیر میں امور موعودہ آیہ مذکورہ کا وقوع نہیں ہوا ہر لہذا آنحضرت کے کوئی معنی ہو سکتے ہیں نہ بوقت نزول آیہ آنجناب کے موجود ہونے سے امام ہدی مراد ہونا صحیح ہونے کے کوئی معنی ہو سکتے ہیں اور اصول فقہ کے قواعد مقررہ مقصود ہیں اُن آیات پر جو کہ احکام میں ہیں یہ آیت احکام میں نہیں ہے بلکہ پیشین گوئی میں ہے لہذا اس مقام میں ماقتدر فی الاصول کو دخل دینا محض جہل یا اظہار تبحر یا مثال خرد و ستر و اگر بخیر غور و دیکھا جائے تو جناب امیر مراد آیت نہوں اور بوقت نزول آیہ آنجناب کے موجود ہونے سے امام ہدی مراد آیت ہوں یہ ایسی بات ہے کہ ہرگز کسی عاقل کی عقل میں نہیں آسکتی ہر پس مثل و زرو شان کے عیان بنایاں ہو گیا کہ یہ مناقضہ سر اسر کذب بے معنی بہتان لایعنی و ہزبان جنونی ہے لہذا زمانہ امام ہدی مراد ہونا جیسا خیال محال تھا و یا خیال محال رہا ہمیشہ و یا خیال محال ہیگا اور زمانہ حلقائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا مثل سد سکندریہ بلکہ مثل عرش خالق الکر کے قائم پر پائے استوار تھا و یا قائم پر پائے استوار رہا اور ہمیشہ و یا قائم پر پائے استوار رہیگا۔

مناقشہ سی و بیستم مجتہد لکھنوی بوارق میں فرماتے ہیں کہ مراد جناب امیر مراد اولاد طاہرین شیعان آنحضرت اندکہ در زمان حجت موافق وعدہ حقیقہ الہیہ علمائے کلمہ دین خواہند فرمود۔

جواب یہ کہ مناقشہ بست ہفتم میں مجتہد متقدم نے اپنے بیان کی جس حدیث سے استناد کیا ہے اس حدیث سے بھی اور آئمہ ائمہ نے اُسکے جواب میں جو اقوال علمائے اہل لہنت کے نقل کیے ہیں اُن اقوال سے بھی بنا کر مذہب اہل لہنت آیہ مذکورہ سے کسی اہل لہنت کا مراد ہونا صرف ائمہ اہل لہنت کا مراد ہونا عیان غیر محتاج بیان ہے لہذا اس مناقشہ میں اہل لہنت کو بھی مراد آیہ میں داخل کرنا محض کذب و رکاز تراء ہو کر یہ مناقشہ خاک سیاہ ہو گیا اور مناقشہ بست ہفتم کے جواب میں دلائل ظاہر و باہرین باہر سے یہ بھی کالشمس از تجلی ہو چکا ہے کہ ائمہ اہل لہنت کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا بھی محض خیال محال ہے بالکل مناقشہ بست ہفتم کے جواب میں اس مناقشہ کا قطع و قمع ہو چکا ہے لیکن تشیط خاطر ناظرین کیواسطے بیان بھی کچھ لکھا جاتا ہے پس واضح ہے کہ جناب امیر و اولاد طاہرین آنجناب عبارت ہے ائمہ اہل لہنت اور ائمہ اہل لہنت اہل لہنت مراد ہونا خیال محال ہے اولاً اسلئے کہ اسکا نتیجہ یہ کہ نزول آیت کے وقت والون سے ایک شخص مراد ہوا و سب خارج ہوں اور نزول آیت کے بعد والون سے صد ہا برس تک جتنے پیدا ہوں اُن میں سے گیارہ شخص مراد ہوں اور سب خارج ہوں

پھر ہزار برس کے بعد زمانہ رجعت کسب اہل لعنت مراد ہوں ایسا خطاب قرآن میں اور کلام عرب میں بالکل نابود
 وناپید ہو لہذا ائمہ اہل لعنت اہل لعنت زمانہ رجعت مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف قائل مختل الخیال ہونا
 اسلئے کہ مراد از آیہ مذکورہ وہ لوگ ہونگے جو کہ آیہ مذکورہ کے فقرہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات سے
 مراد ہیں جس میں لفظ کھ موجود ہر اور نزول آیت کے وقت واللہ سے فقط ایک متنفس مراد ہوں دیگر سب خارج
 ہوں اور نزول آیت کے بعد واللہ سے صد ہا برس تک جتنے ہوں انہیں سے فقط گیارہ تن مراد ہوں دیگر سب
 خارج ہوں پھر ہزار برس کے بعد کسی زمانے کے سب مراد ہوں ایسا استعمال لفظ کھ کا نہ قرآن میں نہ کسی
 کلام عرب میں بدینوجہ بھی ائمہ اہل لعنت اہل لعنت زمانہ رجعت مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف قائل مختل الخیال
 ہونا لہذا اسلئے کہ اہل لعنت کے اصول فقہ کی نہایت معتد کتاب معالم الاصول کی عبارت منقولہ بحوالہ مشافہہ
 سے عیان مثل وذر و نشان ہے کہ جو لفظ قرآنی لغت میں خطاب مشافہہ کیو اسلئے موضوع ہے وہ لفظ نزول خطا
 وقت واللہ کے ساتھ مختص ہوتا ہے نزول خطاب کے بعد واللہ کو شامل نہیں ہوتا ہے اور در صورت آیات احکامیہ
 سے ہونے کے حکم آیت دلیل دیگر بعد واللہ کو شامل ہوتا ہے اور در صورت نہ ہونے دلیل کے بعد اسلئے حکم سے بھی خارج
 ہوتے ہیں حکم اور لفظ وذن زمانہ نزول آیت واللہ کے ساتھ مختص ہوتے ہیں پس معلوم ہوا کہ جو لفظ قرآنی
 لغت میں خطاب مشافہہ کیو اسلئے موضوع ہے اسکا استعمال قرآن میں اس طور سے ہوتا ہے کہ نزول آیت کے
 وقت واللہ سے کوئی متنفس کسی حال میں خارج نہیں ہوتا ہے سب مراد ہوتے ہیں اور نزول آیت کے بعد والے
 کبھی خارج ہوتے ہیں یہ در صورت نہ ہونے ضرورت عموم حکم کے ہے اور کبھی مراد ہوتے ہیں یہ در صورت ہونے ضرورت
 عموم حکم کے ہے اور یہ بھی ہے کہ بعد اسلئے جب داخل مراد ہوتے ہیں سب ہوتے ہیں نہ بعض اور اسمین شہہ نہیں ہو سکتا کہ
 لفظ کھ جو آیہ مذکورہ کے فقرہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات میں واقع ہے لغت میں خطاب مشافہہ
 کیو اسلئے موضوع ہے اور اسمین بھی مشہہ نہیں ہو سکتا ہے کہ مجموعہ امور موعودہ آیہ مذکورہ کا وقوع کل ازمنہ است محمد
 میں نہیں ہے لہذا بنا برافادہ مذکورہ صاحب معالم الاصول آیہ مذکورہ میں فقرہ مذکورہ لفظ کھ سے جو لوگ ملے ہیں ان میں نزول آیہ
 مذکورہ کے بعد والے نہ سب داخل ہیں نہ بعض بلکہ سب خارج ہیں اور قطعاً آیہ مذکورہ میں لفظ کھ سے فقط وہ
 مومنین صالحین مراد ہیں جو کہ بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے اور اسلئے قبل سے مشرف باسلام ہو کر ایمان لائے

رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے بدینو جب بھی ائمہ اہل لعنت اور اہل لعنت زمانہ رجعت مراد ہونا خیال محال ناشی
 از اختلاف قائل مختل الحال ہوا اسیلے کہ خود مجتہد صاحب نے اسی آیت کے مقام بوارق میں چند سطروں کے بعد
 لکھا ہے کہ اصل حمل لفظ عربی بر معنی لغویت مادامی کہ نقل آن از معنی سبلی بمعنی اصطلاحی ثابت نشود لہذا عبارت
 نص صریح ہر اسپر کہ تا وقتی کہ لفظ منقول از معنی لغوی نہ ہو غیر معنی لغوی پر محمول نہیں ہو سکتا ہے اور لفظ کہو آغاز
 آیہ مذکورہ میں واقع ہر منقول از معنی لغوی نہیں ہوا اور لعنت میں لفظ مذکورہ حاضر بن جو دین وقت خطاب کے واسطے
 موضوع ہونہا جب معنی لغوی کے آیہ مذکورہ میں لفظ مذکورہ سے بجز گزراہہ مومنین جو دین وقت نزول آیہ مذکورہ کے دوسرا
 کوئی گزراہہ مراد نہیں ہو سکتا ہے بدینو جب بھی ائمہ اہل لعنت اور اہل لعنت زمانہ رجعت مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف
 قائل مختل الحال ہوا اسیلے کہ اولیاء مجتہد صاحب مولوی عمالی صاحب نے اپنی تفسیر عمدة البیان
 میں آیہ مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت میں خطاب ہر جمیع مومنین کی طرف جو کہ اس زمانے میں تھے انتہی میں
 شک نہیں ہو سکتا ہے کہ اس زمانے سے زمانہ نزول آیہ مذکورہ مراد ہوا جس شخص سے زمانہ نزول سے بعد ولین کا خارج
 ہونا عیان غیر محتاج بیان ہوا اور چونکہ آیت میں صرف لفظ آمنوا نہیں ہر بلکہ لفظ وعملوا الصالحات بھی ہوا
 لہذا عبارت مذکورہ میں مومنین سے مومنین صالحین مراد ہونا بھی مخفی نہیں ہونا ہر اس کے عبارت مذکورہ نص
 صریح ہر اسپر کہ آیہ مذکورہ سے جمیع مومنین صالحین زمانہ نزول مراد ہیں بدینو جب بھی ائمہ اہل لعنت اور اہل لعنت زمانہ رجعت
 مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف قائل مختل الحال ہوا اسیلے کہ جناب امیر کا اس آیت کو زمانہ خلق
 ثلثہ پر محمول کرنا اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دینا نہج البلاغۃ اہل لعنت کی قوی حدیثوں سے ثابت ہر چنانچہ
 بحجواب مناقشہ کم گزچکا بدینو جب بھی ائمہ اہل لعنت اور اہل لعنت زمانہ رجعت مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف
 قائل مختل الحال ہوا اسیلے کہ زمانہ خلفائے ثلثہ کا مراد آدہ ہونا ایسا کھلا ہوا ہے کہ باوصف فطرتھب
 مذہبی کے بعض مفسرین معتدین اہل لعنت نے وعدہ آیہ مذکورہ کا خلفائے ثلثہ کے زمانے میں پورا ہونا ایسے
 عنوان سے بیان کر دیا ہے کہ سبیل تاویل توجیہ بالکل سدود ہر چنانچہ بحجواب مناقشہ کم و سبب دوم واضح
 ہو چکا بدینو جب بھی ائمہ اہل لعنت اور اہل لعنت زمانہ رجعت مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف قائل مختل الحال
 ہوا اسیلے کہ خلاصہ واقعہ نزول آیہ مذکورہ یہ ہے کہ بعد ہجرت کے ہاجرین جب منازل انسا میں قیام رکھتے تھے

اور غلبہ خوف اعداء ہر وقت ملح رہتے تھے ایک وقت آپس میں مہاجرین نے کہا کہ ایسا بھی کوئی زمانہ ہوگا کہ ہم اپنے کو امن و اطمینان میں دیکھیں پس آیت نازل ہوئی وعد اللہ الذین امنوا منکم انکم فریقین کی جس تفسیر میں بلکہ جس کتاب میں واقعہ نزول آیہ مذکورہ مذکور ہے یہی مذکور ہے اسکے خلاف کسی فریق کی کتاب میں مذکور نہیں ہے نہ فریقین میں کسی کو اس واقعہ کی وقعت میں کلام ہے یہ واقعہ واقعہ عند الفریقین بر ملا مذکور ہے کہ آیہ مذکورہ سے گروہ مہاجرین کا دین قیلاً بہ نیوجہ بھی اہل لعنت زمانہ رحمت اور ان کے ائمہ مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف قائل مختل الحال ہے بعض نے سند و بے اصل روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک وزیر مسجد نبوی میں بوقت ظہر جناب امیر و دیگر لوگ نماز میں تھے ایک سائل نے سوال کیا جناب امیر نے عین نماز میں بجا لیتے ہوئے سائل کو انگوٹھی دی پس آیت نازل ہوئی اھذا ولیکم اللہ الخ اس واقعہ خلافیہ غیر واقعہ سے بزعم اہل لعنت جناب امیر کا مراد اذین آیہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس واقعہ واقعہ غیر خلافیہ سے گروہ مہاجرین کا مراد اذان آیہ ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے ان ہذا الشیخ جعفری نے فرمایا یا اولی الالباب و حقیقت یہ واقعہ جناب امیر کا مراد اذین آیہ ہونے پر دال ہونے کی صورت میں گروہ مہاجرین کی مراد اذان آیہ ہونے پر اس واقعہ کا دال ہونا ایسا کھلا ہوا ہے کہ جسکو تعصب نہ ہی حمایت مشرب آبائی نے بالکل دشمن حتیٰ اور دشمن جیسا شکر بدیہ بنا دیا ہے اس کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے اگر کہا جائے کہ اہل سنت کا قول ہے کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہوگا تو جو لوگ مراد اذین آیہ ہیں ان لوگوں میں جناب امیر کا دخل ہونا ثابت ہوگا صرف جناب امیر کا مراد اذین آیہ ہونا ثابت ہوگا بنا بر اسکے جو لوگ مراد اذان آیہ ہیں گروہ مہاجرین کا ان لوگوں میں دخل ہونا ثابت ہوگا صرف گروہ مہاجرین کا مراد اذان آیہ ہونا ثابت ہوگا تو عرض کیا جائے کہ اس صورت میں بھی عیان مثل و زر و نشان ہے کہ اہل لعنت زمانہ رحمت اور ان کے ائمہ مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف حال قائل مختل الحال ہے بالجملہ نزول آیہ مذکورہ کا واقعہ واقعہ عند الفریقین سے گروہ مہاجرین کا مراد اذان آیہ مذکورہ ہونا ایسا آشکارا محال انکار ہے کہ حتیٰ و جیسا کہ دشمن منکر بدیہ کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے یہ نیوجہ بھی اہل لعنت زمانہ رحمت اور انکو کلمہ مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف حال قائل مختل الحال ہے ہر تاسعا ایسے کہ حیطوس سے آیہ تطہیر میں یعنی اغیارید اللہ لکن عنکم للرحمۃ لعل اللہ یتنزل علیکم کی تفسیر موجود ہے اسی طور سے جن آیتوں میں مراد از لفظ کھ کی تفسیر نہیں ہے ان آیتوں میں در صورت ضرورت عموم کلمہ ہونے کے لفظ کھ سے امت مراد ہوتی ہے

تغلیبا اور در صورت عموم حکم نہ ہونے کے نقطہ مومنین موجودین وقت نزول آیت مراد ہوتے ہیں حقیقہ اسکے خلاف قرآن میں کوئی نہیں دکھا سکتا ہے اور آیت اختلاف میں مراد از لفظ کھڑکی تصریح نہیں ہے لہذا آیت اختلاف میں اگر ضرورت عموم حکم ہوگی تو لفظ کھڑکے سے مراد ہوگی تغلیبا اور امنوا و عملوا الصالحات سے جمیع مومنین صالحین کل ازمنہ است مراد ہونگے اور اگر ضرورت عموم حکم ہوگی تو لفظ کھڑکے سے مومنین موجودین وقت نزول آیت مراد ہونگے حقیقہ اور امنوا و عملوا الصالحات سے جمیع مومنین صالحین موجودین وقت نزول آیت مراد ہوں گے ان دونوں صورتوں کو سو کوئی تیسری صورت ممکن نہیں ہے بدینہ جو بھی فقط اہل لعنت زمانہ رجعت اور انکے ائمہ مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف حال قائل مختل البال ہے اولیاء صاحب شاد فواہین کہ آیا انما ولیکم اللہ میں لفظ کھڑکے سے حضرت سیدہ نسا عالمین اولاد طہیین آنجنابہ و اہل لعنت زمانہ رجعت کیوں مراد نہیں ہو سکتے ہیں آیت اختلاف میں لفظ کھڑکے سے اہل لعنت زمانہ رجعت اور انکے ائمہ کیوں مراد ہو سکتے ہیں حقیقت امر یہ ہے کہ جس طور سے آیا انما ولیکم اللہ میں لفظ کھڑکے سے جنابہ فاطمہ و اولاد طاہرین آنجنابہ و اہل لعنت زمانہ رجعت مراد ہونا واجب قواعد عربیہ و استعمالات قرآنیہ کسی طرح درست نہیں ہو سکتا ہے اسی طور سے آیت اختلاف میں لفظ کھڑکے سے اہل لعنت زمانہ رجعت اور انکے ائمہ مراد ہونا بحسب قواعد عربیہ و استعمالات قرآنیہ کسی طرح درست نہیں ہو سکتا ہے بدینہ جو بھی اہل لعنت زمانہ رجعت اور انکے ائمہ مراد ہونا خیال محال ناشی از اختلاف حال قائل مختل البال ہے عاشرا سیلے کہ مولوی حکیم علی اظہر رئیس کچھ ضلع چھپرہ نے اپنی کتاب سیمی بذوالفقار حیدر میں لکھا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ کاشفہا اسکا کہ مرتدین صحابہ مخاطبین سے ہوں جیسا کہ مقتضای لفظ منکم ہے اور اتنی بلغظہ بحد الزوال پھر صفحہ پھر کے بعد فرماتے ہیں یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ کاشفہا صاف مقتضایہ ہے کہ صحابہ موجودین حاضرین مخاطبین سے کچھ لوگ مرتد ہوں الخ صحابہ موجودین حاضرین مخاطبین عبارت ہے مومنین موجودین وقت نزول آیت سے بدینہ جو ان عبارتوں سے خوف واضح ہے کہ بوجہ لفظ منکم کے یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ کا بدیہی قطعی مقتضایہ ہے کہ مومنین موجودین وقت نزول آیت سے کچھ لوگ مرتد ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ نزول آیت کے بعد والے اگر مراد آیت میں اصل ہوتے تو بعد والوں سے بعض لوگوں کا مرتد ہونا تاہم مقتضای من یرتد منکم

کیونکہ اسے کافی ہوتا قبل النون سے کسی کا مرتبہ ہونا ضروری نہ ہوتا لیکن حسب مفاد عبارات مذکورہ حکم نہیں اہل لعنت
قبل النون سے بعضوں کا مرتبہ ہونے کے بغیر مقتضائے من یزید منکم تمام نہیں ہو سکتا ہو پس معلوم ہوا کہ
بعد الیہ بالکل خارج ہیں صرف قبل الیہ مراد ہیں یعنی فقط وہ مومنین قبل نزول آیت مراد ہیں جو کہ بوقت نزول آیت
موجود تھے بنابر اسکے عبارات مذکورہ حکم نہیں اہل لعنت سے مثل وزر و شان کے عیان نمایان ہو گیا کہ بوجہ لفظ
منکم کے آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا من یزید منکم عن دینہ الخ سے فقط وہ مومنین قبل نزول آیت
جو کہ بوقت نزول آیہ موجود تھے مراد ہونا یہی قطعی ہو پس اقم اقم بحال ادب عرض کرتا ہوں کہ جسطور سے حسب قاعدہ
فخر العلماء و الحکماء اہل لعنت بوجہ لفظ منکم کے آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا من یزید منکم عن دینہ الخ
سے فقط وہ مومنین قبل نزول آیہ موجود تھے مراد ہونا قطعی یہی ہر اسی طور سے بوجہ لفظ منکم کے
آیہ کریمہ وعدا للہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الخ سے فقط وہ مومنین صالِحین قبل
نزول آیہ جو کہ بوقت نزول آیہ موجود مراد ہونا یہی قطعی ہو جن کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا
یہی لابدی ہو اور ائمہ بالعبادہ امیر و اہل لعنت ائمہ رجعت زمرہ مذکورہ سے خارج ہیں بنابر اہل لعنت
زمان رجعت اور انکے ائمہ مراد ہونا خیال محال ناشی از احتمال قائل مختل الحال ہو یہ بھی واضح ہے کہ مذکورہ
میں وعدہ ہو مومنین صالِحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ عطا کرنے کا لہذا حجت واضح
ہو گیا کہ جو مومنین صالِحین مراد آیہ مذکورہ ہیں وہ مومنین صالِحین زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے
ہیں ترتیب لائح ہو گیا جن خلفائے زمرہ مذکورہ کو زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ ہوا جو ان خلفائے زمرہ مذکورہ
کی خلافت مراد آیہ مذکورہ ہو اور یہ معلوم ہو کہ جن خلفائے زمرہ مذکورہ کو زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ ہوا ہوں
صرف خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں پس کالشمس اذا تجلی ہو گیا کہ خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم مراد ہو آیہ
مذکورہ سے جب خلافت خلفائے ثلاثہ کا یہ مذکورہ سے مراد ہونا کالشمس اذا تجلی ہو گیا تب کا لصبح اذا اسفر ہو گیا کہ
جو مومنین صالِحین آیہ مذکورہ سے مراد ہیں وہ مومنین صالِحین خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقا ہیں جس سے وزر و شان کطرح
عیان و نمایان ہو گیا کہ خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقا نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے مومنین صالِحین تھے اور تا دم مرگ
ہمیشہ مومنین صالِحین رہے پس یقیناً معلوم ہو گیا کہ حکم آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا من یزید منکم عن دینہ الخ

زمرہ صحابہ سے جو لوگ مدینہ پہنچے ان لوگوں سے خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقا خارجین باجماع بوجہ عشرہ نمائک عشرہ کاملہ ظہر شمس دین من الاسب ہو گیا کہ اہل لعنت زمانہ رجعت اور انکے ائمہ مراد ہونا محض خیال محال ناشی از اختلاف حال قائل مختل البال ہو اور خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقا مراد ہونا مثل سدسندربلکہ مثل عرش خالق البرکے محکم و مستحکم ہے۔

مناقشہ سی و ششم جناب امیر حسنین علیہم السلام ان مومنین صالحین میں داخل ہیں جو کہ زمرہ نمائک گونا اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہیں پس یہ ائمہ ثلاثہ زمانہ رجعت میں بعد امام ہمدی کے خلافت کریں گے پس انھیں ائمہ ثلاثہ کی خلافت زمانہ رجعت آیہ مذکورہ سے مراد ہے نہ خلافت خلفائے ثلاثہ یہ مناقشہ مختلف کتابوں سے ماخوذ ہے۔

جواب اول کہ یہ تنازعہ قابلِ رد ہے کہ اہل سنت خیر البریت کا برابر یہ قول چلا آتا ہے کہ زمانہ خلفائے ثلاثہ آیہ مذکورہ سے مراد ہے اور حضرات اہل لعنت کا برابر یہ قول چلا آتا ہے کہ زمانہ امام ہمدی آیہ مذکورہ سے مراد ہے ہر بنا پر اسکے جمیع امت کا اجماع اسپر ہے کہ آیہ مذکورہ سے یا تو زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہے یا زمانہ امام ہمدی اگر ان دونوں قولوں سے کوئی قول حق نہ ہو گا اور زمانہ بعد امام ہمدی مراد ہو گیا قول حق ہو گا جو تیرہ سو برس کے بعد ایجاد ہوا ہو تو حق تیرہ سو برس تک ائمہ جمیع امت سے خارج ہو گا لیکن یہ محال ہے پس زمانہ بعد امام ہمدی مراد ہونا محال ہے پس علی حسنین رضی اللہ عنہم کی خلافت زمانہ رجعت مابعد امام ہمدی کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا بنائے محال بہ حال ہو کر گزشتہ ہو گیا اور آیہ مذکورہ سے زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا پایہ نبوت قطعی پر تھا ویسا رہا اور ہیشہ ہیگا۔

جواب دوم جو وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے اس وقت تک حضرت سیدہ علیہا السلام کا عقد شریف بچھین ہوا تھا دیکھو جواب مناقشہ سی و چہارم اور رسالہ روشنی من لکھا ہے کہ ”یہ آیت ابتدائی زمانہ نبوت میں نازل ہوئی ہے اور یہ معلوم ہے کہ ابتدائے زمانہ نبوت میں حضرت سیدہ علیہا السلام کا عقد شریف نہیں ہوا تھا بلکہ زمانہ نبوت کے تین حصے کر کے دو حصے منقضی ہونے کے بعد حضرت سیدہ علیہا السلام کا عقد شریف ہوا ہے اسی مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطین ائمہ اثنا عشر سے صرف جناب امیر کا لوقت نزول آیہ مذکورہ موجود ہونا بیان کیا ہے حسنین علیہما السلام کا نام بھی نہیں لیا ہے پس حسنین علیہما السلام کا لوقت نزول آیہ مذکورہ

موجود ہونا کذب صریح و دروغ مضحک ہے پس یہ مناقشہ ہتان سرٹیکافانہ افزہ پر دازیکہ ترانہ ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور آیہ مذکورہ سے زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا بنیان مہصون شریعہ عرش بیچون تھا ویسا رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب سیم آیہ مذکورہ کا واقعہ نزول یہ ہے کہ ہاجرین مدینہ میں جب اپنا اپنا گھر نہیں بنا چکے تھے بلکہ انصار کے گھروں میں رہتے تھے اور غلبہ خوف احد سے ہر وقت ہتھیار ہاتھ میں رکھتے تھے ایک وقت آپس میں کہہ رہے تھے کہ یہ خوف کبھی ہم سے دور بھی ہوگا پس آیت نازل ہوئی **وعد اللہ الذین امنوا انکم فیہم لفریقین** کی جس کتاب میں آیہ مذکورہ کا واقعہ نزول مذکور ہے وہی مذکور ہر اسکے خلاف کوئی واقعہ نزول آیہ سطورہ کا کسی فریق کی کسی کتاب میں نہیں ہے اور جس فریق کی جس تفسیر میں یہ واقعہ نزول مرقوم ہے ربط آیت کے ساتھ ہے جس سے تسلیم صحت بخالی ممکن ہے جس سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ آیہ مذکورہ سے فقط گروہ ہاجرین مراد ہیں جن سے حسنین علیہما السلام بے شبہہ خارج ہیں لہذا آیہ مذکورہ سے علی حسنین علیہم السلام مراد ہونا غلط محض سفسطہ بحت ہے پس یہ مناقشہ تباہ غلط بر غلط ہو کر مہوہ فاسد و باوہ کا سد ہو گیا اور آیہ مذکورہ سے زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا استوار شریعہ عرش کردگار تھا ویسا رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب چہارم حضرات اہل لغت کی معتبر ترین تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے **ولیلہم بعد خوفہم** **امنا ای لیلہم وھم بعد ان کانوا خائفین بکلمۃ امتین بقوۃ الاسلام وانبساطہ** اور بیشک ضرور بدل دیگا من بعد انکے خوف کو امن سے یعنی بعد انکے خوف مکہ کے بیشک ضرور انکو ایسی نصرت دیگا کہ سبب قوت اور وسعت اسلام کے خوف دشمن اُن سے دور ہو جائے گا **ف** یہ عبارت بملانہ دیر ہی ہے کہ اس آیت میں جو مومنین صالحین کو زمین میں خلیفہ کرنے اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ دیکے خوف دشمن کو دور کر دینے کا وعدہ ہے اس سے وہ مومنین صالحین مراد ہیں جو کہ قبل نزول اس آیت کے ہجرت پہلے مکہ میں دشمنوں سے خائف رہتے تھے جن میں سے حسنین علیہما السلام بے شبہہ خارج ہیں کیونکہ مدینہ میں ہجرت کے چار سال بعد پیدا ہوئے تھے لہذا آیہ مذکورہ سے علی حسنین علیہم السلام کا مراد ہونا ایسا مغلطہ سفسطہ ہے کہ قابل بیان نہیں ہے پس یہ مناقشہ غلطہ باطلہ و سفسطہ عاطلہ ہو گیا اور یہ معلوم ہے کہ ہجرت پہلے مکہ میں رہنے والے کلمہ گو یاں اسلام سے ہجرت خلافت ثلاثہ کا اور کسی کو خلافت در زمین غلبہ بر اہل کین و نون کا مجموعہ حاصل نہیں ہوا جس سے زمانہ خلفائے ثلاثہ کا

آیہ مذکورہ سے مراد ہونا ایسا ہر شکار مثل آفتاب نصف نما کہ ہرگز کسی ننگ کا انکار نہیں ہو سکتا ہر قابل اعتبار۔
جواب پنجم لفظ محال حسین علیہما السلام اگر نزول آیہ مذکورہ سے پہلے پیدا ہوئے تھے تو حسین کلام نہیں ہو سکتا ہو کہ وقت نزول آیہ مذکورہ تک صغیر محض تھے مغلوب خوف اعدائے نہیں ہو سکتے تھے اور آیت میں وعدہ اُن لوگوں سے ہے جو کہ بوقت نزول آیت مغلوب خوف اعدا تھے چنانچہ رسالہ روشنی میں اسکی تصریح موجود ہے و مجموعہ البیان کی عبارت مذکورہ جواب بالاجبی اس پر شاہ عادل ہر اور کلمہ آیت ولید لہم من بعد خوفہ اصنا حسین صریح ہے کہ آیہ مذکورہ سے جو مومنین الحین مراد ہیں اُن میں حسین علیہما السلام کسی طرح داخل نہیں ہو سکتے ہیں جس سے یہ منافقہ باد ہوائی ہو گیا اور آیہ مذکورہ سے زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا محکم مثل پاپے عرش عظم تھا ویسا رہا اور ہمیشہ ہے گا۔

جواب ششم جناب امیر کا آیہ مذکورہ کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر محمول کرنا اور وقتاً فوقتاً اسکی شہادت دینا نہج البلاغۃ اہل لغت کی ایسی قوی حدیثوں سے ثابت ہے کہ آجتک اُن حدیثوں کی صحت میں کلام کرنے کی جرات کسی اہل لغت کو نہیں ہوئی دیکھو جواب مناقشہ ویکم و جہد ہم پس چونکہ جناب امیر نے آیہ مذکورہ کو خلافت خلفائے ثلاثہ پر محمول کیا ہے لہذا حضرات اہل لغت کا یہ کہنا کہ آیہ مذکورہ سے علی حسین علیہما السلام کی خلافت مراد ہے مدعی گواہ حجت کا حساب ہے پس یہ مناقشہ مدعی سبب گواہ چسپ کے قبیل سے ہے کہ محض البغوی اور حشم پوشی کا ترانہ ہو گیا اور آیہ مذکورہ کا مثبت حقیقت تراشیت ہر سہ خلافت ہونا جیسا استدلال پاپے عرش کردگار تھا ویسا رہا اور ہمیشہ ہوگا۔

جواب ہفتم مناقشہ ویکم کے جواب میں وجہ ششم و ہفتم و ہشتم کو دیکھو باوصف تصعب نہ ہی حمایت مشر بنی کے مفسرین معتدین اہل لغت صاحب تفسیر نہج الصادقین صاحب تفسیر مجمع البیان نے خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں وعدہ آیہ مذکورہ کا پورا ہونا ایسی عبارت صریحہ الدلالت واضحہ الافادت سے بیان کر دیا ہے کہ ہرگز کسی قسم کی توجیہ و تاویل نہیں ہو سکتی ہر حرف آیت کی مقتضائے عربیت اور اقوات صادق کی شہادت سے جو یہ ہو کہ اہل لغت کے مفسرین معتدین نے ایسی عبارت لکھ دی ہے جو کہ خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں وعدہ آیہ مذکورہ کے پورا ہونے پر ایسی صریحہ الدلالت ہے کہ سبیل توجیہ و تاویل بالکل مسدود ہے پس چونکہ آیت کی مقتضائے عربیت اور وقتاً صادق کی شہادت سے وعدہ آیہ مذکورہ کا خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں پورا ہونا ایسا آتش کار ناجائز ہے کہ باوصف نہ

تعصب و عناد کے مفسرین کو رہن اہل لعنت کے سواے اقرار کے کچھ نہ ہو سکا لہذا آیہ مذکورہ سے علی و حسنین علیہم السلام کی خلافت زمانہ رجعت مراد ہو سکتی ہو گی یا ہم بلکہ براہِ ذہول اور خلافت خلفائے ثلاثہ کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا جیسا قوی تر از جہاں رسد رکھا و یسا رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب ششم اگر آیہ مذکورہ سے علی و حسنین علیہم السلام کی خلافت زمانہ رجعت مراد ہو گی تو آیہ مذکورہ کے لفظ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات سے فقط علی و حسنین علیہم السلام مراد ہونگے حالانکہ یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا ہوا والا سیلے کہ آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین مراد ہیں ان مومنین صالحین میں حسنین علیہما السلام داخل نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ وہ مذکورہ جواب دوم و سوم و چہارم و پنجم ثانیاً ایسے کہ حضرات اہل لعنت کی تفسیر عمدۃ البیان میں لکھا ہے اس آیت میں خطاب ہر جمیع مومنین کی طرف جو کہ اس زمانے میں تھے، یہ عبارت نص صریح ہے اس پر کہ فقط علی و حسنین علیہم السلام مراد نہیں ہیں بلکہ اس زمانے کے جمیع مومنین صالحین مراد ہیں ثالثاً ایسے کہ حضرات اہل لعنت کے ساتھ شری میں لکھا ہے، ”بشکایمان اور عمل صالح اکل درجہ پر بھی تھے اور کامل درجہ پر بھی اور ناقص درجہ پر بھی ان سب قوی بادشاہت اور حکم میں کا وعدہ کیا گیا ہے،“ پھر چند ور قون کے بعد لکھا ہے، ”بیشک اس آیت میں خطاب ہر ان لوگوں سے جو نزول اس آیت کے وقت موجود تھے،“ ان دونوں عبارتوں سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ فقط علی و حسنین علیہم السلام مراد نہیں ہیں بلکہ وقت نزول آیت کے جمیع مومنین صالحین مراد ہیں رابعاً ایسے کہ اس آیت میں جو مومنین صالحین جو دین وقت نزول کی تخصیص سے یہ مناقشہ خود اس پر مبنی ہے، تاہر اسکے مجتہد اہل لعنت نے بوارق میں جو لکھا ہے، ”لیستخلفنم شامل جمیع مومنین صالحین ست،“ اس سے روشن مثل شمع نہیں ہو کہ فقط علی و حسنین علیہم السلام مراد نہیں ہیں بلکہ زمانہ نزول آیت کے جمیع مومنین صالحین مراد ہیں خامساً ایسے کہ جس طو سے یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت من کلمہ اهل البیت کلمہ کی تفسیر بدون اس قسم تفسیر کے کسی آیت قرآنیہ میں بلکہ کسی عرب کے کلام میں لفظ مذکور کا خصوصاً لفظ مذکور کے کلمہ کا ایسا استعمال کوئی نہیں دکھا سکتا ہو لہذا فقط علی و حسنین علیہم السلام کو مراد بنا نا بجز تحریف معنوی کے کچھ نہیں ہو سکتا ہے پس جوہ خمسہ مذکورہ سے کالشمس افلا تجلی ہو گیا کہ فقط علی و حسنین علیہم السلام کا مراد ہونا خلافت نصریہ علمائے اہل لعنت ہونے کے علاوہ خلاف عربیت ایسا ہے کہ صریح تحریف معنوی ہے پس یہ مناقشہ تحریف معنوی کا

ترانہ بخدا نہ ہو کر آید مذکورہ سے زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد ہونا اور کبھی استوار مثل ساق عرش پروردگار نہ ہو گیا۔

جواب ہم حضرات اہل لعنت کی حیات القلوب مجلسی میں یہ تصریح موجود ہے کہ بعد وفات سرور کائنات خلافت حضرت علی اور حضرت ابوبکر میں نہ اتر تھی؛ یعنی جب حضرت ابوبکر کا خلیفہ بن جی ہونا ثابت ہوگا خلافت بلا فصل کا حق حضرت علی ہونا باطل ہوگا اور جب خلافت بلا فصل کا حق حضرت علی ہونا ثابت ہوگا ابوبکر کا خلیفہ بن جی ہونا باطل ہوگا اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ آید مذکورہ سے اگر علی و حنین علیہم السلام کی خلافت زمانہ رجعت مراد ہوگی تو زمانہ رجعت خلافت حضرت علی کا زمانہ ہوگا غیر زمانہ رجعت خلافت حضرت علی کا زمانہ نہ ہوگا اور زمانہ خلافت بلا فصل غیر زمانہ رجعت ہے پس خلافت بلا فصل حق حضرت علی نہیں ہو سکتا ہے پس حضرت ابوبکر کے بلکہ ہر سہ خلیفہ کے امام بن جی نہ ہو سکتا ہے ہونے میں شک نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اہل لعنت کی حیات القلوب میں جو تصریح ہے کہ بعد رسول خلافت ابوبکر علی میں اور بعد ابوبکر عمر علی میں اور بعد عثمان علی میں نہ اتر تھی اُسکا صریح نتیجہ یہ ہے کہ جب غیر زمانہ رجعت خلافت حضرت علی کا زمانہ نہ ہوگا ہر سہ خلیفہ کا امام بن جی و خلیفہ راشد ہونا معین ہوگا لہذا جب ثابت ہو گیا کہ زمانہ رجعت خلافت حضرت علی کا زمانہ ہی غیر زمانہ رجعت خلافت حضرت علی کا زمانہ نہیں ہے ہر سہ خلیفہ کا امام بن جی و خلیفہ راشد ہونا معین ہو گیا بلکہ یہ بھی قطعاً لازم آگیا کہ بعد خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے حضرت علی نے جو خلافت کی ہے وہ بھی حق نہ تھا پس حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت کی آفتاب پر خاک ڈالنے کے واسطے حضرات اہل لعنت نے جو زمانہ رجعت ایجاد کیا تھا اُسکا نتیجہ خوب نکلا کہ بعد خلفائے ثلاثہ کے حضرت علی نے جو خلافت کی ہو اُس سے حضرت علی کا غاصب خلافت ہونا لازم آگیا ہے جو آفتاب پر خاک ڈالنے کا اُسی کے سر پر خاک پڑنے کی آفتاب جیسا ہو گیا رہیگا **ص** چراغی را کہ از دیر فروزد و ہر اکمل و پست نہ اندیشش بسوزد۔

جواب ہم آید مذکورہ سے اگر علی و حنین علیہم السلام کی خلافت زمانہ رجعت مراد ہوگی تو زمانہ صحابہ حضرت علی کی خلافت کا زمانہ نہ ہوگا بلکہ زمانہ رجعت حضرت علی کی خلافت کا زمانہ ہوگا پس آید کریمہ ائما و لیکم اللہ سے اگر خلافت حضرت علی مراد ہوگی تو زمانہ رجعت اُسکا زمانہ ہوگا اور حدیث من کنت مولاً سے بھی اگر خلافت حضرت علی مراد ہوگی تو زمانہ رجعت اُسکا زمانہ ہوگا علی ہذا برہم حضرات اہل لعنت جن آیتوں اور جن حدیثوں سے خلافت حضرت علی مراد ہے بقرض محال اگر ان آیتوں اور ان حدیثوں سے خلافت حضرت علی مراد ہوگی تو

زمانہ صحابہ اُسکا زمانہ ہوگا بلکہ زمانہ رجعت اُسکا زمانہ ہوگا پس بعد حضرت عثمان کے زمانہ صحابہ میں حضرت علی نے جو خلافت کی سجدہ خلافت منقصبہ مقصود ہوگی اور حضرت علی غاصب خلافت ہو گئے اور وہ خلافت حضرت معاویہ کا حق ہوگا کیا خوب غائب خلافت بھی ہوئے مقصوم بھی ہے اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ زمانہ صحابہ زمانہ خلافت حضرت علی نہونے کی صورت میں حقیقت ہر سہ خلافت کا کوئی منکر نہیں ہے اور حق امرہ جمیع امت کے خارج نہیں ہو سکتا ہے لہذا جب زمانہ صحابہ خلافت حضرت علی کا زمانہ نہوا بلکہ زمانہ رجعت خلافت حضرت علی کا زمانہ ہوا ہر خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد ہونا کا شمس اذاتجلی ہو گیا پس یہ مذکورہ کی لالت قطعہ سے حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت جو آفتاب ہے حساب کی طرح عیان نمایان ہو سکو نہان و پنهان کرنے کے واسطے حضرات اہل لعنت نے جو زمانہ رجعت ایجاد کیا تھا اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جن آیتوں اور حدیثوں سے یہ حضرات خلافت بلا فصل حضرت علی ثابت کرتے ہیں اُن آیتوں اور حدیثوں خلافت بلا فصل مراد ہونا محال ہو گیا اور حضرت علی کی زندگی میں حضرت معاویہ کا خلیفہ بحق ہونا لازم اگر حضرت علی کا غاصب خلافت اور ظالم ہونا لازم ہو گیا معاذا اللہ اور ہر خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد ہونا عیان سے تابان نمایان سے درخشاں ہو گیا پس حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت کی آفتاب پر خاک ڈالنے اور باطل خلافت بلا فصل ناسخ و کو حق بنانے کے واسطے حضرات اہل لعنت جو بات بناتے ہیں اس سے برابر ہر سہ خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد ہونا عیان اور حضرت علی کا مستحق خلافت بلا فصل ہونا نمایان تر ہو کر حضرات اہل لعنت کا زمرہ بیکھون الحق ہم یعلمون اور زمرہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون سے ہونا روشن تر زمانہ مہر ہوتا ہے مریض عشق پر رحمت خدا کی ۛ مرض بڑھتا گیا جو جو دوا کی ۛ

جواب یازدہم جب حضرات اہل لعنت نے دیکھا کہ جو مومنین صالحین نزول آئے مذکورہ سے پہلے شکم مار سے پیدا ہوئے تھے اور بوقت نزول آئے مذکورہ موجود تھے اور خون اعدائے ترسان تھے ان مومنین صالحین کو زمین میں خلیفہ کرنے اور زمانہ خلافت میں ابر دشمنوں پر غلبہ دیکے خوف دشمن کو ان سے دور کرنے کا وعدہ آئے مذکورہ میں ہونا ایسا عظیم سنگ سخت ہے کہ جو اسپر گرتا ہے وہ بھی اور جسیرہ گرتا ہے وہ بھی چور چور ہوتا ہے جس سے خلافت امام ہمدی کا آئے مذکورہ سے مراد ہونا ایسا ترانہ لمحاتہ ہو گیا کہ اُسکا الفاؤ کہیں بھی چھپا لے نہیں چھپتا ہے تب زمانہ رجعت ایجاد کیا اگر اُسکے ساتھ بھی ارشاد ہوا کہ امام ہمدی علیہ السلام غار استتار سے نکل کر دشمنوں کو قتل کر کر تمام صفحہ زمین پر بالقابض مسلط ہو جائیں گے

جو امام خلافت کریں گے اُس امام کے اُس خلافت میں اس بات کا قوت سے فعل میں آنا کیونکہ معقول ہوگا باجماع یہ خوب واضح ہو گیا کہ یہ مناقشہ بوجہ بسیار سراسر دروغ گوارا حفظہ نباشد کا حساب ہوا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ آیہ مذکورہ میں جو ولیکن لھم دیھم الذی ارتضیٰ لھم لیلید اللھم من بعد خوفھما صابعا یعنی لایشرکون بی سیدنا واقع ہر مطابق اُس کے زمانہ خلافت موعودہ میں جن امور کا قوت سے فعل میں آنا ضروری ہو امام مہدی کے بعد حضرت علی یا اور کسی امام کی خلافت زمانہ رجعت میں اُن امور کا قوت سے فعل میں آنا کسی طرح ممکن نہیں ہو لہذا یہ کہنا کہ آیہ مذکورہ سے علی و حسین علیہم السلام کی خلافت زمانہ رجعت مراد ہو صریح تحریف معنوی کا ترانہ طحاۃ ہو پس یہ مناقشہ ترانہ طحاۃ ہو گیا اور آیہ مذکورہ کا مثبت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہونا قائم رہا اور دائم ہے گا۔

جواب دوم ہم آیت کریمہ انی جاعل فی الارض خلیفہ سے حضرت آدم کو زمانہ رجعت میں خلیفہ کرنا کیونکہ نہیں مراد ہو سکتا ہو آیت اختلاف یعنی وعدہ اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض سے مؤمنین صالحین کو زمانہ رجعت میں خلیفہ کرنا کیونکہ مراد ہو سکتا ہو اور مجتہد صاحب نے تو باریق میں لکھا ہو کہ آیت کریمہ انی جاعلک للناس اماما سے یہ ظاہر ہو کہ امامت نبوت سے بالاتر ہو پھر آیت کریمہ انی جاعلک للناس اماما سے یہ کیونکہ نہیں مراد ہو سکتا ہو کہ اے ابراہیم میں نے تجھ کو اس زمانہ میں نبی کیا ہو زمانہ رجعت میں امام کروں گا آیت اختلاف یعنی وعدہ اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض سے یہ کیونکہ مراد ہو سکتا ہو کہ اللہ مؤمنین صالحین کو زمانہ رجعت میں خلیفہ کرے گا اور آیت کریمہ عسی ربکم ان یھلک عدوکم و یتخلفکم فی الارض جو حضرت موسیٰ کا قول ہے اپنے صحاب سے فرمایا ہو اُس سے کیونکہ یہ مراد نہیں ہو سکتا ہو کہ عنقریب تمھارا رب تمھارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور زمانہ رجعت تک موزن میں خلیفہ کرے گا آیت اختلاف یعنی وعدہ اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض سے کیونکہ یہ مراد ہو سکتا ہو کہ اللہ مؤمنین صالحین کو زمانہ رجعت میں خلیفہ کرے گا اور آیت کریمہ یدادونا خلیفۃ فی الارض سے کیونکہ یہ مراد نہیں ہو سکتا ہو کہ اے داؤد ہم نے تجھ کو خلیفہ گرداں ہر واسطہ زمانہ رجعت کے آیت اختلاف یعنی وعدہ اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم سے کیونکہ یہ مراد ہو سکتا ہو کہ اللہ مؤمنین صالحین کو زمانہ رجعت میں

خلیفہ کرگیا حقیقت جسکو کچھ خوف خالق یا شرمِ خلاق ہو وہ اس سے کبھی انکار نہیں کر سکتا ہر کہ جس طرح مذکور آیتوں
 سے خلافت یا امامت نامہ رجعت ہرگز مراد نہیں ہو سکتی ہر اسی طرح آیت اختلاف یعنی وعد اللہ الذین امنوا
 منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض سے بھی خلافت نامہ رجعت ہرگز مراد نہیں ہو سکتی ہر
 لہذا یہ کہنا کہ آیت اختلاف سے علی حسن و حسین علیہم السلام کی خلافت نامہ رجعت مراد ہر عہد کلامِ خدا میں صریح
 تحریف معنوی کرنا ہر بنا برائے بھی یہ مناقشہ صریح تحریف معنوی کا تراژڈی لیلانہ ہر کیا جسکو کچھ بھی عربی زبان سے
 واقفیت ہو اور کچھ بھی خوفِ خدا یا پاس حیا ہو یہ کہہ سکتا ہر کہ علیؑ ان ھیلاک عدک و لیستخلفکم
 فی الارض سے یہ مراد ہو سکتا ہر کہ عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر گیا اور تمہارے مرنے کے بعد پھر
 زندہ کر کے اسی دنیا میں تمکو زمین میں خلیفہ کر گیا ہرگز نہیں ہرگز نہیں کیونکہ اسکا قطعی مفاد اور یقینی استفادہ ہر کہ
 عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر گیا اور تمہارے مرنے سے پہلے تمکو زمین میں خلیفہ کر گیا اسی طرح جسکو
 کچھ بھی عربی زبان سے واقفیت ہو اور کچھ بھی خوفِ خدا یا پاس حیا ہو یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا ہر کہ وعد اللہ الذین
 امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض سے مراد یہ ہر کہ بعد مرنے والے مومنین صالحین کے پھر
 زندہ کر کے مومنین صالحین کو اسی دنیا میں اس خلیفہ کر گیا کیونکہ جس طرح وعدہ دیکھ ان ھیلاک عدک و لیستخلفکم
 فی الارض کا قطعی مفاد اور یقینی استفادہ ہر کہ عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر گیا اور تمہارے مرنے
 سے پہلے تمکو زمین میں خلیفہ کر گیا اسی طرح وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم
 فی الارض کا قطعی مفاد اور یقینی استفادہ ہر کہ وعدہ دیا اللہ نے تم میں جمہور مومنین صالحین ہیں انکو کہ بیشک ضرور خلیفہ
 کر گیا انکو زمین میں انکم مرنے سے پہلے لہذا یہ کہنا کہ اس سے علی حسن و حسین علیہم السلام کی خلافت نامہ رجعت
 مراد ہر جو کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کے اسی دنیا میں انکو ملیگی عہد کلامِ خدا میں تحریف معنوی کرنے کے سوا کچھ
 نہیں ہو سکتا ہر غرض کہ اس مناقشہ کا تحریف معنوی عہد کا تراژڈی لیلانہ ہونا ایسا اگلا ہوا ہر کہ ہرگز کیسے چھپائے
 چھپ نہیں سکتا ہر سب جانے دو حضرات اہل لعنت ذرہ بھر خوفِ خالق یا ذرہ بھر شرمِ خلاق کسی سے مستعار
 لے کے ارشاد فرمائیں کہ آیت انما ولیکم اللہ الخ سے ولایت نامہ رجعت اور حدیث من کنت مولاه
 سے مولائیت نامہ رجعت کیوں مراد نہیں ہو سکتی ہر آیت اختلاف سے خلافت نامہ رجعت کیوں مراد ہو سکتی ہر

و حقیقت جب طرح آیت ائما ولیکم اللہ اور حدیث من کنت مولاه سے ولایت اور مولائیت نامہ رجعت ہر گز مراد نہیں ہو سکتی ہر اس طرح آیت استخلاف سے خلافت نامہ رجعت ہر گز مراد نہیں ہو سکتی ہر جگہ جس طرح قطعاً و یقیناً شکم مادر سے پیدا ہو کر مرنے سے پہلے ہونے والی لائیت مولائیت آیت ائما ولیکم اللہ و حدیث من کنت مولاه سے مراد ہر اس طرح قطعاً و یقیناً شکم مادر سے پیدا ہو کر مرنے سے پہلے ہونے والی خلافت آیت استخلاف سے مراد ہر اور یہ معلوم ہر کہ جو لوگ نزول آیت استخلاف سے پہلے کلمہ گویان اسلام میں داخل تھے اور بوقت نزول آیت استخلاف موجود تھے اُن لوگوں میں سے صرف خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم زمین میں خلیفہ اور زمانہ خلافت میں برابر غالب اہل کینہ ہوئے ہیں لہذا آیت استخلاف سے صرف خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا مراد ہونا ایسا ہر آشکارا مثل لیل فہار کہ حضرات اہل لعنت کا انکار ہر گز نہیں ہو سکتا ہر قابل اعتبار۔

مناقشہ سی ہفتم۔ جناب امیر مومنین صالحین موجودین وقت نزول آیہ مذکورہ سے ہیں اور آنجناب کے زمانہ خلافت میں اکثر مومنین مذکورین موجود تھے پس زمانہ خلافت آنجناب آیہ مذکورہ سے مراد ہونا زمانہ خلافت خلفائے ثلاثہ **جواب اول** یہ کہ مجتہد صاحب لائقین فرماتے ہیں کہ اجماع اہل بیت منعقد شدہ ہر یک مراد از آیات اہل بیت اندوزان ظہور حضرت صاحب العصر انتہی پھر دو صفحے کے بعد فرماتے ہیں کہ مراد از آیہ بنصوص عترتہ طاہرہ زان صاحب العصر الزمان است انتہی پہلی عبارت نص صریح ہر اس پر کہ زمانہ تسلط امام مہدی آیہ مذکورہ سے مراد ہونے پر ائمہ اہل بیت کا اجماع منعقد ہر اور دوسری عبارت نص صریح ہر اس پر کہ زمانہ تسلط امام مہدی آیہ مذکورہ سے مراد ہونے پر عترتہ طاہرہ کے بنصوص صحیح موجود ہیں پس یہ مناقشہ صریح مخالفت اجماع و بنصوص اہل بیت ہر اور مذہب اہل لعنت میں اجماع و بنصوص اہل بیت کی مخالفت ایسا کفر ہر کہ انتہا نہیں ہر لہذا یہ مناقشہ مدہوشی بلکہ خواب خرگوشی کا ترانہ ہو گیا اور خلافت خلفائے ثلاثہ کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا مثل ساق عرش لہ حمان کے برقرار ہر اور ہمیشہ برقرار رہے گا۔

جواب دوم جناب امیر مومنین صالحین از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا ایسی بات ہر کہ اہل سنت خیر البریہ کے دل میں اسکا قرار ہر اور زبان میں اسکا اقرار اور اہل لعنت کے دل میں اسکا انکار ہر زبان میں اسکا اصرار ہر حال صرف خلیفہ کا مومنین صالحین از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا خلافت کا مصداق آیہ مذکورہ ہونے کی علامت نہیں ہر بلکہ خلیفہ کا زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب ہونا بھی ضروری ہر اور جناب امیر کو اپنے زمانہ خلافت میں اعدا پر غلبہ نہیں ہوا ہر

بلکہ انجناب پربرابر اور اگر کو غلبہ ہو اسی لہذا اختلاف طویر کا مصداق آیت مذکورہ ہوتا ہے یہی البطلان ہو گیا اور اختلاف حدیثیہ و فہار و قیہ و ذی النور یہ کا مصداق آیت مذکورہ ہوتا ہے اسد کشمیر سے قوی تر ہو گیا۔

جواب سوم سلطان مناقشہ کرتی کہ: ہوا میں ہوا سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ لیکن اللہ نے ہمیں اللہ کی از قضا
 اللہ سے خلافت موعودہ آید نہ کہ وہ کے زمانے میں خداوند کریم روز بروز قوت و شوکت میں ترقی دیکر مومنین صالحین
 موعودین باخلافت دشمنوں پر اور دین اسلام کو ایمان بظلمت و سیاہی کے دیکھا کہ نہ کوئی دشمن تعجب نہ ہو کہ تین مومنین صالحین
 موعودین باخلافت کے برابر باقی رہیگا نہ کوئی دین توت نہ شوکت میں دین اسلام کے برابر باقی رہیگا اور زمانہ خلافت
 علی میں یہ واقع نہیں ہوگا بلکہ اسکا ضد واقع ہوا ہے ایسے روز بروز ضعف و کمزوری میں ترقی ہوئی ہے اور ایمان و فیو
 دشمنوں کا غلبہ ہوا ہے اور زمانہ منافقت علی کا مصداق آید نہ کہ وہ ہوا میں سلطان ہو گیا اور زمانہ خلافت حدیثیہ
 وفاروقیہ و ذی النورین کا مصداق آید نہ کہ وہ ہوا میں سلطان ہو گیا اور زمانہ خلافت حدیثیہ

[illegible][illegible]

جہاں شمشیر و ریشہ کشی کا ہر تھیل ٹلیری کا شانی کے بعض شیریں مومین اہل حق

خلفائے ثلاثہ نبوی اندھنم کے زمانے میں ہے۔ اسے آئہ مذکورہ کا پورا ہونا ایسے عنوان سے بیان کر دیا ہے کہ سبیل توجیہ تامل بالکل غیر ممکن ہے لہذا یہ مناقشہ کو نشہ نہ خیر و زمانہ سبک ہو گیا اور زمانہ خلفائے ثلاثہ کا آئہ مذکورہ سے مراد ہونا بے گونہ رہا اور ہمیشہ بے گنہ رہا ہو گیا۔

جواب چوتھم یہ کہ اس آیت میں جن مومنین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر غلبہ بر اہل عدو عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ مومنین صالحین کا زمانہ گویا ان اسلام از قبل نزول آئہ مذکورہ سے ہونا ضروری ہے کہ مومنان لہذا جسطول سے صدر مذکورہ خلافت عظیم الایۃ الخ کے دوسرے دن مذکورہ جبال سے صرف جناب میر کو نشان فتح جنگ خون کا مجموعہ حاصل ہوا معلوم ہونے کے بعد انجیاب کا حدیث مذکور سے مراد ہونا ایسا آشکارا کہ الشمس نے نصرت الہیہ کی کہ خواجہ و صاحب کائنات ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قابل اعتبار اسی طوطے سے بعد نزول آئہ مذکورہ کے وعدہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آئہ مذکورہ سے خلفائے ثلاثہ نبوی اندھنم کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ بر اہل عدو کا مجموعہ حاصل ہوا اور مذکورہ سے دوسرے کسی کو مذکورہ وعدہ حاصل ہونا معلوم ہونے کے بعد ہر سہ خلافت کا آئہ مذکورہ سے مراد ہونا اور کسی خلافت کا آئہ مذکورہ سے مراد ہونا ایسا آشکارا کہ الشمس نصرت الہیہ کی کہ روا فقہ اراخن کا آشکارا ہرگز نہیں ہو سکتا ہے قابل اعتبار ناظر وایا اولی الامکار۔

جواب پنجم یہ کہ یہ مناقشہ کلمہ نبی البلاغت اہل لعنت کی قوی حدیثوں سے رائج ہو چکا ہے کہ جابر الہیہ نے خلافت خلفائے ثلاثہ کا آئہ مذکورہ سے مراد ہونے کے وقت اتفاقاً شہادت دی ہے لہذا یہ مناقشہ صحیح سست گواہ چست کا حساب ہو گیا اور ہر سہ خلافت کا آئہ مذکورہ سے مراد ہونا بے آزار رہا بلکہ زیادہ استوار ہو گیا۔

مولوی عارفی صاحب نے وقع المعالین اس مناقشہ کی تشدید ارکان کے لیے ایک عجیب کلام اقام فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آئہ مذکورہ کے وعدہ استخلاف خلافت نبوی سے پورا ہو گیا ہے وعدہ تکمیل میں اور وعدہ تبدیل حق مومنین ابھی تک تسخیر نہیں ہوئے اور یہ دونوں وعدے وعدہ استخلاف پر معطوف ہیں اور زمانہ معطوف علیہ میں معطوف کا واقع ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ کلام مجموعہ نظام پیچیدہ عینیت شاہر عادل پر انتہی۔

جواب اول یہ کہ آئہ مذکورہ میں جن مومنین صالحین کو خلافت زمین عطا کرنے کا وعدہ ہوا انھیں مومنین صالحین کو تکمیل میں اس از خوف اہل کین عطا کرنے کا وعدہ ہے جو عبارت ہے ایسا غلبہ بر اعدا سے جو منزل خوف اعدا ہو

لہذا خلافت موعودہ آیہ مذکورہ کے زمانے میں دعوہ دین بالخلافت کو ایسا غلبہ برآمد ہونا کہ خوف اسد اور ہوجائے ایسی ضروری ہے کہ جس خلافت میں خلیفہ اور نقاسے خلیفہ کو ایسا غلبہ برآمد نہیں ہوا ہے وہ خلافت مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہے اور یہ کلام اہل لعنت صریح الدالات ہے کہ جب اس کے جناب اس کے کو اپنی خلافت میں اہل پر غلبہ نہیں ہوا ہے پس خلافت آنجناب مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہے لہذا خلافت آنجناب سے آیہ مذکورہ کے وعدہ اختلاف پورا ہونا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا ہے بدینہ وجہ یہ کلام میں لایندام ہو گیا اور صرف خلافت خلفائے ثلاثہ کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا شدید الاستحکام ہو گیا۔

جواب سوم یہ کہ جن مومنین صاحبین کو خلافت نہیں ہو سکتی دین میں اس از خوف اہل کین عطا کرنے کا وعدہ آیہ مذکورہ میں ہے ان مومنین صاحبین کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا ضروری ہے جیسا کہ بجواب سناقتہ دوم واضح ہو چکا ہے لہذا بعد منقضی ہوجانے زمانہ زمرہ مذکورہ کے یہ کہنا کہ آیہ مذکورہ کے وعدہ اختلاف پورا ہو گیا ہے وعدہ تکمیل دین اور وعدہ تبدیل خوف مومنین ابھی تک پورے نہیں ہوئے صحیح یہ کہنا کہ ایک وعدہ خدا وفا ہو گیا اور وعدہ خلافت ہونے کے تعالیٰ جنابہ عن ذلک عاوا کبیرا چونکہ خدا کا کوئی وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا ہے بدینہ وجہ قبل منقضی ہونے زمانہ زمرہ مذکورہ کے مومنوں کے وعدوں کے پورے ہوجانے میں ہرگز تردد نہیں ہو سکتا ہے لہذا وعدہ تکمیل دین اور وعدہ تبدیل خوف مومنین کا ابھی تک پورا ہونا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا ہے بدینہ وجہ بھی کلام میں لایندام ہو گیا اور صرف خلافت خلفائے ثلاثہ کا مراد آیہ مذکورہ ہونا مستحکم شرعی ہے عرش حکم ہو گیا۔

جواب سوم یہ کہ آیہ مذکورہ میں جن مومنین کو خلافت زمین عطا کرنا وعدہ ہے انھیں مومنین کو تکمیل دین میں اس از خوف اہل کین عطا کرنے کا وعدہ ہے لہذا اگر خلافت مذکورہ کے زمانے میں مومنین مذکورین کو تکمیل دین میں اس از خوف اہل کین نون حاصل ہونا ضروری نہ ہو گا تو لازم آوے گا کہ مومنین مذکورین کو ایک زمانے میں موعودہ خلافت زمین حاصل ہو چکے جب وہ زمانہ منقضی ہو جائے اور خلافت رفت و گذشت ہو جائے اس کے بعد ایک زمانے میں مومنین کو موعودہ تکمیل دین حاصل ہو چکے جب وہ زمانہ منقضی ہو جائے اور تکمیل دین رفت و گذشت ہو جائے اس کے بعد ایک زمانے میں انھیں مومنین کو اس از خوف اہل کین حاصل ہو جائے کہ مومنین سے خلافت نہیں ہو سکتی دین و نون رفت و گذشت ہو جانے کے بعد مومنین کو اس از خوف اہل کین حاصل ہونا قطعاً غیر متصور ہے بلکہ مومنین سے خلافت نہیں رفت و گذشت ہونے کے بعد مومنین کو تکمیل دین حاصل ہونا بھی غیر متصور ہے لہذا موعودہ خلافت زمین کے زمانے میں

موجودہ ممکن ہیں موعودہ امن از خوف اہل کین و نون کا حاصل ہونا ایسی ضروری ہے کہ جس خلافت میں ان دونوں کا حصول نہیں ہوا ہے وہ خلافت ہرگز مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہے اور جتنا یہ سیر کی خلافت میں ان دونوں سے ایک کا بھی حصول نہیں ہوا ہے یہ بیوجہ خلافت انتخاب ہرگز مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہے لہذا خلافت انتخاب سے آیہ مذکورہ کے وعدہ اختلاف پورا ہونا خیال محال ہے یہ بیوجہ بھی یہ کلام میں الاندھام ہو گیا اور صرف خلافت خلفائے ثلاثہ کا مصداق آیہ مذکورہ ہونا استوار مثل پاپیہ عیش کر دگار ہو گیا۔

جواب چہارم یہ کہ زمانہ معطوف علیہ میں وقوع معطوف بعض جگہ بے شبہ ضروری ہے چنانچہ کلام معجز نظام الطہوع والہ واطیعوا الرسول شاہد مرشد ہے ہر جگہ البتہ ضروری نہیں ہے بقرض محال اگر تسلیم کیا جائے کہ کسی جگہ ضروری نہیں ہے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ آیت اختلاف کی موعودہ خلافت میں موجودہ ممکن ہیں امن از خوف اہل کین ضروری الحصول ہیں بوجہ واحد ہونے موعودہ بجا افتاد اور موعودہ بتکلیف میں امن از خوف اہل کین کے مذکورہ معطوف ہونے کے پس یہ کلام غلط فہمی بلکہ ناقصی کا نذرانہ ہو گیا اور صرف ہر سہ خلافت کا مراد آیہ مذکورہ ہونا فہمی تراز سد سکندر ہو گیا۔

جواب پنجم یہ کہ قائل کا قول ہے کہ روایت لاخطین الراۃ عند اجدالہ علیہ ورسولہ ویحیہ اللہ ورسولہ میں جو وعدہ ہر عطا سے نشان ہے کہ وہ قصد وحدیث مذکور کے دوسرے دن پورا ہو گیا ہے اور جو بشارت ہے حصول ظفر کی وہ بعد وفات سرور کائنات جس دن خالد بن ولید کو سید کذاب اور اسکے اتباع پر ظفر حاصل ہوا ہے اُس دن پوری ہوئی ہے اور حدیث مذکور میں عند اخطین الراۃ کی نہ یفتحہ اللہ کی قائل کے قول کا جو جواب بجانب حضرات اہل لعنت ہو گا وہی جواب اس کلام اہل لعنت کا بجانب اہل سنت ہو گا اگر حضرات اہل لعنت کوئی جواب عنایت نہ کریں تو بجانب اہل سنت علاوہ جوابات بالا کے ایک جواب یہ ہو گا کہ حدیث مذکور میں یفتحہ اللہ علیہ دیدیہ کی ضمیر محمور کا مرجع وہی رجل ہے جو حدیث مذکور میں موعودہ برایت ہے لہذا صدور حدیث مذکور کے دوسرے دن اس رجل کو نشان ملنے کے بعد بحالت نشان برداری اسی رجل کی ظفر کا حاصل ہونا جو حدیث مذکور میں مراد ہے ایسی ضروری ہے کہ جس رجل کو قصد وحدیث مذکور کے دوسرے دن نشان ملنے کے بعد بحالت نشان برداری وہ ظفر حاصل نہیں ہوا ہے وہ رجل حدیث مذکور سے مراد نہیں ہو سکتا ہے

اعداد پر غلبہ نہوا خلافت آنجناب کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کی مؤید ہے جس کا صحیح مآل یہ ہے کہ اگر آنجناب کو اپنی خلافت میں اعدا پر غلبہ نہوا تو خلافت آنجناب کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کی منافی ہونا انھن الشیء عجیب

فاعتبروا یا اولی الاباب

جواب ششم یہ کہ تین صفحہ قبل اس کلام کے زمانہ امام مہدی کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا ثابت کرنے کے خیال بنام یہ خود مجتہد صاحب نے ارقام فرمایا ہے کہ دراز سنہ سابقہ اکثر اقطار عالم حملوا زکفر بود اکثر سلیمین خدو صلا اہل بیت سید المرسلین و در کمال حق و صحت انتہی بحدیث الزوائد جواب مناقشہ شانزدہم اس عبارت کے ایک ایک معنی کا قطع و قبح ہو چکا ہے یہاں غرض یہ ہے کہ یہ عبارت بر ملا نہادیر ہے کہ مجتہد صاحب جو قائل ملک مصر اسکے ہیں کہ زمانہ خلافت میں اعدا پر غلبہ اور خوف اعدا سے امن حاصل نہوا خلافت کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کی بالکل منافی ہے پس خلافت امام مہدی کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا ثابت کر نیکی تمام میں یہ افادہ کرنا کہ زمانہ خلافت میں اعدا پر غلبہ اور خوف اعدا سے امن حاصل نہوا خلافت کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کی منافی ہے اور خلافت جناب امیر کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا ثابت کرنے کی غرض سے یہ تصریح کرنا کہ جناب امیر کو اپنی خلافت میں اعدا پر غلبہ اور خوف اعدا سے امن حاصل نہوا خلافت آنجناب کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کی مؤید ہے خوب ہو کمال اجتہاد کا نامہ شاہ قائل یہ ہر چیز پر بنا ہے۔

جواب ششم یہ کہ تین صفحہ صاحب نے اس کلام سے ایک صفحہ قبل خلافت خلفائے ثلاثہ کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کا اثبات پر خاک اٹھانے کے واسطے لکھا ہے کہ حصول امن در زمانہ آئنا ممنوع است تا سچہ نوشتہ کہ آیا می تواند شد کہ اندک از فاطمہ و قصدا حراق بیت آنجناب امن باشد مگر انکہ مراد امن غریب و متزلزل بودہ باشد و ایضا فرادہا کہ در زمان عثمان بطور پیوستہ از اولہ توبہ است بر آنکہ امن حاصل نہوا انتہی بحدیث الزوائد ان حروف کا استیصال قابل دیدر حال آنچہ مناقشہ شانزدہم گد چکا یہاں مقصد یہ ہے کہ اس عبارت میں مجتہد صاحب نے جو افادہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں مومنین صالحین کو نہ اعدا پر غلبہ تھا نہ خوف اعدا سے امن حاصل تھا لہذا خلافت خلفائے ثلاثہ آیہ مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتی ہے یہ افادہ منکر کہ صفحہ بھر کے بعد یہ تصریح کرنا کہ خلافت جناب امیر میں اعدا پر غلبہ اور خوف اعدا سے امن حاصل نہوا خلافت آنجناب کا

آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کی ہو نہ ہونے کی ایسا تراء و یوانہ ہو کہ بیان میں نہیں آسکتا ہر حال و لا قوۃ الا باللہ

جواب ہفتم ناظرین مناقشہ بہست چہارم بہست و پنجم بہست و ششم بہست و ہفتم بہست و ہشتم بہست و نهم بہست و دہم بہست و یازدہم بہست و سترہم بہست و اسی و دو کہ ملاحظہ کریں اگر ائمہ ائمہ کی طرقت بدگمانی ہو تو مولوی عمار علی مجتہد دہلوی کے دفع المغالطہ اور تحفۃ الاشعریہ اور مولوی سید محمد مجتہد لکھنوی کے بوارق و تشکیہ البانی میں پورا مقام آیہ مذکورہ کو نظر غور دیکھیں اور معلوم کریں کہ خلافت خلفائے ثلاثہ کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کے آفتاب پر خاک ڈالنے کے خیال خام سے کذب صریح و دروغ نفیس کے مرکب پر کرد و نون مجتہد و ن نے کس قدر اصرار سے بیان کیا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں نہ دین اسلام کل ایدان باطلہ پر غالب ہو کر نہ مومنین صالحین کو اعدا پر غلبہ حاصل ہوا ہے نہ اذ خلافت خلفائے ثلاثہ آیہ مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتی ہے بعد اس پر کیا واصل سیکر ان کے دونوں مجتہد و ن کا یہ کہنا کہ خلافت جناب امیرین اعدا پر غلبہ اور خوف اعدا سے امن حاصل نہ ہونا خلافت آنجناب کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونے کی ہو نہ ہونے کی ایسی غلبہ فراموشی بلکہ مدہوشی بلکہ خواب خرگوشی کا بڑا نانا وریسا کی در تحریف کلام باری کا کشف خزانہ ہے کہ نہ تحریر میں آسکتی ہے نہ نقل کر سکتی ہے و الیحد بالبحار من کفر الکعداد اور جس طور سے امام حسین علیہ السلام کا واقعہ کر بلا ایا واقعہ ہے کہ اسکی واقعیت اگر کوئی انکار کرے تو اسکا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اسی طور سے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت میں دین اسلام کا کل ایدان باطلہ پر غالب ہونا اور مومنین صالحین کا اعدا پر غالب ہونا اور خوف اعدا کا دور ہونا ایسے امور واقعہ ہیں کہ انکی واقعیت اگر کوئی انکار کرے تو اسکا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ جوابات مناقشات مذکورہ میں اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

جواب ہشتم ہر دو مجتہد مذکور کے پیرو مرشد صاحب تفسیر مجمع البیان نے آیہ مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کلہم فی الارض و بدلہم لہما بعد خوف و لیسططہم فی الارض فقد انضج موعدا لہم انہم عن البوارق حاصل ترجیح دیا ہے کہ تکلیف دی اللہ نے واسطے اُن لوگوں کے زمین میں رہنے دیا اللہ نے اُن لوگوں کو غلبہ قوت اور شوکت و دبدبہ اور بدل دیا اللہ نے اُن لوگوں کو اس بعد خوف کے یعنی اللہ نے اُن لوگوں کو اعدا پر ایسا غلبہ دیا کہ خوف اعدا اُن لوگوں سے دور ہو گیا اور کشائش دی اللہ نے واسطے اُن لوگوں کے زمین میں یعنی دی اللہ نے اُن لوگوں کو زمین میں سلطنت وسیعہ اور خلافت عظیمہ میں شہادت رکھ دیا اللہ نے وعدہ اپنا واسطے اُن لوگوں کے یعنی اللہ نے اُن لوگوں کو خلافت عظیمہ اور غلبات شدیدہ بر اہل کونین عطا کر دیا ہے کہ کل

امور موعودہ آیہ مذکورہ پورے ہو گئے ہیں کوئی حالت منظرہ باقی نہیں ہے پس خوب واضح ہو گیا کہ مجتہد صاحب کا فرمانا کہ اللہ نے موعودہ قوت و شوکت کو زمانہ امام ہدی پر اٹھا رکھا ہے بالکل ہفتہ کا ذرا و منقطع باطل ہے۔

جواب نہم نیز دونوں مجتہدوں کے پیرومرشد دیگر ملافتح اللہ کا شانی صاحب خطبہ منہج نے آیہ مذکورہ کی تفسیر لکھا ہے کہ دورانہ مذکورہ حق تعالیٰ بوعده مومنان نامودہ جزائر عرب و یاکسری و بلاد روم بیشان از زانی فرمودہ انتہی خداوند کریم کا وعدہ آیہ مذکورہ پورا ہو جانے پر یہ عبارت سراسر نبیاری الہی نص صریح ہے کہ سبیل قسیمیہ تاویل بالکل مسدود ہے اور بدیہی امر ہے کہ زمین میں خلافت عظیمہ اور غلبہ شدیدہ حاصل ہونے کے بغیر خداوند کریم کا وعدہ آیہ مذکورہ پورا نہیں ہو سکتا ہے لہذا جب دونوں مجتہدوں کے پیرومرشد کی مذکورہ عبارت سراسر اشتات سے ثابت ہو گیا کہ وعدہ مذکورہ پورا ہو گیا ہے تب کاشمیں از تجلی ہو گیا کہ کل امور مندرجہ آیہ مذکورہ پورے ہو گئے ہیں کوئی حالت منظرہ باقی نہیں ہے لہذا دونوں مجتہدوں کا یہ ترانہ کہ اللہ نے موعودہ قوت و شوکت کو زمانہ امام ہدی پر اٹھا رکھا ہے بالکل ہفتہ کا ذرا ہے۔

جواب دہم حدیث لاطین الراية عند اجدالہ علیہ ورسولہ ویحیہ اللہ ورسولہ کرار اخیر فرمادیں گے اللہ علیہ السلام نے اس کلام مجتہد کے طو سے قابل کایہ قول ہو سکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ مذکور کے دوسرے دن جل کو جو نشان ملا ہے اور ظفر حاصل ہوا ہے وہ حدیث مذکور سے مراد نہیں ہے خلافت صدیقینؓ میں کذاب اور اسکے اتباع کو واصل جنم کرنے کے واسطے حضرت سیف اللہ کو صدیق اکبرؓ سے جو نشان ملا ہے اور ان حضرت نے سیکہ کذاب اور اسکے اتباع کو واصل جنم کیا ہے حدیث مذکور سے وہی مراد ہے اور سرور عالم صلی علیہ وسلم کا فرمانا کہ ہم نشان دین گے اُس قبل سے ہے جو کہ جنگ خندق میں آنسو رنے فرمایا ہے کہ سلطنت و وفائے سری اور مملکت و خراج قیسر میرے قبضہ اقتدار و دست تصرف میں آگئے حالانکہ سلطنت و خراج قیسر قیسر اپنی خلافت میں فاروق عظمیٰ کے قبضہ اقتدار و دست تصرف میں آئے ہیں اُس سے پہلے نہ سرور عالم کے قبضے میں آئے تھے نہ کسی اہل اسلام کے اگر خیال ہو کہ حدیث مذکور میں روز فراق قید ہے کچھ کو یہ ممکن ہو گا کہ صدور حدیث مذکور کے دوسرے دن جو نشان عطا اور ظفر حاصل ہوئے ہیں وہ حدیث مذکور سے مراد نہیں ہے کسی امر نہ پائے پر مراد حدیث مذکور قویٰ نہ ہو کہ کوئی خاطر ہو کہ آیہ مذکورہ میں خاص وقت نزول کے جمیع مومنین صالحین کی جماعت

زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر احد پر غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہے پھر کہوئے ممکن ہو گا کہ ان جسنین صالحین کی
 زندگی میں کل امور موعودہ آئیہ مذکورہ ان مومنین صالحین کو حاصل نہون بلکہ کل یا بعض مراد آئیہ مذکورہ زمانہ رحبت
 پر موقوف ہوا اگر کہا جائے کہ حدیث مذکور میں جو یوم فردا کی قید ہے وہ صد و حدیث مذکور کے دوسرے دن کے سوا
 اور کسی زمانے پر مراد حدیث مذکور موقوف ہونے کا مانع ہے تو کہیداجائے کہ بسطیح یوم فردا سے روز قیامت
 مراد ہوا کرتا ہے بسطیح یوم فردا سے زمانہ رحبت مراد ہو سکتا ہے باوجود اسکے جس طرح کل یا بعض مراد حدیث
 مذکور زمانہ رحبت پر موقوف نہیں ہو سکتا ہے بسطیح بلکہ بطرح اولی کل یا بعض امور موعودہ آئیہ
 مذکورہ زمانہ رحبت پر موقوف نہیں ہو سکتا ہے بلکہ جس طرح صد و حدیث مذکور کے دوسرے
 روز زمرہ رجال سے جسکو رایت و نصرت دونوں حاصل ہوئے ہیں اُس رجل اور اُس رایت
 و نصرت کا مصداق حدیث مذکور ہونا ضروری ہے بسطیح بعد نزول آئیہ مذکورہ زمرہ کلمہ گویان اسلام
 از قبل نزول آئیہ مذکورہ سے جن لوگوں کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں دشمنوں پر غلبہ و نونا مجموعہ
 حاصل ہوا ہے مع رفقا ان لوگوں کا اور ان لوگوں کی خلافت و غلبہ کا آئیہ مذکورہ سے مراد ہونا یقیناً ضروری ہے اور
 کل یا بعض مراد آئیہ مذکورہ کا اور کسی زمانے پر موقوف ہونا قطعاً محال ہے پس غلبہ موعودہ آئیہ مذکورہ کا زمانہ ظہور
 امام ہمدی پر موقوف ہونا خیال محال ناشی از اختلاف مجتہد مختل البال ہے اور زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت
 میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان دونوں امور کا مجموعہ زمرہ مذکورہ سے صرف خلفائے ثلاثہ کو حاصل ہوا ہے
 لہذا صرف خلفائے ثلاثہ کی خلافت و غلبہ آئیہ مذکورہ سے مراد ہونا ایسا آشکارا محال احکا ہے جسب اک صد و حدیث
 مذکور کے دوسرے روز جناب امیر کی نشان یابی و فتیابی کا مراد حدیث مذکور ہونا آشکارا محال احکا ہے پس مستر
 مناقشات بالا کے یہ مناقشہ بھی خیال محال ناشی از اختلاف حال مناقش مختل البال ہو گیا اور یہ سر خلافت
 کا آئیہ مذکورہ سے مراد ہونا استوار مثل سکندری جدار ہو گیا اگر یہ خطہ ہو کہ خلفائے ثلاثہ کو خلافت و غلبہ و نون کا
 مجموعہ حاصل ہونے سے حقیقتہً یا حکماً کل اشخاص جماعت مذکورہ کو مجموعہ مذکورہ حاصل ہونا کیونکر ثابت ہو گا تو
 مناقشہ سنی دشمن کے جواب چارم کو دیکھنا چاہیے اور آئیہ مذکورہ میں جماعت مذکورہ کی جو تخصیص ہے اُس پر
 یہ ظاہر ہے کہ قبل متقصی ہونے زمانہ جماعت مذکورہ سے امور موعودہ آئیہ مذکورہ جماعت مذکورہ کو ضرور حاصل ہونا

پس آیہ مذکورہ میں جماعت مذکورہ کی جو تخصیص ہے وہ تعین جماعت موعودہ باستحلام استیلا ہے جس سے تعین زمانہ ظاہر ہوا اور حدیث مذکورہ میں جو یوم فردا کی قید ہے اس سے زمانہ رجعت مراد ہو سکتا ہے لہذا اس سے نہ تعین وقت ہو سکتی ہے نہ تعین رجل موعودہ برایت و نصرت پس آیہ مذکورہ میں تعین زمانہ اور تعین موعودہ باستحلام استیلا دونوں ہیں اور حدیث مذکورہ میں نہ تعین وقت ہے نہ تعین موعودہ برایت و نصرت لہذا یہ کہنا کہ آیہ مذکورہ میں تعین وقت نہیں ہے حدیث مذکورہ میں تعین وقت ہے محض کوڑ چپشی یا کوڑ چشموں کی راہ زنی ہے پس مجتہد صاحب کا فقرہ کہ انچہ در آیہ وافی ہدایہ وعدہ قوت و شوکت شان شدہ تعین آن بوقت من الاوقات نہ فرمودہ بغیر کاذبہ و تراشہ بالاسہ ہو گیا اور آیہ مذکورہ کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلاف ہونا قوی مثل ساق عرش باری ہو گیا۔

جواب دہم یہ کہ بنا براس کلام مجتہد مقام کے کل یا بعض مراد حدیث مذکورہ جواب بالا کا زمانہ ظہور امام مہدی موقوف ہونا باحتیال قوی محتمل ہو گا لہذا خبر میں دوسرے روز جو نشان عطا ظفر حاصل ہوئے ہیں حدیث مذکورہ سے اسکی مراد ہونے کی بنا پر حضرات اہل لعنت جو حجت قائم کرتے ہیں رجعت قائم نہیں ہو سکتی ہے پس باتو حضرات اہل لعنت اپنی اس حجت کو ساقط از رجحہ صحت کہیں یا اس کلام مجتہد مقام کو باطن یا بیہ تفاوت فرمائیں اور اگر یہ کیا جائے کہ حدیث مذکورہ میں یوم فردا کی قید ہے لہذا کل یا بعض مراد حدیث مذکورہ صدور حدیث مذکورہ کے دوسرے روز کے سوا اور کسی زمانہ پر موقوف نہیں ہو سکتا ہے قیہ قبول کیا جائے کہ آیہ مذکورہ میں تخصیص ہے جماعت مومنین الحین وقت نزول کے جو بے شبہ زمرہ کلمہ گو یا ان سلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہے لہذا جس نے مائے نین زمرہ مذکورہ کو خلافت و شوکت ہو گئی ہے اس زمانہ کے سوا اور کسی زمانہ پر کل یا بعض مراد آہ مذکورہ موقوف نہیں ہو سکتا ہے بلکہ حدیث مذکورہ وعدہ نصرت و غلبہ حق ہے جو کہ بر عزم خیر عین رجعت موقوف ہے زمانہ رجعت پر جو ایک قسم کی قیامت ہے یوم فردا سے اکثر مراد ہونی ہے لہذا بنا بر مذہب قائلین رجعت حدیث مذکورہ میں یوم فردا سے زمانہ رجعت مراد ہونا محتمل ہونے میں چونکہ زمین ہو سکتا ہے لہذا بنا بر مذہب قائلین رجعت مراد حدیث مذکورہ کا زمانہ رجعت پر موقوف ہونا محتمل باحتیال قوی ہے لہذا تیسرے روز خیر کے حاصل شدہ ایت نصرت کے مراد حدیث مذکورہ ہو سکتی ہے بنا بر عقیدین رجعت جو حجت قائم کرتے ہیں و خود بنا بر مسلمات انھیں رجعت قائم نہیں ہو سکتی ہے لہذا جو کہ آیہ مذکورہ میں تخصیص ہے جماعت مومنین الحین وقت

نزول کی جو بے شبہہ مژگ لگی ان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے بین لہذا بعد نزول آید مذکورہ کے جس زمانے میں زمرہ مذکورہ کو خلافت و غلبہ و نون کا مجموعہ حاصل ہوا ہوا اُس زمانے کے سوا اور کسی زمانے پر کل یا بعض مراد آید مذکورہ کا موقوف ہو سکتی دلیل بالکل منقود ہوا اور بعد نزول آید مذکورہ کے جس زمانے میں زمرہ مذکورہ کو مجموعہ مذکورہ حاصل ہوا ہوا وہ زمانہ خلافت خلفائے ثلاثہ ہے لہذا زمانہ خلافت خلفائے ثلاثہ آید مذکورہ سے مراد ہونے کی بنا پر اہل شاک نے اہل قیاد پر جو حجت قائم کی ہے اس میں بنا پر کسی مذہب کے جنبش نہیں ہو سکتی ہر بیت مناقشہ بنا بر مذہب اہل لغت کے بھی فاسد و کاسد ہو گیا اور آید مذکورہ کا ثبوت حقیقت و راشدیت ہر سر خلافت ہونا استوار مثل ساق عرش تھا رہو گیا۔

جواب دوم یہ کہ اس کلام سے اگر یہ مراد ہو کہ امام ہدی کو جو خلافت و ثروت و نون کا مجموعہ حاصل ہو گیا وہی آید مذکورہ سے مراد ہو تو اس کا جواب بکرات و مرات گذر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس خلیفہ کی خلافت و ثروت آید مذکورہ سے مراد ہو اس خلیفہ کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے ہونا ضروری ہے اور امام ہدی زمرہ مذکورہ سے خارج ہیں لہذا خلافت و ثروت امام ہدی کا آید مذکورہ سے مراد ہونا خیال محال ہے اور اگر یہ مراد ہو کہ بعد امام ہدی کے بذریعہ رجعت جناب امیر جو بحال غلبہ و دبیر خلافت کریں گے وہی آید مذکورہ سے مراد ہو تو ناشکیبائی شیم کے جواب میں اس کا پورا قلع و قمع ہو چکا ہے من شارجع اور اگر یہ مراد ہو کہ آید مذکورہ کا وعدہ استخلاف خلافت جناب امیر سے پورا ہو گیا ہے اور وعدہ ہتھیل امام ہدی کے زمانے میں پورا ہو گیا تو ابھی جواب مناقشہ بالا کے ذیل میں اس کا استیصال ہو چکا بالجملا اس مناقشہ کا بطلان سابقا بھی عیان ہو چکا حالانکہ ابھی عیان ہو گیا اور ہر سر خلافت کا آید مذکورہ سے مراد ہونا جیسا مثل آفتاب ان کے دشتان تھا ویسا دشتان رہا اور ہمیشہ ویسا دشتان رہیگا۔

مناقشہ سی و نهم نیز مجتہد لکھنوی بوارق میں فرماتے ہیں کہ شک نیست در آنکہ رواج شعائر اسلام در وقت جناب امیر حاصل بود و خوفیکہ از فرغ نہایت در زمان خلافت ثلاثہ بود نیز انتقاض پذیرفتہ و اما امن کلی پس در زمان آئنا نیز نمونہ لایسا بالنسبہ الی اہل البیت کما اسلفناہ انتہی اس کا استیصال بدین منوال ہے قولہ رواج شعائر اسلام در وقت جناب امیر حاصل بود چو اہل بیک خلافت علویہ میں رواج شعائر اسلام حاصل تھا لیکن اس سے خلافت آنجناب آید مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ آید مذکورہ میں خلافت مع قوت و غلبہ کا وعدہ ہے اور آنجناب کی خلافت مع قوت و غلبہ نہ تھی چنانچہ خود مجتہد صاحب کی عبارت مذکورہ مناقشہ بالا میں صریح ہے کہ قولہ و خوفیکہ از فرغ نہایت در زمان

خلفائے ثلاثہ بودند انتقاض پذیرفته جواب بہ جواب مناقشہ شازدہم مفصل و مدلل گذر چکا ہو کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی
 خلافت میں جو مومن صالح تھا اس سے خوف اعداء و مرہو گیا تھا اور جس سے خوف اعداء و مرہو نہیں ہوا تھا وہ مومن صالح
 نہ تھا بلکہ ابالہ است سے تھا اور اثنا عشری حکیم زمانی نے تشفی خواجہ میں لکھا ہو کہ جناب امیر پر خلافت کا زمانہ اور بھی
 نازک تھا اور حضرت عمرؓ علیہ السلام نے نامہ علویہ بنام معاویہ سے جواب لال کیا ہو کہ جواب اس کے
 خود مجتہد صاحب نے اسی بوارق میں بہت آفتاب سے لکھا ہو کہ جناب امیر کا حال اپنی خلافت میں مثل بے زبان
 پتھر کے تھا کہ خوف اعداء کے اسے اپنا نامی بضمیر بیان نہیں کر سکتے تھے حرف بطلان خلافت ثلاثہ زبان نہیں لاسکتے تھے
 سوا د عظم حقیقت و فضیلت ثلاثہ کے اعتقاد لکھتے تھے نیز خود مجتہد صاحب کی عبارت مذکورہ مناقشہ بالا صریح ہو
 اس میں کہ جناب امیر اپنی خلافت میں اعداء سے ایسے خائف و مغلوب تھے کہ حق بات زبان سے نہیں نکال سکتے تھے
 پس معلوم ہوا کہ مجتہد صاحب جعفری نے یہ کہ جناب امیر کی خلافت میں خوف فراغۃ است انتقاض پایا تھا وہ ایسا ہو
 جیسا کہ بزرگ پیلید کے زمانے میں امام حسین سے خوف فراغۃ است انتقاض پایا تھا قابل تا شاہ کہ جناب امیر کا اپنی
 خلافت میں اعداء پر غالب نہ ہوا بلکہ برابر مغلوب و منکوب اعداء رہتا جو کہ خلافت اکبرتاب کا یہ مذکورہ سے مراد ہو نیکی
 مانع ہو اسکا تو بار بار اظہار کرتے ہیں لیکن جنگی خلافت کا یہ مذکورہ سے مراد ہو کہو فراغۃ است بناتے ہیں جیسا کہ خارج
 و نواصب علی حسنین علیہم السلام کو ابالہ است کہتے ہیں اور اپنا منہ کا لا کرتے ہیں و حقیقت جس طور سے صدور
 حدیث لا عظیمین اللہ الیہ الخ کے دوسرے دن مرہو رجال سے بناب امیر کوتان و ظفر و دونوں کا مجموعہ حاصل
 ہونے کے بعد آنجناب کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور ایسی قطیعت الدالالت ہو کہ آنجناب کو
 ابالہ است سے کہنے والے خواجہ و نواصب یقیناً اپنا منہ کا لا کرتے ہیں اسی طور سے بعد نزول آیت مذکور
 زمرہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آیت مذکورہ سے خلفائے ثلاثہ کو خلافت و غلبہ و دونوں کا مجموعہ حاصل ہونے
 کے بعد ہر سہ خلیفہ کا مومن صالح و امام بحق و خلیفہ راشد و افضل است ہونے پر آیت مذکورہ ایسی قطیعت الدالالت ہو
 کہ ان حضرات کو جو فراغۃ است کہتا ہو وہ یقیناً اپنا منہ کا لا کر تا ہو ابالہ است سنت آج اند کہ چون از حجت خصم
 عاجز آئیند یگان را بد گفتن آغاز کنند قولہ و اما من کلی پس در زمان آہنایزمرہ و لا یسا بال نسبت الی اہل البیت
 ائمہ السلفانہ جوابہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت میں جو مومن صالح تھا اسکو خوف اعداء سے امن حاصل

ہو گیا تھا اور جسکو خوفِ اعدا سے امن حاصل نہیں ہوا تھا وہ مومن صالح نہ تھا بلکہ ابالہ است سے تھا کہ اہل لفظاً
فی الجواب عن المناقشۃ السادۃ عشر۔

مناقشہ ہجری و دہم صاحبِ ارق نے ایک طویل عبارت میں جو بیان کیا ہے حاصلِ اسکایہ ہرگز اگر خلافت
تمام زمین مراد ہے چنانچہ لفظ فی الارض دلالت اُس پر رکھتا ہے تو اس امت میں اس وقت تک کہ جو حاصل نہیں ہوئی اور اگر
خلافت بعض زمین مراد ہے تو جناب امیر کو بھی حاصل تھی تخصیصِ ثلثہ کیا ہے ایسے ہی اگر امن کلی مراد ہے تو خلافتِ ثلثہ میں
غیر حاصل اور اگر امن غیر کلی مراد ہے تو خلافت جناب امیر میں حاصل ایسے ہی اگر امن خوفِ کفار سے مراد ہے چنانچہ لفظ امن
بعد خوفہما دلالت اُس پر رکھتا ہے تو خلافتِ علویہ میں حاصل خلافتِ بکرہ و عمریہ میں غیر حاصل بوجہ ازداد اکثر
عرب اور وقوعِ فتنہ مدینہ وغیرہ کے اور اگر امن خوفِ غیر کفار سے مراد ہے تو زمانہِ ثالث میں غیر حاصل بوجہ جابر کے قتل
وغواری و انسدادِ آب و طعام اُسی کے انتہی۔

جواب کہ خلافتِ داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت قرآن پاک میں ہر یاد اؤدانا جعلناک خلیفۃ
فی الارض حالانکہ خلافتِ داؤد علی نبینا وعلیہ السلام تمام زمین میں نہ تھی پس اگر لفظ فی الارض خلافتِ تمام
زمین مراد ہونے پر دال ہوگا تو کذبِ کلامِ باری لازم آوے گا لہذا کوئی عاقل ایمان یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ لفظ فی الارض
خلافتِ تمام زمین مراد ہونے پر دلالت رکھتا ہے اور خلافتِ اصحابِ موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت قرآن پاک
میں ہر عیسٰی دیکھ ان یصلحک حد وکم ویتخلفکم فی الارض حالانکہ اصحابِ موسیٰ سے کسی کو خلافتِ تمام
زمین نہیں ہوئی پس اگر لفظ فی الارض خلافتِ تمام زمین مراد ہونے پر دال ہوگا تو کذبِ کلامِ حق لازم آوے گا
لہذا کوئی عاقل ایمان یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ لفظ فی الارض خلافتِ تمام زمین مراد ہونے پر دلالت رکھتا ہے اور
موجودینِ وقت نزولِ آیہ مذکورہ کے جمیع مومنین صاحبین کی نسبت آیہ مذکورہ میں ہر یستخلفکم فی الارض
حالانکہ زمرہ مذکورہ سے کسی کو خلافتِ تمام زمین نہیں ہوئی خلافتِ زمینِ عرب و عجم و روم و شام البتہ ہوئی لہذا اگر
لفظ فی الارض خلافتِ تمام زمین مراد ہونے پر دال ہوگا تو کذبِ کلامِ رب لازم آوے گا بدین وجہ کوئی عاقل ایمان
نہ کہہ سکتا ہے کہ لفظ فی الارض خلافتِ تمام زمین مراد ہونے پر دلالت رکھ سکتا ہے نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ خلافتِ زمینِ عرب
و عجم و روم و شام مراد نہیں ہے پس خوب واضح ہو گیا کہ مجتہد صاحبِ کفرانہ خلافتِ تمام زمین مراد ہونے پر لفظ فی الارض

ولایت رکھتا ہر محض ایمان کی دشمنی اور حیا کی خونریزی سے ناشی ہو جسکو کچھ بھی خوف خدا یا کچھ بھی پاس حیا ہوگا
اُس سے ایسی بات سرزد نہیں ہو سکتی ہو اور زمرہ مذکورہ کو خلافت میں عرب و عجم و روم و شام خلفائے ثلاثہ کے
زمانے میں حاصل ہوئی ہو نہ جناب امیر کے زمانے میں لہذا کوئی عاقل نہ بحیثیت خلافت خلفائے ثلاثہ کا مراد آئیہ مذکورہ
ہونے سے انکار کر سکتا ہو نہ خلافت جناب امیر کا مراد آئیہ مذکورہ ہو نہ کیا اقرار کر سکتا ہو نہ فقط خلافت میں آئیہ مذکورہ
میں موعود زمین ہو بلکہ خلافت و قلبہ و لون کا مجموعہ موعود آئیہ مذکورہ ہو اور یہ مجموعہ زمرہ مذکورہ کو خلفائے ثلاثہ کے
زمانے میں حاصل ہو یا نہ جناب امیر کے زمانے میں بدیہ جو بھی کوئی عاقل نہ بحیثیت خلافت خلفائے ثلاثہ کا مراد آئیہ
مذکورہ ہونے سے انکار کر سکتا ہو نہ خلافت جناب امیر کا مراد آئیہ مذکورہ ہونے کا اقرار کر سکتا ہو اسی سے مجتہد حساب
کے پیرو مشد ملافتح اسکا شانی نے تفسیر خلاصۃ المنہج میں وعدہ آئیہ مذکورہ کا خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں پورا ہونا
ایسے صاف عنوان سے بیان کر دیا ہو کہ سبیل توجیہ و تاویل بالکل مسدود و مفقود ہو عبارت ملا موصوف کی یہ ہو
و در اندک زمانے حق تعالیٰ بوعده مومنان فاما نودہ جزا لرعب و یار کسری و بلاد روم بدیشان ارزانی فرمودہ انتہی
بلفظہ پس عیان مثل وزر و شان ہو گیا کہ خلافت تمام زمین مراد نہیں ہو بلکہ وہ خلافت بعض زمین مراد ہو جو کہ
خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں زمرہ مذکورہ کو حاصل ہوئی ہو اور ملا موصوف نے لفظ میں وعدہ خوفہ اصناف کی تفسیر میں
لکھا ہو کہ از پس ترس ایشان از دشمنان انتہی بلفظہ پس معلوم ہوا کہ امن خوف دشمن سے مراد ہو نہ کفار کی تخصیص
ہو نہ غیر کفار کی نیز از امن کلی کی تخصیص ہو نہ امن غیر کلی کی لیکن جسوقت ایسی ترقی ہوتی ہو کہ وسعت قوت شوکت
و جمعیت میں کوئی دشمن ہمسر باقی نہیں رہتا ہو اسوقت خود بخود خوف دشمن بالکل زائل ہو جاتا ہو جیسا کہ خلفائے
ثلاثہ کے زمانے میں ہوا ہو جسکو اکثروں نے امن کلی سے تعبیر کیا ہو اور بنا بر مزعم اہل لعنت جناب امیر اپنی خلافت
میں اعدا سے ایسے مغلوب انخوف تھے کہ مثل بے زبان تھہر کے خلافت دشمن کوئی حرف زبان سے نہیں نکال سکتے
تھے چنانچہ ابھی مناقشہ بالا کے جواب میں واضح ہو چکا لہذا خلافت جناب امیر سرگز آئیہ مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتی
ہو اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مومنین صالحین کو خوف دشمن سے امن حاصل ہونے کے شواہد
کتب اہل لعنت میں بیشمار ہیں مناقشہ شانزدہم کے جواب میں بطور نمونے کے چند شواہد نقل کیے گئے ہیں
جسکو خواہش ہو دیکھنے کے معذرتاً ابتداء خلافت صدیقیہ سے آغاز واقعہ شہادت ذی النور تک برابر

فتوحات عظیمہ و غلبات شدیدہ بر اہل کینہ و قبیلہ تسلط و سلطنت اسے عظیمہ حاصل ہوئے ہے جو کہ حصول امن کی سبب
 و اسل حلیل ہے کہ کوئی خبر کوئی قول سارضہ نہیں کر سکتا ہے اس کے علاوہ آیہ مذکورہ میں جن مومنین صالحین کو خلافت مغلیہ اور خور
 و شیریں امن عطا کرنے کا وعدہ ہوا ان مومنین صالحین کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہوا انفری ہے کہ انھیں
 سابقہ ارا اور وعدہ خدا تعالیٰ نہیں ہو سکتا ہے بلکہ انھیں اس سے حدیث لاعطین الراية خدا ارسلنا یحییٰ اللہ
 و رسولہ و بحی اللہ و رسولہ کو راغیہ فراریغیہ اللہ علی ید یہ سے جو ر جل و بر نشان و ظہر مراد ہیں
 صدور حدیث مذکور کے دوسرے دن اس جل کو وہ نشان و ظہر و وزن حاصل ہونے پر خود حدیث مسطورہ الیسی قطعیت
 الدلالت ہے کہ اگر کوئی خبر یا قول مخالفت کرے تو ہرگز اس خبر و قول کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اسی طور سے جس زمانے
 میں نبی مرہ مذکورہ کو خلافت مغلیہ و وزن حاصل ہوئے ہیں اس زمانے میں مومنین صالحین کو خور و عد سے امن حاصل ہونے پر
 خود آیہ مذکورہ الیسی قطعیت الدلالت ہے کہ جو خبر و قول مخالفت کرے اس خبر و قول کا ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اور
 زمرہ مذکورہ کو خلافت مغلیہ و وزن کا مجموعہ خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں حاصل ہوا ہے نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد نہ ان
 خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں مومنین صالحین کو امن حاصل ہونے اور جسکو امن حاصل نہیں ہوا ہے اسکا دائرہ مومنین صالحین
 سے خارج ہونے پر خود آیہ مذکورہ الیسی قطعیت الدلالت ہے کہ جو خبر و قول مخالفت کرے اس خبر و قول کا ہرگز اعتبار
 نہیں ہو سکتا ہے یہی وجہ خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں سیدہ النسا اور اس الاولیاء پر ظلم ہوا اگر کسی خبر یا قول میں بیان
 کیا گیا ہے تو ہرگز اس خبر و قول کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اور جو اس قسم خبر و قول کا اعتبار کرتا ہے وہ دیکھ کر بالقرآن
 و یوسفون بغ یدہ کے زمرہ سے ہے پس خبر و قطع ہو گیا کہ آیہ مذکورہ میں جو امن خور و شیریں سے موعود ہے خلفائے
 ثلاثہ کے زمانے میں مومنین صالحین کو وہ امن حاصل ہوا ہے اور آخر زمانہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مرندون نے فتنہ برپا
 کیا تھا اور بعد وفات سرور کائنات مذکورہ شور مچایا تھا بعد حصول بحیث ہماجرین الفضائے صدیق اکبر نے بہت جلد
 ان مرتدوں کو واصل جنم کر کے امن برپا کر لیا تھا اور باقی ماندہ کل قبائل عرب کو مقتول و مخدول کر کے قوت غلبہ اور
 شوکت و یدہ پیدا کر لیا تھا جسکو اکثر لوگوں نے امن کلی سے تعبیر کیا ہے اور خلافت فاروقیہ میں ایک گروہ مرتد ہو کر گروہ
 اعزہ علی الکافین قائلین مرتدین کے خوف سے بھاگ کر ملک شام چلے گئے مومنین صالحین کی امن میں کوئی کھینش
 نہ پیدا ہوئی بلکہ وہاں بھی قوم اعزہ علی الکافین کے ہاتھوں سے ترخیج و اصل جنم ہو گئے چنانچہ مقام آیت قتال

مردین میں واضح ہوگا پس عیان مثل وزر و شان ہو گیا کہ فقہ ائمہ اور ائمہ کے اس پر کہ خلافت صدیقیہ فاروقیہ میں اس
 حاصل ہونے سے مجتہد صاحب کا انکار کرنا محض جہل یا تجاہل سے ناشی ہو اور خلافت ذی النورین میں ابتدا سے قریب بابت
 واقعہ شہادت ذی النورین تک ابرہہ فتوحات عظیمہ و غلبات شدیدہ حاصل ہوئے ہے جس سے سلطنت اسلام و ولایت
 خیر الانام میں قوت اور وحدت ہوتی رہی جو صریح دلیل حصول اس پر حقیقت واقعہ شہادت ذی النورین مع متعلقات
 مرض موت کے حکم میں ہو اور علامت ہو اختتام امور موعودہ آیہ مذکورہ کی جیسا کہ فقہ دجال علامت ہو اختتام مائت خلافت
 امام مہدی کی اسکی تفصیل فصل چہارم اور مناقشہ دہم کے جواب میں گذر چکی عادت میں ولایت موجب مالیت ہو
 ہر دو مقام مذکور کی طرف رجوع کر کے دیکھ لینا چاہیے پس ابتدا سے فتوحات صدیقیہ سے انتہائے فتوحات
 ذی النورین تک خلافت موعودہ آیہ مذکورہ قائم رہی اور کل امور موعودہ آیہ مذکورہ پورے ہو گئے اور واقعہ شہادت
 ذی النورین اختتام زمانہ خلافت موعودہ کی علامت ہو پس واضح ہو گیا کہ اس مقام میں اس واقعہ کو مجتہد صاحب
 نے جو اپنا سپر بنایا ہو اسکا سبب محض اہلبی یا بفریبی ہو مجتہد خلافت ذی النورین میں اس حاصل ہوئی کہ موت میں
 صرف خلافت صدیقیہ و فاروقیہ صدق آیہ مذکورہ ہو کہ خلافت بلا فصل علی باطل ہو جائیگی نہ سب اہل لغت
 خاک سیاہ ہو جائیگا حقیقت ہر سہ خلافت ثابت ہو جائیگی خلافت ذی النورین میں اس حاصل ہوا ہوا اور سنہ ہجری
 پر مجتہد صاحب کا حصول اس میں کلام کرنا محض دروغ گو را حافضہ باشد کا حساب ہو کہ مجتہد صاحب کی عہد
 مذکورہ مناقشہ ہشتم سے واضح ہو گیا کہ آیہ مذکورہ میں اس سے اس فی الحقیقی مراد ہونے کا احتمال باقی ہو جس کا
 نتیجہ ہوتا ہو کہ حکم آیہ مذکورہ خداوند کریم جماعت جمیع مومنین صالحین موجودین وقت نزول آیہ مذکورہ کو جو کہ سببہ
 زمرہ کلمہ گویان اسلام اقبال نزول آیہ مسطورہ سے ہر دنیا میں خلافت و غلبہ و نون عطا کر گیا اور عقبی میں انجمن شیعہ
 اور یہ معلوم ہو کہ زمرہ مذکورہ خلافت و غلبہ و نون خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں حاصل ہوئے ہیں اس سے پہلے اس سے پہلے
 لہذا بطور سے غزوہ یمین میں یہ ہے اور جناب امیر کو جو نشان ظفر حاصل ہوئے ہیں اسکا مراد حدیث مذکور بالا ہونا ایسی غیبی
 ہو کہ کسی منکر یا بکار کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار اسی طور سے خلافت خلفائے ثلاثہ کا مراد آیہ مذکورہ ہونا
 ایسی یقینی ہو کہ کسی منکر یا بکار کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار پس یہ مناقشہ بھی بدستور مناقشات سابقہ کے خالص
 ہو گیا اور ہر سہ خلافت کا مراد آیہ مذکورہ ہونا استوار مثل ساق عرش کر دیا ہو گیا۔

مناقشہ چہل و یکم حضرت عزیز المکین نے جو اتمام فرمایا ہے کہ مجموعہ امور موعودہ آیہ مذکورہ غیر زمانہ خلافت
 شیخین و ذی النورین میں واقع نہیں ہوا اور جناب امیر نے بزعم شیعوں بغیر طاغوت احمد ہمیشہ دین مخالفین کے پرش
 میں بسر کیا ہے جو اب اس کے مجتہد صاحب ارق میں فرماتے ہیں کہ برین تقدیر خلافت حضرت امیر بسبب علم من کلی
 در زمان آنحضرت موعودہ نہ ہوہے باشد و خلافت کسانی کہ مستخلف من السبالاتفاق نہ بودند مراد باشد ان
 لشیء عجائب سبحان اللہ کذب ناصبی املما خطہ باید کرد چگونہ و ان تعصب عناد وادہ خود را از جملہ شیعوں لی رسیدہ
 و راضی نشدہ بآنکہ خلافت آنحضرت از کتاب الہی ثابت شود اگر دیدہ بصیرتش کو رنی بود البتہ میدید و میدانت
 کہ علمای سلف او چگونہ تفسیر این آیت کردہ فخر رازی بآن تعصب عناد گفتہ ان الایۃ دلت علی امامتہ
 الاثنتہ الاربعۃ و فضل بن رزہ بان ناصب ابطال الباطل نوشتہ و اما ان یکون المراد من
 قوله تعالیٰ لیس تخلفہم فی الارض علی فحسب فغیر ظاہر ولا خبر صحیحہ یدل علی ہذا بل
 الظاہر لیشمل الخلفاء الاربع فان ظاہر الایۃ ان اللہ وعد المؤمنین بان یجعلہم خلفاء
 الارض و ینزع الملک من کسری و قیصر و یوتیہ المؤمنین و این صحیح است در آنکہ خلافت
 ثلثہ فقط مراد از آیت نیست چنانچہ ناصبی فہمیدہ الحال عداوت ناصب با علی بن ابی طالب باید دید و کذب عناد او
 لاحظہ باید فرمود انتہی بلفظہ۔

جواب یہ کہ تین امور کا مجموعہ خلافت موعودہ آیہ مذکورہ کی علامت ہے اور اول خلیفہ کا زمرہ ہو گا لیکن اسلام
 از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا امر دوم بعد نزول آیہ مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا امر سوم زمانہ خلافت
 میں و ز بروز و شمنون پر غالب ہونا ان امور ثلثہ کا اجتماع علامت ہے خلافت موعودہ آیہ مذکورہ کی اور شیخی
 علامت متخلف نہیں ہوتی ہے یہ بیوجہ غیر ممکن ہے کہ چار خلیفوں میں امور ثلثہ مذکورہ کا اجتماع ہو پھر چاروں
 خلافت مصداق ایہ مذکورہ ہوں تین یا دو یا ایک خلافت مصداق آیہ مذکورہ ہو بلکہ چاروں خلافت کا مصداق آیہ
 مذکورہ ہونا بالبدست ضروری ہو گا اور چاروں خلیفہ زمرہ مذکورہ سے ہیں اور بعد نزول آیہ مذکورہ کے تین میں
 خلیفہ ہوئے ہیں لہذا اگر چاروں اپنی اپنی خلافت میں برابر و وسیع اخلافت غالب بر اہل عداوت ہوتے تو تین
 یا دو یا ایک خلافت مصداق آیہ مذکورہ نہ ہوتی بلکہ بالبدست چاروں خلافت مصداق آیہ مذکورہ تین لیکن

چونکہ علم غلام الغیوب اسکو حاوی تھا کہ جن لوگوں کی زبان میں محبت دل میں عداوت علی کی ہوگی ان لوگوں کو کمال
 بدیہی میں بطولی ہوگا حتیٰ کہ اگر چاروں خلیفہ اپنی اپنی خلافت میں برابر وسیع اختلاف مخالفین اہل عداوت ہو گئے
 تو وہ لوگ جو کہ زبان میں محبت دل میں عداوت علی کی رکھیں گے ضرور ایک خلافت کا مصداق آیہ مذکورہ ہونے پر مصرا
 چاروں خلافت کے مصداق آیہ مذکورہ ہونے سے منکر ہو گئے اور بنظر جہال محبت اہل حق میں ضعف ہوگا نہ حکمت
 حکیم مطلق اسکو مقتضی ہوگی کہ خلفائے نشہ اپنی اپنی خلافت میں برابر وسیع اختلاف مخالفین اہل عداوت ہوں
 اور نلیفہ رابع بعکس ہوں پس درحقیقت خلافت علی کا مصداق آیہ مذکورہ ہونا نہیں ہے منظور خدا سمین میں ہر
 صاحب تحفہ کی خطایہ حکمت الہیہ کا مقتضا قولہ برین تقدیر خلافت حضرت امیر سبب عدم امن کلی زمان
 آنحضرت موعود نبوہ باشد چواہر مجموعہ خلافت در زمین و غلبہ بر اہل کین موعود است آنحضرت اذ خلافت خود
 این مجموعہ حاصل شدہ اند خلافت آنجناب موعود ہی تواند شد قولہ و خلافت کسانیکہ ستخلف من بعد لا اتفاق
 نبودہ مراد باشد انہ لشیء عجیب چواہر این کذب میرح و بہتان فضیح است چہ بجواب مناقشہ نوزدہم موضوع
 انجامید کہ آیہ مذکورہ برستخلف من بعد بودن ہر سہ نلیفہ قطیعت الدالالت است بعد حصول خلافت غلبہ اہل
 عداوت مثل آنکہ حدیث مذکور بجواب مناقشہ بالا بر محبوب محبوب خدا و رسول بودن جناب امیر قطیعت الدالالت
 است بعد حصول نشان و ظہر بروز قرواے صد و حدیث مذکور نیز چون اہل حق ہی گویند کہ خلافت خلفائے کملہ
 مراد ازین آیہ است باز ستخلف من بعد لا اتفاق نبودن چہ معنی دارد استیفای این کلام را بجواب مناقشہ نوزدہم چہ
 قولہ سبحان اللہ کذب ناصبی الملاحظہ باید کرد چگونہ داد تعصب و عداوت خود را از شیعہ اولی میدانند و راضی
 نشدہ باکہ خلافت آنحضرت از کتاب الہی ثابت شود چواہر این کلام بدان ماند کہ یہودیان ہی گویند کہ کذب علیا
 اسلام را ملاحظہ باید کرد چگونہ داد تعصب و عداوت میدہند کہ حضرت موسیٰ ابنی اولی العزم صاحب شریعت میگوند
 و راضی نمی شوند باکہ شریعت آنحضرت مودہ ماضیہ الی یوم القیامہ باشد انتہی نیز انجہ صاحب تحفہ فرمودہ
 کاش این است کہ خلافت آنجناب مراد ازین آیہ نیست اذین لازم نمی آید کہ خلافت آنجناب ازین آیہ ثابت
 نشود چہ جاسے آنکہ از کتاب الہی ثابت نشود کما ستضع قولہ اگر دیدہ بصیرتیں کو رہی بود البتہ ہی میدیدند است
 کہ علمائے ملت او چگونہ تفسیر این آیہ کردہ فخر الدین رازی بآن تعصب و عداوت گفتہ ان کلا یرد دل علی اہماتہ

الأئمة الأربعة جوابه حضرت امام تشکلیں در تفسیر کبری عبارات مذکوره بقاصد لفظی چند نوشته که معلوم
 ان بعد الرسول الاستخلاف الذی هذ او صفه لما کان فی ایام ابی بکر و عمر و عثمان لا ذ
 فی ایامهم كانت القیوم العظيمة و حصل التکلیف فی ظهور الدین و الامن و لم يحصل ذلك فی
 فی ایام علی رضی الله عنه انتهی این عبارت نص صریح است بر نیکی علامت خلافت موعوده آیه مذکوره در خلافت
 صدیقیه و ناز و قیوم و فی التوریه یافته شده و در خلافت علویه یافته شده پس معلوم شد که آنچه مجتهد معاند زکام انفس کرده
 محمول بغلیب است یا مقول بر پاس ادب یا بدینی بر اینکه بابر مراد از آیه بودن هر سه خلافت کسانیکه موافق با صح بودن
 آنها ثبوت رسد اتفاق بر خلافت علی و از زمانه اعلی و از هر چهار خلافت ازین آیت بشارت ثبوت انجا آمد اگر چه خلافت
 علویه مراد از آیه نیست پس اگر دیده مجتهد معاند کورنی بود مثل لا تقر بوالصلوة و کورانه عبارات امام تشکلیں
 نمی گوید که امام پیچ صراحت ارشاد فرموده که علامت منافقت موعوده آیه مذکوره در خلافت علویه یافته نشده قوله
 و فضل بن روزبهان ناصب و ابطال الباطل نوشته و اما ان یکون المراد الله و این صریح است و آنکه خلافت نشسته
 فقط مراد از آیه نیست چنانچه ناصبی فمیده پس الحال عداوت ناصب اباعلی بن ابی طالب باید دید چو لفظ و ملوک
 العرب فی الاسلام و ابطال الباطل باشد یا بشیر چو لفظ یذبح الملک من کسری قیصر و یوتیه المؤمنین
 صریح است و اینکه در خلافتی که بربک کسری و قیصر قبیله و تسلط اهل اسلام شده مراد از آیه است آن خلافت خنقائه ثلثه
 است نه خلافت جناب ائمه پس معلوم شد که لفظ یشمل الخلفاء الامریع نیز محمول بغلیب یا مقول بر پاس ادب
 یا بدینی برین نکته است که چون مراد بودن هر سه خلافت بر پایه ثبوت سیدایمان و عمل صالح کسانیکه اتفاق آنها خلافت
 جناب امیر از قوت بغلیب است انجا امید واضح گردید بنا برین ازین آیت حقیقت هر چهار خلافت بوضع هر گراید که خلافت علی
 داخل در مراد آیه نباشد بوجه فقدان غلبه بر اعدا و خلافت آن شیر خد اهل الحال غیابت و باودت را انقضای باید دید که
 صریح مدلول لفظی یذبح الملک من کسری قیصر و یوتیه المؤمنین را نه فمید بجز دیدن لفظی یشمل الخلفاء
 الامریع از خود رفته و بدرازا جامه گردیده قوله و کذب عذرا و ملاحظه باید فرمود چو آنچه بار بار مجتهد دیگر علماء
 اهل اهلعت میگنید که شیر که باریاد خلافت خود غلبه بر اعدا حاصل نشده بلکه زمانه خلافت بر آن جناب نیاده تر نازک بود
 تا آنکه جناب شایان مثل سنگ نیز بان خلافت دشمن حریف نمی توان گفت حضرت عزیز تشکلیں حریفی از ان بیان فرمود

پس کذبِ عذر از کجایر کہ کذب و کفر آنست کہ مجتہد گفتہ کہ آنچه در آیہ وافی ہایہ وعدہ قوت و شوکت شدہ موقوف بہ زمان
خاتم اوصیاء داشتہ و تفصیل این کذب کو بموجب مناقشہ سسی و مشتہم باید دید نیز الفرض اگر صاحب ابطال الباطل حقیقہ
یشعل الخلفاء الاکابر بعم گفتہ پس در میان او و صاحب تحفہ اختلاف در تعیین مراد آیہ خواہد شد کذب عذر از کجایر
شود کسی کہ فرق در میان کذب اختلاف را نداند خود را بحسب تحفہ مشہر نماید بجز ولت خواری چہ بیند پس این بحث
ہم خاک سیاہ گردید و مزید استواری است لال اہل سنت بوضوح انجامید۔

سناقتہ چہل و دوم مولوی عمار علی صاحب نے دفع المغالطہ میں ایک کلام فرمایا ہر آل اسکا یہ ہر کہ بسط
سے وعدہ عہدے ربکم ان یمھلک عدوکم و لیستخلفکم فی الارض حضرت موسیٰ کے زمانے میں پورا
ہو گیا ہر اسی طبع سے زمانہ خاتم الانبیاء میں وعدہ آیت اختلاف پورا ہو گیا ہر جیسا کہ کیا استخلف الذین من قبلہم
ولالت اسیر رکھتا ہر اور مولوی ناصر حسین صاحب نے رسالہ ناصر بن جوہر و پرت برسالہ روشنی و مشہر بنام دیگر ہر یہ الفاظ اشارت
فرمائے ہیں وعدہ اس آیت کا عہد بنیمین بعد فتح مکہ کے پورا ہو گیا اور اسی کی طرف سعد بن عباد نے اشارہ کیا ہر
جسکی تائید میں دوسری آیات موجود ہیں کہ خدا نے جن میں اُس وعدے کے پورا ہو جائیں گا ذکر فرمایا ہر وہوالذی
جعلکم خلائف الارض رفع بعضکم فوق بعض درجۃ الیہ لیکو فیہ الشکھان ربکم سعید العقاب
وانہ لغفور رحیم (سورہ انفام) اور وہ خدا ہر کو دیا اسے تم کو جانشین زمین کا بعد پہلے لوگوں کے اور بلند کیا
بعض تمھارے کو اوپر بعض کے درجوں میں تاکہ آزمائے وہ تمکو بیچ اُس چیز کے کہ دیا تمکو کہ تحقیق پروردگار تیرا کہ
جلد عذاب کرنے والا ہر اور تحقیق کہ وہ البتہ بخشنے والا مہربان ہر۔ تو جعلناکم خلایف فی الارض من بعدہم
للتظہر کیف تعاملون (سورہ یونس) پھر کر دیا تمھیں حکومت جانشین بیچ زمین کے بعد پہلوں کے تاکہ دیکھیں ہم
کہ کیونکر عمل کرتے ہو۔ امنوا باللہ ورسولہ واتفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ فالذین امنوا متکم
وافقوا لہم اجر کبیر (سورہ الحدید) ایمان لاؤ ساتھ اسد کے اور رسول اُسکے کے اور تخرج کرو اس چیز سے
کہ کیا ہر حکومت جانشین پہلوں کا بیچ اُسکے پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور خرچ کیا واسطے اُن کے ہر ثواب
ان آیات سے صاف ظاہر ہو کہ مسلمانوں کے لیے خدا نے جو وعدہ خلافت فی الارض کا کیا تھا وہ عہد بغیر ہر
پورا ہو گیا بلکہ ان آیات سے بعد غور کے یہ بھی واضح ہوتا ہر کہ کس غرض سے مسلمانوں کو خلافت فی الارض دی گئی

اور وہ کسطح سے اُسکو ترین گے جسین انکی ایسی حالت ہوگی جسین ہزار ہزار کے مستحق ہونگے اور ہزار ہزار کی ترتیب جیسی کہ آیات میں ہوا گواہات خلافت پر منطبق کرنے سے ظاہر ہو جائے کہ کون خلافت کس چیز کے قابل اور مستحق ہوا انتہی الفاظ پھر قریب و موصفے کے بعد ان آیتوں کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ ان آیات سے کچھ نہیں رہتا ہے کہ خلافت فی الارض کا جس سے مراد بادشاہت اور سلطنت ہے جو خود انے مومنین سے وعدہ کیا تھا اُس وعدہ کو خود انے خود عہد پیغمبر میں پورا کر دیا اور مومنین کو خلافت فی الارض حاصل ہو گئی جسکے خلیفہ اور بادشاہ دو حضرت محمد تھے انتہی بلفظ اسکا جواب چند محدثوں میں ہے۔

بحث اول یہ کہ دونوں مولوی صاحبوں نے ان بیانون میں آیہ مذکورہ سے دین کی بادشاہت مراد ہونا بالاحتمال نہیں بیان کیا ہے بلکہ باجموعہ قطع بیان کیا ہے لہذا صاحب نصیحۃ الشیعہ کے استدلال بآیہ مذکورہ کے جواب میں مولوی ثانی نے جو بیان فرمایا ہے کہ آیہ مذکورہ سے علم کی بادشاہت مراد ہو سکتی ہے وہ محض دروغ گور حافظہ ناشد کا حساب ہوگا۔

بحث دوم یہ کہ اہل سنت والبریت کی حجت ظاہر بآیہ مذکورہ کے برقی خرمین سوز رخنہ سے حفظ خرمین مذہب کیواسطے متقدمین اہل لعنت یہ اختراع کیا کہ اس آیت کے زمانہ امام ہدی مراد ہوا اُسکے موافق روایتیں بھی بتالیں اور دوسرے قسم کے دلائل بھی مرتب کر لیے جب اہل سنت نے اُن دلائل کا محض بنائے فاسد علی الفاسد ہونا اور ان روایات کا محض کذب و افتراء ہونا و اشکات کر دیا اور دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کی دلالت قطعہ سے ثابت کر دیا کہ جو مومنین صالحین آیہ مذکورہ سے مراد ہیں اُن مومنین صاحبین کا دمر و کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا ضروری ہے جس سے امام آخر الزمان بے شبہ خارج ہیں لہذا آیہ مذکورہ سے زمانہ امام ہدی مراد ہونا خیال محال ہے جب حضرات اہل لعنت اہل اپنے اسلات اور احادیث کے خلاف اسکے قائل ہو گئے کہ بعد امام ہدی کے جس زمانہ رجعت میں یکے بعد دیگر علی حوینین علیہم السلام خلافت کریں گے وہ زمانہ رجعت آیہ مذکورہ سے مراد ہے جب اہل سنت خیر البریت نے براہین عقلیہ و نقلیہ سے کاشمیں اذاتجلی کر دیا کہ زمانہ آیہ مذکورہ میں جن امور کا تو کس فعل میں آنا ضروری ہے رجعت کے زمانہ مذکورہ میں اُن امور کا تو کس فعل میں آنا غیر ممکن ہے لہذا آیہ مذکورہ سے رجعت کا زمانہ مذکورہ مراد ہونا بھی خیال محال ہے نیز جس طرح آیت کریمہ سے یہ کہ ان یصلوا عدوکم و یستخلفکم

فی الارض سے خلافت اہل رجب مراد ہونا محال ہے اس طرح آئینہ اختلاف کے خلاف تائید رجب مراد ہونا محال ہے نیز
 جن آیات اہل حدیث سے حضرات اہل لعنت خلافت بلا فصل علی پر استدلال کرتے ہیں ان آیات احادیث سے زمانہ
 رجب مراد ہونا قوی احتمال پیدا ہوتا ہے جس سے مذہب اہل لعنت کی بیخ کنی کھڑی ہو جائے بلکہ گردن کٹ جاتی ہے جس سے
 اہل لعنت کے قائل ہو گئے کہ جناب امیر کی خلافت میں وعدہ آید مذکورہ پورا ہو گیا ہے جب اہل سنت نے اسپر بھی ٹھہرنے نہ یا
 اور بلا کم یا کم آید مذکورہ میں خلافت کے ساتھ اور جن امور کا وعدہ ہوا نہیں ہے کسی امر کا وقوع جناب امیر کی خلافت میں
 نہیں ہوا ہے بلکہ ان امور کے انصد کا وقوع ہوا ہے بلکہ بابر غرور اہل لعنت اب جناب اپنی خلافت میں ایسے مغلوب اعدا
 تھے کہ مثل سنگ کے زبان کے خلاف دشمن کوئی حرف نہ بان سے نہیں نکال سکتے تھے تب حضرات اہل لعنت کے
 قائل ہو گئے کہ وعدہ اختلاف آید مذکورہ خلافت جناب امیر سے پورا ہو گیا اور وعدہ استیلا بر اعدا امام مہدی کے زمانہ
 میں پورا ہو گا جب اہل سنت نے یہاں بھی گھوڑ شکنی کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ خلافت وعدہ آید مذکورہ میں جس صواب غلیہ
 موعودہ آید مذکورہ ضروری ہے اور یہ غیر ممکن ہے کہ زمانہ بعد خلافت موعودہ آید مذکورہ سے کسی ماننے پر غلبہ موعودہ آید مذکورہ
 موقوف ہو تب حضرات اہل لعنت اسکے قائل ہو گئے کہ عہد بغیر بین اس آیت کا وعدہ پورا ہو گیا پس ہمارے گاہک اہل سنت کے
 مجبور ہو کر اسے پہلے حضرات اہل لعنت اسکے قائل ہو گئے کہ اس آیت سے زمانہ امام مہدی مراد ہے جب اہل سنت نے
 اسپر قرار لینے نہ یا تب اسکے قائل ہو گئے کہ زمانہ بعد امام مہدی مراد ہے جب اہل سنت نے اسپر بھی ٹھہرنے نہ یا
 تب اسکے قائل ہو گئے کہ زمانہ خلافت جناب امیر مراد ہے جب اہل سنت نے اسپر بھی دم لینے نہ یا تب اسکے قائل ہو گئے
 کہ وعدہ اختلاف و خلافت جناب امیر سے پورا ہو گیا وعدہ استیلا سے قبل امام مہدی سے پورا ہو گا جب اہل سنت
 نے اسپر بھی ممکن نہ یا تب اسکے قائل ہو گئے کہ زمانہ نبی مراد ہے اور زمانہ نبی میں بغیر فتح مکہ یہ وعدہ پورا ہو گیا پس قطعاً
 ایک حجت اہل سنت کے جواب میں حضرات اہل لعنت اس قدر فرار و وقوع میں آچکا ہے کہ حالانکہ اہل بصیرت کے نزدیک
 ان حضرات سے جہتد فرار و وقوع میں آ رہا جو اسی قدر قوت حجت اہل سنت میں پیدا ہو رہی ہے جس سے وعدہ
 شود سبب خیر گر خدا خواہد ہے۔

مبحث سوم یہ کہ زمانہ نبی میں بغیر فتح مکہ وعدہ آید مذکورہ پورا ہونے پر بھی حضرات اہل لعنت نے ٹھہرنے
 اس سے بھی نمایاں فرار کرنا اسکے اس لئے کہ خود مولوی ثانی نے اپنے رسالہ مذکورہ کے جہتد میں صاف بتا دیا ہے

استدلال بآیہ مذکورہ کا جواب دیا ہوا اُس مقام میں لکھا ہے کہ جب تک ایمان اور عمل صالح اکمل درجہ پر بھی تھے اور کامل درجہ اور ناقص درجہ پر بھی اُن سب سے بحیثیت قہمی وعدہ بادشاہت کا اور تکمیل دین کا اور تبدیلِ خوف کا امن کے ساتھ کیا گیا ہوا انتہی پھر چند درقون کے بعد لکھا ہے کہ بیشک اُس آیت میں خطاب اُن لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کو قوت موجود تھے اور موسیٰ صلح تھے انتہی ان دونوں جبارقون کو اور اس مناقشہ کو آیہ مذکورہ کے ساتھ ملانے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ حق تعالیٰ نے آیہ مذکورہ میں وقت نزول کے جمیع مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں دشمنوں پر غلبہ دینے کا وعدہ دیا ہے اور عہدِ پیغمبرین بعد فتح مکہ حق تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے اور وقت نزول آیہ مذکورہ کے جمیع مومنین صالحین دشمنوں پر غالب ہو گئے ہیں معلوم ہوا کہ بعد فتح مکہ کے جو لوگ دشمنوں پر غالب ہوئے ہیں وہ لوگ مومنین صالحین ہیں اُبت دیکھنا چاہیے کہ بعد فتح مکہ کون لوگ دشمنوں پر غالب ہوئے تھے اور کون لوگوں کے دشمن مغلوب ہوئے ہو گئے تھے پس ہجرت و وفات سرور کائنات جو فتح مکہ سے کچھ کم دو برس بعد کا واقعہ ہے دوبارہ خلافت نزول واقع ہو کر جو انجام ہوا اُس سے آشکارا کہ الشمس فی نصف النہار ہے کہ بعد فتح مکہ خداوند کریم نے حسبِ وعدہ صادقہ خود جن لوگوں کو دشمنوں پر غالب کر دیا ہے اور جو کچھ دشمنوں کو مغلوب و منکوب کر دیا ہے وہ لوگ خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء ہیں اور اہل سنت کے علی و فاطمہ بھی یائنین داخل ہیں اور اہل لعنت کے علی و فاطمہ ایسے خارج ایسے کہ خود حسبِ بیان اہل لعنت ان کے علی و فاطمہ ایسے مغلوب و منکوب اعدائے کمال تھے کہ مثل سنگ بیزبان کے خلاف دشمن کوئی حرت زبان سے نہیں نکال سکتے تھے اسی حالت میں زندگی ختم کر کے دنیا سے راہی ہو گئے اور حق تعالیٰ نے حسبِ وعدہ صادقہ خود بعد فتح مکہ جن لوگوں کو دشمنوں پر غالب کر دیا ہے اور دشمنوں کو مغلوب و منکوب کر دیا ہے وہ لوگ کم از دو سال میں دشمنوں سے ایسے مغلوب و منکوب ہو جائیں کہ مثل سنگ بیزبان کے خلاف دشمن کوئی حرت زبان سے نہ نکال سکیں اور اسی حالت میں زندگی ختم کر کے دنیا سے راہی ہو جائیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے ایسے کہ یہ آیت بے شبہ تسلی مومنین صالحین کے لیے نازل ہوئی ہے چنانچہ مفسرین اہل لعنت سے صاحبِ تفسیر عمدۃ البیان نے تصریح کی ہے اور جو لوگ برسوں سے مغلوب و منکوب دشمن ہوں وہ لوگ دشمنوں پر غالب ہونے کے بعد کم از دو سال میں پھر دشمنوں سے ایسے مغلوب ہو جائیں کہ مثل سنگ بیزبان کے خلاف دشمن کوئی حرت زبان سے نہ نکال سکیں اور دین میں نہ نکال سکیں اس تک اسی حالت میں زندگی ختم کر کے دنیا سے راہی ہو جائیں ایسے علیہ کم از دو سالہ کے وعدے سے ہرگز تسلی نہیں ہو سکتی ہے لہذا زمانہ نبوت میں بعد فتح مکہ وعدہ آیہ مذکورہ

پورا ہوئی تقدیر پر مقدمہ خلافت سے جن لوگوں کا مغلوب و منکوب اعدا ہونا ظاہر ہو گیا ہیں جن میں اہل اہلسنت کے علی فاطمہ علیہ السلام
ہیں وہ لوگ ہرگز ایہ مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتے ہیں اور مقدمہ خلافت سے جن لوگوں کا اعدا پر غالب ہونا ظاہر ہو گیا ہے وہ
لوگ ایہ مذکورہ سے مراد ہیں اور یہ معلوم ہے کہ مقدمہ خلافت سے جن لوگوں کا اعدا پر غالب ہونا ظاہر ہو گیا ہے وہ لوگ خلفائے ثلاثہ اور ان کے
رفقاء ہیں جن میں اہل سنت کے علی فاطمہ بھی داخل ہیں لہذا زمانہ نبوت میں بعد فتح مکہ وعدہ آیت مذکورہ پورا ہونے کی تقدیر
پر بھی مع لینے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا ایہ مذکورہ سے مراد ہونا آشکارا کاشمیں نصف النہار پر جبکہ
نتیجہ یہ ہے کہ جو مومنین صالحین آیت مذکورہ سے مراد ہیں وہ مومنین صالحین خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء ہیں اور اہل اہلسنت کے علی
رفقاء مومنین صالحین کے دشمن اور جن مومنین صالحین کے مومنین صالحین ہونے پر خدا کی شہادت موجود ہے وہ مومنین صالحین
خاصیت خلافت نہیں ہو سکتے ہیں اور ان مومنین صالحین کے دشمن لائق وہ مستحق خلافت نہیں ہو سکتا ہے وہ تو حکم و سن
کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون کامل ہیں کفر اور فسق میں اندازہ سر خلیفہ کے مومن صالح و امام حق
و خلیفہ راشد ہونے سے ہرگز کوئی عاقل با ایمان نکال نہیں کر سکتا ہے اور سینے خلاصہ واقعہ نزول آیت مذکورہ یہ ہے کہ بعد ہجرت
کے مہاجرین غلبہ خوف اعدا سے ایک وقت آپس میں کہے تھے کہ ایسا بھی کوئی زمانہ ہوگا کہ ہم میں یہ خوف نہ ہو پس
آیت نازل ہوئی وعدہ اللہ الذین الہم رفیقین کی جس کتاب میں واقعہ نزول آیت مذکورہ بیان کیا گیا ہے یہی
بیان کیا گیا ہے اس کے خلاف کسی فریق کی کسی کتاب میں نہیں بیان کیا گیا یہ واقعہ برلمانہ اندازہ یہ ہے کہ زمانہ نبوت میں
بعد فتح مکہ وعدہ آیت مذکورہ پورا ہونے کی تقدیر پر بعد فتح مکہ جن مہاجرین کو اعدا پر غلبہ حاصل ہوا ہے وہ ہی مہاجرین آیت مذکورہ
سے مراد ہیں اور فتح مکہ سے تھوٹے دنوں کے بعد دوبارہ خلافت نزل ہو کر جو انجام ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ بعد فتح
مکہ جن مہاجرین کو اعدا پر غلبہ حاصل ہوا ہے وہ مہاجرین مقبولین اہل سنت ہیں جن میں فاطمہ علیہ السلام اہل سنت داخل ہیں اور
بعد فتح مکہ جو لوگ مغلوب و منکوب اعدا تھے ان میں اہل اہلسنت کے علی فاطمہ داخل ہیں جبکہ نتیجہ یہ ہے کہ جو مومنین صالحین آیت
مذکورہ سے مراد ہیں وہ مومنین صالحین مہاجرین مقبولین اہل سنت ہیں پس معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں
جن مہاجرین کی نسبت ایک جگہ فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور ایک جگہ فرمایا ہر واولئک ہم
المفلحون اور ایک جگہ فرمایا ہر واولئک هم الصادقون اور ایک جگہ فرمایا ہر واولئک هم المومنون
حقاً وہ مہاجرین مقبولین اہل سنت ہیں جن کے سرگروہ خلفائے ثلاثہ ہیں اور جن میں اہل سنت کے علی فاطمہ داخل اور

اہل لعنت کے علی و فاطمہ خاں پس جن مہاجرین کے حق میں اس کی ایسی شہادتیں موجود ہیں ان مہاجرین سے جھوٹ
صادر ہو سکتا ہے نہ مہاجرین غاصب خلافت ہو سکتے ہیں ان مہاجرین کی دشمنی لائق مستحق خلافت ہو سکتے ہیں لہذا
حقیقت و راستہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کوئی شک نہیں ہو سکتا ہو پس خوب واضح ہو گیا کہ زمانہ نبوت میں ابو فتح کے خلاف
مذکورہ پولادہ کی تقدیر پر ہی آیہ مذکورہ حقیقت و راستہ ہر سہ خلافت پر قطعیت الدلائل ہے۔

بحث چہارم یہ کہ حضرات اہل لعنت کی عادت ہے کہ جب وقت علی کے غالب و مستولی بر اعدا ہونے کی بنا پر
خضم حجت قائم کرتا ہے اس وقت یہ حضرات صاف کہتے ہیں کہ علی تو غالب و مستولی بر اعدا تھے بلکہ ایسے مغلوب و منکوب
اعدا تھے کہ ہمیشہ ہمارے قہقہہ میں جان بچاتے تھے اور جب وقت علی کے مغلوب و منکوب اعدا ہونے کی بنا پر خضم حجت قائم
کرتا ہے اس وقت یہ حضرات صاف کہتے ہیں کہ علی تو مغلوب و منکوب اعدا تھے بلکہ غالب و مستولی تھے قدر خلافت میں
سکوت کرنا مقابلہ و محاربت کرنا بسبب مغلوبیت و منکوبیت کے نہ تھا بلکہ بمقتضای صبر و ولعبت و صیت نبی کریم علیہ السلام
کے تھا اور کبھی کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال کفار مکہ کے ساتھ سرور کائنات کا مصالحت کرنا مقابلہ و محاربت کرنا جس قبیل سے
ہوئی کفار مکہ خلافت میں سکوت کرنا مقابلہ و محاربت کرنا اسی قبیل سے ہوا دیکھی کہتے ہیں کہ علی کا خلفا سے تنازع کرنا
رسول خدا کا قبل ہجرت قتال کرنے کے قبیل سے ہوا لہذا گندارشاں اول یہ کہ قبل ہجرت قتال ممنوع تھا اترقاہ الہدیت
نامہ لہذا اعلیٰ کا خلفا سے قتال کرنا قبل ہجرت رسول کا قتال کرنے کے قبیل سے نہیں ہو سکتا ہوا و حدیبیہ کے
سال کفار مکہ کے ساتھ سرور کائنات کا مصالحت کرنے مقابلہ و محاربت کرنے کا ایک سبب یہ ہے کہ قتال حرم میں ممنوع ہے
اگر محاربت کیا جاتا تو قتال حرم میں ہو جاتا و سر سبب یہ ہے کہ اگر اس وقت اہل مکہ سے محاربت کیا جاتا تو غزوہ خیبر میں تاخیر
ہوتی جو خلافت منظور باری تھی نیز اس سبب یہ ہے کہ تھوڑے دنوں میں بدون استعمال سیف و نصال کے کفر نہ ہو سکتا تھا
علی کا خلافت کے واسطے مقابلہ و محاربت کرنے کا کوئی سبب ان تینوں سببوں سے نہیں ہو سکتا ہو کیا ہوا لہذا ظہر جدا
لہذا علی کا خلافت کے واسطے قتال کرنا ہرگز حدیبیہ کے سال سرور کائنات کا کفار مکہ سے قتال کرنے کے قبیل سے
نہیں ہو سکتا ہو گندارشاں دوم یہ کہ اسی طور سے ہر مغلوب و منکوب دشمن کو کسی طرف دار دشمن بر غالب و مستولی
اور صابر و شاکر اور کسی بزرگ کی وصیت کے پابند کیے خضم کا منہ بند کر سکتا ہے خالی حضرات اہل لعنت کے منہ میں زبان
نہیں ہے گندارشاں سوم یہ کہ اگر کوئی شریر ایسا شرفاں کرے کہ اس سے دین کا بھی اور اہل دین کا بھی ضرر و غلیم ہو

باوجود قدرت اُس شر کو دفع نہ کرنا نہ صبر ہو سکتا ہے نہ فکر اسی سے اہل لعنت کے فاطمہ نے انکے علی سے کہا ہے کہ خود را ذلیل
 کردی مانند جنین در رحم پرده نشین شدہ و مثل ثنائی خانہ گریختہ آتش گذارش چہاں کہ جس شر سے دین کا بھی اور
 اہل دین کا بھی ضرر عظیم ہو اُس شر کی نسبت کسی کو ایسی وصیت کرنا کہ اگر قدرت بھی ہو تو اُس شر کو دفع نہ کرنا اور اُن شر کو
 نہ بولنا کھلے میدانِ اعلیٰ کے تاج کو بھی خود اپنے انتظام کر گئے تھے جس سے کہ دین اسلام اہل اسلام بالکل نیست نابود ہو جائے کیا خدا کا
 رسول ایسا انتظام کر سکتا ہے جس سے کہ خدا کا دین برباد ہو جائے ہرگز نہیں سب حضرات اہل لعنت کا اقترا ہے کاحول
 ولا قوۃ الا باللہ گذارش سچیم یہ کہ تب اہل لعنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وصیت یہ تھی کہ دشمن لوگ
 اللہ کے دین کو تباہ کر ڈالیں جب بھی نہ بولنا اور اللہ کی کتاب کو ناپسید کر ڈالیں جب بھی نہ بولنا اور کعبہ کو منہدم کر ڈالیں
 جب بھی نہ بولنا اور خلافت کو غصب کر لیں جب بھی نہ بولنا اور ہدایت یافتہ لوگوں کو گمراہ کر ڈالیں جب بھی نہ بولنا
 اور گھمے میں رسی ڈال کے کھینچے ہوئے تم کو اپنے دربار میں لیجائیں جب بھی نہ بولنا اور تمہاری عورت کی موردی جاننا
 پھین لیں جب بھی نہ بولنا اور تمہاری حاملہ عورت کو لاتین مار کے بچہ شہید کر ڈالیں جب بھی نہ بولنا اور تم پر
 مع ذلک و فرزند تمہارے کے گھر جلادین جب بھی نہ بولنا بالکل مردہ بدست زندہ ہو جانا حالانکہ جو شخص فرمانِ نبوی سے
 سر موٹا و زمین کرتا ہو اُس کو ایسی وصیت کرنا صریح اس کو مغلوب و منکوب دشمن کر دینا ہے اور اُس کے دشمن کو اُس کا غالب
 و مستولی کر دینا لہذا اہل لعنت کے خیالی علی اور خیالی رفقائے علی کا بطنع کہ بھی بالکل مغلوب و منکوب دشمن ہونا ایسا
 کھلا ہوا ہے کہ کیسے چھپائے چھپ نہیں سکتا گذارش ششم یہ کہ نہج البلاغۃ میں اول عبارت خطبہ شریفہ
 جس کو حضرات اہل لعنت اپنے علی کا کلام طعی الصدور کہا کرتے ہیں یہ ہے ولقد تقصصھا ابن ابی قحافة و انہ
 لیعلم ان محلی تھا محل القطب من الریح یخدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونھا
 ثوبا و طوبیت کشا و طفقت ان اردتی بین ان اصولہ یہ جزاء و اصبر علی ظمیتہ عمیاء قسم ہے
 خدا کی بیشک ضرور ہیں یا قیص خلافت ابوقحاذہ کے بیٹے ابوبکر نے حالانکہ بیشک خوب جانتا ہے کہ البتہ مرتبہ میرا خلافت
 میں جیسا کہ مرتبہ مخ کا ہر مکی میں ہوتا ہے مجھ سے دیا اور نہیں چڑھ سکتا ہے مجھ تک نہ پس لکھایا میں نے اُس کے
 کپڑا اور پھر لیامین نے اُس سے پہلو اور لگامین سوچنے درمیان اس باج کے حکم کر دن دست بریدہ سے باصبر و دن
 اوپر تار کی کڑو چٹمی کے ف ملا فزع اللہ کا شانی اپنی شرح نہج البلاغۃ میں لکھتے ہیں کہ درالستاد م بفر کر دن

دارم خود و جولان دادن فکر میان آنکہ حملہ آورم بہت بریدہ این کنایہ است از عدم معاوضہ ناصر چہ در ملازمت او پیش
 از دوازده کس بنویسد یا صبر نہایم و شکیبائی بیشہ کنم الخ اور یہ ممکن نہیں ہر کہ علی کو نبی کی یہ وصیت ہو کہ خاصیت خلافت سے
 نہ بولنا چہ علی خلافت کیو اسطے قتال کرنیکی فکر کریں حال آنکہ یہ کلام علی بر ملا نہادیر ہا ہر کہ علی خلافت کیو اسطے قتال
 کرنیکی فکر کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ روایت وصیت بالکل جھوٹی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علی ایسے بے یار و مددگار اور
 مغلوب اعدا تھے گویا آنکے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے گذارش ہفتم یہ کہ حق ایقین کے ایک طویل خطبہ میں ہر پس
 حضرت فاطمہ بجانب خانہ برگردید و حضرت امیر نظر راوی کشید چون بمنزل شریف در رسید خطا بہامی دشت باسید
 او صیانا نمود کہ مانند جنین در رحم پرده نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ بعد از آنکہ شجاعان ہر را بر خاںک ہلاک افگند
 مغلوب این نامردان گردیدہ اینک پسرا لوطیادہ بظلم و جبر بخشیدہ پدرا و معیشت فرزند نام را از من می گیر و با و از بلند
 با من خا صمہ و بجا می کند و انصار را یاری نمی کنند و مہاجر ان خود را بکنار کشیدہ اند و سائر مردم دیدہ ہا را پوشیدہ اند
 نہ دافعہ دارم و نہ یار سے و نہ شافعہ خشنما کہ بیرون رفتم و غمناک ہستم خود را ذلیل کردی در رفتن سے کہ دست از سطو
 خود برداشتی گرگان میدزد می برند و تو از بجای خود حرکت نمی کنی الخ علی کا گھر میں سکوت کو کہ بیٹھے ہنسنے پر فاطمہ کا
 یہ ملامت و سخت کلامی کرنا کہ مانند جنین در رحم پرده نشین شدہ و قتل خائنان در خانہ گریختہ خود را ذلیل کردی گرگان
 میدزدند می برند و تو از بجای خود حرکت نمی کنی صریح دلیل اسکی ہر کہ ہرگز صبر و سکوت کی وصیت نہ تھی اگر ایسی وصیت
 ہوتی تو صبر و سکوت پر فاطمہ ہرگز ایسی ملامت و فتناحت نہ کرتیں اور فاطمہ کا یہ جبر و فرغ کرنا کہ پسرا لوطیادہ با و کو بظلم
 و جبر بخشیدہ پدرا و معیشت فرزند نام را از من می گیر و انصار را یاری نمی کنند و مہاجر ان خود را بکنار کشیدہ اند
 و سائر مردم دیدہ ہا را پوشیدہ اند نہ دافعہ دارم و نہ یار سے و نہ شافعہ خشنما کہ بیرون رفتم و غمناک ہستم خود را ذلیل
 اسبات کی ہر کہ بفتح کہ بھی اہل لعنت کے علی و فاطمہ ایسے بے یار و انصار اور مغلوب و منکوب اعدا تھے کہ کوئی متنفذ
 انکا معاوضہ مددگار نہ تھا گذارش ہفتم یہ کہ نیز حق ایقین میں متعلق فداک ایک طوفانی روایت میں بیان کیا گیا
 ہر کہ ابو بکر نے عمر سے کہا کہ علی سے ہکو جو نجات مل رہی ہے اسکا ایک سبب یہ ہر کہ علی کا کیلا ہر سبب لوگو دشمن ہے
 ہیں جس سے عیان مثل وزر و دشان ہر کہ بفتح کہ بھی اہل لعنت کے علی و فاطمہ ایسے مغلوب و منکوب اعدا تھے
 کہ اس سے بڑھے مغلوب و منکوب اعدا کوئی نہیں ہوتا ہر گذارش ہفتم یہ کہ مجالس المؤمنین میں لکھا ہر کہ

شیخین دالبکر و عمر با امیر المؤمنین علیہ السلام حرب نمودہ اند باکہ بہ رحمت قتال و تکلف استعمال سبیل انصال
بکثر خیل و رجال حق و البطل نمودند و غصب خلافت رسول متعال از دکر دزانتی یہ عبارت بر ملا نہاد بر ہی کہ
اہل عصی کے علی بعد فتح کہ بھی کثرت مشوک اعدا کی ہیبت و ہشت سے مثل مردہ بدست زندہ کے تھکنا شروع
احتجاج طبرسی کی ایک طولانی روایت میں بیان کیا گیا ہو کہ بعد غصب خلافت اور فدک کے فاطمہ و حسنین علیہم السلام
کو لیکر چالیس دن تک علی مدینہ میں گھر گھر دے مانگتے پھرے مگر کسی ایک شخص نے بھی مدد کی سچھون نے صاف
صاف انکار کر دیا جس سے اشکبارا مجال انکار ہو کہ بعد فتح کہ بھی شیعوں کے علی بالکل بے یار و مددگار اور بے مغلوب
و منکوب اعدا تھے اور یہ بھی ظاہر ہو کہ روایت وصیت بالکل جھوٹی ہو کیونکہ اگر ظالموں سے نہ بولنے کی وصیت ہوتی
تو خلافت وصیت ظالموں سے مقابلہ کرنے کے واسطے مدد مانگتے پھرتے پس چونکہ آیہ مذکورہ میں جن میں صالحین
کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہوا ان مومنین صالحین کا ذکر ہر جگہ گویا ان اسلام از قبل نزل
آیہ مذکورہ سے ہونا اور زمرہ مومنین صالحین ہا جبرین کا ان میں دخل ہونا ضروری ہو اور زمرہ میں مذکور تین سے صرف
خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقا زمانہ فتح کے سے آئے ہو نہ کہ زمرہ و اعدا پر غالب ہوئے تھے پس اور ان کے اعدا و زمرہ
مغلوب و منکوب و محذول ہوتے تھے ہمیں اہل زمانہ نبوت میں بعد فتح کہ وعدہ آیہ مذکورہ پورا ہو نہ کی تقدیر بھی ضرور
خاتمۃ ثلاثہ اور ان کے رفقا آیہ مذکورہ سے مراد ہونگے نہ غیر ان کے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ حق تعالیٰ نے آیہ مذکورہ میں جن میں صالحین
ہا جبرین کو خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ فرمایا جو وہ مومنین صالحین ہا جبرین صرف خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقا ہیں
جنکی نسبت حق تعالیٰ نے آیہ مذکورہ میں اولاً حسب مفاد اصوار علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ شہادت دی ہے کہ پہلے
سے ایمان کامل رکھتے ہیں اور اعمال صالحہ کرتے ہیں ثانیاً بنا بر تصریح صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج و صاحب تفسیر مجمع البیان
حسب مفاد یعبودونی لایشرکون فی شیعۃ شہادت دی ہے کہ بدستور ماضی حال آئندہ بھی ہمیشہ ایمان کامل
رکھیں گے اور اعمال صالحہ کریں گے اور زمانہ خلافت موعودہ میں بجز خدا کے کسی کو مدبرین گئے ثالثاً حسب مفاد
ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یہ شہادت دی ہے کہ انکو خلافت و غلبہ و نون حاصل ہوئی کہ بعد
ان کے مومنین صالح اور امام حق خلیفہ راشد ہونے کا جو لوگ از ان کریں وہ لوگ کفار و فسق میں کامل ہیں پس معلوم ہوا کہ جن
ہا جبرین کی نسبت حق تعالیٰ نے ایک آیت میں فرمایا ہو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور ایک آیت میں فرمایا

فاولئک هم المفلکون اور ایک آیت میں فرمایا ہوا لئک هم المؤمنون حقاً اور ایک آیت میں منسبر لیا ہوا
 واولئک هم الصادقون وہ مجاہدین خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء میں پس جو کچھ لوگوں کے حق میں خدا کی یہ
 سب شہادتیں موجود ہیں ان لوگوں میں ہر سہ خلیفہ داخل ہیں اور ان لوگوں کے سرگروہ ہیں لہذا ہر خلیفہ کو خلافت
 و غلبہ حاصل ہونے کے بعد ہر سہ خلیفہ کے امام بنی و خلیفہ راشد و خلیفہ مستحلال آئی ہوئے کا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں
 وہ لوگ یقیناً کفار و فسق ہیں کامل ہیں پس کائنات میں ان کی ہوا کی کہ زمانہ نبوت میں بعد فتح مکہ وعدہ آئہ مذکورہ پورا ہوئی
 تقدیر پر بھی آئہ مذکورہ حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت پر قطعیت الدلالت ہر نصیمہ اسکے کہ زمانہ فتح مکہ سے آخر عمر تک ہر
 خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء و سرور و دشمنوں پر غالب مستولی ہوئے ہیں غیر ان کے اور ان کے اعدا و زبرد و منسوب ہونے کا جو کوئی
 ہونے جیسا کہ حدیث لا عظیمین الا الیہ الخ جناب امیر کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر قطعیت الدلالت ہر نصیمہ
 اسکے کہ حد و حدیث مذکورہ کے دوسرے دن نشان و نشاندہ و نوٹوں کا مجموعہ آنجناب کو حاصل ہوا ہے نہ غیر کو پس جس طرح
 یہ جناب امیر کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور قطعیت الدلالت ہر نصیمہ اسکے کہ حد و حدیث مذکور
 کے دوسرے دن نشان و نشاندہ و نوٹوں کا مجموعہ آنجناب کو حاصل ہوا ہے نہ غیر کو اسی طور سے ہر سہ خلیفہ کے مومن و مجاہد
 امام بنی و خلیفہ راشد و خلیفہ مستحلال آئی ہوئے کا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں ان لوگوں کا کفار و فسق ہیں کامل
 ہونے پر آئہ مذکورہ قطعیت الدلالت ہے زمانہ نبوت میں بعد فتح مکہ وعدہ آئہ مذکورہ پورا ہوئی تقدیر پر بھی نصیمہ اسکے کہ زمانہ
 فتح مکہ سے آخر عمر تک لوگ زبرد و اعدا پر غالب مستولی ہوئے ہیں نہ لوگ خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء ہیں غیر ان کے بالجمہ بطور
 جناب امیر کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر حدیث مذکور قطعیت الدلالت ہر نصیمہ اسکے کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ
 اسید نبوت سے زمانہ نبوت میں بعد فتح مکہ وعدہ آئہ مذکورہ پورا ہوئی تقدیر پر بھی حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت پر آئہ مذکورہ قطعیت الدلالت
 ہر نصیمہ اسکے کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ زمانہ نبوت میں بعد فتح مکہ وعدہ آئہ مذکورہ پورا ہوئی تقدیر پر بھی نصیمہ اسکے کہ زمانہ
 میثیٰ پیغمبر کے اس مناقشہ کے ہر سہ چیزوں کا تفصیلی ابطال بدین منوال ہر قولہ حبوط سے وعدہ عظیم
 دیکھ ان یہاں عداوت و استخلاف کے خلاف امر و نہی حضرت موسیٰ کے ماننے میں پورا ہو گیا ہر اسی طور سے
 زمانہ خاتم الانبیاء میں وعدہ اہمیت تحلات پورا ہو گیا ہر جوابہ کسی فریق کی کسی کتاب میں اسکا ثبوت نہیں ہوا تاریخ
 سے فقط اسی قدر ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کی حیات میں فرعون مع اپنے ایک گمراہ لشکر کے غرق ہو گئے تھے باقی سب

اعدا بڑی قوت و شوکت کے ساتھ موجود اور قابض برارضی مصر و شام تھے اسی سے صحاب حضرت موسیٰ کو حضرت
 موسیٰ کی حیات میں اطمینان حاصل نہیں ہوا تھا بعد حضرت موسیٰ کے یوشع بن نون نے خلیفہ ہو کے تمام مصر و شام
 پر فتح و تسلط حاصل کر کے یونین بنی اسرائیل کو مطمئن کیا تھا جس سے ظاہر ہو کہ وعدہ عسے ربکم ان یمھلک
 عدوکم و لیستخلفکم فی الارض حضرت موسیٰ کی حیات میں پورا نہیں ہوا تھا بلکہ بعد حضرت موسیٰ کے یوشع
 بن نون کی خلافت میں پورا ہوا ہے اسی طو سے وعدہ آیت استخلاف حضرت محمد مصطفیٰ کی حیات میں پورا نہیں ہوا
 بلکہ بعد حضرت محمد مصطفیٰ کے خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں پورا ہوا ہے قولہ جیسا کہ الاستخلف الذین من
 قبلہم اس پر دلالت کرتا ہے جو اس پر مبنی ہے وعدہ عسے ربکم ان یمھلک عدوکم و لیستخلفکم فی الارض
 حیات موسیٰ میں پورا ہونے پر لہذا جب حیات موسیٰ میں وعدہ مذکورہ کا پورا ہونا باطل ہو گیا یہ ناسے فاسد علی الفا
 ہو گیا معہذا اگر حیات موسیٰ میں وعدہ و لیستخلفکم کا پورا ہونا بالفرض محال تسلیم کیا جائے تو بھی وعدہ لیستخلفنہم
 کا حیات محمد مصطفیٰ میں پورا ہونے پر کہما الاستخلف الذین من قبلہم کا دال ہونا صحیح نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ جن
 مولوی عمار علی صاحب کا یہ کلام ہے خود انھوں نے بحوالہ یہ خیف علی صاحب اپنے دفع المفاطلہ کے ایک مقام میں جو
 ارقام فرمایا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ تشبیہ نفس استخلاف میں ہر ذیل امور میں لہذا کہما الاستخلف الذین من قبلہم
 سے جو لوگ مراد ہیں ان میں سے کیسے غاصب یا معصوب الخلاف نہ ہونا لیستخلفنہم سے جو لوگ مراد ہیں ان میں سے
 کیسے غاصب یا معصوب الخلاف نہ ہونے پر دال نہیں ہو سکتا ہے جو غور و انصاف ہے کہ کہما الاستخلف الذین
 من قبلہم سے جو لوگ مراد ہیں ان میں سے کیسے غاصب یا معصوب الخلاف نہ ہونا تو لیستخلفنہم سے جو لوگ مراد
 ہیں ان میں سے کیسے غاصب یا معصوب الخلاف نہ ہونے پر دال نہیں ہو سکتا ہے پھر کہما الاستخلف الذین من
 قبلہم سے جو مراد ہیں ان کو کوئی حیات موسیٰ میں خلافت حاصل ہو کر وعدہ و لیستخلفکم پورا ہونا حیات مصطفیٰ میں وعدہ
 لیستخلفنہم پورا ہونے پر کیوں دال ہو سکتا ہے پھر اس کے کیا کہا جائے کہ دروغ گور احاطہ ناشد بالجملہ خوب
 واضح ہو گیا کہ حیات موسیٰ میں وعدہ و لیستخلفکم پورا ہونا صحیح ہے نہ حیات مصطفیٰ میں وعدہ لیستخلفنہم پورا
 ہونے پر دال ہے قولہ وعدہ اس آیت کا عہد غیر میں بعد فتح مکہ کے پورا ہو گیا جو اسے بکد صریح و بہتان قضیح ہے
 بلکہ خیال محال ہے چنانچہ عنقریب واضح ہو گا قولہ اور اسی طرح سعد بن عبادہ نے اشارہ کیا ہے جو چاہے بھی

دروغ میفرماید و عید پیغمبرین و عده آیت استخلاف پورا ہونے کی طاعت سعد بن عبادہ نے اپنے کسی کلام میں لٹا کر نہیں
 کیا ہے تو قولہ جسکی تائید میں دوسری آیات موجود ہیں جو اس پر بھی جھوٹ ہے عید پیغمبرین و عده آیت استخلاف پورا ہونا
 کسی آیت میں مذکور نہیں ہے نہ تصریح نہ بلا تصریح قولہ کذا نے جن میں اس حدیث کے پورا ہو جائے گا ذکر فرمایا ہے
 وهو الذی جعلکم خلائف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجت لیبسکو کو فیما انتم کم
 ان ربک سریع الحساب انہ لغفور رحیم (سورہ النعام جو اس پر عده آیت استخلاف پورا ہونے کا
 ذکر خداوند کریم نے نہ اس آیت میں کیا ہے نہ اور کسی آیت میں مفسرین معتدین اہل لغت کے صاحب منہج اہل اہل حقین نے
 اس آیت کی تفسیر کی ہے وہو الذی جعلکم آئسے کہ گردانیہ شمار اسی میان خلائف الارض خلیفہا
 زمین بعد از قوم نبی الحان و یا اہل ہر عصر پر از شما جانشین اہل عصر سابق و یا امی مومنان زمان خاتم الانبیا شمارا
 خلیفہاے امم گذشتہ گردانید و رفع بعضکم و برداشت بعض از شما فوق بعضی بر بعض دیگر درجات پایہا
 بلند و در شرف و بزرگی و در غنا و توانگری و امثال اکن بروجہ مصلحت لیبسکو تبا یا زنا یا شمارا فیما انتم کم و راہ شمارا
 دادہ ازالہ جاہ یعنی با شما معاملہ از بندگان کند تا بر عالمیان ظاہر گردد کہ ام از شما گواہ است بر عجا و صابر بنظر انتہی
 بلفظ بقدر الحاجت اس عبارت سے عیان مثل و زور و شان ہے کہ اس آیت میں صرف تین معنی مختل ہیں پہلے معنی یہ کہ
 انباے آدم سے خطاب ہے کہ بعد قوم اجنہ کے تم لوگوں کو اسد نے ساکنان زمین کیا ہے اور تم لوگوں میں سے بعض کو
 جاہ و مال دیا ہے بعض کو نہیں دیا تاکہ جس طور سے قوم اجنہ سے مال داری و زنا داری میں جسے جو عمل کیا ہے وہ عالم آشکار
 ہو گیا ہے اسی طور سے مال داری و زنا داری میں تم لوگوں میں سے جو شخص جو عمل کرے وہ بھی عالم آشکار ہو جائے
 بنا بر اس معنی کے اس آیت میں عده آیت استخلاف کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ ہوا الاظہر من الشمس اس میں الا اس اور
 یہ بھی مخفی نہ ہے کہ یہ معنی ہرگز قابل قبول ارباب تحقیق معقول نہیں ہیں کیونکہ آیت میں قوم نبی الحان کی تخصیص نہیں ہے نہ
 تصریح نہ بلا تصریح دوسرے معنی یہ کہ مومنان یا ائسید الانس الحان سے خطاب ہے کہ اے اس مانے سکے ایمان والوں
 اسد نے تم لوگوں کو انہم سابقہ کا خلیفہ کیا ہے یعنی بعد انہم سابقہ کے تم لوگوں کو زمین میں سکونت دی ہے اور تم لوگوں میں سے
 بعض کو جاہ و مال دیا ہے بعض کو نہیں دیا تاکہ جس طور سے انہم سابقہ میں جس حالت میں جسے جو عمل کیا ہے وہ عالم آشکار
 ہو گیا ہے اسی طور سے تم لوگوں میں سے جس حالت میں جو شخص جو عمل کرے وہ بھی عالم آشکار ہو جائے

بنا براس منہ کے بھی اس آیت میں وعدہ آیت اختلاف کا کوئی ذکر نہیں ہو گا ہوا الا ظہر من شمس جہنم ایضا حالانکہ یہ منہ بھی گزرتا
 قابل قبول ارباب تحقیق معقول نہیں ہو کہ وہ مومنان زیادہ سید الانس و الجان کی تخصیص بھی آیت میں نہیں ہو تبصریح
 نہ بلا تصریح تبصریح منہ کی نہ از نزول اس کے کل انبائے آدم سے خطاب ہو کہ بعد اگلون کے اس نے تم سمجھون کہ
 ساکنان زمین کیا ہو اور تم لوگوں میں سے بعض کو جاہ و مال یا ہر بعض کو نہیں دیا تاکہ جس طو سے اگلون میں جسے
 جس حالت میں جو عمل کیا ہو وہ عالم آشکار ہو گیا ہو اسی طو سے تم لوگوں میں جو شخص حسنالت میں جو عمل کرے
 وہ بھی عالم آشکار ہو جائے اس معنی میں کوئی تخصیص یا تعمیم ایسی نہیں ہو کہ آیت میں نہو اور اس معنی میں کوئی
 بات ایسی ہو کہ مثل زوج برابر کے آیت پر منطبق نہو لہذا اس منہ کے قابل قبول ارباب تحقیق معقول ہونے میں
 مجال لاو لم نہیں ہو بنا براس منہ کے اس آیت میں آیت اختلاف کی کسی بات کا کوئی ذکر نہو نا عیان تر از روز و رشتا
 ہو لہذا کہ کتنا کہ عمدہ پیغمبر من وعدہ آیت اختلاف کا پورا ہونا اس آیت میں بیان کیا ہوا ایسی تخریفات معنوی
 کلام ربانی ہو کہ جسکو کچھ بھی خوف خدا یا کچھ بھی شرم و حیا ہو اس سے ممکن نہیں ہو اور علم اہل لعنت مجبور ہیں کہ
 بدون اس قسم تخریفات معنوی کے مذہب کی جان نہیں بچتی ہو پس کاشتمس از تجلی ہو گیا کہ اس آیت میں وعدہ آیت
 اختلاف کا کوئی ذکر نہیں ہو تبصریح نہ بلا تصریح اولاً ایسے کہ آیت اختلاف سے صرف وہ مومنین صالحین یا مومنین جو کہ
 بوقت نزول آیت اختلاف موجود تھے اور پہلے سے مشرف اسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ
 کرتے تھے کا اقصیٰ سابقہ قرار اور اس آیت سے وہ مومنین صالحین مراد نہیں ہیں بلکہ غیر مومنین مراد ہیں اسی وجہ سے
 صاحب تفسیر مذکور نے تفسیر میں آگسی لکھ کر و اندیشہ را ای آدمیان کہا ہے اسے مومنان نہیں کہا پھر اہل ہر عصر کہا
 ہو اہل ایمان نہیں کہا ان دونوں کے بعد جو مومنان کہا ہو وہ تخصیص یا اختصاص ہو اسی سے وضعا موخر
 کر کے اسکا سابقہ از وجہ قبولیت ہونے کی طرف اشارہ کر دیا ہو ثانیاً ایسے کہ آیت اختلاف میں خلافت سے زمین
 کی بادشاہت مراد ہو چنانچہ جواب مناقشہ پنجم واضح ہو چکا اور صاحب تفسیر مذکور نے بھی آیت اختلاف کی تفسیر
 میں خلافت و حکومت کا لفظ لکھا ہے بلکہ خود فاضل نامہ مذکور نے اپنے رسالہ مذکورہ کی جلد پنجم میں بذیل آیت اختلاف
 لکھا ہے کہ ظاہر ہو کہ وعدہ اس کا بادشاہت کے لیے بحیثیت قومی کے مسلمانوں سے ہو انتہی بلطفہ پھر صفحہ پھر
 کے بعد فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے وعدہ بادشاہت کا کیا گیا جو ایمان لائے ہوں اور عمل صالح کیے ہیں انتہی بلطفہ

اور اس آیت میں یعنی آیت خلافت الارض میں خلافت سے زمین کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ زمین کی سکونت مراد ہے
 اسی سے صاحب تفسیر مذکور نے جس طور سے آیت استخلاف کی تفسیر میں خلافت حکومت کا لفظ لکھا ہے جو کہ خلافت سے
 بادشاہت مراد ہونے میں صریح ہو اسی طور سے اس آیت کی تفسیر میں کوئی لفظ ایسا نہیں لکھا ہے جس سے اس
 آیت میں خلافت سے زمین کی بادشاہت مراد ہونے کی کو بھی پیدا ہو بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ برعکس مراد ہے کہ اس آیت میں
 خلافت سے زمین کی سکونت مراد ہو مثلاً ایسے کہ اس آیت میں ہو لیکن کو فیہ الشک نہایت تفسیر صاحب تفسیر مذکور
 جس سے مراد ہے کہ تاکہ تم میں سے کوئی حالت فقر میں صبر کرنا ہو اور کن حالت غنا و تول میں عین کرنا ہو عالم کا
 ہو جائے لہذا جو مؤمنین صالحین آیت استخلاف سے مراد ہیں وہ مؤمنین صالحین لیکن کو فیہ الشک میں داخل نہیں ہو سکتے
 ہیں کیونکہ ان مؤمنین صالحین کے حق میں جو آیت استخلاف میں شہادت الہیہ موجود ہے کہ وہ مؤمنین صالحین ستوراضی
 و حال پابند بھی ہمیشہ ایمان کامل رکھیں گے اور اعمال صالحہ کیلئے اور زمین میں خیفہ و غالب اہل کینہ ہونے کے بعد
 بجز خدا کے کسی سے نڈرین گئے اور زمین سے کیسے منکر جو لوگ ہونگے وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہیں کھو جو ان شے
 نہم و سی و سوم اور جن مؤمنین صالحین کے حق میں اس قسم کی شہادت الہیہ موجود ہے وہ مؤمنین صالحین لیکن کو فیہ الشک
 میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں لہذا فیہ الشک سے خلافت موعودہ آیت استخلاف کا ہرگز ہرگز مراد نہیں ہو سکتی جس سے
 عیان مثل و زور و شان ہو گیا کہ اس آیت میں عہد آیت استخلاف کا ہرگز ہرگز کوئی ذکر نہیں ہے نہ صریح نہ لہجہ
 قولہ اور وہ خدا ہے کہ گویا اُسے تم کو جانشین زمین کا بعد پہلے لوگوں کے جو اب لفظ جانشین میں خلافت
 الارض کا ترجمہ کسی طور سے نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ جس جگہ پر زمین کا قیام ہے اسی جگہ پر بعد زمین کے جویم
 ہو گا وہ جانشین زمین ہو سکتا ہے حالانکہ کسی بنی آدم کے لیے یہ مقصور نہیں ہے صحیح ترجمہ خلافت الارض
 کا ساکنان زمین ہے چنانچہ تفسیر مذکور کی لفظ آدمیان سے ظاہر غیر محتاج منظر ہو کیونکہ لفظ آدمیان کم از کم زائد
 نزول آیت کے کل ایسے آدم کو شامل ہے اور بجز سکونت زمین کے لفظ خلافت کے اور کسی معنی میں کسی زمانے
 کے کل ایسے آدم کی شرکت مقصور نہیں ہے خصوصاً بادشاہت میں تو کسی طور سے نہیں ہو سکتی ہے چنانچہ کوئی
 نہیں کہ سکتا ہے کہ اس زمانے میں بھی کسی برہما کو کسی بادشاہت میں شرکت ہے لہذا اس آیت میں خلافت
 الارض کا ترجمہ بجز ساکنان زمین کے کچھ نہیں ہو سکتا ہے بدینہ جس طور سے آیت استخلاف میں خلافت سے

زمین کی پادشاہت مراد ہر اُسی طوطے سے اس آیت میں ظن ہے زمین کی پادشاہت مراد زمین ہو سکتی ہے بلکہ طوطا زمین
 کی سکونت مراد ہر لہند و عدہ آیت اختلاف سے اس آیت کو کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہے قولہ و ربلنہ کیا بعض تھا کہ
 کواد پر بعض کے درجوں میں جواب اس سے رفعت درجہ بمول مراد ہر اسی سے صاحب تفسیر مذکور نے لفظ کواد
 و تو انگری اور لفظ مال مجاہد کے ساتھ تفسیر کی ہے کسی ایسے لفظ کے ساتھ تفسیر نہیں کی جس سے پادشاہت
 مراد ہونے کی بو بھی پیدا ہو سکے پس آیت اختلاف میں جو وقت نزول کے مومنین صالحین کو سلطنت عظیمہ عطا
 کرنے کا وعدہ ہوا اسکا کوئی ذکر بیان نہیں ہے بدین وجہ آیت اختلاف سے اس آیت کو کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہے
 قولہ تاکہ آدائے وہ مکین ہیچ اُس چیز کے کہ دیا ہے تم کو جواب اسکی تفسیر میں صاحب تفسیر نے کوئے جو لکھا ہے کہ کیا تار
 شمار اور انچہ شمار اداہ از انال ہجاء تا بر عالمیان ظاہر کر دے کہ کلام از شما گواہ است بر خنا و صابر بر فقر و صبر کر
 اس میں کہ طلب ہے کہ اللہ نے بعض تھکے کو مالدار اور بعض تھکے کو نادر کیا ہے تاکہ مالدار سے مال داری میں
 او ز نادر سے مال داری میں جو عمل وقوع میں آئے وہ عالم آشکار ہو جائے پس کھو آیت اختلاف پادشاہ و ریت
 بنانے میں ہر اور یہ آیت پادشاہ و ریت بنانے میں نہیں ہے بلکہ مالدار و نادر بنانے میں ہے لہذا اس آیت کو آیت اختلاف
 سے ہرگز ہرگز کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہے نیز آیت اختلاف سے خاص وقت نزول کے مومنین صالحین کو دین مکا
 اقصیٰ سابقہ مارا اور اس آیت سے وہ مومنین صالحین مراد نہیں ہیں بلکہ غیر مومنین مراد ہیں چنانچہ ابھی واضح ہو چکا
 اور بھلا ابھی واضح ہو گا بدین وجہ بھی آشکارا مجال انکار ہے کہ اس آیت میں وعدہ آیت اختلاف کا کوئی ذکر نہیں ہے
 نہ بصیرح نہ بلا تصریح قولہ تحقیق پروردگار تیرا جلد عذاب کرے والا ہے اور تحقیق وہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے جواب
 یہ مضمون ان آیتوں میں بھی ہے جن آیتوں کا قبل آیت اختلاف نازل ہونا محتاج بیان نہیں ہے لہذا اس سے
 اس آیت کو آیت اختلاف سے کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہے ہم جعلنا کہ خلف فی الارض من بعد ہم
 لنتظر کیف تعملون۔ اس آیت میں قرن رسول کے کل اہل اسے آدم مخاطب ہونے کی صورت میں
 وعدہ آیت اختلاف سے ساس نہیں ہو سکتا ہے لہذا فاضل موصوف نے صدر آیت کو حذف کر دیا ہے چونکہ ان
 رسول کے کل اہل اسے آدم مخاطب ہونے میں صریح ہے پوری آیت یہ ہو لقاہلکنا القرون من
 قبلکم لما ظلموا و اجاءتھم رسولہم بالبینات و مکاتوات یومنون اولک انھزی القوم

الجرمین ہم جعلنا کو مختلف فی الارض من بعدہم لتظهر کیف تعملون تفاسیر مشرق و اہل
 تفسیر متبع الصادقین میں لکھا ہے ولعلہ اهل کتنا القرون و بدستی کہ ہلاک کرویم اہل قرنہارا قریب لکھو پیش
 از شاہی اہل کما ظلموا ان ہنگام کہستم کہ فرید برنجیہ ان محمدیان زریں در طاعت رحمان و جہاد حق و حالانکہ مدو
 بودند بر ایشان و سلمہم رسولان ایشان بالذینات بحجتا سے دشمن و معجزہ ہا سے ظاہر کہ دال بود بر صدق
 ایشان و کانوا ان یومنوا و بنودن ایشان کہ ایمان کی رند اگر ہلاک نشدند زریں تندرہ ماندند بخت فطعدا و انکار و
 محمود ذلک بچنین کہ ایشان اجزا و ادیم ہلاک ایشان بخت کذب سہل بخیر القوم الجرمین جزا و عجز و
 گروہ مشرکان از اہل مکہ کہ کذب پیغمبر ہامی کنند ہم جعلکم پس گردانیم شمارا ای گروہی کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ بشما
 مبعوث اند مختلف خلیفہ سے گذشتگان جانشینان فی الارض و زمین من بعدہم پس از قرونے کہ
 ہلاک شد لکن نظر تا بنیم و صورت شہادت بعد از انکہ انستہ ایم و غیب کہ شما کیف تعملون چگونگی
 خواہید کرد از خیر و شر انتہی بلفظ اس عبارت کی لفظ پیش از شاہی اہل مکہ بھی اور لفظ گروہ مشرکان را از اہل مکہ بھی اور لفظ
 امی گروہی کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ بشما مبعوث شدند بھی نص صریح میں اس آیت میں اہل مکہ سے خطاب ہونے پر اور جن
 آیتوں میں اہل مکہ سے خطاب ہوا ان آیتوں کا قبل ہجرت نازل ہونے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے لہذا اس آیت کا
 قبل ہجرت نازل ہونا آشکارا بحال انکار ہی بدین وجہ اس آیت کے ہرگز ہرگز نہ مراد نہیں ہو سکتا ہے کہ وعدہ آیت اختلاف
 پورا کر دیا گیا کیونکہ آیت اختلاف بعد ہجرت نازل ہوئی ہے لہذا انقض سابقا مراد اس عبارت کے لفظ مشرکان از اہل مکہ
 کہ کذب پیغمبر ہامی کنند نص صریح ہے اس آیت کے کافرین ظالمین کہ مراد ہونے پر اور چونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کفار مکین مبعوث ہونے سے قبل اس کے لفظ پیش از شاہی اہل مکہ بھی اور لفظ امی گروہی کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ بشما
 مبعوث شد بھی نص صریح میں اس آیت سے کافرین ظالمین کہ مراد ہونے پر اور آیت اختلاف سے خاص وقت
 نزول کے مؤنین صالحین مراد ہیں لہذا مراد انہ اس آیت کو آیت اختلاف سے کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہے اور کفار
 مکہ کو زمین کی بادشاہت حاصل تھی زمین کی سکونت حاصل تھی اور قبل ہجرت اہل اسلام کو بھی بادشاہت حاصل
 نہ تھی لہذا جب اس آیت کے کافرین ظالمین کہ مراد ہونا اور اس آیت کا قبل ہجرت نازل ہونا ثابت ہونے کے تب یہ
 کا شمس اذا تجلی ہو گیا کہ جسطور سے آیت اختلاف میں خلافت میں زمین کی بادشاہت مراد ہے اسی طور سے

اس آیت میں خلافت سے زمین کی پوشاہت مراد نہیں ہے بلکہ زمین کی سکونت مراد ہے یہی وجہ بھی اس آیت کو
 آیت اتخلاف سے کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہے چونکہ آیت اولی کے وہوالذی جعلکم خلایف الارض
 اور اس آیت کے ثم جعلکم خلایف فی الارض میں صرف لفظی فرق ہے کمال دونوں کا ایک ہے اور آیت اولی
 کے لیسوا کوہ فیما انکم اور اس آیت کے لننظر کیف تعملون میں بھی صرف لفظی فرق ہے کمال دونوں کا ایک ہے
 اور اس مناقشہ کے عنوان بیان مختل ناصر کا صریح مقتضا بھی یہ ہے کہ دونوں آیتوں کا مورد مراد ایک ہیں لہذا
 جہاں اس آیت کا مورد کفار مکہ اور سکونت زمین قبل ہجرت ہونا واضح ہو گیا اُس آیت کا بھی مورد کفار مکہ اور سکونت
 زمین قبل ہجرت ہونا ہو یا بعد ہجرت ہو گیا جس سے کائنات میں تجلی ہو گیا کہ دونوں آیتوں سے کسی آیت کو مورد
 یا مراد آیت اتخلاف سے کوئی ماس نہیں ہے کیونکہ آیت اتخلاف کا مورد خاص وقت نزول کے مومنین صالحین
 مراد ہوا و شامت عظیمہ نزول بعد ہجرت ہے قولا بھر کر دیا ہے تمکو جائتین بیچ زمین کے بعد چلوں گے تاکہ دیکھیں
 ہم کو نیز کر عمل کرتے ہو جو اب اس آیت سے مراد ہے کہ کسی کفار مکہ کو دیا ہے تمکو ساکنان میں بعد اگلوں کے تاکہ تم جو عمل کرے گے
 وہ جسطورے معلوم معلوم غیر عالم آشکار ہے اسی طور سے معلوم معلوم عالم آشکار بھی ہو جائے اور آیت اتخلاف سے مراد یہ ہے
 کہ جو مومنین صالحین اس وقت موجود ہیں ان مومنین صالحین کو اندر زمین میں سلطنت عظیمہ و اہل کین پر غالبہ شدیدہ عطا کرے گا
 بعد اُس کے ان مومنین کے کل مناقب مذکورہ مندرجہ آید کہ جو لوگ نہ مانیں گے وہ لوگ کفر و فسق میں کمال ہیں لہذا
 یہ کہنا کہ اس آیت میں ایفا سے وعدہ آیت اتخلاف کا بیان ہے چہ خوش گفت ست سعدی در اینجا بالا
 یا ایہا الساقی اد کا سانا ولہا کے قبیل سے ہر امنوا باللہ ورسولہ و انفقوا مما جعلکم مستخلفین
 فیہ فالذین امنوا منکم و انفقوا طم احر اکبیر (سورہ الاحدیہ ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اللہ کے
 اور خرچ کرو اس چیز سے کہ کیا ہے تمکو جائتین پہلوں کا بیچ اُسے پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور خرچ کیا
 واسطے ان کے ہر ثواب بڑا جو ابہ مفسرین معتدین اہل لغت کے صاحب تفسیر منہج الصادقین نے اس آیت کی
 تفسیر میں لکھا ہے اسی ہمہ اہل کفر و عناد و ارباب انکار بگوید بخدا و قصدین کنید بوحالت بفرستادہ او کہ محمد است
 ویدیدار او چہ گردانیدہ است خدای شمارا اتخلاف کردہ شدگان ار اہم سابقہ یعنی شمارا انلقا و پس نشینان گردانید
 در ملک دان و بعد از موت ایشان انرا بشمار رسانیدہ و شمارا ادا دان متع و ریزور دہا گردانیدہ انخر بعبار نصیح صریح ہے

اس پر کہ اس آیت میں خطاب ہے کافرین منکرین فحید و رسالت کے نیز نص صریح ہے کہ جس طوع سے بعد مرنے ایک کے
دوسرے اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور اس کا مترکہ اس کے دوسرے کو پہنچتا ہے اور وہ دوسرے اس سے منتفع ہوتا ہے اسی طور
سے زمانہ نزول آیت مذکورہ کے کافرون کو اگلوں کا قائم مقام کرنا بعد مرنے اگلوں کے اور ان کا مترکہ ان کو پہنچانا اور
اس سے ان کو منتفع کرنا مراد ہے اس آیت میں اختلاف سے اور عنوان مناقشہ سے ظاہر ہے محتاج منظر ہے کہ قابل مجاہد
مناقشہ ہذا کے نزدیک بھی اس آیت کا اور نہ کو ثبوت لادونون آیتوں کا مورد مراد ایک ہے لہذا جب ان دونوں میں
کا قبل ہجرت نازل ہونا ثابت ہو گیا اس آیت کا بھی قبل ہجرت نازل ہونا طشت از بام ہو گیا اور جب ثابت
ہو گیا کہ اس آیت میں خلافت سے بعد مرنے ایک کے دوسرے کا اُس کے قائم مقام ہونا اور اس کا مترکہ اس کو پہنچانا
اور اس مترکہ سے اس کا منتفع ہونا مراد ہے تب یہ واضح ہو گیا کہ ان دونوں آیتوں میں بھی خلافت سے مراد ہوا ہے اور
جب ثابت ہو گیا کہ ان دونوں آیتوں میں کفار سے کفار مراد ہیں تب یہ معلوم ہو گیا کہ اس آیت میں بھی کفار سے
کفار مراد ہیں پس بتوہ آیتیں مذکورہ بالا اس آیت کو بھی وعدہ آیت اختلاف سے کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہے
اولاً ایسے کہ آیت اختلاف بعد ہجرت نازل ہوئی ہے اور یہ آیت قبل ہجرت نازل ہوئی لہذا اس آیت میں نہیں
کہا جاسکتا ہے کہ وعدہ آیت اختلاف پورا کر دیا گیا مثلاً مانیا ایسے کہ آیت اختلاف میں خلافت زمین کی دینیت
عظیمہ مراد ہے اور اس آیت میں بعد مرنے ایک کے دوسرے کا اُس کے قائم مقام ہونا مراد ہے جیسا کہ غیر بادشاہوں میں بھی ہوتا ہے
مثلاً ایسے کہ آیت اختلاف میں خاص ان مومنین صالحین سے خطاب ہے جو کہ بوقت نزول آیت اختلاف موجود
تھے اور پہلے سے مشرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے اور اس آیت میں خطاب
ہے کافرین منکرین اجمعین سے راہباً ایسے کہ آیت اختلاف میں اختلاف میں مومنین صالحین کو سلطنت عظیمہ
عطا کرنا مراد ہے اور اس آیت میں جس طور سے غیر بادشاہوں میں بھی ہوتا ہے اسی طور سے کافرین منکرین کو
پیشینان اولین کرنا مراد ہے خامساً اس لیے کہ آیت اختلاف میں خلافت زمین کی بادشاہت عظیمہ
مراد ہے اور زمانہ نزول قرآن میں کافرون کو بادشاہت حاصل نہیں ہوئی اور اس آیت میں خطاب ہے کافرون
سے لہذا اس آیت میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ آیت اختلاف میں جو مکہ وعدہ دیا گیا ہے وہ پورا کر دیا گیا مثلاً
پس بوجہ خمسہ واضح ہو گیا کہ جس طور سے اوپر کی دونوں آیتوں سے کسی آیت کو وعدہ آیت اختلاف سے

کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہر اسی طور سے اس آیت کو بھی وعدہ آیت استخلاف سے کوئی لگاؤ نہیں ہو سکتا ہر اسی آیت استخلاف کی دلالت قطعیہ برحقیقت راشدیت خلافت صدیقیہ فاروقیہ ذی النور کے آفتاب پر خاک ڈالنے اور جہاں اہل لعنت کو لگا رہی میں رکھنے کے واسطے کلام ربانی میں ضائل ماننے ایک تحریف معنوی یہ کی ہو کہ ان آیتوں کا بعد ہجرت بلکہ بعد فتح مکہ نازل ہونا ظاہر کیا ہو حالانکہ یہ تینوں آیتیں قبل فتح مکہ بلکہ قبل ہجرت نازل ہوئی ہیں چنانچہ ابھی واضح ہو چکا دوسری تحریف معنوی یہ کی ہو کہ جو مونین صالحین آیت استخلاف سے مراد ہیں ان مونین صالحین کا ان آیتوں سے مراد ہونا ظاہر کیا ہو حالانکہ ان آیتوں سے وہ مونین صالحین مراد نہیں ہیں بلکہ کافران منکرین کہ مراد ہیں چنانچہ نیز ابھی واضح ہو چکا تیسری تحریف معنوی یہ کی ہو کہ جس طور سے آیت استخلاف میں خلافت سے پادشاہت زمین مراد ہو اسی طور سے ان آیتوں میں بھی زمین کی پادشاہت مراد ہونا ظاہر کیا ہو حالانکہ ان آیتوں میں خلافت سے زمین کی پادشاہت مراد نہیں ہو بلکہ سکونت زمین اور بعد مرنے ایک کے دوسرے کا اسکے قائم مقام ہونا مراد ہو چنانچہ نیز ابھی واضح ہو چکا لیکن حکم چرلے را کہ ایزد بر فرورد ہ ہر اکملت نندیش لبوزد ہ ان تحریفوں سے ضائل ناصر کا محرف القرآن ہونا ثابت ہو گیا آیت استخلاف کی دلالت قطعیہ برحقیقت راشدیت خلافت صدیقیہ فاروقیہ ذی النور کے آفتاب پر خاک ڈالنے کی نہی نجائی ہر فشانہ نورسک عو کو کندہ کی زعو عو یاہ ترک ضو کندہ کا حساب ہو قولہ ان آیات سے صاف ظاہر ہو کہ مسلمان کے لیے خدا نے جو وعدہ خلافت فی الارض کا کیا تھا وہ عہد پیغمبری میں پورا ہو گیا جو ابنہ سلمان اور مون صالح میں عموم خصوص مطلق ہر اور آیت استخلاف میں خاص مونین صالحین کو خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہو نہ عام مسلمانوں کو جو کہ بنا بر عموم اہل لعنت منافقوں کو بھی شامل ہو اور ایمان والوں سے نہیں کہا جاتا کہ ایمان لاؤ کافروں سے کہا جاتا ہو کیا ایمان لاؤ لہذا خود ضائل مذکور نے ان تینوں آیتوں کا مراد مورد واحد قرار دیکر تیسری آیت کے ترجمہ میں جو فرمایا ہو کیا ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اسکے کے اُس سے ان آیتوں کا کافروں سے خطاب ہونا آشکارا نا محال آشکار ہو بنا بر اسکے ایمان غیر محتاج بیان ہو کہ آیت استخلاف میں مونین صالحین کو خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہر اسکا کوئی ذکر ان آیتوں میں نہیں ہو نیز ابھی بنا بر تصریح صاحب تفسیر منہج اہل دقین واضح ہو چکا کہ ان آیتوں میں کفار کے سے خطاب ہو اور یہ معلوم ہو کہ عہد پیغمبرین کفار کو پادشاہت

حاصل نہیں ہوئی بدینو بجہ بھی صاف ظاہر ہے کہ آیت استخلاف میں جو مومنین لکھیں گے پادشاہت غلبہ حاصل کرے گا
وعدہ ہر ان آیتوں میں اسکا کوئی ذکر نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے اور آیت استخلاف کا نزول بعد ہجرت ہوا اور بھی بنا بر صریح
صاحب تفسیر منہج الصداقین عیان ہو چکا ہے کہ ان آیتوں کا نزول قبل ہجرت ہے بدینو بجہ بھی ان آیتوں میں ہرگز
ذکر نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وعدہ آیت استخلاف پورا ہو گیا مثلاً قولہ بلکہ ان آیات سے بعد غور کے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ عرض
سے مسلمانوں کو خلافت دی گئی اور وہ کس طرح برتیں گے جس میں انکی اسمعیلیت ہوگی کہ وہ سزا اور جزا کے مستحق ہونگے
اور سزا اور جزا کی ترتیب جیسی کہ آیات میں ہے اسکو اوقات خلافت پر منطبق کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی خلافت کو جزا
کے قابل مستحق ہے جو اب یہ سب بنائے فاسد علی الفاسد ہوا اور ایسے کہ آیت استخلاف میں عام مسلمانوں کو خلافت
دینے کا وعدہ نہیں ہے بلکہ خاص مومنین صبا لکھیں کہ خلافت پہنچے پادشاہت زمین عطا کرنے کا وعدہ ہوتا تھا ایسے
کہ آیت استخلاف میں یہ خلافت سے پادشاہت میں ہے اور ہر اور ان آیتوں میں خلافت سے پادشاہت زمین مومنین ہر
بلکہ بعد ولین کے آخرین کا سا کائنات زمین ہونا اور سزا کہ اولین کا آخرین کو پہنچا مراد ہے کہ انقضائے انعام را مثلاً ایسے
کہ نزول آیت استخلاف بعد ہجرت ہوا اور نزول ان آیات کا قبل ہجرت لکھا انقضائے انعام ارا ایسے کہ بنابر
مدنا اس قول صاحب مناقشہ کے بھی ان آیتوں کا مورد مراد ایک ناعیان مثل ذر و نشان ہے بنابر اسکے تیسری آیت
میں جو حکم ہوا کہ ایمان و ساتھ اللہ و ساتھ رسول اس اندر کے وہ صریح ہے ان آیتوں سے کفار مراد ہونے میں ان آیت
استخلاف میں جو لفظ امنوا منکم و عملوا الصالحات ہے وہ صریح ہے مومنین صبا لکھیں مراد ہونے میں خامس ایسے کہ
بھی معلوم ہو چکا ہے کہ تفسیر منہج الصداقین اہل لغت کی عبارات متعدہ صریح ہیں ان آیتوں سے کفار مراد ہونے
میں اور یا یقیناً معلوم ہو چکا ہے کہ تفسیر خلافت المنہج کی عبارت صریح ہے آیت استخلاف سے مہاجرین مراد ہونے میں
پس ان مہاجرین سے آشکارا کہ شمس فی نصف النہار ہو گیا کہ وعدہ آیت استخلاف سے ان آیتوں کو کوئی دھڑلہ ہو نہ کوئی
رابطہ لہذا اس قول صاحب مناقشہ کے کل اجزا کے بنائے فاسد علی الفاسد ہونے میں کوئی عاقل منصف و لایم نہیں کہ سکتا
ہو اور سزا و جزا جس ترتیب سے بیان مذکور ہوا اس ترتیب سے صد ہا آیتوں میں کوئی مراد اس سے کسی آیت کہ آیت استخلاف
سے کوئی واسطہ پیدا نہیں ہو سکتا ہے علاوہ اسکے جہت واضح ہو گیا کہ ان آیتوں میں کفار سے خطاب ہے ترتیب لایح
ہو گیا کہ اس ترتیب سزا و جزا سے مراد ہے کہ جو کفر سے تائب ہو کر مشرت ایمان ہوئے ایمان پر قائم نہیں گا وہ مستحق سزا ہوگا

اور جو کفر سے تائب ہو کر مشرف بایمان ہو سکے ایمان پر قائم رہے گا وہ مستحق جزا ہو گا لہذا اسکو اوقات خلافت پر منطبق کیے
 خلفائے اربعہ سے بعض کو مستحق جزا قرار دینا ہے چہ خوش گفت مست سعدی در لیخاۃ الایام اس
 اور کاسا و نا و لہما کے قبیل سے ہوا در اہل مکہ سے حضرت صدیق اکبر کا بعد مشرف باسلام ہونے کے لہذا وہ خدائین خیر کرنا
 بلا خلافت و اختلاف کتب فریقین میں ہو کر مشہور ہو رہے تھے کہ اگر کریمہ و سیحہ نبھا الا تقی الذی یوقی اللہ یتذکر
 سے صدیق اکبر مراد ہونے پر اہل لغت کی تفسیر مجمع البیان وغیرہ شاہ عادل ہو جس سے معلوم ہوا کہ صاحب مناشقہ کے
 ذکر فرمودہ تیسری آیت میں کفار کہ جو ارشاد ہوا ہو کہ جسے تم میں سے مشرف بایمان ہو کر خیر کرے اس واسطے اسکے
 ہو اگر کسی بنا بر اس کے صدیق اکبر کا مستحق اجر کبیر ہونے سے انکار کرنا صریح کلام خدا کی تکذیب کرنا ہو
 اور آیت قرآنیہ کی لالت طعنیہ بر حقیقت راشدیت خلافت صدیقیہ و فاروقیہ ذی النورین کے آفتاب پر خاک ڈالنے
 کے واسطے اس طور سے کلام خدا کی تکذیب کرنے کا جو انجام ہو وہ ہر عاقل بایمان کو معلوم ہو کر بیان کی کچھ ضرورت نہیں
 ہو قولہ ان آیات کچھ شبہ نہیں رہتا ہو کہ خلافت فی الارض کا جس سے مراد بادشاہت اور سلطنت ہو جو خدا نے
 مومنین سے وعدہ کیا تھا اس وعدے کو خدا نے خود عہد پیغمبر میں پورا کر دیا اور مومنین کو خلافت فی الارض حاصل
 ہو گئی جو ابہر چونکہ ان آیتوں میں خلافت سے بادشاہت زمین اور ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں کیا گیا ہو اور ثابت کرنا
 دائرہ امکان سے خارج ہو لہذا یہ قول کسی طرح گزشتہ سے کم نہیں ہو سکتا ہو اور ابھی معلوم ہو چکا ہو کہ تفسیر معتمدین
 اہل لغت سے صاحب تفسیر منہج الصادقین کا قول صریح ہو ان آیتوں میں کفار کہ سے خطاب ہونے میں ان اس
 قول کا غلط ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں کیا گیا اور ثابت کرنا خارج از دائرہ امکان بھی ہو نہ جو بھی یہ قول صاحب مناشقہ
 کسی طرح بجز تراویح دیوانہ کے کچھ نہیں ہو سکتا ہو اور نیز ابھی معلوم ہو چکا ہو کہ قول صاحب تفسیر نہ کو صریح ہو ان
 آیتوں میں خلافت سے بعد پہلے کے پیچھے کا سا کن زمین ہونا اور بعد مرنے پہلے کے پیچھے کو پہلے کا متروکہ ہو چھٹا
 مراد ہونے میں جیسا کہ غیر بادشاہوں میں بھی ہوتا ہو اور اس قول کا غلط ہونا بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں کیا گیا
 اور ثابت کرنا ممکن بھی نہیں ہو نہ جو بھی یہ قول صاحب مناشقہ سولے فائدہ سمجھنا نہ کے کچھ نہیں ہو سکتا ہو اور
 ان تینوں آیتوں کا مورد مراد ایک ہی نام خود فضل مناقش کے اس قول سے بھی عیان غیر محتاج بیان ہو لہذا
 یہ کھلا ہوا ہو کہ مومن سے نہیں کہا جاتا ہو کہ ایمان لاؤ کافر سے کہا جاتا ہو کہ ایمان لاؤ لہذا تیسری آیت میں

جو ارشاد ہوا کہ ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور ساتھ رسول اُس اللہ کے اُس سے ان آیتوں کا مورد و مراد کفار ہونا
آشکارا مجال احکاہ ہو بلکہ یہ جو ارشاد ہوا کہ تم میں سے جسے مشرب بایمان ہو کر خریج کیا ہو واسطے اسکے ہوا جبر کبیر
وہ بھی صریح ہے ان آیتوں کا مورد و مراد کفار ہونے میں اور یہ معلوم ہے کہ عند پیغمبر میں کسی کا فر کو پادشاہت حاصل
نہیں ہوئی لہذا جسطور سے آیت استخلاف میں خلافت سے پادشاہت نہیں مراد ہے اسی طور سے ان آیتوں میں
خلافت سے پادشاہت نہیں مراد ہونا مجال محال ہے یہ نبی بھی یہ قول صاحب قشہ ہجرت اہل حدانہ کے کچھ نہیں
ہو سکتا ہے پس کوئی شبہ نہیں ہا کہ آیت استخلاف میں جو منین صالحین کو خلافت بمعنی پادشاہت نہیں عطا کرینکا
وعدہ ہوا سکا کوئی ذکر ان آیتوں میں نہیں ہے اور یہ قول فاضل مناقش محض لحدانہ ربانہ ہے لیکن حکیم الحق یقول و
لا یصلی فاضل مناقش نے اپنے اس قول میں ظاہر کر دیا ہے کہ آیت استخلاف میں خلافت سے پادشاہت نہیں مراد ہونا
تین آیتوں سے ثابت ہے لہذا فاضل مناقش نے اپنے جس رسالہ میں یہ مناقشہ سر کیا ہے اس کے جلد پنجم میں بحاج
صاحب نصیحہ الشیعہ جو آیت استخلاف میں خلافت سے پادشاہت علم مراد ہونا بطوالت بیان کیا ہے اور اپنے
یہاں کی بعض آیتوں سے اسکو مشید کیا ہے اس کے جواب میں ہجرت دروغ گو را حافظہ نباشد کے کچھ کہنے کی
ضرورت نہیں ہے پھر جا چا اپنے رسالہ مذکورہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو روایت مخالفت آیت ہے اس کا اعتبار
نہیں ہو سکتا ہے لہذا اُن آیتوں کے جواب میں بھی ہجرت دروغ گو را حافظہ نباشد کے اور کچھ کہنے کی ضرورت
نہیں ہے مناقشہ پنجم کے جواب میں اقوال مفسرین اہل اہنت کو جو دیکھیں گے آیت استخلاف میں خلافت سے
پادشاہت نہیں مراد ہونے میں اسکو ہرگز کوئی شبہ نہ ہوگا اس کے علاوہ یہاں بھی کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

اول یہ کہ تودہ تودہ روایات اہل اہنت میں اس آیت سے زنا نامام ہندی مراد ہونا بیان کیا گیا حتیٰ کہ سلطان
العلماء اہل اہنت ابوالارقین فرماتے ہیں کہ در تفسیر میں یہ رجوع باخبار اہل بیت نمودہ شود پس بر انک اجماع
اہل بیت منعقد شدہ بر اینکہ مراد از آیت اہل بیت و شیعیان آنحضرت اندر زمان حجت ظہور صاحب لہر روی
العیاشی با سندہ لای پھر دو صفحہ کے بعد فرماتے ہیں کہ مراد از آیت بنصوص عترت طاہرہ زمان امام صاحب الزمان
است دوران زمان انچہ قلع اصول کفر و فجور ظہور خواهد رسید مصداق آیت است انتہی کیا آیت مذکورہ سے زنا
امام ہندی مراد ہونے پر اجماع اہل بیت منعقد ہونے کے بعد آیت مذکورہ میں خلافت سے پادشاہت نہیں

مرا ہونے میں کوئی شبہ نہ سکتا ہے مگر نہ میں کیا ایسا ذکر وہ سے زمانہ امام ہمدی مراد ہونے پر خصوصاً عترت طاہرہ موجود ہونے کے بعد ایسا ذکر وہ میں خلافت سے پادشاہت میں مراد ہونے میں کوئی شک نہ سکتا ہے مگر نہ میں کیا زمانہ امام ہمدی میں جو ہستی صال کفر و فجور ہوگا اس کا مذاق ایسا مذکور ہونے پر خصوصاً عترت طاہرہ موجود ہونے کے بعد ایسا ذکر وہ میں خلافت سے پادشاہت میں مراد ہونے میں کوئی شبہ نہ سکتا ہے مگر نہ میں۔

ووم یہ کہ خود فاضل مناقش نے اپنے رسالہ مذکور کے ایک مقام میں ایک حدیث کا رسول خدا سے صادر ہونا قبول کر کے لکھا ہے کہ حدیث نے آیت کی تفسیر یوں کر دی کہ وعدہ عرب اور عجم کی پادشاہت کا ہی اتنی بلفظہ حدیث رسول نے جو آیت کی تفسیر کر دی ہے کہ وعدہ عرب اور عجم کی پادشاہت کا ہی اس کے بعد یہ کہنا کہ پادشاہت میں کون وعدہ نہیں ہے پادشاہت علم کا وعدہ ہے جس پر حق قول رسول کی تکذیب کرنا ہے۔

سوم یہ کہ اگر پادشاہت علم مراد ہوتی تو لیستخلفتم فی العلم ارشاد ہوتا حالانکہ آیت میں یہ ارشاد نہیں ہوا ہے بلکہ لیستخلفتم فی الارض ارشاد ہوا ہے جو کہ پادشاہت نہیں مراد ہونے پر نص صریح ہے یا صحت این یہ کہنا کہ پادشاہت علم مراد ہو سکتی ہے کس قبیل سے ہو گا ناظرین دجان سکتے ہیں اقامت کو لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ چہاں کہ یہ کہ نزول آیت استخلاف سے پہلے بھی اہل اسلام پر کوئی اپنی حجت قائم نہیں کر سکتا تھا بلکہ اہل اسلام سب اپنی حجت قائم کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ قبل نزول آیت استخلاف کے اہل اسلام کو پادشاہت علم حاصل تھی لہذا لیکن طہ دینغہ سے غلبہ بحجت جو پادشاہت علم سے حاصل ہوا ہے مراد نہیں ہو سکتا ہے بلکہ غلبہ برزوت جو پادشاہت زمین سے حاصل ہوا ہے مراد ہے۔

چہم یہ کہ خود فاضل مذکور اپنے رسالہ مذکور کی جلد پنجم میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت عہد پیغمبر میں نازل ہوئی ہے اور اس وقت کہ مسلمان کم تھے اور حالت خود میں تھے اور ان کے دین نے تکمیل نہیں پائی تھی انتہی اس کلام سے عیاں مثل روز روشن ہے کہ بوقت نزول اس آیت کے اہل اسلام کو حجت اعدا کا خوف تھا جسکی تبدیل پادشاہت علم سے ہوتی ہے بلکہ اکثر قوت اعدا کا خوف تھا جسکی تبدیل پادشاہت زمین سے ہوتی ہے لہذا یہ شبہ معلوم ہو گیا کہ پادشاہت علم مراد نہیں ہے بلکہ پادشاہت زمین مراد ہے پس مناقشہ پنجم کے جواب میں بارہ دلیلوں سے اور یہاں پانچ دلیلوں سے آیت استخلاف میں خلافت سے پادشاہت میں مراد ہونا البتہ واضح ہو گیا کہ جس لہجہ میں آیت اہل لغت میں پادشاہت علم

مراد ہونا بیان کیا کہ اس واسطے کہ ہم یا اہتمام اوی ہوئے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا ہوا ہم ایک بات اور گزارش ہر وہ یہ کہ جو ان مناقشہ سی و چارم و ششم واضح ہو چکا کہ یہ آیت بعد ہجرت کے غزوہ بدر سے پہلے نازل ہوئی ہو چکے ہیں عقد شریف حضرت سیدہ ہوا ہو حالانکہ بنا بر مذہب اہل لعنت جناب امیر کو اس سے پہلے پادشاہت علم حاصل تھی پھر قائل مناقشہ نے اپنے رسالہ مذکورہ کے جلد مذکورین لکھا ہے کہ وعدہ ان لوگوں سے ہر جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس سے پہلے ایمان قبول کر کے عمل صالح کر چکے تھے انتہی لفظہ لیس چھ کہ وعدہ خاص ان مومنین صالحین سے ہو چکا کہ وقت نزول اس آیت کے موجود تھے اور اسکے قبل سے مشرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے اور ولہ حنین بلکہ عقد شریف سیدہ اس کے بعد یہ بیوہ جن لوگوں سے وعدہ ہوا ان لوگوں میں حسین داخل نہیں ہو سکتے ہیں لہذا اگر کہا جائے کہ موافق وعدہ اس آیت کے جناب امیر کو پادشاہت علم حاصل ہوئی ہو تو ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ بنا بر مذہب اہل لعنت جناب اس آیت کے قبل سے آنجناب کو پادشاہت علم حاصل تھی اور اگر کہا جائے کہ حسین کو ہوئی ہو تو یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ جن لوگوں سے وعدہ ہوا حسین ان لوگوں میں داخل نہیں ہیں اور اگر کہا جائے کہ موجودین وقت نزول اس آیت سے اور کسی کو پادشاہت علم نصیب نہیں ہوئی پس معلوم ہوا کہ اس آیت میں خلافت سے پادشاہت علم مراد ہونا کسی طور سے صحیح نہیں ہو سکتا ہے لہذا پادشاہت میں مراد ہونا ایسا آشکارا شتم ہے نصف النهار ہو گیا کہ جس روایت اہل لعنت میں پادشاہت علم مراد ہونا بیان کیا گیا ہے اس روایت کا وہم یا اہتمام اوی ہوئے میں کوئی شک نہیں ہوا اس وقت ایک بات اور یاد آگئی جس کے لکھنے بغیر نہیں جاتا جو یہ ہے کہ مقدمہ فک میں یاد رہتا ہے کہ حضرت اہل لعنت چالیس ہزار دینار فک کی آمدنی بیان کرتے ہیں حالانکہ نبی کریم کا اپنی ایک بیٹی کو اتنی بڑی آمدنی کی زمین ہبہ کرنا ایک ایسی بات ہے کہ ہرگز کوئی باخبر آدمی تسلیم نہیں کر سکتا ہے اس وارد موزود کو دفع کرنے کے خیال خام سے خود قائل مناقشہ نے اپنے رسالہ مذکورہ ہی کی بحث فک میں جو بہت طول و طویل بیان کیا ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ رسول خدا صحت نبی تھے بلکہ آیت شتم خلاف میں پادشاہت کا وعدہ ہوا وہ رسول خدا کے عہد میں پورا ہو گیا تھا اسی سے رسول خدا پادشاہ بھی تھے اور پادشاہ کو زمین پادشاہت سے کسی کو بطور ہبہ کسی کو بطور جاگیر کے دینے کا اختیار ہوتا ہے لہذا رسول خدا کا فک بطور ہبہ کے اپنی بیٹی کو دینا ایک

ایسی بات ہو کہ ہرگز کوئی باخبر آدمی استبعاد میں کر سکتا ہو فصل موصوف کے الفاظ اگر حیثیت میں مضمون اس سے زیادہ نہیں ہو بلکہ جو نظر غور سے دیکھیا کا وہ اس سے کم پائے گا اب یہاں پر چند باتیں وجہ الاقامت میں ایک کے فصل موصوف کا یہ افادہ بر ملا انداز ہا ہو کہ آیت اختلاف میں خلافت سے پادشاہت زمین اور ہونا ایسی قطعی و جبری بات کہ اگر اسکے سوا کسی اور معنی کے احتمال باقی ہونے کا کوئی قائل یا قائل ہو تو وہ ضرور اسکا دوسرا یا اتہام ہو اور جو اسباق فقہاء کرام کی جداول کو جو بغور دیکھے گا وہ جزم کرے گا کہ یہ پادشاہت میں صرف بن اسلام کو کل اویان باطلہ پر اور مضمون میں مودعین باخلافت کو دشمنوں پر غلبہ دینے کے واسطے ہو یا ان موافق اس مودعے کے جو مومن صالح پادشاہ ہو گا بعد علماء کے علم اور ہدایت کی ترویج کرنا اسکا فرض منصب ہو گا لہذا کہا جا سکتا ہو کہ یہ پادشاہت علم اور ہدایت کے واسطے بھی جبری ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ پادشاہت میں صرف علم اور ہدایت کے واسطے ہو معذایہ بھی پادشاہت میں مراد ہونے کا اعتراف ہو چو مدار استدلال اہل عدل انصاف ہو دوسری بات یہ ہو کہ حصہ فک آیات مینا کے جو دیکھ لیگا اسپر شکست ہو جائے گا کہ فتح مکہ سے قریب برس پہلے بعد فتح خیبر کے رسول خدا کا اپنی بیٹی کو فک کہہ کر دنیا کتب اہل اعت کی روایات و عبارات میں بیان کیا گیا ہو اور فصل موصوف نے یہ بیان کیا ہو کہ محمد پیغمبر میں ابتدا فتح مکہ و وعدہ آیت اختلاف پورا ہو گیا تھا اسی سے رسول خدا پادشاہ بھی تھے پس جبکہ بنا پر رسول خدا کا پادشاہ ہونا بیان کیا ہو اسکا فتح مکہ کے بعد ہونا بھی بیان فرمایا ہو اور یہ فک کا فتح مکہ سے قریب برس پہلے ہونا بھی انکے کتب کی روایات و عبارات میں بیان کیا گیا ہو لہذا فصل موصوف کا یہ افادہ کرنا کہ رسول خدا پادشاہ تھے اور زمین پادشاہت سے جسکو چاہے بطور مہبہ کے دینے کا اختیار پادشاہ کو ہوتا ہو یہ بیوجہ مہبہ فک کہہ کر مستبعد نہیں ہو سکتا ہو ایسا بے جوڑ ترانہ مجنونانہ ہو کہ بیان میں نہیں آسکتا ہو یہ تو ایسی بات ہو کہ نبی ہوئے پیچھے نبوت کی پہلے معذایہ ایک شخص کو ایک فعل کا اختیار ہونا بلحاظ اسکے حالات و عادات کے اس سے اس فعل کے مستبعد ہونے کی منافی نہیں ہو لہذا بالفرض اگر سرور اختیار کو یہ اختیار تھا کہ جو زمین جسکو چاہے مہبہ کر دین تاہم سیدار کے حالات و عادات سے جو واقف ہو وہ مہبہ فک کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا ہو چنانچہ فصل اسکی آیات مینا کے حصہ فک میں موجود ہو چو چاہے دیکھ لے تیسری بات یہ ہو کہ کتب اہل سنت خیر البرت کی جن روایات میں مہبہ فک کا ذکر ہو ان روایات کا حال یہ ہو کہ بعض کی سند نہیں ہو اور بعض کی سند ہو لیکن

شیعہ اسی سے خالی نہیں ہو لہذا نابریہ نہ خدا کے صدیق است طعن قائم کر کے اہل سنت خیر البرکے جواب طلب کرنا صریح اپنی جہالت حماقت کا پردہ فاش کرنا ہو حالانکہ خود حضرات اہل لعنت اپنے کتب کی بعض روایات کے جواب میں بہت لغو و زنی سے کہا کرتے ہیں کہ اس روایت کا فلان اوی شیعہ نہیں ہو لہذا یہ روایت شیعہ پر حجت نہیں ہو سکتی ہر اور کبھی فرمایا کرتے ہیں کہ اس روایت کی سند نہیں ہو ممکن ہو کہ اس کے سلسلہ روایت میں کوئی غیر شیعہ ہو لہذا یہ روایت شیعہ پر حجت نہیں ہو سکتی ہر اسکی تفصیل فصل سوم میں گذر چکی۔

مبحث ششم یہ کہ قابل مناقشہ اپنے رسالہ مذکور کے جلد مذکور میں عبارت طویلہ ایک بات بیان کی ہو جس کا اصل یہ ہو کہ عدہ آیت اختلاف کا عہد پیغمبرین بعد فتح مکہ کے پورا ہونے کی تصدیق اس آیت سے بھی ہوتی ہو
 اليوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا فاضل موصوف اسکا ترجمہ ان الفاظ کے ساتھ کیا ہو آج کے دن کامل کر دیا میں نے دین تمھارے لیے اور تمام کر دین میں نے تمھارے اوپر نعمتیں اپنی اور راضی ہوا میں تمھارے واسطے دین اسلام کے لیے انتہی پر ترجمہ نہیں ہو صحیح ترجمہ یہ کہ آج کے دن کامل کر دیا میں نے واسطے تمھارے دین تمھارا اور پوری کر دی میں نے اوپر تمھارے نعمت اپنی اور پسند کیا میں نے واسطے تمھارے اسلام کو دین پس فضل موصوف نے لکھ دینکم کا ترجمہ کیا ہو دین تمھارے لیے حالانکہ اسکا ترجمہ ہو واسطے تمھارے دین تمھارا اور نعمتی کا ترجمہ کیا ہو نعمتیں اپنی حالانکہ اسکا ترجمہ ہو نعمت اپنی اور رضیت لکم الاسلام دینا کا ترجمہ کیا ہو راضی ہوا میں تمھارے واسطے دین اسلام کے لیے حالانکہ اسکا ترجمہ ہو پسند کیا میں نے واسطے تمھارے اسلام کو دین فضل موصوف نے یہ عرب آگیا ہو تاکہ طلب آیت عربی سے سمجھنے والوں سے مخفی ہے اور بعد ترجمہ کے جو لکھا ہو اس کے الفاظ یہ ہیں اس آیت کے مراتب عہد پیغمبرین پر ہے ہو گئے تھے مسلمانوں کے لیے دین بھی کامل ہو گیا تھا اور بادشاہت بھی قائم ہو گئی تھی اب جو کہہ کہ عدہ اختلاف خلفائے ثلاثہ کے حق میں پورا ہو گیا اسکو قبول کرنا طریقہ عہد پیغمبرین دین کامل ہوا نہ نعمتیں خدا کی پوری ہوئیں نہ دین اسلام کے لیے مسلمانوں کے واسطے خدا راضی ہو انتہی بحد الزوائد فضل موصوف کا یہ کلام اسی قبیل سے ہو جس قبیل سے آپ کا ترجمہ آیا ہو صرف تین خبر اس آیت میں ہیں اول کہ خدا نے غا طہیں آپ کے واسطے دین کو کامل کر دیا دوم یہ کہ خدا نے غا طہیں پر ایک خاص نعمت پوری کر دی سوم یہ کہ خدا نے پسند کیا غا طہیں کے واسطے اسلام کو دین پس فضل موصوف

جو فرماتے ہیں کہ اس آیت کے مراتب عہد پیغمبر میں پورے ہو گئے تھے اس سے اگر بعد نزول آیت پورا ہوا مگر ہر دو غلط ہیں
 بلکہ کذب فصیح ہے کیونکہ ہر سبب خبر کو خبر عن الماضي ہر اور اگر قبل نزول آیت پورا ہوا مگر ہر دو چونکہ آیت بنا جا کر
 الماضي ہو لہذا قبل نزول آیت کے پورا ہونا ایسا حیاں ہے کہ ہرگز سلسلہ بیان میں آنے کے قابل نہیں ہو سکتا ہے
 اسی سے آج تک کسی شخص نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے حقیقت اس آیت کے مضمون پر مطلع ہونے کے بعد نزول اس آیت سے
 پہلے دین اسلام کے کامل ہونے سے کوئی انکار کر سکتا ہے نہ دین اسلام کا کامل ہونا جو ایک نعمت ہے اس لئے پورے
 ہونے سے کوئی انکار کر سکتا ہے نہ خدا کا اسلام کو دین پسند کرنے سے کوئی انکار کر سکتا ہے لیکن آیت متخلفات میں
 جو خاص وقت نزول کے مومنین صالحین کو زمین میں الہی سلطنت عظیمہ اور اعلیٰ علیہ شدیدہ عطا کرنے کا وعدہ ہے جس سے
 دین اسلام کل ازیان باطلہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ ہو جائے اور ان مومنین صالحین سے خوف اعدا دور ہو جا
 ئے اس سے اس آیت کو کوئی محسوس ہونا اور کسی نہج کی بادشاہت کے دین کامل ہونا جو ایک نعمت ہے اس کے سوائے
 اور کسی نعمت سے ان عہد پیغمبر میں بہت نعمتیں پوری ہونا مسلم ہے لیکن اس آیت میں ایک نعمت مذکورہ کے سوائے
 کسی نعمت کا ذکر نہیں ہے اسی سے اللہ نے صیغہ واحد کے ساتھ بیان کیا ہے جس کا ترجمہ ضل موصوفی ہے اس لئے فرمایا ہے
 صیغہ جمع کے ساتھ کیا ہے اور یہ خیال ہو کہ حکم لکھی فرعون موصوفی سے آخر کوئی اس فرمودات کا پردہ فاش کر دیا
 اور بہت نعمتیں پوری ہونے سے عہد پیغمبر میں کل نعمتوں کا پوری ہونا لازم نہیں آتا ہے رسول خدا نے مرض موت میں
 کاغذ لکھوا دینے کا جوارادہ کیا تھا بزرگ علم اہل لعنت و لعنت تھی اور پوری نہیں ہوئی نیز بزرگ علم اہل لعنت جملہ رسے
 علی نے قرآن جمع کیا تھا اس طو سے قرآن کا جمع ہونا بھی نعمت ہے حالانکہ عہد پیغمبر میں پوری نہیں ہوئی اور آیت
 استخفاف میں جو خوف دشمن سے امن کا وعدہ ہے وہ نعمت ضرور ہے حالانکہ حسب اعتراض حاصل موصوفی بھی عہد پیغمبر
 میں پوری نہیں ہوئی مثلاً پس تائیت نعمت کا سلسلہ عہد پیغمبر میں ہرگز ختم نہیں ہوا تھا نہ کسی زمانے میں
 ختم ہوگا اور اس آیت میں کمال دین عبارت ہے تمام احکام دین سے چونکہ اس قدر قبل نزول اس آیت کے نزول احکام
 دینیہ کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا اور کسی حکم کا نازل ہونا باقی نہ تھا لہذا اللہ نے اس آیت میں خبر دیدی کہ آج کمال کر دیا
 لیکن دین تمہارا اور چونکہ کمال دین نعمت ہے لہذا اللہ نے یہ بھی خبر دیدی کہ اور پوری کر دی میں نے اور تمہارے نعمت
 اپنی جس سے مراد نعمت کمال دین ہے اور چونکہ کمال دین کا نعمت ہونا دین کا پسندیدہ خدا ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے

لہذا اللہ نے یہ بھی خبر دیدی کہ پسند کیا میں نے واسطے تمہارے اسلام کو دین اور کمالیت دین یعنی تائیدت احکام دین جو
 اس آیت میں مراد ہو اور چیز ہو پادشاہت میں حج آیت اختلاف میں حج عود ہو اور چیز نیز تائیدت نعمت یعنی کمالیت احکام عود
 جو اس آیت میں مقصود ہو اور شی جو تمکین دین یعنی دین کی قوت اور شوکت اور وسعت میں کل اریان باطلہ سے زیادہ ہوتا
 جو موعود بآیت اختلاف ہو اور شی جو پسند کرنا خدا کا اسلام کو دین جو اس آیت میں مطلوب ہو اور شی خوف دشمن سے امن
 جو آیت اختلاف میں عود ہو اور امر لہذا جو کیسے کہ وعدہ آیت اختلاف عہد پیغمبر میں پورا نہیں ہوا اسکو نیز قبول کرنا پڑ گیا کہ عہد
 پیغمبر میں دین کامل نہیں ہوا نہ یہ قبول کرنا پڑ گیا کہ عہد پیغمبر میں نعمت کامل دین بلکہ اکثر نعمتیں پوری نہیں ہوئیں نہ یہ قبول
 کرنا پڑ گیا کہ عہد پیغمبر میں نہیں پسند کیا خدا نے اسلام کو دین اور خود فضل موصوف نے اپنے کلام مذکور کے ذیل میں کہی تین
 صفحوں کے بعد لکھا ہے کہ آیت اختلاف کے دو وعدے عہد پیغمبر میں پورے ہو گئے لیکن تیسرا وعدہ جو اس کا بعد خوف کے تھا
 وہ پورا نہیں ہوا انتہی بلفظہ کیوں صاحب آیت اختلاف کا تیسرا وعدہ عہد پیغمبر میں پورا نہ ہونے سے دین کا کامل نہ ہو سکتا
 خدا کا تمام نہ ہوا اسلام کا دین پسند کر دہ خدا نہ ہوا کیوں لازم نہیں آتا ہو پہلا اور دوسرا وعدہ عہد پیغمبر میں پورا نہ ہونے سے
 کیوں لازم آتا ہو پھر اس کے کیا کہا جائے کہ دروغ گو را حافظہ ناشدیحواب مناقشہ لکھ گزر چکا ہے کہ حسب تفسیر میں
 اہل لعنت دین اسلام کو کل اریان باطلہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ کر دینا اور مومنین صالحین کو دشمنوں پر ظہور
 یعنی حیثیت و ثروت میں زیادہ کر دینا تمکین دین سے مراد ہو اور بدیہی بات ہے کہ دشمن سے جسکی حیثیت قوت و ثروت
 زیادہ ہوتی ہو اس سے خوف دشمن ضرور زائل ہو جاتا ہو جو مراد ہوا میں سے لہذا بنا برکتہ فضل مناقشہ جب ثابت
 ہو گیا کہ وعدہ امن خوف دشمن سے عہد پیغمبر میں پورا نہیں ہوا تب عہد پیغمبر میں وعدہ تمکین دین پورا نہ ہونے میں کوئی
 شک نہ ہا بلکہ یہ غایت ظہور میں ہے کہ مومنین صالحین کو زمین میں ایسی پادشاہت اور اہل کفر پر ایسا غلبہ عطا کر کے کا
 وعدہ ہو جو کہ مومنین صالحین سے خوف دشمن کو دور کرے لہذا جب عہد پیغمبر میں مومنین صالحین سے خوف دشمن کا
 دور نہ ہوا ثابت ہو گیا تب عہد پیغمبر میں وعدہ پورا نہ ہونا متیقن ہو گیا اور فضل موصوف کے یہ کلام کس جس استغراق
 سخن پر دہی میں صادر ہوا ہی بیان میں نہیں آسکتا ہے کیونکہ آپ نے اس آیت کا بردر حجبہ الوداع نازل ہونا بھی بیان
 کیا ہو اور بردر غدیر نازل ہونا بھی بیان کیا ہے چنانچہ بھی مذکور ہو گا اور یہ دونوں فتح مکہ سے قریب سال بعد کے
 واقعہ ہیں پھر آپ کے بعد فتح مکہ وعدہ پورا ہونا بھی بیان کیا ہے جسکا صحیح مفاد یہ ہے کہ حصول فتح مکہ سے وعدہ پورا ہو گیا

حالت منظرہ باقی نہیں ہے اور آپ نے اس آیت کو ترجمہ کیا ہے وہ صحیح ہے اس میں کہ اس آیت سے جو شکر اور حمد و ثناء ہی دین
 پوری ہوئی ہے جس میں یہ آیت نازل ہوئی ہے جو فتح مکہ سے قریب دہریس بعد چالیس ایک عہدہ بروز فتح مکہ بھی پورا ہوا
 پھر قریب دہریس بعد بروز جمعہ الوداع بھی پورا ہوا پھر اسکے بعد بروز غدیر بھی پورا ہوا ایسا کلام جس سے سخن پوری ہو گیا اور
 ہوا ہے کیونکہ بیان میں آسکتا ہے اور چونکہ آیت کا لفظ الوداع صحیح ہے بروز نزول آیت مراد آیت پوری ہوئے ہیں اور معلوم
 ہے کہ بروز نزول اس آیت کے اہل اسلام کو بادشاہت زمین حاصل نہیں ہوئی بلکہ کوئی زمین اہل اسلام پر فتح نہیں ہوئی لہذا
 بادشاہت زمین اس آیت میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتی ہے یہ بیوجہ وعدہ بادشاہت آیت اختلاف پوری ہونے پر
 اس آیت میں دلالت ہونا خیال محال ہے اور سینے فاضل موصوف نے اہل حق و شاد کی ایک روایت سے بھی
 یہاں پر دستک کیا ہے جسکو سبوح التفسیر کبیر عظیم ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی کہ
 وہ حج اکبر کا دن تھا اس آیت کو سن کر حضرت عمرؓ نے رسول صلعم نے روئیںکی وجہ پوچھی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کھلم
 اس خیال نے رولا کہ اب تک سوز و زہاؤں ترقی پر تھا اب انتہائے کمال کو پہنچ گیا اور ہر چیز اپنے کمال
 کے بعد گھٹتی ہے رسول صلعم نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا بس کا یہ نتیجہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے کمال ہونا دین کا اور تمام ہونا نعمتوں
 الہی کا جس میں بادشاہت داخل ہے عہد پیغمبر میں قبول کیا انتہی بل نقطہ اسکا جواب ولایہ کہ خود فاضل موصوف نے
 اپنے رسالہ مذکورہ کی جلد اول حصہ آٹھ میں مصنف نصیحت شیعہ کو ایک حدیث کافی کلینی کا یہ جواب ہے کہ مصنف
 کو چاہیے تھا کہ اعتراض کرنے سے قبل یہ دکھلاتے کہ علماء مذہب شیعہ نے اس روایت کو قطعی الصدور
 مانا ہے انتہی بل نقطہ پس فاضل موصوف کو موافق اپنے اس ارشاد کے فرض تھا کہ پہلے یہ دکھاتے کہ یہ روایت
 تفسیر کبیر عظیم اہل سنت خیر البریک بیان صحیح السنہ والی گئی ہے ثانیاً یہ کہ اس روایت میں صرف دین کامل ہونے کا
 ذکر و نعمت کا کوئی ذکر نہیں ہے ہاں دین کامل ہونا ایک نعمت ضرور ہے لیکن فاضل موصوف جو صیغہ جمع کے ساتھ نہایت
 نعمتوں الہی کا ذکر ہونا بتاتے ہیں وہ تو صحیح دروغ گویم ہر دیتو کے قبیل سے ہے اور جس طوع سے اس اہل دین
 از خوف اہل کین کمال دین میں داخل نہیں ہے اسی طوع سے بادشاہت اہل دین بھی کمال دین میں داخل نہیں ہے
 اور یہ بھی سب معلوم ہے کہ جن لوگوں کو بادشاہت حاصل نہیں ہے ان لوگوں سے بعض کی نسبت کہا جاتا ہے کہ فلان
 شخص کامل دیندار ہے جس سے کمال دین میں بادشاہت داخل نہو انعامان مثل سوز و زہاؤں ہے بلکہ خود فاضل موصوف

اپنے رسالہ مذکورہ کے مقام آیت اختلاف میں لکھا ہے کہ حنکے ایمان اور صلح اکمل درجہ پر پہنچی تھے اور کمال مسجداور
 ناقص درجہ پر پہنچی اُن سے وعدہ ہوا انتہی بلفظہ بحد الزوائد یہ عبارت صریح ہے قبل ازل آیت سخاوت بھی بعض لوگوں کو
 دین میں ایمان کمال ہونے میں حالانکہ اس وقت اہل اسلام کو پادشاہت نہ تھی لہذا فاضل موصوف نے جو بیان پر
 کمال دین میں پادشاہت کا داخل ہونا بیان کیا ہے اس کی نسبت یہ اس کے کیا کہا جائے کہ دروغ گو و حافظہ نباشد
 یا بجلد چونکہ کمال دین میں پادشاہت اہل دین میں داخل نہیں ہے لہذا اس روایت میں دین کا وہ بیان کیا گیا ہے اس سے
 اس روایت میں وعدہ پادشاہت پورا ہونے پر دلالت ہونا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا ہے مثالاً یہ کہ یہ روایت بر ملا
 نہ ادرہم ہی ہے کہ اس آیت کے جو مراد ہوا نزول اس آیت کے اس کی ترقی رہی اس کے بعد اس کی تنزیل ہوئی اور یہ معلوم ہے کہ اس کے
 پادشاہت اہل اسلام کی تنزیل نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد زائد اربع سال تک زور دیر و زب سے دینی پادشاہت
 اہل اسلام کی ترقی رہی لہذا صاحب فائدہ اس روایت کے اس آیت کی مراد میں پادشاہت ہرگز داخل نہیں ہو سکتی ہے
 بات یہ ہے کہ جس دن آیت نازل ہوئی تھی وہ حج اکبر کا دن تھا اور بعد ازلے مناسب حج کے فوراً آیت
 نازل ہوئی اسی سے فاروق عظیم کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ یہ حج اکبر کمال دین و تمام نعمت ہو یا میں معنی کہ ایسا حج کہ
 اکبر بھی ہوا اور نبی کے ساتھ بھی ہوا اور اس قدر صحابہ نبی کے ساتھ بھی ہوا اسکے بعد نصیب ہو گا اس اعتبار سے
 آج کے دن جلوس حج میں شریک اس آیت میں مخاطب ہیں بعد آج کے من جہاں لوگوں کے دین کی تنزیل ہے
 گو من جہاں دین کی ترقی بھی ہو پس بنا براس روایت کے نبی کے ساتھ ادا ہے حج و اتمام ہم کرنا جو ترقی دین ہے
 اس کے ختم ہونے اور نبی کے ساتھ ادا ہے حج و اتمام ہم نہ میسر ہونا جو تنزیل دین ہے اس کے قریب ہونے کا ذکر اس آیت
 میں ہے ترقی و تنزیل پادشاہت اہل دین سے جو دین کی ترقی و تنزیل ہوتی ہو اس کا کوئی ذکر اس آیت میں نہیں ہے پس
 مطلب آیت کا یہ ہے کہ نبی کے ساتھ ادا ہے حج و اتمام ہم جو ایک کمالات دین و تمام نعمت ہے وہ تو آج ختم ہو گئی لیکن
 پہنچے پسند کیا ہو تو ازلے واسطے اسلام کو دین جس کی ترقی میں ابھی بہت بقاء ہے چنانچہ معلوم ہے کہ بعد وفات رسول کا
 خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں دین کی ایسی ترقی ہوئی ہے کہ اس سے پہلے اس کے عشر عشر بھی نہیں ہوئی تھی
 لیکن آئندہ نبی کے ساتھ ادا ہے حج و اتمام ہم نہ میسر ہوئی جو خبر آیت میں ہے جس کے پرے میں وفات نبی کی خبر
 اس کو سمجھنا اور اس کو تنزیل دین شمار کرنا اور اس پر فاعش رسول کا بانا ہوا اس مرتبہ عشق رسول نے وفات

رسول کے روز بھی جلوہ دکھایا ہوا ہے کہ چل موصوف کے والد ماجد نے عقیقات الانوار کی جلد حدیث غدیر میں اور فاضل موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ کے پہلا حصہ ضمیمہ جلد اول میں اہل سنت کی کتب متعددہ کی روایات حدیث سے اس آیت کا بروز غدیر بعد تبلیغ حدیث غدیر نازل ہونا اور اس آیت میں اکمال دین یا اتمام نعمت سے تبلیغ حدیث غدیر مراد ہونا بزرگم خوار و تابست کیا ہو پس ایک مقام میں روایات حدیدہ سے تمسک کر کے دوسرے مقام میں ان روایات حدیدہ کے مخالف و اس سے تمسک کرنا ضدین کو جمع کرنا اور اپنی تہلیل و تلبیس کو فاش کرنا ہوا و صرف ان روایات حدیدہ سے تمسک کرنا بھی محض تلبیس و تلبیس ہے کیونکہ فاضل موصوف کے سلطان اعلیٰ مجتہد سید محمد کھنوی نے جواب حضرت حیدر علیٰ کاشانی کی کتاب فی البیان فی ما یابہر کہ کتب امامیہ کی حدیث سمع و بصیرت و مطروح اور روایات مثالب ابن عباس ساقط از رجحان اعتبار ہیں چنانچہ فصل سوم میں گذر چکا سیطو سے اہل سنت خیر الیرکے ان روایات حدیدہ کا متروک ساقط از رجحان اعتبار ہونا بیان کر دیا ہے باوصف این روایات سے اہل سنت پر احتجاج کرنا تلبیس و تلبیس نہیں ہے تو کیا ہو پس ان روایات سے تمسک کرنا کی بدولت ایک تہلیل و تلبیس کا پردہ فاش ہو گیا دوسرا یہ واضح گات ہو گیا کہ اس آیت کا بروز غدیر بعد تبلیغ حدیث غدیر نازل ہونا اور اس آیت میں اکمال دین یا اتمام نعمت سے تبلیغ حدیث غدیر مراد ہونا اہل بیت کے بیان مقرر ہے اور اس آیت کا حجة الوداع کے روز بعد ازلے مناسب حج نازل ہونا اور اکمال دین یا اتمام نعمت سے اتمام کل احکام دین یا اتمام سلسلہ نزول عقائد و اعمال شرعیہ میں ماہی و نازل خیر الیرکے بیان مقرر ہے لہذا اس آیت کے اکمال دین یا اتمام نعمت میں بادشاہت میں کو دخل کننا اہل سنت مخالف دونوں سے خارج ہو کر خارجوں میں داخل ہونا ہو علاوہ اسکے جس روز یا نازل ہوئی اسی روز جو مقصود اس آیت سے ہے اسکا درجہ انتہا پر پہنچنے پر خود اس آیت کے لفظ الیوم صریحہ الدلالت ہے بلکہ فاضل موصوف کا ترجمہ بھی اس میں صریح ہے حالانکہ بروز نزول اس آیت کے بادشاہت اسلام کی وسعت قوت و درجہ انتہا کو نہیں پہنچتی تھی پھر اس آیت کے اکمال دین یا اتمام نعمت میں بادشاہت زمین کیونکہ داخل ہو سکتی ہے ہرگز نہیں ہو سکتی ہے لہذا آیت متخللا میں جو بادشاہت میں کا وعدہ ہے اسکا عہد پیغمبر میں پورا ہونے پر اس آیت میں ہرگز دلالت نہیں ہو سکتی ہے پس فاضل موصوف نے جو لکھا ہے کہ میں بیشک اس بات کا قائل ہوں کہ وعدہ آیت متخللا کے درجہ بادشاہت اور زمین دین عہد پیغمبر میں پورے ہو گئے اور اسکی تصدیق آیات قرآنیہ سے دکھاتا ہوں اسکی حقیقت ظاہر ہو گئی کہ آیت

جو چار آیتوں سے عہدِ پیغمبرین وعدہ کیا ہے اختلاف پورا ہونے کی تصدیق دکھائی ہو انہیں سے ایک یہ آیت ہے کہ
 جس میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہے نہ تصریح نہ بلا تصریح کیونکہ یہ آیت صریح ہے اس میں کہ جو چیز اس آیت سے مراد ہے ہر روز
 نزول اس آیت کے وہ چیز درجِ انتہا کو پہنچ گئی ہے حالانکہ بادشاہت اہل اسلام کو اس کے بعد ایسی ترقی ہوئی ہے کہ پہلے
 اس کے عشرِ عشر بھی نہیں ہوئی تھی جس سے اس آیت کو بادشاہت سے لگاؤ ہونا ایسی بدیہی الاستحالیہ ہو کہ اس آیت
 سے عہدِ پیغمبرین آیت اختلاف کے وعدہ بادشاہت پورا ہونے کی تصدیق دکھانا نہیں بلکہ کلامِ الہی کی تحریف معنوی
 میں بطولی ہونے کی تصدیق دکھانا ہے اور انہیں وہ تین آیتیں ہیں جو بحث بالامین گذر چکی ہیں جن میں خلافت کا ذکر ہے
 لیکن آیت اختلاف میں خلافت سے بادشاہت میں مراد ہے ان آیتوں میں خلافت سے بادشاہت میں مراد نہیں ہے بلکہ جسطور
 سے غیر بادشاہوں میں بھی بعد مرنے ایک کے دوسرے کا قائم مقام ہوتا ہے اور اس کا متروکہ ہو چکا ہے اور اسی طور
 سے بعد مرنے ایک کے دوسرے کا قائم مقام ہونا اور اس کا متروکہ اس کو پہنچنا اور اس کا کن زمین ہونا مراد ہے چنانچہ بھی
 بحث بالامین واضح ہو چکا علاوہ اس کے آیت اختلاف کے مراد و مورد و مصلحت میں اور ان آیتوں کی مراد و مورد
 افکار کی چنانچہ نیز ابھی بحث بالامین واضح ہو چکا لہذا ان آیتوں سے عہدِ پیغمبرین وعدہ آیت اختلاف پورا ہونے کی
 تصدیق دکھانا نہیں ہے بلکہ معنوی تحریف کلامِ باری میں دستِ گاہِ کمال ہونے کی تصدیق دکھانا ہے۔

بحثِ ششم یہ کہ بحث سوم میں واضح ہو چکا ہے کہ اس عہد کا عہدِ پیغمبرین پورا ہونے کی تقدیر پر بھی یہ آیت
 حقیقت دراشدین ہر سہ خلافت پر قطعیۃ الدلالت ہے تاہم اس عہد کا عہدِ پیغمبرین پورا ہونے سے اہل سنت
 جو انکار کرتے ہیں اس کا سبب صرف یہ ہے کہ فی الواقع اس عہد کا عہدِ پیغمبرین پورا ہونا محال ہے جو وہ بیجا چنانچہ
 وجہ اول یہ کہ لغت میں آیا ہے الخلیفۃ السلطان الاعظم اس معلوم ہوا کہ خلافت ہر سلطنت کو نہیں کہتے
 ہیں بلکہ صرف سلطنتِ عظیمہ کو کہتے ہیں حالانکہ عہدِ پیغمبرین اہل اسلام کو سلطنتِ عظیمہ نہیں حاصل ہوئی تھی لہذا آیت
 اختلاف کے وعدہ خلافت کا عہدِ پیغمبرین پورا ہونا خیال محال ہے۔

وجہ دوم یہ کہ آیت اختلاف میں خلیفہ کرنے کا وعدہ ہے لہذا مطابق اس وعدے کے جسے جس نے مانے میں
 خلافت کی ہے اس پر اس نے مانے میں خلیفہ کا اطلاق ہونا ضروری ہے حالانکہ عہدِ پیغمبرین نہ پیغمبر خلیفہ کا اطلاق ہوا ہے
 نہ کسی مسلمان پر یہ جو بھی عہدِ پیغمبرین اس عہد کا پورا ہونا خیال محال ہے۔

و جب سوم یہ کہ فاضل طبرسی اہل لعنت اپنے تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کے لفظ لیستخلفہم فکلارض کی تفسیر میں لکھا ہے والمعنہ لیورثہم ارض الکفار من العرب والعجم الخ اور فاضل کاشانی اہل لعنت نے لفظ مذکور کی تفسیر میں لکھا ہے ہر آریہ خلیفہ گردانہ البتہ ایشان اور زمین کفار از عرب و عجم انتہی یہ ہر عبارت سرسری شارت واضحتہ الافادت و صریحہ الدلالت ہے اسپر کہ اس آیت میں جس بادشاہت کا وعدہ ہے اس بادشاہت میں زمین عرب و زمین عجم دونوں اہل میں اور دونوں زمین کی بادشاہت کا وعدہ ہے بلکہ حیات القلوب کی ایک حیثیت سے جو ظاہر ہوتا کہ اس آیت کے زیر عرب و عجم کی بادشاہت مراد ہے جو فاضل موصوف نے اسکی صحت کو قبول کر کے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے یہ سچ ہے کہ حدیث نے اس آیت کی تفسیر یوں کر دی کہ وعدہ عرب و عجم کی بادشاہت کا اہل اتہی بلطفہ سچ ہے کہ اہل لعنت کی تفسیر حدیث صریح ہے اس آیت کے زمین عرب و عجم کی بادشاہت مراد ہونے میں اور عہد پیغمبر میں اہل اسلام کو زمین عرب و عجم کی بادشاہت حاصل نہیں ہوئی تھی بدینہ جو بھی اس عہد کا عہد پیغمبر میں پورا ہونا خیال محال ہے اور فاضل موصوف نے بیان کیا ہے کہ عجم غیر عرب کو کہتے ہیں صرف اہل فارس ان کو نہیں کہتے ہیں اور غیر عرب کی کل زمین میں خلفائے ثلاثہ کو بادشاہت نہیں ہوئی راقم کتب کہتا ہے کہ عجم بمعنی غیر عرب غیر متعارف ہے بمعنی اہل فارس ان متعارف چنانچہ اس میں اہل فارس ان سے جو آتا ہے اسکو عجم کہتے ہیں اور غیر فارس ان سے جو آتا ہے اسکو عجم نہیں کہتے ہیں لہذا عجم سے فارس ان مراد ہونا قطعاً ظاہر و قہار ہے اور اہل فارس ان میں فاروق اعظم و ذی النورین عظمیٰ کی بادشاہت ہونے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے علاوہ اسکے فاضل موصوف یہ تو ارشاد فرمادیں کہ زمین عرب کے ایک قلیل حصہ پر اہل اسلام کا قبضہ ہونا عہد پیغمبر میں یہ بدو نہ پورا ہونے کے لیے کیوں کافی ہو سکتا ہے اور خلافت صدیقیہ میں کل زمین عرب بعض زمین غیر عرب اور خلافت فاروقیہ و ذی النورین میں کل زمین عرب اور روم و فارس و سلطنت عظیمہ غیر عرب اہل اسلام کا قبضہ ہونا اس حصے کے پورا ہونے کے لیے کیوں کافی نہیں ہو سکتا ہے بجز اسکے کیا جائے کہ دروغ گویا حافظہ ناشد پس چونکہ زمین عرب زمین غیر عرب کی بادشاہت مراد ہونے میں شک نہیں ہو سکتا ہے اور عہد پیغمبر میں زمین غیر عرب کے کسی حصہ پر اہل اسلام کا قبضہ نہیں ہوا ہے لہذا عہد پیغمبر میں اس وعدے کا پورا ہونا کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتا ہے۔

و جب چارم یہ کہ نیز صاحب تفسیر مجمع البیان نے اس آیت کی لفظ ولیکن کہم دیکھ کر تفسیر میں لکھا ہے

یعنی دین الاسلام الذی امرھما ان یدینون بہ و تمکینہ ان یشھرا علی الدین کلمہ الی
ما قال تمکینہ باعرا اھلہ الخ یہ عبارت صریح ہے اس میں کہ اہل اسلام کو اہل کل ادیان پر غالب قوت و شوکت
میں زیادہ کر دینا لفظ مذکور سے مراد ہے اور صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے لفظ مذکور کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد آنست
کہ دین اسلام برابر ہمہ ادیان غالب گردانے والی تفسیر مجمع البیان کی عبارت مذکورہ کے کلمہ تمکینہ باعرا اھلہ
کو مٹانے سے یہ عبارت خلاصۃ المنہج بھی صریح ہے اس میں کہ اہل اسلام کو کل اہل ادیان پر غالب قوت و شوکت میں
زیادہ کر کے دین اسلام کو کل ادیان پر غالب قوت و شوکت میں زیادہ کر دینا لفظ مذکور سے مراد ہے لہذا کوئی عال فہیم
اس سے انکار نہیں کر سکتا ہے کہ اس آیت میں دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر ایسا غالب کرنے کا بھی وعدہ ہے کہ ادیان
باطلہ سے کوئی دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر نہ باقی رہے اور اہل اسلام کو کل اہل ادیان باطلہ پر
ایسا غالب کرنے کا بھی وعدہ ہے کہ کوئی اہل دین باطل قوت و ثروت میں اہل اسلام کے برابر نہ باقی رہے حالانکہ
عہد پیغمبر میں نہ کفار فارس و روم کی قوت و شوکت کے لحاظ سے اہل اسلام کو کچھ قوت و ثروت تھی نہ دین کفار فارس
وروم کی قوت و شوکت کے لحاظ سے دین اسلام کو کچھ قوت و شوکت تھی لہذا عہد پیغمبر میں اس وعدے کا پورا ہونا
ایسا خیال محال ہے کہ بیان میں نہیں آ سکتا ہے۔

وچہ پیغمبر کہ نیز تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کی لفظ ولیدہم لھم عن بعد خوفہما صتا کی تفسیر میں
لکھا ہے ای لینصر و غمھما لی ما قال بقوة الاسلام و اذینا ساطعہ اور تفسیر خلاصۃ المنہج میں لفظ مذکور کی تفسیر
میں لکھا ہے ہر آیت بدل ہدیشان را از پس ترس ایشان از دشمنان امینی را ایشان انتہی ان و نون عبارتوں کا
مجموعہ صریح ہے اس میں کہ لفظ مذکور سے مراد یہ ہے کہ اہل دینوں میں صلح و عہد وین باخلافت کو خلافت عہد میں ایسی
نصرت اور ایسی نصرت قوت اسلام عطا کرے گا کہ ان سے خوف و دشمنی دور ہو جائے گا اور ان کو خوف و دشمنی سے
امن حاصل ہو جائے گا اور یہی بات ہے کہ تاوقتیکہ دشمن کی قوت و شوکت سے اپنی قوت و شوکت زیادہ ہو
خوف دشمن اہل اور امن حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور عہد پیغمبر میں سعادت اسلام کے اہل فارس و روم بھی اہل اسلام
کے دینی و جانی دشمن تھے جن کی قوت و شوکت کے اگے اہل اسلام کی قوت و شوکت کچھ نہ تھی اسی سے عہد پیغمبر میں
اہل اسلام سے خوف و دشمنان کو زائل اور خوف و دشمنان مسطو سے امن حاصل نہیں ہوا تھا بلکہ قافلہ

موصوفے بھی اسکا اعتراف کیا ہے چنانچہ بحث بالاسین تک اور بعد پکا بدینہ بھی اس حد سے کا عہد پیغمبر میں پورا ہونا
ایسا خیال محال ہے کہ تقریر ادا نہیں کر سکتی ہو اور یہ ممکن نہیں ہے کہ عہد خلافت پورا ہوا اور خلافت موعودہ میں
مومنین صالحین موعودین بالخلافت کو کلین میں یا اس از خوف اہل کین حاصل ہو کسی اور زمانے پر موقوف ہو چنانچہ
جواب ناقصہ سی چارم کے ذیل میں اور بعض جوابات مناقشہ سی پنجم میں بیان بالبرہان ہو چکا۔

وچشمہ ششم کہ قواعد وغیرہ سے جسکو کچھ بھی کیفیت ہے اس پر مخفی نہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے لفظی معنی و
کالیش کو کون ہی کشیدہ کے ضمیر فاعل مستتر کا مرجع سوائے مومنین صالحین موعودین بالخلافت کے دور کو ہی نہیں
ہو سکتا ہے اسی سے صاحب تفسیر خلاصۃ المنتہی نے اسکی تفسیر میں لکھا ہے یعنی خلافت حکومت جلالہ الشانہ
از عبارت توحید بازدار دانتی اور صاحب تفسیر مجمع البیان نے لکھا ہے کہ ہذا الاستیفاء فی کلام

الذی اعادہم وصفا لا یخافون غدیری انتہی ان وزن عبارتوں کا مجموعہ نص صریح ہے اس کے لفظوں
سے مراد یہ ہے کہ مومنین صالحین موعودین بالخلافت ابھی خدا کی عبادت کرتے ہیں لیکن غیر خدا سے ڈرتے ہیں بالخلافت
موعودہ میں خدا کی عبادت کرینگے بجز خدا کے کسی کو نہ ڈریں گے اور بنا بر فرعون اہل لغت عہد پیغمبر میں مومنین صالحین
غیر خدا سے یہاں تک ڈرتے تھے کہ در کائنات علیہ التسلیمات نے اپنے مرض موت میں ایک مضمون لکھوا دینے کے

واسطے کا فہم وادوات مانگا خوف و خائفین سے کسی مومن صالح کو حاضر کرنے کی جرأت نہ تھی لیکن جب
تصریح مفسرین اہل لغت بھی خود اس آیت میں یہ شہادت الہیہ موجود ہے کہ خلافت موعودہ آیہ مذکورہ میں مومنین
صالحین غیر خدا کو نہ ڈریں گے اور بنا بر فرعون اہل لغت عہد پیغمبر میں یہاں تک خوف غیر خدا سے متاثر نہ رہتے تھے کہ

فرمان نبی کی تعمیل نہیں کر سکتے تھے لہذا عہد پیغمبر میں اس حد تک پورا ہونا ایسا خیال محال ہے کہ تحریر میں نہیں آ سکتا ہے۔

دفعہ ششم کہ بحث بالامین اسی معلوم ہو چکا ہے کہ عہد پیغمبر میں مومنین صالحین کو اس از خوف دشمن نہ حاصل ہونا
خود فاضل موصوفے قبول بلکہ ادعا کے ساتھ بیان کیا ہے اور باریق مجتہد کی عبارت مناقشہ ششم صریح

ہے اس میں کہ جس نے مومنین صالحین کو خوف دشمن سے اس حال نہ وہ زمانہ زمانہ خلافت موعودہ یا نہ آیہ

نہیں ہو سکتا ہے پس چونکہ عہد پیغمبر میں مومنین صالحین کو خوف دشمن سے اس حال نہ تھا اور جس نے ماننے میں

مومنین صالحین کو خوف دشمن سے اس نہ وہ زمانہ زمانہ خلافت موعودہ آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتا ہے لہذا عہد پیغمبر میں

اس عہدہ خلافت کا پورا ہونا ایسا خیال محال ہے کہ قیل و قال نہیں ہو سکتا ہے۔

وجہ ہشتم کہ فاضل موصوف کے سلطانِ اعلم نے بوارق میں اس کی تشریف کی نسبت لکھا ہے کہ مراد از آیہ نصوص عزت ظاہر و باطن صاحبِ بصیرت و درانِ بمان انچہ بطہ و خواہر سید مصداق آیہ است انتہی بحذفِ فحشہ یہ عبارت نص صریح ہے اس پر کہ حکمِ نصوص اہلِ لعنت نمازِ امامِ ہمدی مراد ازین آیہ ہے نہ نمازِ نبی اور نہ امامِ ہمدی میں جو طہ و پذیر ہوگا وہ مصداقِ آیت مذکورہ ہے اور نہ نبی میں جو طہ و پذیر ہوگا وہ مصداقِ آیت مذکورہ نہیں ہے چہ اس سے کیا عہدِ غیر میں پورا ہونا بنا بر مذہب اہلِ لعنت کے کیونکہ خیال محال ہوگا ضرور لا محالہ خیال محال ہوگا۔

وجہ نہم یہ حضرات اہلِ لعنت کی معتبر تفسیر صانیٰ میں لکھا ہے وعدہ اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض لیجعلنہم خلفاء بعد نبیہم الخ یہ عبارت نص صریح ہے اس بات پر کہ بعد نبی کے مومنین صالحین کو خلیفہ کرنے کا وعدہ ہے پس اولیائے فاضل موصوف ارشاد تو فرمادین کہ بعد نبی کے خلیفہ رکھنا جو وعدہ ہے اس عہد کا بعد نبی میں پورا ہونا کیا معنی رکھتا ہے پھر اسکے کیا کہا جائے کہ جب وقتِ شکرِ حجت اہلِ سنت سخت گلوگیر ہوتا ہے اس وقت یہ معنی سخن کرنا پڑتا ہے تاکہ لا عقل سمجھے چھوڑ دے اور جہاں اہلِ لعنت یہ سمجھے کہ خصم کو جواب دے عہدہ برا ہو گئے مگر یہ تلک اہلِ سنت ایک بار چھوڑ دین گے دوبار چھوڑ دین گے آخر ایک بار پوچھیں گے کہ حضرت آپ کا یہ سخن کیا معنی رکھتا ہے کہ اللہ نے تو بعد نبی کے خلیفہ کرنے کا وعدہ کیا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ وعدہ بعد نبی میں پورا ہو چکا حقیقت اس آیت میں بعد نبی کے خلیفہ کرنے کا وعدہ ہونے میں آخر تیرہویں صدی تک کسی اہلِ سنت نے تو خلافت نہیں کیا ہے کسی اہلِ لعنت نے بھی خلافت نہیں کیا ہے اس کے بعد ایک مولوی عمار علی اور ایک فاضل موصوف نے خلافت کیا ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد ان دو صاحبوں کے خلافت کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

وجہ دہم یہ کہ بوارق مجتہد کی عبارت مناقشہ بست و ہتم کے بعض الفاظ صریح ہے اس آیت سے نمازِ امامِ ہمدی مراد ہونے پر اہلِ لعنت کے اجماع ہونے میں اور جس طور سے آیہ انما ولیکم اللہ کا ثبوت خلافت علی ہونے پر اہلِ لعنت کا اجماع ہونا آشکارا خیال انکار ہے اسی طور سے آیت استخلاف سے زائد خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم مراد ہونے پر اہلِ سنت کا اجماع ہونا آشکارا خیال انکار ہے پس واضح ہو گیا کہ فاضل موصوف کے پیرو مشید محمد مجتہد لکھنوی کے بیانے تک

فرق اسلامیہ سے اہل لعنت و غیر اہل لعنت کا اجماع ہے آیت اختلاف سے زمانہ امام ہمدی یا زمانہ خلفائے ثلاثہ مراد نہیں ہے
لہذا اگر اس حدیث کا عہد پیغمبرین پورا ہونا صحیح ہوگا تو تیرہ سو برس تک حق الزمرہ جمیع فرق اسلامیہ سے خارج ہوگا
اور یہ محال ہے بدین وجہ اس حدیث کا عہد پیغمبرین پورا ہونا بیشک اس حدیث میں بحث نہیں ہے جو عشرۃ ملک عشرۃ
کا مدعیان مثل وزر و شان ہو گیا کہ اس حدیث کا عہد پیغمبرین پورا ہونا خارج از دائرہ امکان ہے اور بحث بالاسین
و واضح ہو چکا ہے کہ جن آیتوں سے فاضل موصوف نے اس حدیث کا عہد پیغمبرین پورا ہونا بیان کیا ہے ان آیتوں میں
کسی آیت کو وعدہ آیت اختلاف سے من بھی نہیں ہے کیا یہ ممکن ہے کہ خلافت آیات قرآنیہ پر صد ہا برس اہل لعنت
و غیر اہل لعنت سب کا اجماع چلا آئے ہرگز نہیں اور بحث پنجم میں واضح ہو چکا ہے کہ اس حدیث کا عہد پیغمبرین پورا
ہونے کی تقدیر پر بھی حقیقت و راشدیت ہر سہ خلاف پر ایسی قطعیت الدلالت ہے جیسے کہ عہد خلفائے ثلاثہ
میں پورا ہونے کی تقدیر پر ہے لہذا بدستور مناقشات سابقہ کے صاحبان مناقشہ کو رو سیاہ کر کے یہ مناقشہ بھی
خاک سیاہ ہو گیا اور اس آیت کا حقیقت و راشدیت ہر سہ خلاف پر قطعیت الدلالت ہونا محکم پاشلی یا بیرون کشی

ہو گیا الحمد للہ علی وضوح الحق و فوضوح الباطل

مناقشہ چہل و سوم چونکہ اس مناقشہ کو فاضل ناصر نے طو لانی عنوان سے بیان فرمایا ہے لہذا اس کا کشف
حال بدین منوال ہے کہ اس آیت میں جو مومنین و مصابحین کی خلافت کے لیے قید لگائی گئی ہے جب دیگر آیت قرآنی
سے اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو صاف یہ عقدہ کھل جاتا ہے کہ وہ کون مومن صالح ہیں جو مصداق اس آیت کے ہو سکتے
ہیں جو اصحاب اولیاء کہ مناقشہ بالا میں جو فاضل موصوف نے بزعم خود تین آیتوں سے اس حدیث کا عہد پیغمبر
میں پورا ہونا ثابت کیا اس سے اصحاب نبی کا اس آیت کے مصداق ہونا ایسا کھلا ہوا ہے کہ بعد اسکے غیر اصحاب
نبی کا اس آیت کے مصداق ہونا دیگر آیات قرآنیہ سے ثابت کرنا اپنے فقہان حافظہ سے تحریف معنوی کے
آیات قرآنیہ میں تقاض پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا ہے اور فی الواقع ان آیتوں سے عہد پیغمبرین اس
حدیث کا پورا ہونا ثابت ہے چنانچہ ابھی واضح ہو چکا ہے کہ ان آیتوں سے غیر اصحاب نبی کا اس آیت کے مصداق
ہونا ثابت ہو سکتا ہے چنانچہ ابھی واضح ہو گا بلکہ جس طور سے فاضل موصوف کا ان آیتوں میں تحریف معنوی
کرنا ابھی عیان ہو چکا ہے اسی طور سے آپ کا ان آیتوں میں تحریف معنوی کرنا ابھی نمایاں ہو گا تا ثبات یہ کہ

فصل موصوف نے: زائستہ بالاکو اول اپنے رسالہ مذکورہ کی جلد یکم صفحہ ۲۷ میں مائتا صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے اور اس میں
 کو رسالہ مذکورہ کی جلد پنجم صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے پھر اسی جلد کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے انکار نہیں کہ یہ
 وعدہ ان لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت وجود تھے اور اس سے پہلے ایمان قبول کر کے عمل صالح
 کرتے تھے انتہی بلفظ یہ عبارت نص صریح ہے اس پر کہ جو مومنین صالین وقت نزول اس آیت کے موجود تھے اور
 اُن کے قبل سے مشرت بایمان ہو کر عمل صالح کرتے تھے اس آیت میں انھیں مومنین صالین کو پادشاہت زمین
 و مکیں دین اس ان خوف اہل کین عطا کرے گا وعدہ ہے جس سے انھیں مومنین صالین کا اس آیت کے مصداق ہونا ایسا
 عیان مثل و زروشان ہے کہ ہرگز کوئی عاقل نہ بچیا انکار نہیں کر سکتا ہے پس جن لوگوں کا اس آیت کے مصدق
 ہونا خود اس آیت سے عیان مثل و زروشان ہے کہ ہرگز کوئی عاقل نہ بچیا انکار نہیں کر سکتا ہے دیگر آیات قرآنیت سے
 ان لوگوں کا اس آیت کے مصداق ہونا باطل اور دیگر لوگوں کا اس آیت کے مصداق ہونا ثابت کرنا تحریف عوی
 کر کے آیات قرآنیت میں تعارض پیدا کرنے کے سوا ہرگز کچھ نہیں ہو سکتا ہے مثالاً یہ کہ فضل موصوف نے اپنے رسالہ
 مذکورہ کی جلد پنجم صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے کہ جو کوئی کام دین حق کے غالب کرنے کے لیے ہو گا ضرور کہ اس میں ترقی
 مسلمانوں کی بحیثیت دنیا کے بھی ہو انتہی بلفظ اس عبارت معلوم ہوا کہ اس آیت میں دین اسلام کو کل
 ادیان پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ کر دینے کا وعدہ ہے صراحتہ اور مومنین صالین عود دین الخلافہ کو دشمنان
 پر غالب یعنی قوت و ثروت میں زیادہ کر دینے کا وعدہ ہے کہ نایہ اور ابن تیم جہانی اہل لغت نے شرح نہج البلاغہ
 میں جناب امیر کے مقولہ سخن علی موعود من اللہ کی شرح میں لکھا ہے کہ ہولنظر والغلبہ والا استخلاف
 فی الارض کا قال تعالیٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم الحق نیز انجناب کے مقولہ قد نوکل اللہ
 لا اجل ہذا الذین باعوا ارا الحسنة الآخرة کی شرح میں لکھا ہے و ہذا الحکم من قولہ تعالیٰ وعد
 اللہ الذین امنوا منکم و علموا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض آخہ اور مفسرین مجتہدین اہل
 سے صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے اس آیت کی لفظ و لیبہ لہم من بعد خوفہم امتا کی تفسیر میں لکھا
 ہے و ہر آیتہ بل ہذا الشان از پس ترس ایشان از دشمنان ایمانی از ایشان انتہی اور اس آیت میں مومنین
 صاحبین سے وعدہ ہونا جو کہ بوقت نزول اس آیت موجود تھے اور اُن کے قبل سے مشرت بایمان ہو کر

عمل صالح کرتے تھے ایسا ہو کہ آخر مجموعہ ہونے کا بل موصوفے لکھ دیا کہ سکو اس سے انکار نہیں بنا برائے شریح مذکور
اور تفسیر مذکور کی مذکورہ تینوں عبارتوں کا مجموعہ یہ صریح ہو اس میں کہ اس آیت میں صرف وقت نزول کے مومنین کو
جو کہ بے شبہ نہ مرے کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے تھے زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں دشمنوں
پر غلبہ و نون عطا کرنے کا وعدہ ہر حتیٰ کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے جن لوگوں کو زمین میں
خلافت اور زمانہ خلافت میں دشمنوں پر غلبہ و نون کا مجموعہ حاصل ہوا ہر ان لوگوں کا اس آیت کے مصداق ہونا
ایسا آشکارا مجال انکار ہر جیسا کہ صدور حدیث لا عظیمین الراية غلاما رجلا یحبہ اللہ ورسولہ
و یحبہ اللہ ورسولہ آئمہ کے دوسرے دن زمرہ رجال سے جسکو رسول خدا سے نشان جنگ افضل
خدا سے فتح جنگ و نون کا مجموعہ حاصل ہوا ہر اسکا مصداق حدیث مذکور ہونا آشکارا مجال انکار ہر او بسطو سے
یوم فردا کی تخصیص صدور اس حدیث کے دوسرے دن زمرہ رجال سے جسکو رايت نصرت و نون کا مجموعہ حاصل
ہوا ہر اسکا اس حدیث کے مصداق ہونا ختم کر دیا ہر اسی ملو سے مومنین یحییٰ جو دین وقت نزول کی تخصیص نے
زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے جن لوگوں کو زمین میں بادشاہت اور زمانہ بادشاہت میں دشمنوں
پر غلبہ و نون کا مجموعہ حاصل ہوا ہر ان لوگوں کا مصداق آید مذکورہ ہونا ختم کر دیا ہر لہذا ہجرت ان لوگوں کے
اور کسی کا اس آیت کے مصداق ہونا ہرگز کسی آیت سے مستفاد نہیں ہو سکتا ہر مینو جب کسی آیت سے دیگر لوگوں کو اس
آیت کے مصداق بنا نا غلط فہمی یا تحریف معنوی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا ہر البجایہ کہ مراد او کرار مذکور ہے چکا ہو کہ خلا
واقعہ نزول اس آیت کا یہ ہر اول سال ہجرت میں ایک دن ہاجرین بغلیہ خوف اعدا الیہم کہہ رہے تھے کہ ایسا
بھی کوئی زمانہ ہو گا کہ ہر خوف اعدا سے امن ہو آیت نازل ہوئی وعد اللہ الذین امنوا صحت کلامہ
فریقین کی جس کتاب میں اس آیت کا واقعہ نزول مذکور ہے وہی مذکور ہر اس کے خلاف ہرگز کسی فریق کی کسی کتاب میں
مذکور نہیں ہر اور اس واقعہ کی واقعیت ایسی ہر کہ باوصف پنج کن بلکہ گردن نہ ہونے مذہب اہل لغت کے آج تک
کسی اہل لغت کو اسکی واقعیت سے انکار کر نیکی جرأت نہیں ہوئی یہ واقعہ واقعہ بر ملا مذاکرہ ہاجرین کو اس آیت کے
مصداق تبار ہا ہر اور واقعہ واقعہ کے خلاف کسی آیت کے کوئی بات مستفاد نہیں ہو سکتی ہر لہذا اس واقعہ واقعہ
کے خلاف کسی آیت سے اس آیت کے مصداق بیان نہ ہو معنوی تحریف کلام الہی کے ہرگز کچھ نہیں ہو سکتا ہر اہل سنت

جو اس آیت سے استدلال کرتے ہیں اُسکے جواب میں حضرات اہل لغت بہتیرا دست پاگم کرتے ہیں لیکن اس آیت کے واقعہ نزول کا نام بھی نہیں لیتے ہیں اسکا سبب صرف یہ ہے کہ اس واقعہ کی واقعیت بھی انکا نہیں ہو سکتا ہے اور یہ قصہ جو بر ملا نادر ہے ہاں کہ جن مہاجرین کو خلافت مغلہ دونوں کا مجموعہ حاصل ہوا ہے وہ مہاجرین اس آیت کے مصداق میں نہیں آتے تاویل بھی نہیں ہو سکتی ہے بلکہ موصوفین الحین وقت نزول کی تفصیل بھی اور واقعہ نزول سے بھی اس آیت کے مصداق ایسا عیان مثل و زور نشان ہے کہ کسی کمزور فریب پہنان نہیں ہو سکتا ہے قولہ کھوان آیات قرآنی کو حقیقہ مضامین میں کہ خدائے جب حضرت ابراہیم سے فرمایا کہ میں تجھ کو لوگوں کے لیے امام کرنے والا ہوں اور انھوں نے عرض کیا کہ میری ذریت تو خدائے جواب دیا کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہونچے گا جو اب یہاں پر لفظ نہیں پہونچے گا ترجمہ ہو کہ آیت کے لفظ لایزال کا یہ ترجمہ غلط ہے چنانچہ خود فاضل موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ کے جلد دوم صفحہ ۱۰۱ میں اس لفظ لایزال کا ترجمہ کیا ہے نہیں پہونچتا ہے یہ ترجمہ صحیح ہے لیکن اس سے تحریف میں شوری پڑتی تھی اسی سے غلط ترجمہ کیا ہے تاکہ تحریف میں شوری نہ پڑے قولہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کا وہ عہد امامت جو مدت لفظ خلافت ہے ذریت حضرت ابراہیم سے اسی کو پہونچ سکتا ہے جو مومن صالح ہو اور جسے شرک اور کفر اور فسق اختیار نہ کیا ہو جو اب یہ عہد امامت ملاوٹ لفظ خلافت نہیں ہو سکتا ہے لفظ امامت ملاوٹ لفظ خلافت ہو سکتا ہے اور جو پیدا ہو کا فکے گھر میں اور ہوشیار ہو کفر میں اسکو نہیں کہتے ہیں کہ کفر اختیار کیا اور جو مومن ہو پھر کافر ہو جائے اسکو کہتے ہیں کہ کفر اختیار کیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بد ہو گیا چنانچہ اسی دیکر لوگ بخوبی واقعہ میں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلان شخص نے مذہب شی اختیار کیا فلان شخص نے مذہب شی اختیار کیا اس سے برا شیعہ سے شی ہونا سنی سے شیعہ ہونا مراد ہوا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فلان شخص کا آبائی مذہب شیعہ ہے اسنے اپنی طبیعت سے سنیہ اختیار کیا ہے پس فاضل موصوف جو فرماتے ہیں اور جسے شرک اور کفر اور فسق اختیار نہ کیا ہو اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو شخص آبائی کافر ہو گا عہد امامت اسکو پہونچے گا اور جو شخص آبائی مسلم ہو گا مرتد ہو کے کافر ہو گا اسکو عہد امامت نہ پہونچے گا اور یہ ظاہر ہے کہ جب آبائی کافر ہو گا عہد امامت پہونچے گا تو جو کافر کفر سے تائب ہو کر شرف باہمان ہو گا اسکو بدرجہ اولیٰ پہونچے گا اور جو کافر آبائی کافر ہے اسکو پہونچتا فاضل موصوف کی ملاوٹ تو تعجب کیا ہے یہ حال اس حکام فاضل موصوف کا نتیجہ ہے کہ جو پہلے مومن تھا بعد کو کافر ہو گیا ہے اس کا فرق عہد الہی نہیں پہونچ سکتا ہے اور

جو کافر ایسا نہو اس کا ذکر عہد الہی پہنچ سکتا ہو لیکن کوئی عاقل یا ایمان آور یہ کہ یہ لایزال عہد الظالمین سے یہ مراد ہونا قبول نہیں کر سکتا ہو لہذا ایمان راقم اثر کو اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں خاص موصوف کے اولیاء کو اس سے سمجھ لین گے لیکن دیگر علماء اہل لعنہ نے جہان کیا ہو وہ یہ کہ خدا نے جو فرمایا ہو کہ نہیں پہنچتا ہو عہد ظالمون کو وہ صریح اس میں کہ جو کسی وقت ظالم رہا ہو اس کو بھی عہد الہی نہیں پہنچ سکتا ہو علماء اہل سنت نے جو اس کا جواب دیا ہو حائل اس کا یہ کہ خدا نے جو فرمایا ہو کہ نہیں پہنچتا ہو عہد میرا ظالمون کو وہ اگر اس میں صریح ہو گا کہ جو کسی وقت ظالم رہا ہو اس کو بھی عہد خدا نہیں پہنچ سکتا ہو تو جو کلیہ مسئلہ کل یہ کہ طفل خرد سال کو عہد خدا نہیں پہنچتا ہو وہ صریح ہو گا اس میں کہ جو کسی وقت طفل مخرد سال رہا ہو اس کو بھی عہد خدا نہیں پہنچ سکتا ہو پس علی بن ابی طالب کو بھی عہد خدا نہ پہنچ سکیگا کیونکہ علی بن ابی طالب بھی ایک زمانے میں طفل خرد سال تھے اور جو کلیہ مسئلہ کل یہ کہ کلیف شرعی طفل لا یعقل کو نہیں پہنچتی ہو وہ صریح ہو گا اس میں کہ جو کسی وقت طفل لا یعقل رہا ہو اس کو بھی تکلیف شرعی نہیں پہنچ سکتی ہو پس علی بن ابی طالب کو بھی کلیف شرعی نہ پہنچ سکیگا کیونکہ علی بن ابی طالب بھی ایک زمانے میں طفل لا یعقل تھے اور کلیہ جو مسئلہ کل یہ کہ جنت میں کافر نہیں داخل ہو سکتا ہو وہ صریح ہو گا اس میں کہ جو کسی وقت کافر رہا ہو وہ بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا ہو پس حضرت حمزہ و حضرت جعفر طیار و حضرت مقداد و حضرت سلمان بھی جنت میں نہیں داخل ہو سکیں گے کیونکہ یہ حضرات بھی ایک زمانے میں کافر تھے اور جو کلیہ مسئلہ کل یہ کہ نام پر حد شرع جاری نہیں ہو سکتی ہو وہ صریح ہو گا اس میں کہ جو کسی وقت نام رہا ہو اس پر بھی حد شرع جاری نہیں ہو سکتی ہو پس کسی مجرم پر حد شرع جاری نہ ہوگی کیونکہ کوئی مجرم ایسا نہو گا جو کسی زمانے میں نام نہ رہا ہو اور اگر یہ کہ یہ لایعصا الا ملحہ و ن برطانہ و کیے جو کلیہ بتا رہی ہو کہ ناپاک قرآن پاک کو نہیں چھو سکتا ہو وہ صریح ہو گا اس میں کہ جو کسی وقت ناپاک رہا ہو وہ بھی قرآن پاک کو نہیں چھو سکتا ہو پس کوئی بھی کسی وقت قرآن پاک نہ چھو سکیگا کیونکہ ایسا کوئی نہو گا جو کسی زمانے میں ناپاک نہ رہا ہو کیا باوصف پیش نظر ہونے اس قسم صد ہا کلیات کے بھی کوئی شخص خدا یا صاحب حیا کہ سکتا ہو کہ خدا نے جو فرمایا ہو کہ نہیں پہنچتا ہو عہد میرا ظالمون کو وہ صریح ہو گا اس میں کہ جو کسی وقت ظالم رہا ہو اس کو بھی عہد خدا نہیں پہنچ سکتا ہو ہرگز نہیں کہ سکتا ہو بلکہ جسکو کچھ بھی خوف خدا یا پاس حیا ہو وہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ سکتا ہو کہ جس طرح کافر کے جنت میں داخل ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو ہمیشہ کافر رہے گا اور گفر میں لگا

وہ جنت میں داخل ہوگا لیکن کفر سے تائب نہ ہو کر ایمان پر مریگا وہ جنت میں داخل ہوگا اس طرح عہد خدا
ظالم کو نہ پہونچنے سے مراد یہ ہے کہ جو ہمیشہ ظالم رہیگا اور کبھی ظلم سے تائب نہ ہوگا اسکو عہد خدا نہ پہونچے گی لیکن جو
ظلم سے تائب ہو کے عادل ہو کر عدل پر قائم رہیگا اسکو عہد خدا پہونچ سکتا ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ جو سابق میں
کافر تھا حال میں ہوسن ہو اسکو حال میں کافر نہیں کہہ سکتے ہیں اس طرح جو سابق میں ظالم تھا حال میں عادل ہو
اسکو حال میں ظالم نہیں کہہ سکتے ہیں لہذا اسطلاح کا یہ ہوگا کہ جو وقت ظالم ہوگا اسکو اسوقت عہد خدا
نہیں پہونچ سکتا ہے گو اس سے پہلے عادل ہوا اور جو وقت عادل ہوگا اسکو اسوقت عہد خدا پہونچ سکتا
ہے گو اس سے پہلے ظالم رہا ہو بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جس طرح جس نے کبھی ظلم نہیں کیا ہے اسکو عادل کہتے ہیں
اس طرح جس نے بعد از کتاب ظلم کے توہ کر لیا ہے اور عدل پر اپنے کو قائم رکھا ہے اسکو بھی عادل کہتے ہیں اس کو بھی
عہد خدا پہونچ سکیگا جناب مجتہد صاحب نے اوراق میں لکھا ہے کہ جس طرح باپ نے جس عورت کے ساتھ ہمبستری
کی ہے وہ عورت بیٹے کے واسطے حلال نہ ہو سکتی ہے مراد یہ ہے کہ جس عورت کے باپ نے کبھی ہمبستری کی ہے وہ عورت
بیٹے کے واسطے کبھی حلال نہیں ہو سکتی ہے اس طرح ظالم کو عہد آتی نہ پہونچنے سے مراد یہ ہے کہ جس نے کبھی ظلم کیا ہے
اسکو کبھی عہد خدا نہیں پہونچ سکتا ہے آخر رقم عرض کرتا ہوں کہ باپ نے جس عورت کے ساتھ ہمبستری کی ہے اس
عورت کا بیٹے کے واسطے حلال نہ ہونے پر کیوں قیاس کیا ایک مرد کے نکاح میں جو عورت ہے اس عورت کا
دوسرے مرد کو واسطے حلال نہ ہونے پر کیوں نہ قیاس کیا بجز اسکے کیا کہا جائے گا اگر ایسا کرتے تو حق بات
چھپ سکتی ظاہر ہو جاتی مگر یہ نہ سمجھ کہ حکم الحق بطلو ولا یعلیٰ حق بات کی حقیقت باطل بات کی باطلیت بغیر ظاہر
ہوئے نہیں کہتے ہیں جناب میں ظالم کو عہد خدا نہ پہونچنا باپ نے جس عورت کے ساتھ ہمبستری کی ہے اس عورت کا بیٹے کو واسطے
حلال نہ ہونے کی قبیل سے نہیں ہے بلکہ جو عورت ایک مرد کے نکاح میں ہے اس عورت کا دوسرے مرد کو واسطے حلال نہ ہونے کی قبیل
سے ہے یعنی جس طرح جو عورت کسی مرد کے نکاح میں ہے اس عورت کے دوسرے مرد کو نکاح نہیں کر سکتا ہے لیکن اس مرد کے مرنے
یا طلاق دینے اور عدت گزرنے کے بعد اس عورت کے دوسرے مرد کو نکاح کر سکتا ہے اس طرح ظالم کو نہ پہونچنے سے مراد یہ
ہے کہ جو شخص ظالم ہے اسکو عہد خدا نہیں پہونچ سکتا ہے لیکن تو کہہ کہ ظالم کو چھوڑ دینے اور عدل قائم ہونے کے بعد اسکو عہد خدا پہونچ سکتا
ہے اور یہ ظالم کو عہد خدا نہ پہونچنا نام پر بدعت ہے جاری ہونے کی قبیل سے ہے یعنی جس طرح جو شخص ظالم ہے اسکو عہد خدا نہ پہونچ سکتا ہے

نہیں ہو سکتی لیکن نوم سے بیدار ہونے کے بعد حالت بیداری میں اُس پر حد شرع جاری ہو سکتی ہے اس طرح جو شخص ظالم
 ہو حالت ظالمی میں اُس کو عہد خدا نہیں پہنچ سکتا ہے لیکن ظلم سے توبہ کر کے عدل پر قائم ہونے کے بعد حالت عدلی
 میں اُس کو عہد خدا پہنچ سکتا ہے نیز جیسا کہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ ناپاک قرآن پاک کو نہیں چھو سکتا ہے اُس سے یقیناً
 مراد یہ ہے کہ جو شخص ناپاک ہو حالت ناپاکی میں وہ شخص قرآن پاک کو نہیں چھو سکتا ہے نہ پاک ہونے کے بعد
 حالت پاکی میں وہ شخص قرآن پاک کو چھو سکتا ہے ویسا ہی خدا نے جو فرمایا ہے کہ ظالم کو میرا عہد نہیں پہنچ سکتا
 ہے اُس سے یقیناً مراد یہ ہے کہ جو شخص ظالم ہو حالت ظالمی میں اُس کو عہد خدا نہیں پہنچ سکتا ہے نہ توبہ کر کے عدل
 ہونے کے بعد حالت عدلی میں اُس کو عہد خدا پہنچ سکتا ہے اور آیت اختلاف میں جو وقت نزول کے متضمن
 صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ دینے کا وعدہ ہے جو جو اُس کے بعد نزول آیت اختلاف
 زمرہ کلمہ گویا ان سلام از قبل نزول آیت اختلاف کے بن لوگون کو خلافت منسوب و دون کا مجموعہ حال ہوا ہے ان لوگون کا
 مصداق آیت اختلاف ہونا ایسا ہے کہ اُس کے خلاف کسی کلام خدا سے متفق ہو سکتا ہے نہ کسی کلام مصطفیٰ سے بعد یا کہ
 حد و حدیث آیت دینے کے عظیم الذاریۃ لہ کے دوسرے روز زمرہ رجال سے جس کو نشان جنگ و فتح جبکہ دون
 کا مجموعہ حال ہوا ہے اُس کا مصداق حدیث آیت ہوا ایسا ہے کہ اُس کے خلاف نہ کسی کلام خالق نام سے متفق ہو سکتا ہے
 نہ کسی کلام خیر الانام سے اور جملہ سے یہ معلوم ہے کہ نہ حدیث آیت کے دوسرے روز زمرہ رجال سے جس کو نشان جنگ
 و فتح جنگ و فتن کا مجموعہ حال ہوا ہے وہ جناب امیر ہیں جس سے انتخاب کا مصداق حدیث کو رہونا ایسا ہے کہ
 آشکارا کہ ہرگز کسی منکر کا انکار نہیں ہو سکتا ہے قابل اعتبار اُسی طور سے بلکہ ورتوی طور سے یہ معلوم ہے کہ بعد نزول
 آیت اختلاف زمرہ کلمہ گویا ان سلام از قبل نزول آیت اختلاف سے جن لوگون کو خلافت و غلبہ و دون کا مجموعہ حال
 ہوا ہے وہ لوگ خلفائے ثلاثہ ہیں جس سے خلفائے ثلاثہ کا مصداق آیت اختلاف ہونا ایسا ہے عیان کہ ہرگز کسی
 منکر کا انکار نہیں ہو سکتا ہے نہ ان امتین حال سے خالی نہیں ہو سکتا ہے یا تینوں طلیقون میں کوئی
 خلاف بھی نظام سے بغیر یا نہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ نہیں پہنچ سکتا ہے عہد میرا ظالمون کو اُس سے نبوت راہ پر مثال خلا
 موعودہ آیت اختلاف اُس سے خارج یا اُس سے یہ مراد ہے کہ جو ظالم ہو حالت ظالمی میں اُس کو عہد خدا نہیں
 پہنچ سکتا ہے ظلم سے توبہ کر کے ظالم سے عادل ہونے کے بعد اُس کو عہد خدا پہنچ سکتا ہے نہ جو فرمایا ہے

کہ نہیں پہنچ سکتا ہے عہد میرا ظالموں کو اُس سے یہ ثابت کرنا کہ جو کبھی ظالم رہا ہے اُسکو بھی عہد خدا نہیں
پہنچ سکتا ہے یقیناً کلام باری میں تحریف معنوی کرنا ہے اور اسیلے کہ نثران مذکور رب غفور میں عہد سے
نبوت مراد ہے خلافت کو شامل نہیں ہے دیکھو فصل پنجم ثانیاً اسیلے کہ جو حال میں مع من ہر سابق میں کا فرقہ حال
میں لفظ کا فرقہ کو شامل نہیں ہو سکتا ہے اسطرح جو حال میں عادل ہر سابق میں ظالم تھا حال میں لفظ ظالم
اسکو شامل نہیں ہو سکتا ہے ثانیاً اسیلے کہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ مشرک ہرگز بخشا جائیگا اُس سے یقیناً مراد ہے کہ
جو مشرک ہو گیا وہ ہرگز بخشا جائیگا جو مشرک سے مومن ہو گا وہ بخشا جائیگا اسطرح خدا نے جو فرمایا ہے کہ ظالم کو عہد
نہیں پہنچ سکتا اُس سے یقیناً مراد ہے کہ جو ظالم رہیگا اُسکو عہد خدا نہیں پہنچ سکتا ہے جو ظالم سے ظالم
ہو گا اُسکو عہد خدا پہنچ سکتا ہے اور اسیلے کہ سند و حدیث ایت کے دوسرے دن زمرہ رجال سے جناب امیر
نشان جنگ اور فتح جنگ دون کا مجموعہ حاصل شدنے کے بعد آنجناب کے محبوب و محدب اور رسول ہونے پر
حدیث ایت ایسی قطعیات الدالات ہے کہ ہرگز کوئی تاویل ممکن نہیں ہے اسطرح بعد نزول ایت اختلاف نے ہرگز کوئی
اسلام قبل نزول ایت اختلافات ہر سر خلیفہ کو خلافت غلبہ و دون کا مجموعہ حاصل ہونے کے بعد عہد خلافت راشد
ہر سر خلیفہ کو پہنچنے پر ایت اختلافات ایسی قطعیات الدالات ہے کہ ہرگز کوئی تاویل ممکن نہیں ہے اور اندازہ فرمایا
ہے کہ نہیں پہنچتا ہے عہد میرا ظالموں کو اُس میں یا لفظ عہد مخصوص ہے نبوت ہے خلافت کو شامل نہیں ہے یا لفظ ظالم
امثال خلفائے ثلاثہ کو شامل نہیں ہے یہی وجہ یہ بنا قشہ بھی کالہن المنفوش ہو گیا اور اندازہ مذکورہ کا نسبت حقیقت
در اندر تہ ہر سر خلافت ہذا قوی تر و محکم تر ہو گیا قولہ اور ایت اختلاف میں بھی یہ مضمون ہے کہ عبادت کریں گے
میری شریک کریں گے ساتھ میرے کسی چیز کو جو اب یہ جواب بنا قشہ کم آفتاب کی طرح تابان و درخشان ہو چکا ہے
کہ حسب تصریح صاحب تفسیر مجمع البیان اہل اہل اعت ایت اختلاف میں خدا نے جو فرمایا ہے کہ عبادت کریں گے میری
شریک کریں گے ساتھ میرے کسی چیز کو اُس سے مراد یہ ہے کہ حال میں عبادت کرتے ہیں غیر خدا سے کرتے ہیں یا خلافت
موجودہ میں عبادت کریں گے غیر خدا سے نہ دین گے اور ائمہ اہل اعت تمام غیر خدا سے ایسے کرتے ہیں کہ صاحب تفسیر میں
کرتے ہیں پس اہل اہل اعت اسطرح مصادیق ایت اختلاف ہو سکتی ہیں اور عہد ظالموں کو نہ پہنچتا اور چہیز و ان خلافت
موجودہ میں مومنین صالحین کا بلا خوف غیر خدا کی عبادت کرنا اور چہیز ان دونوں کو ایک بنا دینا وہی جنون ہے جو مخنون کے صادر

ہوا ہو کہ فک لیلی کا حق تھا نہ فاطمہ کا نہ اور کسی مسلمان کا سہذا اُسے دونوں ایک ہی تھے تو جبطوطہ سے اسکا نتیجہ یہ
 ہو کہ زمانہ اختلاف موعودہ میں عبادت کر گئے شرک کر گئے اسی طرح سے اسی نتیجہ یہ ہو گا کہ عہد خلافت میں ظلم نہ
 کر گئے زمانہ گذشتہ میں کبھی ظلم نہ ہوا نہ کیے ہوں نہ اس سے واسطگات ہو گیا کہ جو عادل کبھی ظالم نہ رہا ہو اس
 عادل کو بھی عہدہ پہنچ سکتا ہے قولہ اور میں کسی نے کفر کیا بعد اُس کے پس وہ فاسقوں میں سے ہے جو اس پر
 ترجمہ ہے کہ آیت اختلاف کے لفظ ومن کفر بعد ذلک فالولیک ہم الفاسقون کا تفسیر کا شافی میں لکھا ہے
 ومن کفر وہر کہ مرتد شود یا کفران و زرد درین نعمت بعد ذلک بعد ازین عہد یعنی پس از راست شدن آن
 فالولیک پس آن گروہ مرتدان یا کافران نعمت ہم الفاسقون ایٹانند فاسقان کا ملان در فسق
 عبت مرتد شدن یا کفران و زردین باین نعمت عظیمہ بعد از وضوح این آیات انتہی بلفظ یہ عبارت نص صریح ہے
 اسیر کہ لفظ مذکور سے مراد یہ ہے کہ وعدہ مذکورہ نعمت مسطورہ پورہ ہونے اور اس کے علامات واضح ہونے کے بعد
 جو لوگ کفر یا کفران کریں وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہیں اور جو اب مناقشہ ہم مل مذکور ہو چکا ہے کہ جو لوگ مومنین
 صاحبین موعودین باختلاف کے منکر و معاندین وہی لوگ لفظ مذکور کے مصداق ہیں پس بیان یہ مضمون نہیں ہے
 جو اس نے حضرت ابراہیم سے فرمایا ہے کہ تم نہیں پہنچتا ہے عہد میرا ظالمون کو بلکہ بیان یہ مضمون ہے کہ جو مومنین صالحوں موعود
 بعد آیت اختلاف میں ان مومنین صالحین کو عہد موعودہ آیت اختلاف پہنچنے کے بعد جو لوگ ان مومنین صالحوں کو خدا
 پہنچنے کا اقرار کریں وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہیں اور عنقریب معلوم ہو چکا ہے کہ خود جناسل موصوف کا بیان ہے کہ
 کہ وعدہ ان لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس سے پہلے ایمان قبول کر کے
 عمل صالح کرتے تھے انتہی بلفظ یہ عبارت بر ملا نہادیر ہی ہے کہ اس آیت اختلاف میں جو مومنین صالحوں کو خلافت
 و غلبہ دونوں کا مجموعہ عطا کرنے کا وعدہ ہے وہ مومنین صالحوں پہلے کا فرقہ بعد اُس کے مشرف بایمان ہو کر
 عمل صالح کر کے مومنین صالحوں ہوئے بعد اُس کے موعودہ بعد خلافت خدا آیت اختلاف ہوئے جسکا صریح نتیجہ
 یہ ہے کہ جو مومنین صالحوں کسی زمانے میں کافر رہا ہو اس مومنین صالحوں کو عہد خدا پہنچ سکتا ہے اور پہنچا ہے پس
 جناسل موصوف کا یہ مناقشہ بھی بہا ہر منشور ہو گیا اور حقیقت وراشدیت ہر سہ خلافت پر آیت اختلاف کا قطعیت
 الدلائل ہونا زیادہ محکم ہو گیا قولہ دوسری آیت میں حضرت ابراہیم کی دعا ہے پروردگار میرے کردے

سی شہر کو امن والا اور بچا جھکواؤ میرے بیٹوں کو بت پرستی سے کٹاں بتوں نے بھتوں کو گمراہ کر دیا لوگوں میں سے
 جس کسی نے بیروی کی پیروی پس تحقیق کر دو مجھ سے ہوا جس کسی نے نافرمانی کی پس تو بخشنے والا مہربان ہو جس
 آیت میں امن کا لفظ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ آیت اختلاف میں ہے جو اب اس آیت میں لفظ امن الٹ مڑا کر فرمایا
 کہ ساتھ اور آیت میں اختلاف میں الٹ مقصورہ اور سکون میں کے ساتھ لکھا جو کہے کہ ان دونوں آیتوں میں لفظ امن
 ایک طرح پر ہر دوہ قابل خطاب نہیں ہو سکتا ہر قولہ اور حضرت ابراہیم کے پیروکار وہی ہو سکتے ہیں کہ جہنم
 بت پرستی نہ کی ہو اور مومن صالح ہوں جو اب جس مومن صالح نے کبھی بت پرستی نہ کی ہو وہ مومن صالح جیسا طور سے
 حضرت ابراہیم کا پیروکار ہو سکتا ہر اسی طور سے جسے حضرت ابراہیم یا بعد حضرت ابراہیم کے اور کسی نبی کا ماننا
 بالکریہ پرستی اور بت پرستوں کو چھوڑ کر ایمان لایا ہوا اور عمل صالح کیا ہو وہ بھی حضرت ابراہیم کا پیروکار ہو سکتا ہے
 اور حضرت ابراہیم نے جو فرمایا ہو کہ جس کسی نے بیروی کی پیروی پس تحقیق کر دو مجھ سے ہر وہ میرے ہر اسمین کہ
 جسکی نسبت کسی نبی نے فرمایا ہو کہ ظالم مجھ سے ہر اُسکا اُس نبی کے پیروکار ہونے میں کہ نبی عاقل فحیاشک
 نہیں ظاہر کر سکتا ہر اور آتش پرستی چھوڑ کر شرف اسلام ہونے کے بعد حضرت سلمان فارسی کی نسبت بزرگ پرستی
 نے فرمایا ہر سلمان صفاً سلمان ہم سے ہیں لہذا حضرت سلمان کا حضرت سید الانس و الجان کے پیروکار ہونے
 میں کوئی عاقل فحیاشک نہیں ظاہر کر سکتا ہر اسی طور سے جسے پہلے بت پرستی کی ہو اور بعد کو مشرف باسلام
 ہو کر عمل صالح کیا ہو اُسکا حضرت حبیب کردگار و حضرت خلیل پروردگار کا پیروکار ہونے میں بھی کوئی عاقل فحیاشک
 شک نہیں ظاہر کر سکتا ہر اور صحابہ مقبولین اہل لغت سے مسلمان والہ و زور و مقداد و غیر ہم سب کے پہلے کافر
 تھے بعد کو مشرف باسلام ہوئے پس یہ لوگ اگر پیروکار نبی نہیں ہو سکتے ہیں تو ایہ اگر یہ قتل کنتہ تمجنون
 اللہ خاتبہ حنفی میں نبی کی بیروی کرنے کا حکم کن لوگوں کو ہوا ہو کیا جن لوگوں نے پہلے بت پرستی کی ہو
 اور بعد کو سچے دل سے ایمان قبول کیا ہو وہ لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ہرگز نہیں اور اگر امثال ابوذر و مقداد
 نبی کے پیروکار ہو سکتے ہیں تو اس شخص کے کیا معنی ہیں کہ حضرت ابراہیم کے پیروکار وہی ہو سکتے ہیں کہ
 جنہوں نے بت پرستی نہ کی ہو پھر اسکے کیا کہا جائے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ اہل گنہگار کے جواب میں اگر کلام خدا
 کی اس قسم تحریف معنوی نہ کی جائے تو ابن سبکی روح کو صدمہ ہوگا قولہ اس آیت میں ہی عنوان سے

خلیفہ کی مراد بیان ہوئی ہے جو ابراہیم اس آیت میں خلیفہ کی مراد کیا بیان کیا ہے قرآن میں حضرت آدم خلیفہ
 ہونا مذکور ہے اسی پر مبنی ہے کہ لا ارض خلیفہ اور حضرت آدم کا خلیفہ ہونا مذکور ہے یاد آؤ انا جعلناک
 خلیفۃ فی الارض اور حضرت طالت کا خلیفہ ہونا مذکور ہے ان اللہ قد بعث لکم طالت ملکاً اور
 صحابہ حضرت موسیٰ کا خلیفہ ہونا مذکور ہے جسے دیکھو ان جملہ وعدوں کو و یستخلفکم فی الارض اور
 انھیں خلیفہ بن کا ذکر کیا استخلف الذین من قبلہم کی تفسیر میں مفسرین اہل لیسٹ بھی کیا ہے اور قرآن کے
 کسی لفظ خلیفہ اور کسی لفظ استخلاف کی تفسیر میں کسی مفسر اہل لیسٹ نے نبی حضرت ابراہیم کا ذکر نہیں کیا ہے جب
 خود حضرت ابراہیم خلیفہ تھے پھر حضرت ابراہیم نے جو فرمایا ہے کہ جسے پیروی کی میری پس نہ مجھ سے ہے اس سے
 خلیفہ کی مراد بیان ہونا کیا منہ رکھتا ہے ہرگز کوئی معنی نہیں رکھتا ہے ایسی کھلی کھلی تحریف معنوی کلام باری میں
 کرنے سے حقیقت ہر سہ خلاف کے آفتاب پر خاک لٹنے کے واسطے کلام خدا میں تحریف معنوی کرنا بار بار نمایاں ہے
 حقیقت ہر سہ خلاف کے آفتاب زیادہ تر تابان ہونے کے سواے اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے قولہ تفسیری آیت
 میں یہ مضمون ہے کہ جس وقت کہا ابراہیم نے واسطے باپ اپنے کے اور قوم اپنے کے تحقیق کہ میں بہتر از مومن اس جن
 سے کہہ رہے ہوں تم مگر اسکو کہ فطرت بنائی اُسے میری پس تحقیق کہ قریب ہے کہ ہدایت کرے مجھکو اور کر دیا ابراہیم نے
 اُس کلمہ کو باقی رہنے والا اپنے پس ماندوں میں شاید کہ وہ رجوع کریں اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ جو یہ جو یہ حقیقی کی
 پرستش سے بیزار ہے اور جو یہ حقیقی کی پرستش اور ہدایت کلمہ جو باقی رہا پس ماندوں حضرت ابراہیم میں جو ابہر کا
 حضرت ابراہیم کی یہ بات پس ماندوں میں باقی ہے اور باقی رہی لیکن آیت اختلاف میں جو خاص وقت نزول کے
 مومنین صاحبین کو زمین میں خلافت یعنی پادشاہت و قلبہ بر اہل عداوت عطا کرنے کا وعدہ ہے اسکا اس کلمہ
 ابراہیمی سے کوئی واسطہ نہیں ہے اسی سے آیت اختلاف کی تفسیر میں کسی فریق کے کسی مفسر نے حضرت ابراہیم
 کا ذکر بھی نہیں کیا ہے ان بنی اسرائیل کا ذکر کیا ہے جو کہ بعد حضرت موسیٰ کے زمین مصر و شام کے پادشاہ ہوئے
 ہیں قولہ دیکھو ہادی خلیفہ کا اس منظر سے اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے کہ دین حق پس ماندوں میں باقی رہا
 جو ابراہیم نے جو فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ ہدایت کرے مجھکو اُس سے تو مراد یہ ہے کہ قریب ہے کہ جو یہ جو یہ
 حقیقت ہے جو وہ ہدایت کرے مجھکو لہذا اس ہدایت کا ہادی خداوند عالم ہے اور آج تک خداوند عالم کو کسی نے کسی معنی

کر کے خلیفہ نہیں کہا ہوا اور لفظ ہادی بمعنی خلیفہ بھی آج تک متعل نہیں ہوا ہر پس از برے خدا حیا و انصاف
 کی جان پر رحم کر کے کہا جائے کہ اس آیت میں خلیفہ کا ذکر کہاں ہوا اور جواب مناقشہ بالا واضح ہو چکا ہے کہ آیت
 اختلاف میں خلاف زمین سے بادشاہت زمین مراد ہونا قابل موصوف کے نزدیک آیات قرآنیہ سے بھی ثابت
 ہوا اور اس آیت میں بادشاہت زمین کا ذکر کہاں ہوا اور حضرت ابراہیم کے پس ماندوں میں دین حق باقی نہیں
 ہے بادشاہت زمین باقی رہنا کیا ضرور ہر زمانہ صد سال تک کسی زمین میں اہل لعنت کی بادشاہت
 نہ تھی اور دین اہل لعنت کا باقی تھا پھر تقابلاً سے دین حق سے بقا ہے بادشاہت میں کیونکر ضروری ہو سکتا ہے
 ہرگز نہیں ہو سکتا ہر قولہ یقین کرنا چاہیے کہ جس اختلاف کی بناء حضرت ابراہیم میں قائم ہوئی تھی
 اور جس کا تعلق علم اور دین اور عبادت اور ایمان اور عمل صالح اور ہدایت تھا جو اہل یقین کرنا چاہیے کہ
 نہ ان آیتوں میں اختلاف کا کوئی ذکر نہ حضرت ابراہیم کے عہد میں اختلاف کی کوئی بنیاد قائم ہوئی تھی نہ
 اس میں شک نہیں ہر کہ حضرت ابراہیم کو جو اسد نے امام بمعنی نبی کیا تھا اس کا تعلق علم سے بھی تھا دین سے بھی
 تھا عبادت سے بھی تھا ہدایت سے بھی تھا لیکن بادشاہت میں سے کچھ واسطہ نہ تھا اسی سے اسد نے حضرت
 ابراہیم سے انی جعلناک للناس اماماً فرمایا ہوائی جعلناک خلیفۃ فی الارض نہیں
 فرمایا اور حضرت داؤد کو نبوت و بادشاہت دونوں عنایت ہوئی تھیں اسی سے اسد نے یاد اؤدانا
 جعلناک خلیفۃ فی الارض فرمایا ہر قولہ اسی اختلاف کا ذکر اس آیت اختلاف میں ہر جواب
 اسی کا اختلاف ہونا جب غلط ہو گیا اسی اختلاف کا ذکر آیت اختلاف میں ہونا بناے فاسد علی الفا
 ہو گیا قولہ کہ یہ آیت اور وہ آیات ہم مضمون ہیں جو ابہرہ بھر تو خون خدا کیجیے اور کچھ تو شرم و حیا
 کام لیجیے یا آیت اور وہ آیات ہم مضمون کیونکر ہیں اس آیت میں تو وقت نزول کے مومنین صالحین کو زمین
 میں بادشاہ کرنے کا وعدہ ہوا ان آیتوں میں تو کسی کو زمین میں بادشاہ کرنے کا ذکر بھی نہیں ہوا اور اس میں تو
 ان مومنین صالحین کو دشمنوں پر غلبہ دینے کا وعدہ ہوا ان آیتوں میں تو کسی کو کسی پر غلبہ دینے کا ذکر بھی نہیں
 ہوا اور اس آیت میں تو ان مومنین صالحین کو دشمن سے مطمئن کر دینے کا وعدہ ہوا ان آیتوں میں تو کسی
 فرد بشر کو بھی خون دشمن سے مطمئن کر دینے کا ذکر نہیں ہوا اور اس آیت میں تو ان مومنین صالحین کے دین کو

تمکین دینے کا وعدہ ہر اُن آیتوں میں کسی دین کو مکین نہ کرنے کا ذکر بھی نہیں ہوا انجیل اس آیت کو اور اُن آیتوں
 کو ہم مضمون کہنا ایسی بات ہے کہ جسکو کچھ بھی خوف خدا یا کچھ بھی شرم و حیا ہو اسکی زبان سے نہیں نکل سکتی
 ہر قولہ سوا اسکے دیگر آیات قرآنی میں انبیا کو صالحین اور علی مرتضیٰ کو صالح المؤمنین قرار دیا گیا ہے جو ابہر
 اولایہ کہ آنفا و سابقہ ارا و کرار معلوم ہو چکا ہے کہ خود فاضل موصوف نے یہ اعتراف فرمایا ہے کہ آیت اختلاف
 میں جمیع مؤمنین صالحین موجود ہیں وقت نزول سے وعدہ ہے جب کا صریح نتیجہ یہ ہے کہ بوقت نزول اس آیت کے
 علیہ کے سوا اور بھی ہر ایک لوگ صالح المؤمنین تھے لہذا بفرض محال اگر کسی آیت میں علی صالح المؤمنین قرار
 دیے گئے ہیں تو بھی ہر سہ خلافت کا مصداق آیت اختلاف ہونے میں کوئی شک پیدا نہیں ہو سکتا ہے
 ثانیاً یہ کہ جس آیت میں علی مرتضیٰ کو صالح المؤمنین قرار دیا بیان کیا گیا ہے اس آیت کی صحت سے
 غیر اہل لعنت کو بالکل انکار ہے اور آیت اختلاف میں ہاجرین کو مؤمنین صالحین قرار دینا جس آیت میں
 بیان کیا گیا ہے مفسرین اہل لعنت آیت کے ساتھ ربط و یکساں کی صحت کا اظہار کر دیا ہے اور مؤمنین صالحین
 و صالحین مؤمنین میں کوئی معنوی فرق نہیں ہے یہ بنو جہ بھی اگر کسی آیت میں علی مرتضیٰ کو صالح المؤمنین
 قرار دیے گئے ہیں تو بھی ہر سہ خلافت کا مصداق آیت اختلاف ہونے میں ہرگز دخل نہیں ہو سکتا ہے
 ثالثاً یہ کہ اس آیت میں مؤمنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں
 پر غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہے اور جناب امیر کو ایسی خلافت میں دشمنوں پر غلبہ حاصل نہیں ہوا ہے بلکہ نابار
 موعوم اہل لعنت آج بظاہر ایسے مغلوب اعدا تھے کہ مثل سنگ بے زبان کے خلافت مخالف کوئی حرف
 زبان سے نہیں نکال سکتے تھے لہذا اگرچہ آج جناب مؤمن صالح تھے لیکن خلافت آج جناب کا مصداق
 آیت اختلاف ہوا ایسا خیال محال ہے کہ مجال قیل و قال نہیں ہے قولہ نظر ان آیات کے صریح معنی ہیں اختلاف
 فی الارض علم اور عبادت اور ہدایت میں کسی تعلق ہے اور وعدہ خلیفہ مقرر کرنے کا علم اور عبادت اور دین
 سے مقصود ہے جو ابہر ہدایت اور علم کا ذکر نہ اس آیت میں ہونے اُن آیتوں میں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو
 خلافت و معبودہ غلبہ حاصل ہونے کے بعد بذریعہ علماء کے علم اور ہدایت کو ترقی دینا مؤمنین صالحین و عودین
 یا خلافت کا فرض منصب ہو گا جس سے نہ اہل لعنت کو فائدہ نہ اہل سنت کو نقصان اور اس آیت میں

تو یہ وعدہ صریح موجود ہے کہ خلافت موعودہ میں اسد روز بروز دین اسلام کو ادیان باطلہ پر غلبہ دیکھا اور یہ تھا
 بھی صریح موجود ہے کہ مومنین صاحبین و عودین با اختلاف فی الحال خدا کی عبادت کرتے ہیں دشمنوں سے
 ڈرتے ہیں زیادہ اختلاف موعودہ میں خدائی عبادت کریں گے و دشمنوں سے ٹھٹھریں گے لہذا اس آیت کی تفسیر
 یہ کہنا کہ بنظر اور آیات کے یہ تعلق و مقصود عبادت اور دین سے ہوا یا ترائے کو رائے و بارہ بنجونا ہے کہ بیان
 میں نہیں آسکتا ہے جو بات خود اس آیت میں صریح موجود ہے اس بات کا انتظار آیتوں کے اس آیت میں ہونا
 کیا سنی رکھنا ہی قولہ اور انھیں آیات کے ساتھ جب ان آیات کو شامل کیا جائے جن میں خدا نے انبیاء کو
 بولا ہے اور علی مرتضیٰ کو صلح المومنین تو کچھ شبہ نہیں رہتا کہ آیت اختلاف میں جو آئندہ اور گذشتہ مومنین
 کا ذکر ہوا اسے مصداق صرف انبیاء اور ان کے اوصیا قرار پاتے ہیں جو اپنی آیت اختلاف میں وقت نزول کے
 مومنین صاحبین کو پادشاہت زمین عطا کرنے کا وعدہ ہے اور رسولے معدود چند کے کسی نبی کو پادشاہت
 زمین نہیں ہوئی لہذا انبیاء کو مصداق آیت اختلاف قرار دینا بھی رسولے جنوں کے کچھ نہیں ہو سکتا ہے اور بعض
 محال اگر خدا نے علی مرتضیٰ کو صاحب المومنین کہا ہے تو اس سے اوصیا کا مصداق آیت اختلاف ہونا کہاں سے
 ثابت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے اور خود فاضل موصوف نے اس قول سے چند فرقوں کے بعد لکھا ہے کہ
 بیشک اس آیت میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے انتہی بلکہ پھر اور
 چند فرقوں کے بعد لکھا ہے کہ وعدہ ان لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے انتہی بلکہ
 فاضل موصوف کی یہ دونوں عبارات صریح ہیں سنیں کہ اس آیت میں صرف زمانہ نزول کے موجودہ مومنین
 صاحبین کا ذکر ہونا آئندہ کے مومنین صاحبین کا کوئی ذکر نہیں ہے لہذا اس قول میں فاضل موصوف کا
 یہ کہنا کہ آیت اختلاف میں جو آئندہ اور گذشتہ مومنین صاحبین کا ذکر ہے بھری غرابی فقدان مانتظہ کے اور چھین
 ہو سکتا ہے پس چونکہ آیت اختلاف میں خطاب اوصیاء خاص ان مومنین صاحبین سے ہے جو کہ وقت
 نزول آیت اختلاف موجود تھے لہذا کوئی شک نہیں رہا کہ انبیاء و اہل اہل حق کے فراموشی اوصیا ہرگز نہ
 آیت اختلاف قرار نہیں پاسکتے ہیں قولہ اور علم اور عبادت اور ہدایت دین کے لیے خلیفہ کرنے کا وعدہ
 نبی اور علی اور دیگر اہل بیت کے قرار پاسکتا ہے جو اب کس بلا کا غلو ہے کہ جب بار بار اسکا اقرار ہے کہ آیت میں

خطاب اور وعدہ اُن لوگوں سے ہے جو کہ بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے پھر جو لوگ بوقت نزول اس آیت کے
 موجود نہ تھے یہ وعدہ اُن لوگوں سے کیا جو نکر قرار پا سکتا ہے نیز آیت میں جو خلافت میں یعنی پادشاہت میں کا وعدہ ہے
 وہ علم و عبادت اور ہدایت میں کے لیے ہونے کی صورت میں بھی جو ائمہ اہل بیت بدون حصول پادشاہت میں
 کے دنیا سے فوت ہو گئے اُن ائمہ اہل بیت کے یہ وعدہ کیا جو نکر قرار پا سکتا ہے ہرگز نہیں پا سکتا ہے نیز جب وعدہ پادشاہت
 زمین کے ساتھ وعدہ غلبہ بر اہل کین بھی ہوا اور علی رضی کو پادشاہت میں کے ساتھ غلبہ بر اہل کین حاصل
 نہیں ہوا پھر علی رضی سے یہ وعدہ کس طرح قرار پا سکتا ہے کس طرح نہیں پا سکتا ہے اور جب خلافت میں غلبہ
 دونوں کے مجموعہ کا وعدہ ہوا اور یہ وعدہ اُن مومنین صالحین سے ہے جو کہ بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے
 باوصف این جو لوگ بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے اور اسکے قبل سے زمرہ کلمہ گویان اسلام میں داخل تھے
 ان میں سے جن لوگوں کو خلافت و غلبہ دونوں کا مجموعہ حاصل ہوا ہے وہ لوگ تو اس آیت کے مصداق نہوں اور جو
 لوگ بوقت نزول اس آیت کے موجود بھی نہ تھے اور بدون حصول خلافت دنیا سے فوت بھی ہو گئے وہ لوگ اس
 آیت کے مصداق نہوں اس تعصب و غلو کی کیا انتہا ہے اور ایک آیت میں علی کو صالح المومنین کہنا ایک
 ناقابل اعتبار روایت میں جو بیان کیا گیا ہے اُس سے علی کا مصداق آیت اختلاف ہونا ثابت ہو
 اور مہاجرین کو آیت اختلاف میں مومنین صالحین کہنا غیر ممکن الا نکار روایت میں جو بیان کیا گیا ہے
 اس سے مہاجرین کا مصداق آیت اختلاف ہونا ثابت نہواں غلو اور تعصب کی بھی کچھ انتہا ہے اور حدیث
 روایت میں سرور بریت علیہ التحمید جو فرمایا ہے کہ بروز فردا ہم نشان دین گے خدا اور رسول کے محبوب و محبوب
 عز و کرامت فرما کر فتح دیگا اللہ اُسکے دونوں ہاتھوں پر اُسکے دوسرے دن زمرہ رجال سے جسکو نشان ظفر دونوں
 حاصل ہوئے ہیں وہ جناب امیر مہینہ دوسر کوئی اُس سے تو آنجناب کا مصداق حدیث مذکور ہونا ثابت ہوا اور جو
 مومنین صالحین بوقت نزول آیت اختلاف موجود تھے اور اُسکے قبل سے مشرف بایمان ہو کر عمل صالح کر چکے
 جو یہ شبہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت اختلاف سے تھے اُن مومنین صالحین کی نسبت آیت اختلاف میں
 جو فرمایا ہے کہ امدان مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ عطا کرے گا
 اسکے بعد زمرہ مذکورہ سے جن لوگوں کو خلافت و غلبہ دونوں حاصل ہوئے وہ لوگ صرف خلفائے ثلاثہ

رضی اللہ عنہم میں نہ دوسرا کوئی اُس سے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا مصداق آیت اختلاف ہونا ثابت نہ
اس تعصبِ غلو کی بھی کیا انتہا ہو لیکن جب طوطے سے خوارچ و نواصیب کے اس قسم تعصبِ غلو سے جناب امیر کا
مصداق حدیثِ آیت ہونے کے آفتابِ خاک نہیں پڑ سکتی ہر اسیطوطے سے حضراتِ اہلِ اہل کے اس قسم تعصب
و غلو سے خلفائے ثلاثہ کا مصداق آیت اختلاف ہونیکے آفتابِ پر خاک نہیں پڑ سکتی ہر کیونکہ جب طوطے سے یومِ فردا
کی تخصیص سے صدور حدیثِ ایک کے دوسرے دن جسکو رایت و نصرت و فون حاصل ہوئے ہیں اُسکا مصداق حدیثِ
رایت ہونا ایسا متحکم کر دیا ہو کہ اگر کوئی انکار کرے تو کسی طالبِ حق و راغبِ صدق کے نزدیک ہرگز قابلِ اعتبار
نہیں ہو سکتا ہر اسیطوطے سے مونیصلین موجودین وقت نزول کی تخصیص نے وقت نزول آیت اختلاف کے موجود
زمرہ کلمہ گویانِ اسلام سے جن لوگوں کو خلافتِ غلبہ و فون حاصل ہوئے ہیں اُن لوگوں کا مصداق آیت اختلاف
ہونا ایسا متحکم کر دیا ہو کہ اگر کوئی انکار کرے تو ہرگز کسی طالبِ حق و راغبِ صدق کے نزدیک لائقِ اعتبار نہیں
ہو سکتا ہر اسلئے کہ یہ آفتابِ ایسا تابان و درخشان ہو کہ ہرگز کسی کروا انکار کی خاک سے یہاں نہیں ہو سکتا
ہو اور کسی آیت اسکے خلاف بیان کرنا تحریفِ معنوی کر کے کلامِ خدا میں تعارض پیدا کرنے کے سوا اور کچھ
نہیں ہو سکتا ہر مگر یہ نہیں سمجھے کہ کہنے والا یہ ضرور کہہ دیکھا کہ حضرت آپ کے اس بیان سے کلامِ خدا میں تعارض
ہو جاتا ہر لہذا آپ کے اس بیان کا بطلان مستغنی عن البیان ہو پس بدستور مناقشہ بالا کے فاضل موصوف کا
یہ مناقشہ بھی خاک سیاہ ہو گیا اور فاضل موصوف کا تحریفِ معنوی کر کے کلامِ خدا میں تعارض پیدا کرنے کے
ہمہ تن در پر ہونا و اشکاف ہو کر صرف خلفائے ثلاثہ کا مصداق آیت اختلاف ہونا اور بھی زیادہ محکم ہو گیا
اس قولِ فاضل موصوف کے بعد جو قولِ بلا فاضل ہو اس میں بوجہ کثرت و انداز کے طوالت موجبِ ملامت ہو
لہذا وہ قولِ بحدتِ زوالِ لفظ لکھا جاتا ہو قولہ یہی معنی ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے جب
دریافت کیے گئے معنی اس آیت کے تو فرمایا کہ وہ اللہ ہیں اور یہی معنی ہیں جو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا
کہ فرماتا ہو خدا کہ اختلاف کروں گا میں تمہارا واسطے علم اپنے اور دین اپنے اور عبادت اپنے کے بعد نبی سے
کے جسے کہ اختلاف کیا او صیاء آدم کا بعد اُسکا ور وہ ہم ہیں اور اسی اعتبار سے صاحبِ تقدیر صافی
نے تفسیر کی ہو ہر آئینہ گردانا انکو خلفا بعد نبی تمہارے کے جیسا کہ اختلاف کیا اُن لوگوں کے لیے جو

پہلے اُن سے ہیں یعنی اوصیا انبیاء کے بعد کئی اعتراض مصنف غلط کیا۔ نہیں ہو سکتا جو اب بیشک آپ کے قول
 پر کوئی اعتراض اور نہیں ہو سکتا ہو لیکن آپ کا یہ قول صحیح بھی نہیں ہو سکتا ہو اولاً اسلئے کہ مناقشہ بہت مفہم کے
 جواب میں آپ کی کافی کلیسیائی کی جو حدیث منقول ہو چکی ہو وہ میری خبر از اسمین کہ زمانہ المہ کے اہل لعنت تک سب
 کا ذب خائن نہ تار تھے جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے اس قول کے دونوں حدیثوں کے راوی بھی بالکل کا ذب خائن
 و فاجر تھے نہ مذکورین و طالب حق و رغبہ صدق ان حدیثوں کا اعتبار نہیں کر سکتا ہو ثانیاً ایسا ہے کہ راقم انہی نے تھا
 چند مقاموں میں آپ کے اس ارشاد کو لفظ نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث کو دیکھو اگر مخالف قرآن ہو تو اسکو
 راوی کا وہم یا ناتمام سمجھو اور آپ کی یہ دونوں حدیثیں خود اس آیت تھلاؤ کہ مخالف میں اسوجہ سے کہ جو مؤمنین
 بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے اور اُس کے قبل سے بشریت باہمان ہر کر عمل صالح کرتے تھے خاصاً ان میں
 صالحین سے اس آیت میں خطاب بار و حمد ہوا ایسا اسکا زمانہ حال انکار ہے کہ اگر آپ کو بھی کنا پرہیز اس سے ہو گا انکار
 نہیں اور آپ کی یہ دونوں حدیثیں بالکل اسکے خلاف اُن المہ سے خطاب اور وعدہ ہوا تاہم یہی ہیں جو باستثنا
 ایک کے سب اُن مؤمنین سے خارج ہیں بنا براسکے یہ دونوں حدیثیں جو اس آیت کی مخالف ہیں لہذا خود
 حسب ارشاد آپ کے یہ دونوں حدیثیں ضرور وہم یا اتہام راوی ہیں نیز اسوجہ سے کہ مناقشہ پنجم و مناقشہ بالا کے
 جواب میں جو آپ کے انشاءات و دیگر دلائل کثیرہ سے اس آیت میں خلافت کے بادشاہت میں مراد ہونا عیاں مثل
 روز و شان ہو چکا ہو اسکے علاوہ آپ کا قول آئینہ کافرو اس آیت ظاہر ہے کہ رعایہ بادشاہت بحیثیت قومی
 مسلمانوں سے ہے نہ اسمین میری طرح ہے لیکن اگر اس آیت میں بادشاہت میں کا وعدہ میری خبر اور آپ کی دونوں حدیثیں
 از امامیہ کو اس آیت کی مصداق قرار دیں ہیں چہ کہ بدوں بادشاہ زمین ہوئے کے دینا سے رحلت نرگس میں
 زمین مجہ بھی یہ دونوں حدیثیں خود اس آیت کے مخالف ہیں بدین وجہ بھی خود حسب ارشاد آپ کے
 یہ دونوں حدیثیں ضرور وہم یا اتہام راوی ہیں نیز اسوجہ سے کہ یہ قاعدہ متفق علیہ بین الفرقین ہے
 کہ جو واقعہ تاریخی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہو جو حدیث اسکے خلاف ہو وہ حدیث بھی وہم یا اتہام راوی
 ہو اور سابقا چند مقاموں میں واضح ہو چکا ہے کہ اس آیت کا واقعہ نزول جو مہاجرین کا اس آیت
 کے مصداق ہونے میں میری خبر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہو اور آپ کی یہ دونوں حدیثیں اس واقعہ کے

بالکل مخالف ہیں برینو بجی یہ دونوں حدیثیں قطعاً وہم یا تاہم اوی ہیں شائداً اس لیے کہ ان دونوں میں جو اس استخلاف کا علم اور دین اور عبادت کے واسطے ہوتا یا ان کی گائیاں اس سے اگر یہ مراد ہو کہ اس آیت میں اس کے زمین و غلبہ بر اہل کین کا وعدہ نہیں ہو تو بعد از حدیث اس منقشہ کے ازل قبول کے جواب میں یہ درجہ اولیٰ مشائخہ بالا کے سبقت ششم و ہفتم میں اور مناقشہ پنجم کے جواب میں الغارون بدیو لیلون سے اس آیت میں پانچواں مرتبہ میں و غلبہ بر اہل کین کا وعدہ ہوا ایسا عیان مثل روز روشن ہو چکا کہ ہرگز ہرگز کوئی ذی حیاء انکار میں آئے نہ ہو اور اگر یہ مراد ہو کہ علم اور دین اور عبادت کے واسطے مومنین صالحین کو خلافت و غلبہ عطا کرے گا وعدہ ہو تو فقیر کوشش میں یہ کہتا کہ وہ ائمہ میں گزشتہ کے قبیل سے ہو گا کیونکہ ایک نام کو پادشاہت میں تو حاصل نہیں کی لیکر نہ پادشاہت میں ایسے مغایر اعدائے کش سگائے زبان کے خلافت اعدا کوئی حق و زبان سے نہیں نکال سکتے تھے اور باقی اماموں کو نہ پادشاہت ہوئی نہ غلبہ لہذا ائمہ کا اس آیت سے تخریج نہ مصداق ہونا غلط ہو یا خیال بحال ہو تو وعدہ ان مومنین صالحین سے ہو جو کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت سے تھے اور بوقت نزول آیت سے جو نہ تھے ملائکہ بجز ایک نام کے کل ائمہ مرقومہ مذکورہ سے خارج ہیں برینو جو بھی ائمہ کا مصداق آیت نہ یا خیال بحال ہو تو آیت میں نہ علم کا ذکر نہ ہدایت کا دین اور عبادت کا ذکر البتہ ہوتا ہے کہ مائتہانی ہو کہ دین اور عبادت کے واسطے ان مومنین صالحین کو خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہو کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت سے تھے اور بوقت نزول آیت سے موجود تھے اور یہ معلوم ہو کہ بعد نزول آیت کے زمرہ مذکورہ سے جن لوگوں کو خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ تھا وہ ان میں سے تھے اور لوگ صرف خلفائے ثلاثہ میں جس سے یقیناً معلوم ہو گیا کہ دین اور عبادت کے واسطے مومنین صالحین کو خلافت و غلبہ و نون عطا کرنے کا وعدہ اس آیت سے استخلاف ہوا ہو وہ مومنین صالحین ہونا ہوتا ہے لہذا ہمیں پس فاضل موصوف کا یہ کام بھی بین الاہتمام ہو گیا اور خلفائے ثلاثہ و غیرہ مومنین صالحین کا وعدہ ہوا آیت استخلاف ہونا اور بھی زیادہ محکم ہو گیا۔ قولہ اس آیت میں جو وعدہ استخلاف فی الارض کا ہے دوسرے معنی استخلاف فی الارض کے پادشاہت کے ہو سکتے ہیں جو اپنے اس قوانین میں پانچویں ہے قوانین میں اسی قدر کافی ہو کہ اس آیت میں استخلاف فی الارض کے دوسرے معنی پادشاہت سے کہ ہو سکتے ہیں باوصف کی الفاظ کے ہیں ضابطہ زیادہ ہر قدر اہل کین جیسے قول علی رضی اللہ عنہ کا کہ ایک ضابطہ میں ہوا

اس میں الون کے لیے انکی جماعت کو غالب کرنے اور عیب چھپانے کا جسکا ماضی ہی آیت عدہ اختلاف ہے یہ مقصود ہو کہ وہ ضمانت خدا میں الون کے لیے غالب کرنے اور عیب چھپانے کے واسطے بحیثیت قومی مسلمانوں کے لیے ہر حسین با عیب مسلمان بھی تھے ویسے ہی اس آیت ظاہر ہو کہ وعدہ اللہ کا پادشاہ کے لیے بحیثیت قومی مسلمانوں سے ہر جوابہ اسکا جواب چند بحثوں میں ہو۔

مبحث اول یہ کہ اس قول کا آخری فقرہ صریح ہو اس میں کہ اس آیت میں اختلاف فی الارض کا یاؤنشا کے معنی میں ہونا خود اس آیت کے ظاہر ہوا کہ اول والا کے لفظ ظہر سکتے ہیں کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا ہر کوئی کہ یہ لفظ اس معنی کی نسبت کہا جاتا ہو جو کہ ظاہر نہ ہو بلکہ لفظ دوسرے معنی بھی صحیح نہیں ہو سکتا ہر کوئی کہ جس کلام کے ظاہر معنی شہد نہیں ہوتے ہیں سو اسے ظاہر معنی کے کوئی دوسرے معنی اس کلام کے نہیں ہوتے ہیں ار یہاں ہر ظاہر معنی کے غیر متعذر ہونے پر خود فاضل و صدوق کے یہ قول شاہد ہیں چونکہ اس آیت میں اختلاف فی الارض سے پادشاہت میں مراد ہونا خود اس آیت کے ظاہر ہوا کہ اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ انیہ پادشاہ زمین ہونے کے بغیر دنیا سے رحلت فرما گئے۔

مبحث دوم چونکہ اس قول کا آخری فقرہ صریح الدالات ہو اس آیت میں وعدہ پادشاہت ہونے پر لہذا فاضل موصوف نے اس مناقضہ سے پہلے کی نو سطروں میں جو بیان کیا ہو کہ اس آیت میں اختلاف فی الارض کے ایک معنی ہو سکتے ہیں جسکو پادشاہت کے تعلق ہوا اسکی نسبت بکمال ادب یہ کہ ادش ہو کہ جب اس آیت میں وعدہ پادشاہت ہونا ظاہر غیر متعذر ہو پھر اس آیت میں اختلاف فی الارض کے وہ معنی کیونکر ہوں گے جسکو پادشاہت کے تعلق ہو گستاخی معاف بجز اس کے کیا کہا جائے کہ دروغ گو را حافظہ نباند پس چونکہ اس آیت میں وعدہ پادشاہت کھلا ہوا ہے لہذا اس آیت میں اختلاف فی الارض کے معنی زمین میں پادشاہ کر نیکیے ہوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ہر کوئی جو جائد اس آیت کے مصداق ہو کر نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ زمین میں پادشاہ ہو نیکیے بغیر دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں لہذا جن حدیثوں میں انہما کا اس آیت کے مصداق ہونا بیان کیا ہو ان حدیثوں کا وہ ہم یا تمام راوی ہونے میں شک نہیں ہو سکتا ہو۔

مبحث سوم جناب امیر کا مقولہ ہو قد توکل اللہ لاجل ہذا الدین بلعزل الحوزة

دستار العودۃ انتھی نقلا عن البوارق فاضل موصوف نے اپنے اس قول میں اسکا ترجمہ کیا کہ بیشک ضامن بن ہوا اس میں لون کے لیے انگلی جماعت کو غالب کرنے اور عیب چھپانے کا یہ ترجمہ غلط ہے صحیح ترجمہ یہ بیشک ضامن ہوا ہوا اس میں کیواسطے جماعت کو غالب کرنے اور ذلت سے بچانیکا بہر حال فاضل موصوف نے یہ تو اقرار فرمایا کہ اسکا ماخذ یہی آیت اختلاف ہے جس سے عیان مثل زر و شان ہو گیا کہ مراد جناب امیر ہے کہ آیت اختلاف میں اس ضامن ہوا ہوا میں کیواسطے جماعت کو غالب کرنے کا ازین وجہ بھی ائمہ اس ایک مصداق نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ دنیا میں کل ائمہ آخر عمر تک ہمیشہ مغلوب عدائے بدینو جب بھی جن حدیثوں میں ائمہ کا اس آیت کے مصداق ہونا بیان کیا گیا ہو ان حدیثوں کا وہم یا اہتمام راوی ہونے میں شک نہیں ہو سکتا ہے۔

بحث چہارم اس آیت میں ان مومنین صالحین سے خطاب اور وعدہ ہونا جو کہ بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے ایسا ہے کہ خود فاضل موصوف کی بار بار دوبار کہنا پڑا کہ اس سے پہلے انکا زمین چنانچہ اسبق میں ذکر ہو چکا ہے پھر ابھی بحث پنجم میں مذکور ہو گا اسکو جناب امیر کے مقولہ مذکورہ بحث بالا کے ساتھ ملانے سے عیان مثل زر و شان ہے کہ اس آیت میں بوقت نزول اس آیت کے مومنین صالحین کی جماعت کو دین کیواسطے غلبہ دینے کا وعدہ ہوا اور اس قول فاضل موصوف کا آخری فقرہ بر ملا دہرایا ہے کہ اس آیت میں وعدہ بادشاہت ظاہر غیر محتاج غلط ہے پس کوئی شک نہیں رہا کہ اس آیت میں بوقت نزول اس آیت کے مومنین صالحین کی جماعت کو بادشاہت غلبہ دون عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ مومنین صالحین بوقت نزول اس آیت کا زمرہ کلمہ گویان اسلام بوقت نزول اس آیت کے ہونے میں بحال لا ولم نہیں ہوا لہذا جب ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں بوقت نزول اس آیت کے مومنین صالحین کی جماعت کو بادشاہت غلبہ دون عطا کرنے کا وعدہ ہوتا ہے تو تب کا شمس اور تجلی ہو گیا کہ ائمہ اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں اولاً ایسے کہ سوائے ایک امام کے کل ائمہ زمرہ مذکورہ سے خارج ہیں ثانیاً ایسے کہ کسی امام کو بادشاہت غلبہ دون حاصل نہیں ہوئے بلکہ آخر عمر تک ہمیشہ مغلوب و منکوب عدائے ان و لون و ہون سے ائمہ کا اس آیت کے مصداق ہونا خیال محال ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا ہے تاہم ایک مجاور بیان کی جاتی ہے کہ کہ آیت میں خلیفہ فی الارض کرنے کا وعدہ ہوا اور خلیفہ فی الارض سوائے سارکن میں اور بادشاہ زمین کے اور کسیکو نہیں کہتے میں چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ راستادفن کے بعد جو اسکا قائم مقام ہوتا ہے اور اسکا خلیفہ

کہتے ہیں خلیفہ فی الارض نہیں کہتے ہیں اور اس کا انہیں ہو سکتا ہے کہ کل بعض موجودین یا اختلاف رسول اس آیت کے قبل ساکنین میں تھے لہذا اس آیت میں خلیفہ فی الارض ساکنین میں انہیں ہو سکتا ہے بلکہ بادشاہ زمین اور جو حقیقت یہی ہے توکل امید بدین حصول پادشاہ کے دنیا سے راہی ہو گئے لہذا ائمہ کا اس آیت کے مصداق ہونا خیال محال ہونے میں ہرگز شک نہیں یہ ہو سکتا ہے کہ جو مکہ منین صلیحین وقت نزول اس آیت کا ذمہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول اس آیت ہونا ضروری ہونے میں بحال الاول نہیں ہوں لہذا جب ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں وقت نزول کے مومنین صلیحین کی جماعت کو بادشاہت غلبہ و نون عطا کرنے کا وعدہ ہر تب مثل افتاب ہے سب کے تالیانہ ہونا ہو گیا کہ بعد نزول اس آیت کے ذمہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول اس آیت جس جماعت کو بادشاہت غلبہ و نون حاصل ہوئے ہیں ہی جماعت اس آیت کی مصداق ہے رسول اس جماعت کے اور کوئی جماعت اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتی ہے اور یہ معلوم ہے کہ بعد نزول اس آیت کے ذمہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول اس آیت جس جماعت کو بادشاہت غلبہ و نون حاصل ہوئے ہیں وہ خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء کی جماعت ہے رسول اس کے اور کوئی جماعت نہیں ہے لہذا کالمشیم نصف النہار بنود اور اشکار ہو گیا کہ صرف خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء کی جماعت اس آیت کے مصداق ہے رسول اس کے اور کوئی جماعت اس آیت کے مصداق نہیں ہے۔

سب سے پہلے سچے سچے مخلصین نے اس آیت کے چل کے ایک مضمون ظاہر کیا ہے جو اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ وعدہ مسلمانوں کی قوم سے ہے اور اس وعدے میں مسلمانوں کے کسی خاص قوم کی تخصیص نہیں ہے لہذا ازمانہ نبوی ازمانہ خلفائے ثلاثہ میں اس وعدے کے پورا ہونے سے وعدہ خلافتی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ مسلمانوں کی قوم ابھی تک باقی ہے اور بہت لمبے عرصے تک باقی رہے گی اسی مضمون کی بنیاد ہے جو اس قول کے آخری فقرے میں لفظ بحیثیت قومی مسلمانوں سے مرقوم ہوا ہے طالب حق و راغب صدق کو اس کے جواب میں درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بنیاد صفحہ ۱۰۱ میں ہے اس کے بعد صفحہ ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ بیشک اس آیت میں خطا ان لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے مومن مسلح تھے انتہی بلفظ پھر صفحہ ۱۰۲ میں لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے انکار نہیں کہ وعدہ ان لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس سے پہلے ایمان قبول کر کے

عمل صالح کرتے تھے انتہی بے غنا یہ دونوں عبارت صحیح تفسیر ہر اس بات کی کہ اس آیت کے بعد میں
تخصیص ہے اُن مومنین صالحین کی جو کہ بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے اور اُس کے قبل سے شرف
یا ایمان ہو کر عمل صالح کرتے تھے پس یکے بعد دیگرہ و متعاقبون میں خود اس تخصیص کی صحیح تفسیر کرنے کے
باوجود تیسرے مقام میں یہ کہنا کہ یہ وعدہ مطلقاً ان کی قوم سے ہر اس وعدے میں مسلمانوں کے کسی
خاص قوم کی تخصیص نہیں ہے جو ہر اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد اور یہ تو ہر شخص کے گاہ کہ
مسلمانوں کی قوم ابھی تک باقی ہے لیکن یہ کوئی نہ کہیگا کہ صحاب رسول ابھی تک باقی ہیں نہ یہ کوئی کہیگا کہ ہاجرین
جو اس آیت کے مورث ہیں ابھی تک باقی ہیں نہ یہ کوئی کہیگا کہ انصار ابھی تک باقی ہیں نہ یہ کوئی کہیگا کہ جو
مومنین صالحین بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے وہ ابھی تک باقی ہیں پس چونکہ اسی آیت میں وعدہ
پادشاہت و غلبہ خاص اُن مومنین صالحین سے ہے جو بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے اور اُس کے قبل سے
مشرف یا ایمان ہو کر عمل صالح کرتے تھے چنانکہ زمرہ کلہ گویان اسلام از قبل نزول اس آیت ہونا عیان غیر
محتاج بیان ہے لہذا زمرہ کلہ گویان اسلام از قبل اس آیت کے حین حیات میں یہ وعدہ پورا نہ ہونے کی تقدیر
پر وعدہ خدا ضرور خلاف ہو گا حالانکہ وعدہ خدا خلاف نہیں ہو سکتا ہے بدین وجہ اسمین بجال لا ولم نہیں
ہے کہ یہ وعدہ عربہ مذکورہ کے حین حیات میں پورا ہو گیا ہے اور زمرہ مذکورہ سے جسکو بعد نزول اس آیت کے
پادشاہت و غلبہ دونوں حاصل ہوئے ہیں وہی اس آیت کے مصداق ہے سوائے اُسکے اور کوئی اس آیت کے
مصداق نہیں ہو سکتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ بعد نزول اس آیت کے زمرہ مذکورہ سے جن لوگوں کو پادشاہت و غلبہ
دونوں حاصل ہوئے ہیں وہ لوگ صرف خلفائے ثلاثہ اور اُن کے رفقاء ہیں و سوائے کوئی نہیں ہے جس سے مثل بدر الدجی کے
نمودار اور مثل شمس الضحیٰ کے آشکار ہو گیا کہ صرف خلفائے ثلاثہ اور اُن کے رفقاء اس آیت کے مصداق ہیں اور کوئی
وہ سوائے اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتا ہے اور یہ بھی باقی نہ ہے کہ چنانچہ موصوف کے صفحہ ۳۱ کی عبارت مذکورہ کے
ساتھ یہ الفاظ بھی تھے مگر مضمون اُسکا قیامت تاکہ مسلمانوں کے متعلق ہے اتنی مثال نصف دیکھے کہ صحیح قرار کرنا
اس آیت میں خطاب اور وعدہ اُن مومنین صالحین سے ہے جو بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے پھر اسمین ایک
نکرت لگا کے یہ کہنا کہ مضمون اُسکا قیامت تاکہ مسلمانوں کے متعلق ہے سوائے اپنے کو مضمون ناپیکار یا ہو سکتا ہے اور

اہل سنت کو بہت کرنا چاہیے کہ اسے بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر یہ انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجز لعل
 المبدیت میں خطاب اہل بیت کے ہو مگر مضمون اسکا کل مسلمانوں کے متعلق ہے پس جو جواب اس کے کہنا چاہیں
 موصوف کی طرف سے ہو گا وہی جواب اس کے کہ اس جانب سے ہو گا سبحان اللہ کا تو وہ شورہ شوری کہ اسکا صدق
 صرف انہیں کہ جابینہ کے مضمون اسکا قیامت تک کے مسلمانوں کے متعلق ہے اور کیا وہ غوغا کہ میں بیشک اس
 بات کا قائل ہوں کہ وعدہ آیت تہذیب کے مراتب یا شاہت اور تکلیف میں عہد پیغمبر میں پورے ہو گئے اور اسکی
 مقصدیق آیات قرآنیہ سے دکھانا ہوں کیا یہ دعوی کہ مضمون اسکا قیامت تک کے مسلمانوں کے متعلق ہے اگر
 یہ کہیے کہ عہد پیغمبر میں وعدہ آیت پورا ہوا مضمون آیت مسلمانان قیامت تک کے متعلق ہونکی منافی نہیں ہے تو عہد خلفاء
 ثلاثہ میں وعدہ آیت پورا ہونکی دلیل کو یہ کہ آپ کا کیا ضرر ہو چکا سکتا ہے کچھ نہیں ہو چکا سکتا ہے لہذا جب ثابت ہو گیا
 کہ یہ وعدہ عہد پیغمبر میں پورا نہیں ہوا بلکہ عہد خلفائے ثلاثہ میں پورا ہوا اور عہد پیغمبر میں پورا ہونکی تقدیر پر بھی
 آیت حقیقت اشہد ہر سہ خلافت پر قطعیت الدالات ہے تو یہ کہ آپ کا آپ کے لیے نذر ہا بلکہ آپ کے اوپر ہو گیا ہا بلکہ
 آپ کا یہ مناقشہ بھی بدستور مناقشات سابقہ کے کا لہجہ ان نفوش ہو گیا اور آیت کا مثبت حقیقت اشہد ہر سہ
 خلافت ہونا مشق ایہ عرش عظیم کے قائم و محکم رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

مناقشہ چہل و چہارم مسلمانوں کی قوم کو یا شاہت غلبہ دینے کا وعدہ ہے مطابق اس وعدے کے
 مسلمانوں کی قوم کو یا شاہت غلبہ حاصل ہونے کے بعد اگر مسلمانوں کی قوم اپنے مابین سے مرضی خدا و رسول کے
 خلاف کسی کو خلیفہ کر لیں تو وہ خلیفہ بحق نہیں ہو سکتا ہے اور یہ وعدہ عہد پیغمبر میں پورا ہو گیا تھا مسلمانوں کی قوم
 کو یا شاہت غلبہ عہد پیغمبر ہی میں حاصل ہو گیا تھا اور قوم کا یا دشا پیغمبر تھا لیکن بعد پیغمبر کے قوم نے خلافت
 مرضی خدا و رسول کے ابو بکر و عمر و عثمان کو خلیفہ کر لیا تھا لہذا ابو بکر و عمر و عثمان خلفائے بحق نہیں ہو سکتے ہیں
 یہ وہ مناقشہ ہے جسکو قائل موصوف نے بعد مناقشہ بالا کے متعدد مقاموں میں مختلف عبارتوں سے بیان کیا ہے
جواب اول یہ کہ قائل موصوف نے جو علم خود جس تقریر سے اس وعدہ کا عہد پیغمبر میں پورا ہونا ثابت کیا
 ہے وہ بلفظ مناقشہ چہل و دوم میں نقل کر کے جواب عرض کیا ہے جس سے تابان درخشان مثل آفتاب روزگار
 ہو گیا ہے کہ یہ وعدہ عہد پیغمبر میں پورا نہیں ہوا بلکہ عہد خلفائے ثلاثہ میں پورا ہوا ہے اور عہد پیغمبر میں پورا ہونکی

تقدیر پر بھی یہ آیت ثبوت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہو پس چونکہ اس وعدے کا عہد پیغمبر میں پورا ہونے اور اس وعدے کا عہد پیغمبر میں پورا ہونے کی صورت میں اس آیت کا ثبوت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت نہ ہونے پر اس مناقشہ کی بنا پر اور فی الواقع یہ وعدہ عہد پیغمبر میں پورا نہیں ہوا تو کہ عہد خلفائے ثلاثہ میں یہ وعدہ پورا ہوا تو ہر وعدہ پیغمبر میں پورا ہونے کی تقدیر پر بھی یہ آیت ثبوت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہو بدینہ یہ مناقشہ بھی بنائے فاسد علی الفاسد ہو کہ شیخ و بن سے منہدم ہو گیا اور اس آیت کا ثبوت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہونا جیسا کہ مستحکم تھا ویسا محکم و مستحکم رہا اور ہمیشہ ویسا محکم و مستحکم رہے گا۔

جواب دوم یہ کہ عام مسلمانوں کی قوم سے اس آیت میں وعدہ ہونے پر بھی اس مناقشہ کی بنا پر چونکہ مسلمانین بھی داخل ہیں حالانکہ ابھی جواب مناقشہ بالا کے بالکل اخیر میں بھی کالشمس اف تجلی ہو چکا ہے کہ اس آیت میں عام مسلمانوں کی قوم سے وعدہ نہیں ہر چونکہ مسلمین فاسقین بھی داخل ہیں بلکہ بالخصوص ان میں سے صاحبین سے وعدہ ہے جو کہ بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے اور نزول اس آیت کے قبل سے مشرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور عمل صالح کرتے تھے پس چونکہ اس مناقشہ کی بنا عام مسلمانوں کی قوم سے اس آیت میں وعدہ ہونے پر چونکہ مسلمین فاسقین بھی داخل ہیں اور فی الواقع اس آیت میں عام مسلمین کی قوم سے وعدہ نہیں ہر چونکہ مسلمین فاسقین بھی داخل ہیں بلکہ بالخصوص ان میں سے صاحبین کی جماعت سے وعدہ ہے جو کہ بوقت نزول اس آیت کے موجود تھے اور اس کے قبل سے مشرف باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور عمل صالح کرتے تھے بدینہ بھی یہ مناقشہ بنائے فاسد علی الفاسد ہو کر بالکل شیخ و بن سے منہدم ہو گیا اور اس آیت کا ثبوت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہونا جیسا محکم و مستحکم تھا ویسا محکم و مستحکم رہا اور ہمیشہ ویسا محکم و مستحکم رہے گا چونکہ اس آیت میں خاص مومنین صاحبین موجودین بوقت نزول سے وعدہ ہوا ویسا محکم و مستحکم ہو کہ عام مسلمانوں کی قوم سے وعدہ ہونے کا وہ حکم و سکہ کسی طرح چل نہیں سکتا ہو لہذا خود داخل موصوفت نے ایک دوسرے ترانہ اختیار کیا ہے یہ ہے۔

مناقشہ چہل و پنجم اس آیت میں جو جماعت مومنین صالین سے وعدہ ہوا مومنین درجہ مومنین صالین کی تصریح نہیں ہے بدینہ ہر درجہ کے مومنین صاحبین کو شامل ہے حتیٰ کہ جسکے ایمان و عمل صالح بالکل ناقص تھے

اُسکو بھی شامل ہو لہذا مطابق اس عدے کے پادشاہتِ غلبہ ملنے کے بعد وہ جماعتِ مومنینِ صالحین اگر اپنے
 بامین سے اُس مومنینِ صالح کو خلیفہ نہ کریں جبکہ ایمان و عملِ صالح اکمل ہوں بلکہ اپنے بامین سے اُس مومنینِ صالح کو خلیفہ
 کریں جبکہ ایمان و عملِ صالح بالکل ناقص ہوں تو وہ خلیفہ بھی نہیں ہو سکتا ہر لہذا مطابق اس عدے کے پادشاہت
 و غلبہ ملنے کے بعد اُس جماعتِ مومنینِ صالحین نے جو اپنے بامین سے یکے بعد دیگر حضرت ثلثہ کو خلیفہ کیا تھا اُس سے
 یہ حضرات خلفائے بحق نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ ان حضرات کا ایمان و عملِ صالح بالکل ناقص ہوا اس سے ظاہر ہے
 کہ یہ حضرات ہمراہِ پیغمبرِ برابر جہاد میں جایا کرتے تھے اور بروقت جنگ فرار کر جایا کرتے تھے اس مناقشہ کو بھی منحل
 موصوف نے مختلف مقاموں میں مختلف بجارتوں سے بیان فرمایا ہے۔

جواب اول یہ کہ بطورِ مولوی حامد حسین و مولوی دلدار علی صاحبان کے جن لوگوں نے بہت شد و سہ سے
 لکھا ہے کہ کلمۃ اسلام اختیار کرنے کے وقت آخر عمر تک خلفائے ثلثہ اور اُن کے خلیفہ کرنے والے منافق تھے وہ بھ
 ایمان سے کبھی بہرہ یاب نہیں ہوئے اُن لوگوں کا مُتھو بالکل کالا ہو گیا کیونکہ یہ کلامِ فضیل مقامِ برمانہ دیر ہا کہ
 خلفائے ثلثہ اور اُن کے خلیفہ کریں والے اگرچہ ایمان و عملِ صالح میں ناقص تھے لیکن تاہم ایسے تھے کہ مومنینِ صالحین
 محدود تھے اور اس آیت میں مخاطب بختابِ مومنینِ صالحین و موعود بخلافت و غیرہ ہوتے پس خلفائے ثلثہ
 اور اُن کے خلیفہ کرنے والوں کا مومنینِ صالحین ہونا اور اس آیت میں مخاطب بختابِ مومنینِ صالحین ہونا اور موعود
 بخلافت و غیرہ ہونا عین مدعا ہے اہل حق ہر جس کا اعترافِ ناقص موصوف سے ہو گیا اور مومنینِ صالحین موعود
 بآیت استخلافہ نیز ایسے لوگوں کا داخل ہونا جسکے ایمان و عملِ صالح ناقص ہوں خیالِ محال فضیل عدمِ مثال
 ایسی کہ جسکو اس جلال نے کسی خصوصیت کے ساتھ مومنینِ صالح کہا ہے اگر اُس کے ایمان و عملِ صالح کا ناقص ہونا ممکن
 تو برہمِ فضیل موصوف اس جلال نے علی کو جو ایک آیت میں صالح المومنین کہا ہے اُس سے علی کا کامل مومن
 صالح ہونا ثابت نہ ہو گا حالانکہ اُس سے کامل مومن صالح ہونا ثابت ہونے کی بنا پر ناقص موصوف اور اُن کے
 ہم خیال علی کی خلافت بالفضل ثابت کر رہے ہیں جبکہ یہی نتیجہ یہ ہے کہ اس جلال نے اپنے کلام میں جسکو مومن
 صالح کہا ہے اس کے ایمان و عملِ صالح ناقص نہیں ہو سکتے ہیں لہذا حق جلال نے آیت استخلاف میں جن
 لوگوں کو مومنینِ صالحین فرمایا ہے اور خلافت و غلبہ کا وعدہ دیا ہے اُن لوگوں میں کوئی ناقص ایمان یا ناقص عمل

ہرگز نہیں داخل ہو سکتا ہے بدینوجہ یہ مناقشہ بنا سے فاسد علی الفاسد نہ گذرے ورنہ سے منہدم ہو گیا اور اس آیت کی
 مثبت حقیقت را شدیت ہر سہ خلافت ہوا جیسا نامجال جنبش تھا اویسا نامجال جنبش ہوا اور ہمیشہ رہ گیا۔
جواب ہم یہ کہ بوجہ نہونے تصریح درجہ مومنین صالحین کے اگر مومنین صالحین موعودین آیت اختلاف میں ایسے
 لوگ داخل ہو سکیں گے جنکے ایمان و عمل صالح ناقص ہیں تو آیکہ کریمہ والذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک
 اصحاب الجنة هم فیہا خالدون میں اسد جل جلالہ نے جن مومنین صالحین کو موعود و مخلد و جنت فرمایا ہے
 ان مومنین صالحین میں بھی ایسے لوگ داخل ہو سکیں گے جنکے ایمان و عمل صالح ناقص ہیں کیونکہ اس میں بھی درجہ
 مومنین صالحین کی تصریح نہیں ہے اور آیکہ کریمہ والذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنة
 میں اسد جل جلالہ نے جن مومنین صالحین کو موعود و باجر غیر ممنون فرمایا ہے ان مومنین صالحین میں بھی ایسے لوگ داخل
 ہو سکیں گے جنکے ایمان و عمل صالح ناقص ہیں کیونکہ اس میں بھی درجہ مومنین صالحین کی تصریح نہیں ہے اور آیکہ کریمہ
 وعللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات منهم مغفرة واجزر عظیما میں اسد جل جلالہ نے جن مومنین
 صالحین کو موعود و باجر عظیم فرمایا ہے ان مومنین صالحین میں بھی ایسے لوگ داخل ہو سکیں گے جنکے ایمان و عمل صالح
 ناقص ہیں کیونکہ اس میں بھی درجہ مومنین صالحین کی تصریح نہیں ہے اور آیکہ کریمہ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات
 اولئک ہم خیر الدبۃ میں اسد جل جلالہ نے جن مومنین صالحین کو خیر البریہ فرمایا ہے ان مومنین صالحین میں بھی
 ایسے لوگ داخل ہو سکیں گے جنکے ایمان و عمل صالح ناقص ہیں کیونکہ اسی میں بھی درجہ مومنین صالحین کی تصریح نہیں
 ہے اور تفسیر خلاصۃ المنہج میں خلافت موعودہ آیت اختلاف کی نعمت عظیمہ بونکی تصریح موجود ہے پس حسب طور سے
 آیت اختلاف میں بدون تصریح درجہ مومنین صالحین کو موعود و نعمت عظیمہ خلافت و نصرت و رفعت و نبوت پرورد
 قائم بر توحید و عبادت کیا ہے اسی طور سے بدون تصریح درجہ کے مومنین صالحین کو ان آیتوں میں موعود و مخلد
 جنت و باجر غیر ممنون و باجر عظیم و ممنون و خیر البریہ فرمایا ہے پس حسب طور سے بدون تصریح درجہ کے مومنین
 صالحین کو ان آیتوں میں ایک ایک نعمت عظیمہ کے ساتھ موعود و او ایک ایک نعمت شریفہ کے ساتھ ممنوعت
 کیا ہے اسی طور سے بدون تصریح درجہ کے آیت اختلاف میں ایک نعمت عظیمہ کے ساتھ موعود و او ایک نعمت
 شریفہ کے ساتھ ممنوعت فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جس قسم کے مومنین صالحین ان آیتوں میں مراد ہیں

اُس قسم کے مومنین صالحین آیت اختلاف میں مراد ہیں اور جن مومنین صالحین کو اللہ جل جلالہ نے اپنے کلام پاک میں موعود و تجلّود جنت یا باجر غیر ممنون یا باجر عظیم یا منعت بودن خیر البریت فرمایا ہوں مومنین صالحین سے کیسے ایمان و عمل صالح ناقص نہیں ہو سکتے ہیں اقل درجہ انکے ایمان کا صحیح ہونا اور انکے عمل صالح کا کثیر مثل کل کے ہونا اور انکے عمل غیر صالح کا قلیل مثل معدوم کے ہونا ضروری و لابدی ہر اُسی طوے سے اللہ جل جلالہ نے جن مومنین صالحین کو موعود و نعمت عظیمہ خلافت و نصرت اور منعت بودن قائم بر توحید و عبادت فرما کر یہ شہادت دی ہے کہ اُن مومنین صالحین کو خلافت و نصرت موعودہ حاصل ہونے کے بعد جو لوگ اُن مومنین صالحین کے منکر ہون کے وہ لوگ کفر اور فسق میں کامل ہیں اُن مومنین صالحین سے کیسے ایمان و عمل صالح ناقص نہیں ہو سکتے ہیں اقل درجہ انکے ایمان کا صحیح ہونا اور حقیقہً یا حکماً انکے کل اعمال کا صالح ہونا ضروری و لابدی ہر دین و جہی یہ مناقشہ بخ و ب سے منہدم ہو گیا اور اس آیت کا مثبت حقیقت را شدیت ہر سہ خلافت ہونا جیسا محکم و مستحکم مثل یا یہ عرش عظیم تھا دیا محکم و مستحکم مثل یا یہ عرش عظیم رہا اور ہمیشہ ویسا محکم و مستحکم رہے گا۔

جواب سوم یہ کہ یہ مناقشہ بھی موقوف ہے عہد پیغمبر میں اس وعدے کے پورا ہونے پر حالانکہ جواب مناقشہ چہل و دوم کی بحث ہفتم میں بوجہ عشر ناک عشرہ کاملہ مثل آفتاب بے سحابے تابان و درخشان ہو گیا ہو کہ یہ وعدہ عہد پیغمبر میں پورا نہیں ہوا ہوں اُن جہوں سے کسی وجہ کا اعادہ کرنا مفادہ ہے چند ورقوں کو الٹے دیکھ لینا کچھ دشوار نہیں ہے لہذا اُن جہوں کے علاوہ دو جہوں کا ذکر بیان ہوا ہے۔

وجہ اول یہ کہ مناقشہ یکم کے جواب میں واضح ہو چکا ہے کہ نہج البلاغۃ اہل لعنت میں ہے کہ بوقت غزوہ فارس جناب امیر نے فاروق عظم کو جو مشورہ دیا ہے اُس میں آنجناب کا یہ مقولہ ہے بخن علم و عود من اللہ واللہ منخیر وعدہ اور بوجہ مناقشہ یکم یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ حسب تصریح ابن مہر بن ابی انا عری اس مقولہ سے مراد جناب امیر ہے نہ کہ آیت تنجیبات میں اللہ نے ہم لوگوں سے جو وعدہ فرمایا ہے ہم لوگ اس وعدہ پر ہیں اور اللہ اپنا وعدہ پورا کرے والا ہے اور مجتہد صاحب نے باریق میں لکھا ہے کہ قول آنجناب بخن علم و عود من اللہ واللہ منخیر وعدہ صریح است درانیکہ موعود الہی تا حال واقع نشدہ و خدا انجاز وعدہ خواہد فرمادہ انہی بلطف خلاصہ مفاد اس عبارت مجتہد کا یہ ہے کہ یہ مقولہ جناب امیر صریح ہے اُس میں کہ یہ وعدہ خدا تعالیٰ

پورا نہیں ہوا ہے خدا اپنا وعدہ پورا کر دیکھا پس چونکہ جناب امیر نے عہد خلافت فاروقیہ میں قبل غزوہ فاروق
فرما دیا ہے کہ یہ وعدہ ابھی تک امت را نہیں ہو چکا ہے لہذا اس عہد کا عہد غیر میں پورا ہونے کا قائل ہی ہو سکتا ہے
چونکہ جناب امیر کو اس قتل میں غلطی کہ ہو سکتا ہے حالانکہ بنابر مذہب اہل لعنت کے جناب امیر کو غلطی کہنا ایسا کفر ہے
جیسا کہ بنابر مذہب اہل سنت کے خدا کو غلطی کہنا کفر ہے لہذا بنابر مذہب اہل لعنت کے بھی اس عہد کا عہد غیر میں
پورا ہونا ایسا محال ہے جیسا کہ بنابر مذہب اہل سنت خطائے بازی محال ہے اور یہ غایت ظہور میں ہے کہ فتح فارس
موجودہ آیت اختلاف میں داخل نہ ہو سکی صورت میں غزوہ فارس کے مشورے میں جناب امیر کا یہ فرمانا کہ اللہ
وعدہ آیت اختلاف کو پورا کرے گا ہرگز با موقع و بر محل نہیں ہو سکتا ہے لہذا بنابر اس مقولہ علویہ کے فتح فارس
کا موجودہ آیت اختلاف میں داخل ہونے سے کوئی ذی حیا انکار نہیں کر سکتا ہے پس چونکہ فتح فارس موجودہ
آیت اختلاف میں داخل ہے اور خاص فاروق عظیم کی خلافت میں ہوا ہے لہذا خلافت فاروقیہ کا مصداق
آیت اختلاف ہونے سے جو انکار کرے گا وہ ضرور وصت کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون
کے مصداق ہوگا۔

وجہ دوم یہ کہ نیز بجا اب مناقشہ یکم واضح ہو چکا ہے کہ نہج البلاغت اہل لعنت میں ہے کہ بوقت غزوہ
روم جناب امیر نے فاروق عظیم کو جو مشورہ دیا ہے اُس میں انتخاب کا یہ مقولہ ہے قد توکل اللہ لا جمل هذا
الدین باعزاز المحوزۃ اور یہ بھی بجا اب مناقشہ یکم واضح ہو چکا ہے کہ حسب تصریح ابن شیم بخرانی شاعشی
شارح نہج البلاغت یہ حکم جناب امیر اتخوذ ہے آیت اختلاف سے جس میں لفظ توکل اللہ نہیں ہے بلکہ لفظ

وعدہ اللہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس مقولہ علویہ میں توکل اللہ بمعنی وعدہ اللہ ہے لہذا ترجمہ اس مقولہ
علویہ کا یہ ہوگا کہ بیشک وعدہ کیا ہے اللہ نے آیت اختلاف میں اس دین کی واسطے جماعت کو غلبہ دینے کا اور بنابر
تصریح صاحب بوارق مع الحافہ تصریح ابن شیم بخرانی مقولہ علویہ مذکورہ جواب بالا کا مطلب جو کہ خلافت فاروقیہ
میں بوقت غزوہ فارس ارشاد فرمایا ہے یہ ہے کہ ابھی تک اللہ کا وعدہ آیت اختلاف پورا نہیں ہوا ہے اس لیے
وعدہ پورا کر دیکھا لہذا اگر اس مقولہ علویہ کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ نے جو آیت اختلاف میں جماعت کو غلبہ دینے کا
وعدہ فرمایا ہے اُس کو اللہ نے پورا کر دیا ہے اور یہ مطلب نہج کا کہ اللہ نے جو آیت اختلاف میں جماعت کو غلبہ دینے کا

وعدہ فرمایا ہوا سکواں پورا کر دیکھا تو دونوں مقولوں میں تعارض فاش ہوگا لہذا قطعاً معلوم ہو گیا کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ نے جو آیت اختلاف میں جماعت کو غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہوا سکواں اس نے پورا کر دیا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ اللہ نے جو آیت اختلاف میں جماعت کو غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہوا سکواں پورا کر دیکھا جس کا صحیح آں ہے کہ وعدہ آیت اختلاف ابھی تک لڑا نہیں ہو چکا ہے بلکہ ابھی تک پورا ہو رہا ہے ہوتے ہوئے آئندہ کسی وقت پورا ہو چکا ہے چونکہ جناب امیر نے اس مقولہ میں جو کہ خلافت فاروقیہ میں بوقت غزوہ روم ارشاد فرمایا ہے ظاہر کر دیا ہے کہ وعدہ آیت اختلاف ابھی تک لڑا نہیں ہو چکا ہے بلکہ پورا ہو رہا ہے آئندہ کسی وقت پورا ہو چکا لہذا جناب امیر کو جو اس مقولہ میں خاطر میں سمجھے وہ وعدہ آیت اختلاف کا عہد پیغمبر میں پورا ہو چکے قائل نہیں ہو سکتا ہے نیز چونکہ خلافت فاروقیہ میں بوقت غزوہ روم جناب امیر نے ظاہر کر دیا ہے کہ وعدہ آیت اختلاف ابھی تک لڑا نہیں ہو چکا ہے بلکہ پورا ہو رہا ہے آئندہ کسی وقت پورا ہو چکا لہذا جناب امیر نے خلافت امیر کے خلافت فاروقیہ کا مصداق آیت اختلاف ہونے سے جو لوگ انکار رکھتے ہیں ان لوگوں کا مصداق ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون ہونے میں شک نہیں ہو سکتا ہے پس چونکہ اس مناقشہ کی بنا اس عہد کا پیغمبر میں پورا ہو چکنے پر ہے اور جناب امیر نے خلافت فاروقیہ میں بار بار ظاہر فرمایا ہے کہ یہ وعدہ ابھی تک لڑا نہیں ہو چکا ہے بلکہ ابھی پورا ہو رہا ہے اسی طرح ہوتے ہوئے آئندہ کسی وقت پورا ہو چکے گا بدینہ جو بھی یہ مناقشہ بیخ و بن سے منہدم ہو گیا اور اس آیت کا مثبت حقیقت وراثت ہر خلافت ہونا جیسا محکم و مستحکم پایہ عرش عظم تھا ویسا محکم و مستحکم پایہ عرش عظم ہا اور ہمیشہ ویسا محکم و مستحکم رہے گا۔

جواب چہارم یہ کہ اس عہد کا عہد پیغمبر میں پورا ہونے کی صورت میں اس آیت حقیقت وراثت ہر خلافت نہ ثابت ہونے پر بھی یہ مناقشہ موقوف ہو حالانکہ اس عہد کا عہد پیغمبر میں پورا ہونے کی تقدیر پر بھی اس آیت سے حقیقت وراثت ہر خلافت قطعیت الدلالت ہے چنانچہ جواب مناقشہ چل دو کی حجت سوم میں ایسا واضح ہو چکا ہے کہ ہر گز کوئی عاقل فصیحاً انکار نہیں کر سکتا ہے پس چونکہ اس عہد کا عہد پیغمبر میں پورا ہونے کی صورت میں اس آیت کا دلالت بر حقیقت وراثت ہر خلافت جاری ہونے پر بھی

یہ مناقشہ موقوف ہو اور فی الواقع اس وعدہ کا عہد پختہ نہیں پورا ہونے کی صورت میں بھی یہ آیت حقیقت و رشید
ہر سہ خلافت پر قطعیت الدلالت ہے بدینہ جو بھی یہ مناقشہ بنائے فاسد علی الفاسد ہرگز بیخ و بن سے منہ پر
ہو گیا اور اس آیت کا ثبوت حقیقت و رشید ہر سہ خلافت ہونا جیسا محکم و مستحکم بلکہ پورے عرش عظمیٰ کا محکم و مستحکم
مثل پائے عرش عظمیٰ ہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب پنجم یہ کہ نامہ علویہ بنام معاویہ سے حضرت عزیز المتکلمین اعلیٰ اللہ مقامہ فی العلین نے جو استدلال
کیا ہے بوجہ اب اس کے صاحب طاق فرماتے ہیں کہ کلام آنحضرت بنی ست برا کہ معاویہ و اہل شام بلکہ اکثر اتباع
انجناب نیز یقیناً اشد بآنکہ خلافت باجماع اہل حل و عقد ثابت می شود و جمیع ایشان از زمین بہت بہت و اقرار
حقیقت خلافت ثلثہ داشتند و حضرت امیر انیز در وقت خلافت ظاہری بہمن دلیل خلیفہ بحق میداشتند نہ انکہ مصلو
و معصوم می شمرند تا انچہ گفتہ کہ این امر ازین بہت بود کہ عارفین حقیقت حال کم بودند و سودا عظم اعتقاد او کہ در باب
امامت آنحضرت و ائوینہ داشتند و خلفای سابقین از انجناب اہل میداشتند انشی بلفظہ بقدر حاجت بہ عباد
بر ملا تادیب ہی ہو کہ جن اصحاب رسولؐ نے خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی ان اصحاب رسولؐ کو فضیلت
خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کا ایسا اعتقاد جازم تھا کہ جناب امیر نے اپنے عہد خلافت میں بھی اس کے خلاف کوئی
حرف اپنی زبان سے نہیں نکالا اور علم الہدای امامیہ کی عبارت منقولہ اس جواب شانزدہم صریح ہے اس میں کہ جن اصحاب
رسولؐ نے خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی وہ اصحاب رسولؐ خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہل ترین
خلافت اور جامع ترین شرائط امامت جانتے تھے بلکہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی صابیت و صابیت کہ ایسے
غایت قصویٰ پر سمجھتے تھے کہ ہر سہ خلیفہ کو امامت کے اعلیٰ منصب کے لائق سمجھتے تھے اور امامت کو ہر سہ خلیفہ کے لیے
سے کم سمجھتے تھے جبکہ صحیح نتیجہ یہ ہے کہ جن اصحاب رسولؐ نے خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی ان اصحاب
رسولؐ کو فضیلت خلفائے ثلثہ کا اعتقاد جازم اکمل درجے کا تھا اور یہ غایت نابور میں ہے کہ اصحاب رسولؐ کہ اپنے
بابین سے کسی فضیلت کا اعتقاد جازم بحج آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کے اور کسی شے سے پیدا نہیں ہو سکتا
ہے بدینہ جو جب ثابت ہو گیا کہ اصحاب رسولؐ کو بدرجہ اکمل فضیلت خلفائے ثلثہ کا اعتقاد جازم تھا تب آیات
قرآنیہ و احادیث نبویہ کا فضیلت ہر سہ خلیفہ پر قطعیت الدلالت ہونا ایسا کالمش افلا تہی ہو گیا کہ ہرگز کوئی

عاقلاً فی حیا انکار نہیں کر سکتا اور یہی نہایت واضح ہے کہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کی دلالت قطعہ سے اصحابِ رسول کو اپنے مابین سے جسکی فضیلت کا بدرجہ اعلیٰ اعتقاد جازم ہوا اسکا ایمان و عمل صالح ناقص نہیں ہو سکتا اور بدینوجہ جب ثبوت ہو گیا کہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کی دلالت قطعہ سے اصحابِ رسول کو بدرجہ اعلیٰ فضیلت خلفائے ثلاثہ کا اعتقاد جازم تھا تب ایمان میں بھی اور عمل صالح میں بھی ہر شے خلیفہ کا کامل بلکہ اعلیٰ ہونا کا لنور علی قلی الطور ہو گیا لہذا اس مناقشہ میں جو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ایمان و عمل صالح کا ناقص ہونا بیان کیا گیا ہے جسپر بناے مناقشہ ہر وہ ہباز منشور ہو گیا بدینوجہ بھی یہ مناقشہ بیخ و بن سے منہدم ہو گیا اور اس آیت احتجاج کی دلالت قطعہ سے حقیقتِ راشدیت ہر سہ خلافت کا آفتاب جیسا تابان و روشن تھا ویسا تابان و روشن رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب ششم یہ کہ ابھی جواب بالا میں واضح ہو چکا کہ جن اصحابِ رسول کریم علیہ السلام نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی معیت کی تھی ان اصحابِ رسول کریم علیہ السلام کو فضیلتِ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا اعتقاد بدرجہ اعلیٰ واضح تھا اور یہ غیر ممکن ہے کہ زمانہ نبی کریم علیہ السلام میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا برابر بوقت جنگ فرار کر جانا ان اصحابِ رسول کو معلوم ہو پھر ان اصحابِ رسول کو فضیلتِ خلفائے ثلاثہ کا اعتقاد واضح ہو لہذا جب ثابت ہو گیا کہ ان اصحابِ رسول کو فضیلتِ خلفائے ثلاثہ کا اعتقاد واضح تھا تب عیان مثل روز و شان ہو گیا کہ زمانہ نبی کریم علیہ السلام میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا برابر بوقت جنگ فرار کر جانا ایسا امر ہے کہ ان اصحابِ رسول کو معلوم نہ تھا اور یہ بھی غیر ممکن ہے کہ زمانہ رسول کریم علیہ السلام میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا برابر بوقت جنگ فرار کر گئے ہوں اور ان اصحابِ نبی کریم علیہ السلام کو معلوم نہ ہو لہذا جب ثابت ہو گیا کہ زمانہ نبی کریم علیہ السلام میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا بوقت جنگ فرار کر جانا ایسا امر ہے کہ ان اصحابِ رسول کو معلوم نہ تھا تب یہ افہام من لیس ہو گیا کہ زمانہ نبی کریم علیہ السلام میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا بوقت جنگ فرار کر جانا ایسا امر ہے کہ نہ زمانہ رسول میں اسکا نشان تھا نہ زمانہ صحابہ میں اسکا نام تھا لہذا یقیناً معلوم ہو گیا کہ جس طرح سے حسب تصریح مجتہد و پرمجتہد و ضرر و حیدر یہ و صوارم و حسام اہل لعنت کی اصح الکتاب کا فی کلینی کی اتحاد مثالب ہشامین سب نے نور و بہتان ساختہ و باختہ حاسدان و معاندان میں اسی طرح سے فرار خلفائے ثلاثہ

رضی اللہ عنہم کی روایات و حکایات جن پر بنائے مناقشہ ہوا ہو سب درودہ بتان ساخته و بافتہ میدان ابن سبا
ہیں بدینوجہ بھی یہ مناقشہ بنائے فارسی علی الفاسد ہو کر نچ و بچ سے منہم ہو گیا اور اس آیت اختلافات کی آیت
قطعہ سے حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت کا آفتاب جیسا ہے سحاب تھا ویسا ہے سحاب ہا اور ہمیشہ رہیگا۔
جواب ہفتم یہ کہ جسکو چشم مینا ہو وہ اس مناقشہ کو دیکھے کہ فاضل مناقش نے کس صفائی سے اولایان
کیا ہو کہ اس آیت میں جماعت مومنین صالحین سے وعدہ ہوا اور آخراً تصریح کی ہے کہ مطابق اس وعدے کے
پادشاہت غلبہ ملنے کے بعد اس جماعت مومنین صالحین نے اپنے مابین سے یکے بعد دیگر حضرات ثلثہ کو
خلیفہ کیا تھا فاضل مناقش کا یہ بیان اور تصریح دونوں کا مجموعہ صریح اقرار اس امر کا ہے کہ اس آیت میں جن
مومنین صالحین کو خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ مومنین صالحین خلفائے ثلثہ اور انھی بیعت کرنے والے
ہیں اور جس طور سے حدیث کا لفظین الراية غدا رجلا یحییٰ اللہ ورسولہ ویحیی اللہ ورسولہ
کرار وغیرہ فرما رہے تھے علی یدایہ میں جس جل کو نشان عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ رجل علی بن ابی طالب
ہونے کا اقرار کر کے علی بن ابی طالب کا محبوب و محب خدا و رسول اور مومن کامل ہونے پر حدیث کو کئے قطعیت
ہونے سے کوئی شخص دل سے انکار نہیں کر سکتا ہے لہذا خواجہ و نواصب جمہ انکار کرتے ہیں اسکا اعتبار نہیں
ہو سکتا ہے یہ انکار ان لوگوں کا دیکھو الحق وہم یعلمون کے قبیل سے ہوا اسی طور سے آیت اختلاف میں
جن مومنین صالحین کو خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ مومنین صالحین خلفائے ثلثہ اور انکی بیعت کرنے والے
ہونے کا اقرار کر کے ہر سہ خلیفہ کے مومن صالح اور امام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر یہ مذکورہ کے قطعیت الدلائل
ہونے سے کوئی شخص دل سے انکار نہیں کر سکتا ہے لہذا فاضل مناقش نے جو انکار کیا ہو اس سے انکارِ زمرہ
دیکھو الحق وہم یعلمون سے ہونا پیدا ہو ہوا ہو کر بدستور مناقشات سابقہ کے یہ مناقشہ بھی کمال المنقوش
ہو گیا اور ہر سہ خلیفہ اور انکی بیعت کرنیوالوں کے مومنین صالحین ہونے اور ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد
ہونے پر اس آیت کے قطعیت الدلائل ہونے کا آفتاب جیسا تابان و درخشان تھا ویسا تابان و درخشان ہوا اور
ہمیشہ تابان و درخشان رہے گا۔

مناقشہ چہل و ششم جن مومنین صالحین کی جماعت کو پادشاہت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہوا ان

مومنین صالحین کی نسبت جب طو سے امد نے بعد و نہی کا ایسا کون فی شیء فرمایا ہے جس سے مراد
 خدا ہے کہ وہ مومنین صالحین جہاد سے کرنگے میری نہیں شریک کرینگے ساتھ میرے کسی شکر کو اسی طور سے
 اس کے بعد بطور استدھان مومنین صالحین کی نسبت ومن کفر بعد ذلک فاؤلئک هم الفاسقون
 فرمایا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ پادشاہت غلبہ موعودہ ملنے کے بعد منجملہ ان مومنین صالحین کے جو کفر کرے وہ
 کفر و فسق میں کامل ہو اور یہ وعدہ خدا عہد پیغمبرین بعد فتح مکہ پورا ہوا ہے چنانچہ تین آیتوں میں خدا نے خود ظاہر
 کر دیا ہے اور بعد پورا ہونے اس وعدے کے عہد پیغمبرین منجملہ ان مومنین صالحین کے کسی نے کفر نہیں کیا ہے
 بعد پیغمبر منجملہ ان مومنین صالحین کے خلفائے ثلاثہ نے یہ کفر کیا ہے کہ افضل کا خلیفہ ہونا قبول نہیں کیا ہے بلکہ
 بمقابلہ افضل کے اپنا خلیفہ ہونا قبول کیا ہے اور منجملہ ان مومنین صالحین کے غیر خلفائے ثلاثہ نے یہ کفر کیا ہے کہ افضل
 کو خلیفہ نہیں قبول کیا ہے بلکہ بمقابلہ افضل کے غیر افضل کو خلیفہ قبول کیا ہے پس تعجب ہے کہ اہل سنت اس آیت سے
 خلفائے ثلاثہ اور ان کی بیعت کرنے والوں کا مومنین صالحین ہونا اور ہر خلیفہ کا امام بننے و خلیفہ راشد ہونا ثابت
 کرتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ یہ آیت ہر خلیفہ اور ان کی بیعت کرنے والوں کا کفر و فسق میں کامل
 ہونے پر شاہد عادل ہو سکا۔

جواب اول مناقشہ چل و سوس میں خود جنہل مناقش نے ارشاد فرمایا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے دریافت کیے گئے معنی اس آیت کے تو فرمایا کہ وہ ائمہ میں انتہی بلطفہ اور اس مناقشہ میں جنہل مناقش
 ارشاد فرماتے ہیں کہ ومن کفر بعد ذلک فاؤلئک هم الفاسقون سے مراد یہ ہے کہ بعد پورا
 ہونے اس وعدے کے منجملہ مومنین صالحین موعودین منجملہ ان کے جو کفر کرے وہ کفر و فسق میں کامل ہیں
 جنہل موصوف کے ان دونوں ارشادوں کا صحیح نتیجہ یہ ہے کہ یہ مذکورہ میں مومنین صالحین موعودین منجملہ ان
 ائمہ اثنا عشرین اور بعد پورا ہونے اس وعدے کے جو امام کفر کرے منجملہ ائمہ اثنا عشر کے وہ امام کفر و فسق
 میں کامل ہیں سچان لے گا وہ شور آشوری کہ منجملہ اہل بیت کے کسی امام سے کسی صیغہ کا ارتکاب
 بھی نہیں ہو سکتا ہے کیا یہ بے لگائی کہ ائمہ اہل بیت کفر و فسق میں کامل ہو گئے اجماعی وہ شور آشوری تو محض
 حقیقت و راشدیت ہر شاہد ثابت کے آفتاب پر خاک ڈالنے کے واسطے تھی جب اس شور آشوری سے اس

آفتاب پر خاک ڈالنا ممکن نہوایہ بننے کی اختیار کی گئی شاید اس بننے کی سے اس آفتاب پر خاک پڑ جائے
لیکن یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ حکم ہے چراغے را کلا یزد و فروزد ہر انکرا لپٹ نہ شیش لبوز و حقیقت راشدیت
ہر سہ خلاف کے چراغ پر چولپٹ نہ کی کر گیا اسکی ریشہ بروٹ جل کر اُسکا ٹھنڈ کا نا ہوگا اُس چراغ کا کچھ نہ ہوگا بلکہ وہ
چراغ تیز تر ہوگا بدینہ جو بدستور مناقشات سابقہ کے یہ مناقشہ بھی خاک سیاہ ہو گیا اور حقیقت راشدیت ہر سہ
خلافت پر اس آیت کی لالت قطعہ کا آفتاب تابان تر ہو گیا۔

جواب سوم چونکہ بنا برسانی قول حضرات اہل لعنت اللہ اثناعشر مصداق ومن کفر بعد ذلک
فاولئک ہم الفاسقون نہیں ہو سکتے ہیں اور یہ حضرات اپنے قول لسانی کی تائید میں اپنے اللہ سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے عیسیٰ بن ماریہ کو دین بالجناہت مابین اختلاف خالق بریتہ اللہ اثناعشر میں لہذا نازل قہر
نے جو افادہ فرمایا ہو کہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون سے مراد یہ ہو کہ بعد پورا ہونے
اس وعدہ خلاف کے منجملہ موعودین بالجناہت کے جو کفر کرے وہ کفر و فریق میں کامل ہو بنا برسانی نیز ہل لعنت
بھی اُس آیت کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا ہو اور بنا بر مذہب جناتی و لسانی اہل سنت
ہر سہ خلیفہ کو خلافت و غلبہ دونوں حاصل ہونے کے بعد نزول آیت استخانات کے قبل سے تا دم مرگ ہر خلیفہ کے
مومن صالح پہنچا اور امام بحق و تالیفہ راشد ہونے کا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں ہر لوگ صدق ومن کفر بعد
ذلک فاولئک ہم الفاسقون ہیں لہذا بنا بر مذہب اہل سنت بھی افادہ مذکورہ نازل مناقش
کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا ہو پس نازل مناقش کا افادہ مذکورہ جس پر اس مناقشہ کی بنا ہو مذہب
اہل لعنت کے رو سے بھی نیز ہل سنت کے رو سے بھی ایسا بین لفظان ہو کہ ہرگز کسی کو شک نہیں ہو سکتا ہو
بدینہ جو بھی یہ مناقشہ مثل مناقشات بالا کے محض بنائے فاسد علی الفاسد ہو کر تیغ و بن سے منہدم ہو گیا اور
حقیقت راشدیت ہر سہ خلاف پر آئیہ مذکورہ کا قطعیت الدلالت ہونا آفتاب تابان سے زیادہ روشن
ہو گیا اور نازل مناقش اہل لعنت ہے نہ اہل سنت ہونے بلکہ خارجی ہونے۔

جواب سوم اس مناقشہ کی استیصال میں صرف یہ کلام کافی ہو ومن کفر بعد ذلک فاولئک
ہم الفاسقون سے مراد یہ ہو کہ بعد پورا ہونے اس وعدے کے منجملہ موعودین بالجناہت و غلبہ کے

جو کفر کرے وہ کفر اور فسق میں کامل ہے لہذا بعد پورا ہونے اس وعدے کے کل بعض مومنین صلیحین موعودین بخلافت غلبہ کا کفر اور فسق میں کامل ہونا ضروری ہے اور حسب سبب اہل لعنت مومنین صلیحین موعودین بوجہ آیہ مذکورہ ائمہ اثنا عشر میں سے اس کے بعد پورا ہونے اس وعدے کے کل بعض ائمہ اہل لعنت کا کفر اور فسق میں کامل ہونے پر آیہ شاہد عادل پس تعجب ہے کہ حضرات اہل لعنت اپنی زبان سے بھی کہتے ہیں اور اپنے ائمہ سے روایت بھی کرتے ہیں کہ موعودین بوجہ آیہ مذکورہ ائمہ میں اور یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ اس صورت میں آیہ مذکورہ کل بعض ائمہ کا کفر اور فسق میں کامل ہونے پر شاہد عادل ہی ہیں جو اب منجانب حضرات اہل لعنت ہو گا وہی جواب منجانب اہل سنت ہو گا۔

جواب چہارم جسکو مسائل بخویہ سے کچھ بھی وقیفیت ہے اسپر خفی نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث نئی کا دستر کون جی کی ضمیر فاعل مستتر جمیع مومنین صلیحین موعودین بخلافت نصرت کے واسطے ہے لہذا صاحب تفسیر خلاصۃ التبیان نے اسکی تفسیر میں جو لکھا ہے کہ یعنی خلافت حکومت مجاہد ایشان از عبادت توحید بازدارد انتہی لفظ اس سے عیان مثل روز روشن ہے کہ مراد یہ ہے کہ جمیع مومنین صلیحین موعودین بوجہ مذکورہ بعد پورا ہونے وعدہ مسطورہ کے بھی بدوین شرک یا اسکی اسکی عبادت کریں گے جبکہ صریح نتیجہ یہ ہے کہ بعد پورا ہونے وعدہ مذکورہ کے بھی جمیع مومنین صلیحین موعودین بوجہ مذکورہ ایمان اور عمل صالح پر قائم رہیں گے خلافت و ثروت سے گر گون ہو جائیں گے لہذا ومن کفر بعد ذلک فاولئك هم الفاسقون سے یہ مراد نہیں ہو سکتا ہے کہ بعد پورا ہونے وعدہ مذکورہ کے منجانب مومنین صلیحین موعودین بوجہ مذکورہ کے جو کفر کرے وہ کفر اور فسق میں کامل ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ بعد پورا ہونے وعدہ مذکورہ کے جمیع موعودین بوجہ مذکورہ کا نزول اس آیت کے قبل سے تا دم مرگ ہمیشہ ایمان و عمل صالح پر قائم رہنے کا جو لوگ قرار کریں وہ لوگ کفر اور فسق میں کامل ہیں اور موعودین بوجہ مذکورہ خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقاء میں چنانچہ اس مناقشہ کا مضمون جو لفظ بعد غیر سے لفظ خلیفہ قبول کیا ہے اس سے عیان غیر محتاج بیان ہے اور اس مناقشہ کی بنا اسپر کہ وعدہ مذکورہ بحین حیات خلفائے ثلاثہ پورہ ہو چکا ہے لہذا کا شمس اذا تجلی ہے کہ خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقاء کو خلافت خلیفہ حاصل ہونے کے بعد نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے تا دم مرگ ہمیشہ خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقاء کا وصف ایمان و عمل صالح کے ساتھ موصوفت سے کہ یہ لوگ اقرا نہیں کرتے ہیں وہی لوگ حکم و من کفر الخ کفر اور فسق میں کامل ہیں جبکہ صریح نتیجہ یہ ہے کہ حکم و من کفر الخ حضرات اہل لعنت کفر اور فسق میں کامل ہیں پس فاعل مناقشہ کا یا فادہ فرما کہ حکم و من کفر الخ خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقاء کفر اور فسق میں

کامل میں صریح برعکس ختم نام لگنی کا فوراً حساب ہر دینہ بھی یہ مناقشہ خاک سیاہ ہو گیا اور ہر خلیفہ اور ائمہ کے تقاضا کا تاؤم و مرگ و صفت ایمان و عمل صالح کے ساتھ موصوفت رہتا اور ہر خلیفہ کا امام بننے و خلیفہ راقمہ موسیٰ پر کیا نہ کہہ کر تعلیم الدلائل سے ہونا جیسا امامان مثل آفتاب رشتان تھا ویسا امامان مثل آفتاب رشتان ہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب محکم جبکہ کچھ عجیبی عربیت بلدیت ہو وہ دیکھ لے کہ اس آیت میں اشتنا یا طور اشتنا کہاں ہے صاحب تصبیح صحیح لیبیا نے یعبدا و ننی لایشرکون بنی کی تفسیر میں لکھا ہے هذا استدینا فیکلام الثناء علیہم و بمعناہ لایخافون غیرہا جہارت صریح ہے کہ یعبدا و ننی لایشرکون بنی یا نیا صریح و ثناء ہے جمیع موعودین بخلاف انصرت کے ساتھ ایمان و عمل صالح زمانہ بعد نزول آیت مذکورہ کے پس چونکہ زمانہ بعد نزول آیت مذکورہ ایمان و عمل صالح کے ساتھ بھی جمیع موعودین بعد مذکورہ مورد و ثناء باری ہیں لہذا میں کفر الہی یعبدا و ننی الہی سے یہ مستثنیٰ ہو سکتا ہے و بطور مستثنیٰ لایعبدا و ننی الہی جمیع موعودین بعد مذکورہ کے ساتھ ایمان و عمل صالح زمانہ بعد نزول آیت مذکورہ کے اور حق کفر الہی ذمہ ہے جو لوگ جمیع موعودین بعد مذکورہ کے مدوح باری باعتبار ایمان و عمل صالح زمانہ گذشتہ و آئندہ ہونیکا اقرار نہ کریں ان لوگوں کا اسکو مستثنیٰ یا طور مستثنیٰ بنا کے کل یا بعض موعودین بعد مذکورہ کا ذمہ قرار دینا کام ضلیمین صریح تحریف معنوی کرتا ہے یہ مذکورہ کی دلالت قطعیہ حقیقت وراثیت ہر سے خلافت کے نور کو امامان کر رہی ہے اس قسم کی تحریف معنوی کلام باری سے وہ نور پہنان نہیں ہو سکتا ہے بلکہ زیادہ امامان ہوتا ہے دینہ بھی یہ مناقشہ تمام تر باطل و سرسراطل ہو گیا اور آیت مذکورہ کی دلالت قطعیہ سے حقیقت وراثیت ہر سے امامان کا نور جیسا کالنور علی قلیل طور تھا ویسا رہا ہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب شہنشاہ مناشش نے مناقشہ چہل دوم میں جو تین آیتوں سے وعدہ مذکورہ کا عہد پیغمبرین بعد فتح مکہ کے پورا ہونا بیان کیا ہے اس مناقشہ کی بنا بالکل اسی پر ہے لیکن جواب مناقشہ مذکورہ کے مسیحیہ جو کہ کھجکا کا سپہر عیان مثل روز و رشتان ہو جائیگا کہ ان آیتوں سے یہ بیان کرنا کہ یہ وعدہ عہد پیغمبرین پورا ہوا ہے بالکل کھلی ہوئی تحریف معنوی کلام باری ہے ان آیتوں میں وعدہ مذکورہ کا ہرگز کوئی ذکر نہیں ہے **اولا** ایسے کہ آیت وعدہ مذکورہ کا نزول بعد ہجرت ہے اور ان آیتوں کا نزول قبل ہجرت چنانچہ مسیحیہ مذکور میں اشتگان ہو چکا **ثانیا** ایسے کہ آیت وعدہ مذکورہ میں وقت نزول کے مومنین صالحین سے خطاب ہے اور ان آیتوں میں کفار کہ سے خطاب چنانچہ نیز مسیحیہ کو بنی وضع

ہو چکا تھا اس لیے کہ آیت وعدہ مذکورہ میں خلافت کا پادشاہت میں ملو اور ان آیتوں میں خلافت کے سکونت میں
ملو چنانچہ نیز بحث مذکور میں عیان ہو چکا ہے اور چونکہ عہد پیغمبر میں بعد فتح مکہ وعدہ مذکورہ کا پورا ہونا ان آیتوں سے ثابت ہو
پہلے بالکل اس مناقشہ کی بنا پر اور فی الواقع ان آیتوں میں وعدہ مذکورہ کا ہرگز کوئی ذکر نہیں ہے یہ بیوجہ بھی مناقشہ بل بنا فاسد
عملی الفاسد ہو کر بیا رہنموا ہو گیا اور اس آیت کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت ہونا جیسا کہ شمس اوجہی تھا
دیسنا کا شمس اوجہی با او ہمیشہ رہیگا۔

چونکہ اس بحث میں پیغمبر میں بعد فتح مکہ وعدہ مذکورہ پورا ہونے کی صورت میں آیہ مذکورہ کا دلالت بر حقیقت و راشدیت
ہر سہ خلافت ساری ہے نہ پر بھی اس مناقشہ کی بنا پر حالانکہ مناقشہ چل دو دم کے بحث ستم میں خوب واضح ہو چکا ہے
کہ عہد پیغمبر میں بعد فتح مکہ وعدہ مذکورہ پورا ہونے کی صورت میں بھی آیہ مذکورہ کی دلالت بر حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت
ایسی قوی قطعیہ ہے کہ مجال لاو لم نہیں ہے چنانچہ مفصل بیان اسکا بحث مذکور میں ہو چکا مختصر و مجمل بیان یہ کہ جو مومنین
صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے اور اس کے قبل سے مشرف بایمان ہو کر عمل صالح کرتے تھے ان مومنین صالحین
کی جماعت کو خلافت وغیرہ و لڑن کا جملہ عطا کر دیا وعدہ آیت مذکورہ میں ہو اور اس جماعت کا زمرہ کلمہ گویان اسلام از
قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہر زبایدیات جلیہ سے ہو اور یہ معلوم ہے کہ زمرہ مذکورہ سے جس جماعت کو راجع فتح مکہ سے برابر
اعد پر غلبہ ہوا وہ خلفائے راشدہ اور ان کے رفقاء ہوا وفاق کی جماعت ہے جس میں اہل سنت کے علی دغل میں اہل لعنت کے عائش
نہیں ہیں اور حیات نبی میں اس جماعت کے حاکم پیشوائی تھے اور بعد نبی کے یکے بعد دیگر ہر سہ خلیفہ تھے کیونکہ
فضلیت ہر سہ خلیفہ کا اعتقاد اس جماعت کو راسخ تھا چنانچہ ابھی مناقشہ بالا کے جواب ختم میں معلوم ہو چکا تھا
محمد پیغمبر میں بعد فتح مکہ وعدہ مذکورہ پورا ہونے کی صورت میں بھی آیہ مذکورہ کی دلالت بر حقیقت و راشدیت ہر سہ
خلافت ایسی قطعیہ جلیہ ہے کہ مجال لاو لم نہیں ہے یہ بیوجہ بھی یہ مناقشہ بنا سے فاسد علی الفاسد ہو کر طالع بھی ہو گیا
اور آیہ مذکورہ کا حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت پر قطعیت الدلالت ہونا جیسا انابان و درخشان تھا ویسا انابان
و درخشان۔ با او ہمیشہ رہے گا۔

جواب ستم موافق مذہب اہل لعنت کے ہے نبی کو خلیفہ نہ کرنا جس وجہ سے کافر جو بعد نبی کے افضل کو خلیفہ قبول
کرنا بھی اس وجہ سے کافر ہو اور یہ بھی اہل لعنت کا قول ہے کہ صحابہ راشدہ کو خلیفہ قبول کرنا اولاد میں بن لوگون کو

نص اہمست علی کا علم تھا وہ لوگ صحابہ ثلاثہ کو خلیفہ قبول کرنے سے نہ دائرہ کفر میں داخل ہو سکتے ہیں دائرہ فسق میں بنا براسکے یہ بدرجہ اولیٰ ہو گا کہ جسکی تحقیق میں علی معصوم بھی تھے منہدم بھی تھے فضل بھی تھے بلکہ خلفائے ثلاثہ افضل تھے وہ ہر سہ خلیفہ کو خلیفہ قبول کرنے سے نہ دائرہ کفر میں داخل ہو سکتا ہوتا نہ دائرہ فسق میں اور بھی منافیہ الاما کے جوابتہم میں علوم ہو چکا ہو کہ حسب تصریح مجتہد دربارق جن لوگوں نے خلافت ائمہ رضی اللہ عنہم کو خلیفہ قبول کیا تھا ان لوگوں کی تحقیق میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم ختم و جزا افضل تھے علی کرم اللہ وجہہ ان لوگوں کے علم میں نہ معصوم تھے نہ منصوص تھے نہ افضل تھے لہذا بنا بر مذہب اہل اہلسنت کے جن لوگوں نے خلفائے ثلاثہ کو یکے بعد دیگر خلیفہ قبول کیا تھا وہ لوگ خلیفہ قبول کرنے کے فعل سے نہ دائرہ کفر میں داخل ہو سکتے ہیں دائرہ فسق میں بلکہ وہ لوگ جسطور سے قبل خلیفہ قبول کرنے کے مومنین صالحین تھے اُسی طور سے بعد خلیفہ قبول کرنے کے بھی مومنین صالحین رہے اور ابھی جواب چہارم و پنجم میں واضح ہو چکا کہ حسب تصریح مفسرین امامیہ بھی آیہ مذکورہ کا فقرہ بعد موتی کا لفظ کون ہی اس پر شاہ عادل جوہرین واسطے بنائے مناقشہ کے فاضل مناقش نے جو افادہ فرمایا ہو کہ ان مومنین صالحین نے یہ کفر کیا ہو کہ فضل کو خلیفہ قبول نہیں کیا ہو وہ افادہ کا سہ فاضل مناقش کا بسیار منشور اور گویا بیوجہ کجی مناقشہ بیخ و بن سے منہدم ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور آیہ مذکورہ حقیقت فراشدیت ہر سہ خلافت پر جیسی قطعیت الدلالات تھی ویسی قطعیت الدلالات ہی اور ہمیشہ رہیگی۔

جواب پنجم یہ مناقشہ خود بر ملا مذہب رہا ہو کہ آیہ مذکورہ میں جن مومنین صالحین کی جماعت کو خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ مومنین صالحین خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقا ہیں اور جس طور سے حدیث لا عینین الا یہ خدا رجال یحبہ للہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ میں جس جہل کو نشان دینے کا وعدہ ہوا وہ رجال جہل کے ہونا معلوم ہونے کے بعد انتخاب کامومن کامل اور محبوب و محب رضی اللہ عنہم پر حدیث مذکور کے قطعیت الدلالات ہونے میں کسی عاقل کے دل میں شک نہیں پیدا ہو سکتا ہو حتیٰ کہ زبان یا قلم سے جو لوگ مثل خوارج کے اس میں شک تان کرتے ہیں ان لوگوں کا زمرہ یکہ تمون الحق وہو یعلمون سے ہونے میں کسی طالب حق و مرغ صبیق کو شک نہیں رہتا ہو اُسی طور سے جن مومنین صالحین کو آیہ مذکورہ میں خلافت و غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ مومنین صالحین خلفائے ثلاثہ اور انکے رفقا ہونا معلوم ہونے کے بعد تا دم جلت ہر سہ خلیفہ اور انکے رفقا کے موصوف و صفت ایمان

عمل صالح پہننے اور ہر سرخسہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے کا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں کہ قراد فرق میں ان لوگوں کے کامل ہونے میں کسی عاقل کے دل میں شک نہیں پیدا ہو سکتا ہر حتیٰ کہ ان یا قلم سے جو لوگ مثل و فتنہ بوا عن کے اسمین شک بیان کریں ان لوگوں کے زمرہ و یکتوں الحق و حقیقتوں سے ہونے میں کسی طالب حق و صدق کو شک نہیں ہو سکتا ہر لہذا مثل مناقشہ اور ان کے ہم داستان کر زمرہ و یکتوں الحق و حقیقتوں سے ہونے میں کوئی عاقل حق پسند شک نہیں کر سکتا ہر بدینہ جو بھی یہ مناقشہ بالکل کلام العین المنفوش ہو گیا اور حقیقت آشکارا ہر سرخسہ خلافت پر آیہ مذکورہ جیسی حتماً و جبراً قطعیت الدلالت تھی ویسی حتماً و جبراً قطعیت الدلالت ہی اور ہمیشہ بیگناہ

مناقشہ چہل و بیستم چونکہ یہ وعدہ عہد پیغمبرین بعد فتح مکہ پورا ہوا ہے چنانچہ تین آیتوں میں خدا نے خود بیان کر دیا ہر لہذا اگر خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہوگی تو لازم آئے گا کہ مثل اصل الناس کے پیغمبر بھی محکوم خلفاء ہوں۔

جواب اول جناب مجتہد صاحب نے بوارق میں بمقام آیہ انما ولیکم اللہ بہت آج بیان فرمایا کہ اگر بنا بر مذہب شیعہ جناب امیر بعد وفات نبی جیسے امام تھے قبل وفات نبی بھی ویسے امام تھے پس ان شاء ہو کہ مجتہد صاحب نے جو فرمایا کہ بنا بر مذہب شیعہ جناب امیر بعد وفات نبی جیسے امام تھے قبل وفات نبی بھی ویسے امام تھے اس سے نبی کا امام علی ہوا کیونکہ ان میں لازم آتا ہے عہد پیغمبرین بعد فتح مکہ وعدہ مذکورہ پورا ہونے کی تقدیر پر خلافت خلفائے ثلاثہ مراد از وعدہ مذکورہ ہونے سے نبی کا محکوم خلفاء ہونا کیونکہ لازم آتا ہے ہر گز نہیں لازم آتا ہے لیکن چنانچہ مناقشہ نے محض اس واسطے لازم آتا بیان کیا ہے کہ عوام اہل لعنت کو حقیقت وراثتیت ہر سرخسہ خلافت کا آفتاب دکھائی دے لیکن حکم لکل فرعون و مصلیٰ خدا نے راقم انہم کے ہاتھ سے چنانچہ مناقشہ کے پردہ کید و مکر کو عوام اہل لعنت کی نظروں سے بھی اٹھا دیا اور حجت حقہ کو پایہ اختتام پر پہنچا دیا حتیٰ کہ کسی نابینا کو بھی آیہ مذکورہ حقیقت وراثتیت ہر سرخسہ خلافت پر قطعیت الدلالت ہونے میں شک نہیں رہ سکتا ہے جیسا کہ بعد بلند ہونے آفتاب بے سحاب کے کسی نابینا کو بھی وجود نہار میں شک نہیں ہو سکتا ہے بالجمہ اس مناقشہ کا محض بنا کید علی الکید ہونا عیان مثل و زوروشان ہو گیا اور آیہ مذکورہ کا حقیقت وراثتیت ہر سرخسہ خلافت پر قطعیت الدلالت ہونا جیسا مثل آفتاب بے سحاب کے تابان و درخشان تھا ویسا تابان و درخشان ہوا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب دوم حضرت شمول نبی کی حیات میں ان کے صحاب سے حضرت طاہر طاعت خلیفہ تھے پناہ پناہ کریم

ان اللہ قد بحث لکم طاعت ملکاً امسی من اردو یا وعتین کوئی نہیں کہتا ہے کہ حضرت شعیب مظلوم طاعت
تھے لہذا عہد پیغمبرین وعدہ مذکور کا پورا ہونا بقرض محال اگر تسلیم کیا جائے تو یہی خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونے سے
نبی کا محکوم خلفا ہونا بقرہ نہیں لازم آسکتا ہے بدینو یہ فاضل مناقش نے جو لازم آمایا کیا ہے اسکا محض کید و
لکھنا واداشگناں ہے کہ اگر یہ مذکورہ کامثبت حقیقت وراشدیت ہر سہ خلافت ہونے کا آفتاب یا دہ تابان درخشاں
ہو گیا اور ہمیشہ زیادہ ہونا رہے گا۔

جواب سوم آنفمائے بالاکے جواب میں محلاً اور سابقا مناقشہ چہل دم کے جواب میں مفصلاً بیان
سہرا میں قاطعہ و مدلل بدلائل ساطعہ ہو چکا ہے کہ نہ خدا نے کسی آیت میں وعدہ مذکورہ کا عہد پیغمبرین پورا ہونا بیان
کیا ہے نہ وعدہ مذکورہ عہد پیغمبرین پورا ہوا ہے بلکہ عہد خلفائے ثلاثہ میں پورا ہوا ہے لہذا نہ خلافت
خلفائے ثلاثہ مراد ہونے میں شک ہو سکتا ہے نہ خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونے سے نبی کا محکوم خلفا ہونا لازم
آسکتا ہے بدینو یہ مناقشہ بھی بنائے فاسد علی الفاسد ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور یہ مذکورہ کامثبت حقیقت وراشدیت
ہونا جیسا استوار مثل یا یہ عرش کردگار تھا ویسا استوار مثل یا یہ عرش کردگار رہا اور ہمیشہ رہے گا۔

جواب چہارم خلافت و غلبہ کا وعدہ تو مؤمنین طہین کی جماعت سے ہے لہذا عہد پیغمبرین بعد فتح مکہ بقرض محال
اگر یہ وعظ پورا ہوا ہے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ مطابق اس وعدے کے مؤمنین طہین کی جماعت کو خلافت مع
غلبہ کب تک ہے اور یہ مؤمنین سکتا ہے کہ حیات نبی تک ہے ہو اور بعد وفات نبی رہی ہو کیونکہ آیت کا تسلی
مؤمنین کہ واسطے ہونا خود سوق آیت سے ظاہر ہے محتاج منظر ہونے کے علاوہ اہل احنت کی تفسیر عمدۃ البیان میں
اسکی تصریح بھی موجود ہے اور بعد فتح مکہ سرور کائنات و ویرس سے کم زندہ رہے ہو اور جو لوگ برسوں سے خلافت
و غلبہ دشمن ہوں ان لوگوں کو کم از دو سال کے واسطے خلافت مع غلبہ عطا کر کے کا وعدہ دینا مفید تسلی نہیں
ہو سکتا ہے لہذا عہد پیغمبرین بعد فتح مکہ وعدہ مذکورہ ہو نیکی تقدیر پر بھی بعد پیغمبر کے مطابق وعدہ مذکورہ مؤمنین
صالحین کی جماعت کو خلافت مع غلبہ مہنا ضروری ہے لہذا عہد پیغمبرین بعد فتح مکہ وعدہ مذکورہ پورا ہونے کی
تقدیر پر بھی خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں جو روز بروز خلافت و غلبہ کی ترقی ہوئی ہو نہ اسکا مطابق وعدہ مذکورہ
ہونے میں شک ہو سکتا ہے نہ خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونے میں شک ہو سکتا ہے نہ پیغمبر کا مثل احد الناس کے

محکوم خلفاء ہوا لازم آسکتا ہے بدین وجہ بھی یہ مناقشہ بنائے فاسد علی الفاسد ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور آیہ مذکورہ کا حقیقت
 اور شدت ہر سہ خلافت پر قطعیت الدلالت ہونا محکم و مستحکم مثل ایہ عرش عظیم ہمارا ہمیشہ رہیگا اگر کہا جا
 کہ بعض خلفائے مابعد کے زمانے میں بھی خلافت غلبہ کی ترقی ہوئی ہو پس حبطوط سے خلفائے ثلثہ مراد ہیں
 ہوہ خلفائے مابعد بھی مراد ہو گئے حالانکہ یہ خلافت مذہب اہل سنت بھی ہو تو جواب یہ کہ جن خلفاء کا زمانہ مراد ہو
 ان خلفاء کا ذکر وہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے ہونا ضروری ہے کما انضمت سابقا مراداً اور وہ خلفاء
 مابعد زمرہ مذکور سے خارج ہیں لہذا جس طوطے سے خلفائے ثلثہ مراد ہیں وہ خلفائے مابعد مراد نہیں ہو سکتے ہیں
 اور جناب امیر اگرچہ زمرہ مذکورہ میں داخل ہیں لیکن آنجناب کی خلافت اہل مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہے
 کیونکہ وعدہ خلافت مع غلبہ کا ہوا اور آنجناب کی خلافت مع غلبہ نہ تھی مگر آیہ مذکورہ سے آنجناب کا خلیفہ بحق
 ہونا ضرور ثابت ہے کیونکہ کلمہ آیہ مذکورہ جو لوگ مؤمنین صالحین تھے ان لوگوں نے بھی آنجناب کو خلیفہ قبول کیا
 تھا پس آیہ مذکورہ سے چاروں خلافت کی حقیقت و راستیت عیان مثل وزر و نشان ہے جو مذہب اہل سنت
 خیر البریت ہوا علی کا منسوب اختلاف ہر سہ خلیفہ کا خاصب الخلافت ہونا جو مذہب اہل لغت ہے حیرت بطلان
 و فیض الخیران ہوا محمد علی وضوح الحق و فوض الباطل ..

مناقشہ چہل ہوشم۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مؤمنین صالحین
 بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے ان مؤمنین صالحین کی جماعت کو خلافت و زمین غلبہ بر اہل کفر و کفر میں
 دامن از خوف اہل کفر عطا کرے گا وعدہ آیہ مذکورہ میں ہوا اور یہ وعدہ خلفائے ثلثہ کے زمانے میں پورا ہوا اور
 اس قول اہل سنت سے خاتمہ خلفائے ثلثہ کے ساتھ خاتمہ سلطنت اسلام دین اسلام و اہل اسلام لازم آتا ہے
 حالانکہ یہ خلافت کل سے اس مناقشہ کو فاضل ناصر معاصر مناقش نے اپنے رسالہ مذکورہ کے جلد پنجم صفحہ ۴۴ میں
 عبارت طویلہ فرستہ کیا ہے۔

جواب یہ کہ جب اہل سنت خیر البریت کہتے ہیں کہ خلفائے ثلثہ کنی ات سے دین کی ایسی ترقی ہوئی ہے
 کہ کسی کی ایسی ترقی نہیں ہوئی تب حضرت اہل سنت اپنی نجاست مٹانے کے واسطے
 کہنے لگتے ہیں کہ باتفاق فریقین رسول خدا نے فرمایا جو ان الله یؤیدہ ہذا الدین بالرجل الفاجر

یعنی اللہ اس میں کوتاہید دیگا بذریعہ رجل فاجر کے پس باتفاق فریقین رسول خدا نے جو فرمایا ہو گا اس دین کو
 کوتاہید دیگا بذریعہ رجل فاجر کے اُس سے خاتمہ رجل فاجر مذکور کے ساتھ خاتمہ دین اہل دین کیوں نہیں لازم
 آتا ہو اور اہل سنت خیر البریت جو کہتے ہیں کہ وعدہ آیہ مذکورہ خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں پورا ہوا ہو اُس سے خاتمہ
 خلفائے ثلاثہ کے ساتھ خاتمہ سلطنت اسلام و دین اسلام و اہل اسلام کیوں لازم آتا ہو اور باتفاق فریقین
 نے جو فرمایا ہو کہ خداوند کریم امام ہمدی کے ذریعہ سے زمین کو عدل سے بھر دیگا اور کل بنائے آدم کو دین حق
 سے بھر کر دیگا اُس سے خاتمہ امام ہمدی کے ساتھ خاتمہ دین و عدل کیوں نہیں لازم آتا ہو اہل سنت خیر البریت
 جو کہتے ہیں کہ وعدہ آیہ مذکورہ عہد خلفائے ثلاثہ میں پورا ہوا ہو اُس سے خاتمہ خلفائے ثلاثہ کے ساتھ خاتمہ
 سلطنت اسلام و دین اسلام و اہل اسلام کیوں لازم آتا ہو اور حضرات اہل لعنت کی روایات کثیرہ و متضادہ
 ہوا ہو کہ وعدہ آیہ مذکورہ زمانہ امام ہمدی میں پورا ہوگا اُس سے خاتمہ امام ہمدی کے ساتھ خاتمہ سلطنت
 اسلام و دین اسلام و اہل اسلام کیوں نہیں لازم آتا ہو اہل سنت خیر البریت جو کہتے ہیں کہ وعدہ آیہ مذکورہ عہد
 خلفائے ثلاثہ میں پورا ہوا ہو اُس سے خاتمہ خلفائے ثلاثہ کے ساتھ خاتمہ سلطنت اسلام و دین اسلام
 و اہل اسلام کیوں لازم آتا ہو اور حضرات اہل لعنت جو کہتے ہیں کہ آیہ انما ولیکم اللہ سے ولایت علی مراد ہو
 اُس خاتمہ علی کے ساتھ خاتمہ ولایت کیوں نہیں لازم آتا ہو اہل سنت خیر البریت جو کہتے ہیں کہ آیت اختلاف
 اختلاف خلفائے ثلاثہ مراد ہو اُس سے خلفائے ثلاثہ کے ساتھ خاتمہ سلطنت اسلام و دین اسلام و اہل اسلام
 کیوں لازم آتا ہو اور خود فضل مناقش نے جو بار بار اصل فرمایا ہو کہ وعدہ آیت اختلاف عہد پیغمبر میں بعد نسخ کہ
 پورا ہوا ہو اُس سے خاتمہ پیغمبر کے ساتھ خاتمہ سلطنت اسلام و دین اسلام و اہل اسلام کیوں نہیں لازم آتا ہو
 اور اہل سنت خیر البریت نے جو کہا ہو کہ وعدہ آیت اختلاف عہد خلفائے ثلاثہ میں پورا ہوا ہو اُس سے خاتمہ خلفائے
 ثلاثہ کے ساتھ خاتمہ سلطنت اسلام و دین اسلام و اہل اسلام کیوں لازم آتا ہو اجماعی لازم تو ہرگز نہیں آتا ہو یہ
 کہیے کہ فقدان حافظہ کی خرابی یا الجھڑی ہو والا حق تعالیٰ نے آدم کے حق میں جو فرمایا ہو انی جاعل فی
 الارض خلیفۃ اُس سے تو کوئی نہیں کہتا ہو کہ خاتمہ آدم سے خاتمہ خلافت ہو لہٰذا یہ نیز داود کے
 حق میں جو قرآن مجید میں وارد ہوا ہو یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اُس سے بھی

کوئی نہیں کہتا ہے کہ خاتمہ دواوہ سے خاتمہ خلافت ہو گیا ہے اور طالوت کے حق میں جو قرآن مجید میں آیا ہے
 ان الله قد بعث لکم طالوتاً منکم انکم رفقاء کے حق میں اللہ نے جو لیقضا لغنم فاکلارض
 ہو گیا ہے پھر اسے خلافت میں خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء کے حق میں اللہ نے جو لیقضا لغنم فاکلارض
 ولیکن لھم دینہم فرمایا ہے اس سے کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ خاتمہ خلافت ثلاثہ سے خاتمہ سلطنت غیر
 لازم آتا ہے ہرگز نہیں کہہ سکتا ہے اور غلبہ ہولے ابلہ فریبی سے جو کہ کوئی طالب حق و راجع صدق ہو سکا
 اعتبار نہیں کر سکتا ہے بالکل خوب واضح ہو گیا کہ عہد خلافت ثلاثہ میں وعدہ مذکورہ پورا ہونے سے خاتمہ
 خلافت ثلاثہ کے ساتھ ہرگز ہرگز خاتمہ سلطنت اسلام لازم آتا ہے نہ خاتمہ دین اسلام لازم آتا ہے نہ خاتمہ
 اہل اسلام لازم آتا ہے بدینہ جو یہ مناقشہ بالکل کذب صریح و بتان فصیح ہو گیا اور آیت مذکورہ کا مثبت حقیقت ثابت
 ہے نہ خلافت ہوا حق واضح و صدق لائح ہو گیا۔

مناقشہ چہل و نہم۔ یہ وعدہ کسی شخص خاص سے نہیں ہے بلکہ زمرہ کلمہ گو یاں اسلام از قبل نزول آیت
 مذکورہ سے جو مومنین صالحین لوقت نزول آیت مذکورہ موجود تھے ان مومنین صالحین کی جماعت سے یہ وعدہ
 ہے اور خدا نے مطابق اپنے وعدے کے اس جماعت کو خلافت و غلبہ دیا ہے نہ اس جماعت سے ایک یا چند شخص
 خاص کو اور نہ آیت مذکورہ میں یہ بیان ہے کہ اس جماعت سے کون خلیفہ ہو گا تو خلیفہ حق ہو گا بدینہ جو اس سے ایک
 یا چند شخص خاص کا خلیفہ حق ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ہے لہذا اس جماعت سے تین شخص خاص یعنی ابو بکر و عمر
 و عثمان کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر وعدہ مذکورہ سے استدلال کرنا سخت غلطی ہے یہ مناقشہ بھی غلط
 ناصر معاصر کے جلد پنجم رسالہ مذکورہ میں ہے۔

جواب اول حضرات اہل لعنت آیت تطہیر سے علی کے خلیفہ بلا فصل ہونے پر جو استدلال کرتے ہیں اس کی
 فاسد بنیاد قرار دیتے ہیں کہ اس آیت سے صرف علی فاطمہ و حسنین مراد ہیں اس بناء فاسد کا بیان فاضل یازنم
 میں ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ یہاں غرض یہ ہے کہ آیت تطہیر سے صرف علی و فاطمہ و حسنین مراد ہونا بالفرض محال مسلم ہے
 لیکن جب طوطے سے اہل سنت خیر البریت کا جو قول ہے کہ اس آیت ازواج رسول مراد ہیں اس کا صریح نتیجہ یہ ہے
 کہ اس آیت میں کسی شخص خاص کے لیے کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے جماعت ازواج رسول کے لیے ہے ہر

اُسی طور سے اس قول اہل لعنت کا صریح نتیجہ یہ ہو کہ اس آیت میں کسی شخص خاص کے لیے کچھ نہیں ہے جو کچھ
 ہے جماعت اشخاص اربعہ مذکورہ کے لیے ہے اور نیز یہ بیان ہو کہ جماعت مذکورہ سے کون خلیفہ ہو گا نیز جو کس سے
 کسی شخص خاص کا خلیفہ بحق ہو گا نیز ثابت نہیں ہو سکتا ہو لہذا اس آیت سے علی کے خلیفہ بلا فصل ہونے پر
 استدلال کرنا سخت غلطی ہے و ما ہو جو اکلم ہو جو ابنا بعبارت ثنائیہ یہ ہو کہ بزعم اہل لعنت آیت تطہیر سے جو عت
 مراد ہو اس جماعت ایک علی کے خلیفہ بلا فصل ہونے پر چٹل مناقشہ دیگر علماء اہل لعنت نے آیت تطہیر سے
 استدلال کیا ہو لہذا آیت استخلاف سے جو جماعت مراد ہو اس جماعت سے ہر سے خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد
 ہونے پر آیت استخلاف سے اہل حق نے جو استدلال کیا ہو اسکو سخت غلطی کہنا بجز فوط غلبہ نسیان یا فریب
 وہی اہلہان کے ہرگز کچھ نہیں ہو سکتا ہو اس قسم فوط غلبہ نسیان یا فریب ہی اہلہان کی باتوں سے آیت
 استخلاف کا مثبت حقیقت وراشدیت ہر سے خلافت ہو یا ضعیف نہیں ہو سکتا ہو بلکہ زیادہ قوی ہوتا ہو
 بعبارت ثنائیہ یہ ہو کہ آیت تطہیر میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہے اور آیت استخلاف میں خلافت و غلبہ عطا
 کرنے کا وعدہ ہے یا وصف این بزعم اہل لعنت آیت تطہیر سے جو جماعت مراد ہو اس جماعت ایک علی
 کے خلیفہ بلا فصل ہونے پر استدلال کرنا غلطی نہوا و آیت استخلاف سے جو جماعت مراد ہو اس سے ہر سے
 خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر استدلال کرنا سخت غلطی ہو یہ ایسی بات ہے کہ جسکو کچھ بھی عقل و
 حیا سے بہرہ ہو اس سے سرزد نہیں ہو سکتی ہو مگر اسکا کیا علاج کہ علماء اہل لعنت کی کل باتیں ایسی
 ہیں اور یہ غایت ظہور میں ہو کہ کسی عاقل ذی حیا کے نزدیک ایسی باتوں سے آیت استخلاف کا مثبت
 حقیقت وراشدیت ہر سے خلافت ہو یا خام نہیں ہوتا ہو بلکہ زیادہ استحکام ہوتا ہو نیز جو یہ مناقشہ بھی محض
 باطل و عاقل ہو گیا اور آیت استخلاف کا حقیقت وراشدیت ہر سے خلافت پر قطعیت الدالالت
 ہو یا زیادہ محکم و مستحکم ہو گیا۔

جواب دوم بوارق میں مجتہد صاحب کا بیان ہو کہ آیت تطہیر میں جس سے معصیت طہارت عصمت
 مراد ہو لہذا اہل بیت معصوم ہو گا اور جناب اسیر نے امامت کا دعویٰ کیا ہو دیگر اہل بیت نے انجناب کی
 تصدیق کی اور معصوم صادق ہوتے ہیں پس انجناب دعویٰ امامت میں دیگر اہل بیت انجناب کی تصدیق

صداق ہون کے یہ صریح ثبوت امامت بلا فصل آنجناب ہر بیان مجتہد فاسد محض کا سد بخت ہے چنانچہ فضل باقر
 میں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ یہاں اتنا بیان کیا جاتا ہے کہ آیہ تطہیر میں جس سے عصیت طہارت سے
 عصمت مراد ہونا اور جناب امیر کا دعویٰ امامت کا زیادہ لڑا لڑا بیت کا تصدیق کرنا یہ بے بغض محال مسلم ہو گیا
 خطائی لغو عصیت نہیں ہوتی ہر دہرہ ہونیان بھی عصیت نہیں ہوتا ہر بیت کا عصیت سے معصوم ہونا
 ثابت ہو گا خطائی لغو اور ہونیان سے معصوم ہونا ثابت ہو گا لہذا دعویٰ آنجناب تصدیق دیگر اہل بیت سے
 خلافت آنجناب ثابت نہیں ہو سکتی ہو کیونکہ ممکن ہے کہ یہ دعویٰ تصدیق خطائی لغو اور ہونیان سے ناشی
 ہو پس بیان مجتہد سے آیہ تطہیر ثبوت خلافت علی ہوا لیکن قائل ناصر کا یہ مناقشہ ہمارا منظور ہو گیا کیونکہ اس
 مناقشہ کا صریح مال یہ ہر نہایت اختلاف سے جماعت مراد ہے لہذا جماعت سے کسی شخص خاص کے امام بھی حقیقہ راشد
 ہونے پر استدلال کرنا صحیح ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی ہے اور بیان مجتہد کا صریح مال یہ ہے کہ آیہ تطہیر سے عت
 مراد ہوا و جماعت سے ایک شخص خاص کی امامت پر استدلال کرنا صحیح ہونے کی وجہ ہو سکتی ہے لہذا اس سے
 مجتہد سے یہ مناقشہ ہمارا منظور ہو گیا اور آیہ اختلاف کا مثبت حقیقت راشدیت ہر سے خلافت ہونا
 سراج منیر سے بدشہیر ہو گیا۔

جواب سوم فی زاننا زمین ایرلن پر ایک شیعہ بادشاہ ہوا زمین و موشام و عرب پر ایک سنی بادشاہ
 بادشاہت میں چنانچہ مناقش اپنے رسالہ مذکورہ کے جلد پنجم صفحہ ۴۶ میں فرماتے ہیں کہ اس وقت بھی قسطنطنیہ
 مسلمانوں میں موجود ہے کہ بعض حصہ زمین پر شیعہ مسلمانوں کی سلطنت ہے بعض حصہ زمین پر سنی مسلمانوں کی
 سلطنت انہی بفقہ پس معلوم ہوا کہ ایک شخص قوم کی جو بادشاہت ہوتی ہو وہی بادشاہت قوم کی ہوتی
 ہے کوئی دوسری بادشاہت قوم کی نہیں ہوتی ہے اور قوم کے ایک یا ایک بعد دیگر چند شخصوں کو بادشاہ کر دینا
 وہی قوم کو بادشاہت دینا ہے سولے اسے قوم کو بادشاہت دینے کا اور کوئی طور نہیں ہے لہذا قوم کے سوا
 بعد بادشاہت کرنے سے قوم کے ایک یا ایک بعد دیگر چند اشخاص کو بادشاہ کر دینے کے سوا اور کچھ مراد
 نہیں ہو سکتا ہے اگر لہا جائے کہ جب کو بادشاہ کرنا منظور ہو اس سے کیوں وعدہ کیا جائے قوم سے کیوں
 وعدہ کیا جائے تو جواب یہ کہ فی زاننا تو ایک حصہ زمین پر ایک شیعہ بادشاہ ہے ایک حصہ زمین پر ایک

سنی پادشاہ پھر خود فضل مناقش نے یہ کیوں کہا کہ ایک حصہ زمین پر شیعہ مسلمانوں کی سلطنت ہو ایک حصہ زمین پر سنی مسلمانوں کی سلطنت یہ کیوں نہیں کہا کہ ایک حصہ زمین پر ایک شیعہ پادشاہ ہو ایک حصہ زمین پر ایک سنی پادشاہ ہیں یا وصف ایک حصہ زمین پر ایک شیعہ ایک حصہ زمین پر ایک سنی پادشاہ ہونے کے جسوجہ سے خود فضل مناقش نے کہا کہ ایک حصہ زمین پر شیعہ مسلمانوں کی سلطنت ہو ایک حصہ زمین پر سنی مسلمانوں کی سلطنت یہ نہیں کہا کہ ایک حصہ زمین پر ایک شیعہ پادشاہ ہو ایک حصہ زمین پر ایک سنی پادشاہ اُسی وجہ سے آیت اختلاف میں با وصف یکے بعد دیگرہ اشخاص ثلاثہ کو خلیفہ کرنا منظور ہونے کے وعدہ قوم سے کیا گیا ہے پس چونکہ قوم کے ایک ایک کے بعد دیگرہ چند اشخاص کو پادشاہ کو دینے کے سوا قوم کو پادشاہ دینے کی کوئی صورت نہیں ہے لہذا زمرہ کلمہ گویا ان سلام اذ قبل نزول آیہ اختلاف سے جو مومنین صالحین بوقت نزل آیہ مذکورہ موجود تھے اُن مومنین صالحین کی جماعت کو جو خلافت و غلبہ بر اہل عداوت عطا کرنے کا وعدہ آئندہ کر دیا میں ہوا اس سے ایک ایک کے بعد دیگرہ چند اشخاص کو خلیفہ و غالب بر اعدا کر کے اُس جماعت کو خلافت و غلبہ بر اہل عداوت دینے کے سوا اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا ہے جس سے یقیناً معلوم ہو گیا کہ زمرہ مذکورہ سے جو شخص اُس کے بعد دیگرہ خلیفہ و غالب اُعدا ہوئے ہیں انھیں اشخاص کو اسی ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ کیا ہے لہذا جو لوگ یہ اقرار نہیں کرتے ہیں کہ اُن اشخاص کو اسی ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ کیا ہے حکم و من کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون اُن لوگوں کا کامل درجے کے کفار و فساق ہیں حل ہونا عیان مثل وزر و شان ہے پس اسی جل جلالہ نے ظاہر کر دیا ہے کہ زمرہ مذکورہ سے جو اشخاص خلیفہ در زمین و غالب بر اہل کین ہوں گے وہ اشخاص وہی ہیں جنکو خدا نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ و غالب بر اعدا کیا ہے جو لوگ یہ اقرار نہ کریں گے کہ اُن اشخاص کو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ و غالب بر اعدا کیا ہے وہ لوگ کامل درجے کے کفار و فساق ہیں اقل ہوں گے اور یہ معلوم ہے کہ زمرہ مذکورہ سے جو اشخاص خلیفہ و غالب بر اعدا ہوئے ہیں وہ اشخاص خلیفہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں جس سے یقیناً معلوم ہو گیا کہ ہر سہ خلیفہ کو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ کیا ہے اور جو لوگ یہ اقرار نہیں کرتے ہیں کہ ہر سہ خلیفہ کو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ کیا ہے وہ لوگ کامل درجے کے کفار و فساق

میں داخل ہیں اور جو لوگ یہ اقرار نہیں کرتے ہیں وہ لوگ حضرات اہل لعنت ہیں لہذا حضرات اہل لعنت کا کامل رجب کے کفار و فاسق ہیں داخل ہونا ایسا عیان کا شمس المعان ہے کہ جماعت سے وعدہ ہونے کے عدسے پنہا نہیں ہو سکتا ہر بلکہ اس قسم کے عدسے مصداق یکقول الحق وہم یعلمون ہونا و اشکات ہونا ہر مذکورہ بھی یہ مناقشہ کا لعن المنفوش ہو گیا اور آریہ مذکورہ کا مثبت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہونا بدر سے ہم ہو گیا۔

جواب پہلے یہ تو بالکل صحیح ہے کہ زمرہ کل گویا ان اسلام از قبل نزول آریہ مذکورہ سے جو یونین صالین وقت نزول آریہ مذکورہ موجود تھے ان یونین صالین کی جماعت سے وعدہ سلطنت ہو کر یہ فرمائیے کہ وعدہ جمہوری سلطنت ہو یا وعدہ شخصی سلطنت اگر وعدہ جمہوری سلطنت ہو تو چونکہ جمہوری سلطنت میں ہمیشہ جمہور کی رسل نافذ ہوتی ہیں لہذا مطلب یہ ہو گا کہ جمہور زمرہ مذکورہ جسکو خلیفہ قبول کرے اور وہ غالب اعدا ہو وہ وہی ہو جسکو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ کیا ہے جو لوگ یہ اقرار نہ کریں گے کہ اسکو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ و غالب بر اعدا کیا ہے وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہونگے اور یہ معلوم ہے کہ جمہور زمرہ مذکورہ نے ہر سہ خلیفہ کو یکے بعد دیگر خلیفہ قبول کیا ہے اور زمانہ خلافت میں ہر سہ خلیفہ برابر غالب بر اعدا ہوئے ہیں لہذا جو لوگ یہ اقرار نہیں کرتے ہیں کہ ہر سہ خلیفہ کو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ کیا ہے وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہیں اور اگر وعدہ شخصی سلطنت ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ جماعت مذکورہ سے ایک یا یکے بعد دیگر چند اشخاص کو اسد جل جلالہ خلیفہ کر گیا اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غلبہ دیا جس سے جماعت مذکورہ کو بھی خلافت و غلبہ ہو جائیں گے اور جماعت کے ساتھ وعدہ پورا ہو جائے گا اور بعد پورا ہونے وعدے کے جو لوگ یہ اقرار نہ کریں گے کہ اس شخص یا ان اشخاص کو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ کیا ہے وہ لوگ مصداق ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون ہوں گے جس سے جرم کامل ہو گیا کہ زمرہ مذکورہ سے جو اشخاص میں میں خلیفہ اور زمانہ خلافت میں ان غالب ال کینہ ہوئے ہیں ان اشخاص کو مطابق اپنے وعدے کے خدا ہی نے خلیفہ کیا ہے اور جو لوگ یہ اقرار نہ کریں گے ان اشخاص کو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے خلیفہ کیا ہے وہ لوگ حکم ومن کفر الخ کفر و فسق میں کامل ہیں

اور یہ معلوم ہو کہ زمرہ مذکورہ سے جو اشخاص خلیفہ اور بڑا اختلاف برابر اعدا پر غالب ہوئے ہیں وہ اشخاص حلقہ
 ثلاثہ رضی اللہ عنہم میں اندازہ کم کلی ہو گیا کہ ہر نہ خلیفہ کو مطابق اپنے وعدے کے خدا ہی نے خلیفہ کیا ہے اور
 حضرات اہل لعنت اسکا اقرار نہیں کرتے ہیں لہذا یہی حضرات ومن کفر اللہ کے مصداق ہونگے پس خوب
 واضح ہو گیا کہ یہ وصف وعدہ جماعت سے ہوئے مراد جمہوری سلطنت ہو نہ شخصی سلطنت بہر صورت ہر نہ خلیفہ
 کا امام بحق و خلیفہ راشد ہونا تابان اور حضرات اہل لعنت کا مصداق ومن کفر اللہ ہونا دشمنان ہی پس جبکہ خوشنما
 ہو وہ دیکھے اور جب کادل روشن ہو وہ معلوم کہ بہر دو صورت مذکورہ خدا نے کیسا صاف صاف بیان کر دیا ہے کہ ہر
 مذکورہ سے جو خلیفہ در زمین غالب بر اہل کین ہو گا وہ وہی ہے جسکو خدا ہی نے مطابق اپنے وعدے کے
 خلیفہ کیا ہے یا وصف این زبان سے یہ حجت نکالنا کہ وعدہ جماعت سے ہے اور یہ بیان بھی نہیں ہے کہ جماعت سے
 کون خلیفہ ہو گا تو خلیفہ بحق ہو گا لہذا کسی شخص خاص کے خلیفہ بحق ہونے پر استدلال کرنا سخت غلطی ہے
 کوتاہ نظر کیا تر ہے کہ بیان میں نہیں آسکتا ہے پس یہ مناقشہ کوتاہ نظری کا ترانہ ہو کر گوزشتہ ہو گیا اور یہ مذکورہ
 مثبت حقیقت راشدیت ہر نہ خلافت ہونا قوی تر و محکم تر ہو گیا اور حضرات اہل لعنت کا مصداق ومن
 کفر اللہ ہونا پیدا کبر والد جی ہو گیا۔

جواب پنجم حضرات اہل لعنت کی تودہ تودہ روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ پورا کر گیا اس وعدے کو
 امام مہدی کے دونوں ہاتھوں پر چنانچہ مناقشہ بہت متفہم کی روایت عیاشی از باریق میں یہ لفظ
 موجود ہے **یُفْعَلُ ذَلِكَ بِمَدْيِدِي وَجِلْ مَنَا وَهُوَ مَهْدِي هَذِهِ الْأُمَّةَ** جس سے عیان
 مثل و زور و شان ہے کہ اگرچہ وعدہ قوم سے ہے لیکن کل امور موعودہ کو خداوند کریم ایک ہی شخص کے دونوں ہاتھوں
 پر پورا کر گیا اسی سے قوم کے ساتھ وعدہ پورا ہو جائے گا اس خیال اہل لعنت کے ابطال میں یہاں کچھ
 کہنے کی ضرورت نہیں اولاً ایسے کہ سابقا مناقشہ مذکورہ کے استیصال میں اسکا پورا قلع و قمع ہو چکا ہے
 اعادہ بیفائدہ ہر ثانیاً ایسے کہ اس مناقشہ میں فاضل مناقش نے خود اعتراف کر لیا ہے کہ زمرہ کل گویان
 اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے جو موتیں صالحین بوقت نزول آید مذکورہ موجود تھے ان میں سے صالحین
 اجمعین کی جماعت وعدہ ہے پس اقم انہم نے مناقشہ مذکورہ کے استیصال میں جو عسر و غلٹ کیا ہے

اُس سے بھی اور قابل مناقش کے اس اعتراض سے بھی اس خیال اہل لعنت کے محال ہونے میں کوئی شک نہیں رہ سکتا ہے اور مناقشہ بہت و مفہم کے جواب میں واضح ہو چکا ہے کہ مناقشہ مذکورہ میں مجتہد صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ آیہ مذکورہ سے ایڈہ و شیعان نامہ رجعت مراد ہیں وہ بھی محض خیال محال ہے اور قابل مناقش کے اعتراض مذکور سے بھی اس خیال کا محال ہونا لایب ہے لہذا یہاں اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں مقصود یہ ہے کہ حضرات اہل لعنت کے ان دونوں محال خیالوں سے بھی عیان مثل و زور شان ہے کہ آیہ مذکورہ میں ہے اگرچہ جماعت ہے لیکن بعض اشخاص جماعت کو زمین میں خلیفہ اور زمانہ خلافت میں برابر اعدا پر غالب کر کے جماعت کے ساتھ وعدہ پورا کر دیا مراد ہے لہذا جب خداوند کریم بعض اشخاص جماعت کو خلیفہ و زمین غالب اہل کین کر کے جماعت کے ساتھ وعدہ پورا کر دینا بعد اُس کے اُس بعض اشخاص کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر آیہ مذکورہ سے استدلال کرنا ایسا صحیح و قوی ہو گا کہ اُس سے صحیح و قوی استدلال متصور نہیں ہے اس قسم صحیح و قوی استدلال کو جو سخت غلطی کہتے ہیں ذمہ سوسفٹائیر سے ہے قابل خطاب نہیں ہے پس یہ مناقشہ مسفطیات سوسفٹائیر سے ہو گیا اور اہل حق نے ہر سوسفٹائیر کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر آیہ مذکورہ سے جو استدلال کیا ہے وہ ایسا صحیح و قوی ہو گیا کہ آخر مجبور ہو کے حضرات اہل لعنت پر سوسفٹائیر سے جان بچانے لگے جس سے اہل بصیرت کے نزدیک استدلال اہل حق برابر زیادہ محکم ہو رہا ہے۔

چو ایشتم خذمہ کلمہ گویا ان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے جو مومنین صالین بوقت نزول آید مذکورہ موجود تھے خاص انھیں مومنین صالین کی جماعت کو خلافت و زمین غلبہ بر اہل کین و دنون چھٹا کرنے کا وعدہ ہے لہذا ذمہ مذکورہ سے جن لوگوں کو خلافت و زمین غلبہ بر اہل کین و دنون حاصل ہوئے ہیں حکم آید مذکورہ ان لوگوں کے مومنین صالین ہونے سے کوئی عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ ذمہ مذکورہ سے جن لوگوں کو خلافت و زمین غلبہ بر اہل کین و دنون حاصل ہوئے ہیں وہ لوگ خلفائے نمثہ اور ان کے وہ رفقا ہیں جو کہ ذمہ مذکورہ سے تھے لہذا حکم آید مذکورہ خلفائے نمثہ اور ان کے رفقاء مذکورین کے مومنین صالین ہونے سے کوئی عاقل فی حیا انکار نہیں کر سکتا ہے اور متفق ہو کر غصب خلافت کرنے والے لوگ مومنین صالین نہیں ہو سکتے ہیں لہذا جب یہ واضح ہو گیا کہ حکم آید مذکورہ خلفائے نمثہ اور ان کے

رفقائے مذکورین کے مومنین صالحین ہونے سے کوئی عاقل فیحیا انکار نہیں کر سکتا ہر تب لا ریب ہو گیا کہ خلفائے
ثالثہ اور ان کے نقباء کو روایت ہے جو کہ صد ہا اشخاص تھے متفق ہو کر ہر گز ہر گز غضب خلافت نہیں کیا ہی بدینہ جو حضرت
اہل لعنت کا یہ قول کہ علی منسوب الخلافت اور خلفائے ثالثہ و رفقاء انکے خاص الخلافت ہیں من قبیل گور شر ہو گیا
اور خود اقوال اہل لعنت عیان غیر محتاج بیان ہر کہ جیت ثابت ہو جائے گا کہ خلفائے ثالثہ و رفقاء انکے صاحب
الخلافت اور علی منسوب الخلافت نہیں ہیں تب حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت میں شک نہ ہو گیا اور اب یہ
ثابت ہو گیا کہ اہل لعنت کا قول کہ خلفائے ثالثہ و رفقاء انکے خاص الخلافت اور علی منسوب الخلافت ہیں من قبیل
گور شر ہو گیا لہذا حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت میں کوئی شک نہیں ہا پس وعدہ آیہ مذکورہ باوصف جماعت سے
ہونے کے آیہ مذکورہ سے حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت کا ثبوت ایسا ہو گیا کہ لا ریب فیہ ہو گیا اور قابل
مناقشہ کا یہ ظاہر کہ جماعت سے جو وعدہ ہر اُس سے جماعت کے ایک یا چند شخص خاص کے امام بھی خلیفہ راشد
ہونے پر اتنا دلال کرنا سخت غلطی محض کہ تاہ نظری یا البدیعی کا ترانہ ہو کر یہ مناقشہ خاک سیاہ ہو گیا اور آیہ مذکورہ کا
مثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت ہونا کا الصبح اذا انفقس سے کاشمش از آنجائے ہو گیا۔

جواب ہفتم فصل مناقشہ صفحہ ۳۳۰ میں لکھا ہے کہ مراد خلیفہ کرنے سے قومی حیثیت سے ہر انتہی بلفظہ بحد
الزواہد اور صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے کہ دین کے لیے خلیفہ کرنے کا وعدہ ہر انتہی ایضا بلفظہ بحد الزواہد اور صفحہ ۱۰۱
میں لکھا ہے خدا خلیفہ فی الارض کرے گا انتہی بلفظہ بحد الزواہد اور صفحہ ۲۰۰ میں لکھا ہے کہ آیت میں یہ مضمون ہے کہ
البتہ خلیفہ کرے گا اسد کو بیچ زمین کے جیسے خلیفہ کیا اُن لوگوں کو کہ پہلے اُسے تھے انتہی بلفظہ او تفسیر خلاصہ
المنہج میں جو تفاسیر معتبرہ اہل لعنت سے لکھا ہے کہ لیستخلفنہم ہر کہ یہ خلیفہ گردانہ البتہ ایشان اذی الارض
ور زمین کفار از عرب و عجم انتہی بلفظہ نیز تفسیر مذکور میں لکھا ہے ولیمکن و ہر آیت ممکن ثابت سازد و با قوت
گردانہ لہم ہر اسی مومنان صالح دینہم دین ایشان الذی ارضی لہم ان دینہ کہ پسندیدہ ہو کر یہ
است برای ایشان یعنی دین اسلام مراد انت کہ دین اسلام را بر ہمہ ایدیان غالب گردانہ انتہی بلفظہ او تفسیر صحیح البتہ
میں لکھا ہے تمکینہم ان یظہر علی الدین کلہ الخ ان عبارتوں کو اس مناقشہ کے ساتھ ملائے سے
عیان مثل وزر و شاد کہ زمرہ کلمہ گویاں اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ

موجود تھے انھیں مومنین صالحین کو زمین میں خلیفہ کرنے اور انھیں مومنین صالحین کے واسطے دین اسلام کو کل اديان باطلہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ کر دینے کا وعدہ ہی پس اگر کہا جائے کہ یہ وعدہ بعد جناب امیر کے پورا ہوا ہے تو غیر ممکن ہے کیونکہ بعد جناب امیر کے زمرہ مذکورہ سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ وعدہ جناب امیر کے زمانہ خلافت میں پورا ہوا ہے تو بھی غیر ممکن ہے کیونکہ آنحضرت کے زمانہ خلافت میں دین اسلام کی قوت و شوکت میں زیادتی نہیں ہوئی بلکہ روز بروز کمی ہوتی رہی اور اگر کہا جائے کہ عہد پیغمبر میں وعدہ پورا ہوا ہے تو بھی غیر ممکن ہے کیونکہ مومنین صالحین کو خلیفہ کرنے اور مومنین صالحین کے واسطے دین اسلام کو کل اديان باطلہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ کر دینے کا وعدہ ہر اور عہد پیغمبر میں نہ کسی کلمہ گوئی اسلام پر خلیفہ کا اطلاق ہوا ہے نہ دین اسلام کل اديان باطلہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ ہوا ہے اب اگر کہا جائے کہ یہ وعدہ بعد نبی قبل خلافت علی کے بھی پورا نہیں ہوا ہے تو وعدہ خدا خلافت ہوگا لہذا کوئی عاقل یا ایمان لاسمین شک نہیں کر سکتا ہے کہ یہ وعدہ بعد نبی قبل خلافت علی پورا ہوا ہے حسین زمرہ مذکورہ سے بجز خلفائے ثلاثہ اور کوئی خلیفہ نہیں ہوا ہے پس دوحال سے خالی نہیں ہے یا تو مذکورہ جماعت مومنین صالحین خلفائے ثلاثہ میں منحصر ہے یا تو بعض اشخاص جماعت کو خلیفہ کر کے جماعت کے ساتھ وعدہ پورا کر دینا مارد ہے بہر دو صورت یہ عیان مثل روز روشن ہے کہ خداوند کریم نے مطابق اپنے وعدہ آئے مذکورہ کے ہر سہ خلیفہ کو یکے بعد دیگر خلیفہ کیا ہے بدین وجہ بھی چٹل مناقش کا یہ ظاہر کرتا کہ جماعت سے جو وعدہ ہر اس سے بعض اشخاص جماعت کے نام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر استدلال کرنا سخت غلطی ہے محض کوتاہ نظری یا کوتاہ نظروں کی راہ زنی ہے اسی بھی یہ مناقشہ محض کوتاہ نظری یا کوتاہ نظروں کی راہ زنی کا ترانہ ہو کر کالہل النفس ہو گیا اور آریہ مذکورہ کا مثبت حقیقت پر اشاعت ہر سہ خلافت ہونا بدرالبدی سے شمس لہجی ہو گیا۔

جواب ششم۔ چٹل مناقش ۷ صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے کہ وعدہ اُن لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس سے پہلے ایمان قبول کر کے عمل صالح کر چکے تھے انتہی بلفظہ اور صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ بیشک اس آیت میں خطاب اُن لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے دولت اسلام سے مشرف ہو کر عمل صالح کرتے تھے

انتہی بلفظہ اور پہلا حصہ ضمیمہ جلد اول صفحہ ۷۷-۷۸ میں ولیمکن لہم دینہم الذی ارضی لہم کا ترجمہ کیا ہے اور البتہ قوت دیگا واسطے اُنکے دین اُنکے کو وہ دین کہ پسند کیا ہے خود لانے واسطے اُنکے انتہی بلفظہ پھر حصہ مذکورہ صفحہ ۲۷۹-۲۸۰ میں لفظ مذکور کا ترجمہ کیا ہے کہ اور البتہ ممکن کر دیگا واسطے اُنکے دین اُنکے کو ایسا دین کہ پسند کیا ہے خود لانے واسطے اُنکے انتہی بلفظہ تفاسیر اسیہ کی عبارات مذکورہ بالا اور ان عبارات خالص مناقش کا مجموعہ بر ملا مذکور ہے کہ جو مومنین صالحین بوقت نزول آید مذکورہ موجود تھے اور اسکے قبل سے شرف کمال ایمان رکھتے تھے اور عمل صالح کرتے تھے جب تک ازمرہ موجودہ کلمہ گویان اسلام وقت نزول آید مذکورہ سے ہونا یہ بیات جلیب سے ہے خاص اُنھیں مومنین صالحین کے واسطے دین اسلام کو کل ادیان باطلہ پر غالب کرنے کا وعدہ ہے اور وعدہ خدا خلاف نہیں ہو سکتا ہے لہذا ازمرہ مذکورہ کی حیات میں اس وعدہ کا پورا ہونا یعنی دین اسلام کا کل ادیان باطلہ پر غالب ہونا ضروری ہے اور ازمرہ مذکورہ کی حیات میں کل ادیان باطلہ نابود نہیں ہوئے پس معلوم ہوا کہ کل ادیان باطلہ پر دین اسلام کو غالب کرنے سے کل ادیان باطلہ کو نابود کر دینا مراد نہیں ہے بلکہ دین اسلام کو قوت و شوکت میں ایسا زیادہ کر دینا مراد ہے کہ کوئی دین قوت و شوکت میں دین اسلام کے برابر نہ رہے اور زائد نبی میں دین اسلام کو ایسی قوت نہیں ہوئی اور وعدہ خدا خلاف نہیں ہو سکتا ہے لہذا کوئی عاقل یا ایمان آسین شک نہیں کر سکتا ہے کہ بعد وفات سرور کائنات ازمرہ مذکورہ کی حیات میں مذہب اسلامیہ سے جو مذہب دیگر کل مذہب اسلامیہ و غیر اسلامیہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ ہوا ہے وہ مذہب دین اسلام مصداق و رضیت لکھ لکھ اسلام دینا ہے اور بعد وفات سرور کائنات ازمرہ مذکورہ کی حیات میں مذہب اسلامیہ سے جو مذہب دیگر کل مذہب اسلامیہ و غیر اسلامیہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ ہوا ہے وہ مذہب دین اسلام مصداق و رضیت لکھ لکھ اسلام دینا ہے اور بعد وفات سرور کائنات ازمرہ مذکورہ کی حیات میں مذہب اسلامیہ سے جو مذہب دیگر کل مذہب اسلامیہ و غیر اسلامیہ پر غالب یعنی قوت و شوکت میں زیادہ ہوا ہے وہ مذہب دین اسلام مصداق و رضیت لکھ لکھ اسلام دینا ہے اور بعد وفات سرور کائنات ازمرہ مذکورہ کی حیات میں مذہب اسلامیہ سے جو

وہ مذہب اہل لعنت ہے نہ مذہب اہل سنت خیر البریت جس سے یقیناً معلوم ہو گیا کہ مذہب اہل سنت
 خیر البریت میں اسلام مصداق و رضیت لکھا لا اسلام دینا ہے اور مذہب اہل لعنت میں اسلام مصداق
 و رضیت لکھا لا اسلام دینا نہیں ہے جب یقیناً معلوم ہو گیا کہ مذہب اہل سنت خیر البریت میں اسلام
 مصداق و رضیت لکھا لا اسلام دینا ہے اور مذہب اہل لعنت میں اسلام مصداق و رضیت لکھا
 لا اسلام دینا نہیں ہے تو یہ حقیقت مذہب اہل سنت مثل آقاؐ کے عیان اور باطلیت مذہب اہل
 مثل ابنتاب سچا باب کے نمایان ہو کر حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت کا شمس فی الضحیٰ اور باطلیت خلافت
 بلا فصل علیؑ کا لہر فی الدجی ہو گئی یہ نتیجہ بھی یہ مناقشہ ہمارا منظور ہو گیا اور یہ مذکورہ کامثبت حقیقت ہے
 ہر سہ خلافت ہونا کا لہر علیؑ قتل الطور ہو گیا۔ مخفی نہ ہے کہ زمرہ مذکورہ کی حیات میں مذہب اہل لعنت کا
 بالکل مغلوب و شکوب ہونا مناقشہ سہی و نجیم کے جواب میں شواہد عشرہ و ملک عشرہ کا ملکہ کے ساتھ معرض
 بیان میں آچکا ہے یہاں دیگر چند شواہد کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور انجملہ یہ کہ اہل لعنت کے اصول اربعہ
 میں سے تہذیب الاحکام میں ہے عن علیؑ علیہ السلام حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یوم خیر لہوم لہم الاھلیۃ و نکاح المتعة فان هذه الروایۃ وردت مورد التقیۃ انھو
 فرما یا علیؑ علیہ السلام نے کہ حرام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خراہی اور نکاح متعہ و نون
 پس بیشک یہ روایت وارد ہوئی ہے تو نفسیہ میں وفاق اگر بعد وفات سرور بریت مذہب اہل لعنت بالکل
 مغلوب و شکوب بلکہ ظاہر میں بالکل ناپید و نابود نہ ہوتا تو ان کے علی تقیہ کیوں کرتے اور تقیہ کر کے متعہ و نون
 حرام کہتے پس کوئی شبہہ نہیں رہا کہ بعد وفات سرور کائنات مذہب اہل لعنت اگر تھا تو صدق تقیہ
 میں تھا ظاہر میں بالکل نابود و ناپید تھا اور انجملہ یہ کہ نہج البلاغۃ اہل لعنت میں نامہ علویہ بنام معاویہ موجود
 ہے جو باب اس کے مجتہد صاحب نے بوارق میں ہو لکھا ہے وہ بلفظ آئندہ منقول ہو گا جس میں صریح تصریح ہے
 کہ شیعوں کے علیؑ اپنی خلافت میں بھی مثل سنگ بے زبان کے خلافت خلفا کوئی حرف اپنی زبان سے
 نکال نہیں سکتے تھے حتیٰ کہ اگر خلافت خلفا کوئی حرف اپنی زبان سے نکالتے تو ان کے رفاخود انکو
 مہذول و مقتول کر ڈالتے اس تصریح مجتہد فصیح سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ بعد رحلت سرور بریت

علی اہل لعنت کی خلافت میں بھی مذہب اہل لعنت ایسا مغلوب و منکوب بلکہ ظاہر میں ایسا لپیڈ نابود تھا کہ ان کے علی بھی کسی حرف مذہب کے اظہار پر قادر نہ تھے از انجملہ یہ کہ اہل لعنت کی کافی کلینی و بجا و غیرہ میں روایات کثیرہ موجود ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ بعد وفات سرور کائنات سوائے تین شخصوں کے سب مرتد ہو گئے تھے حتیٰ کہ حسب تصریح ملاکاشانی در شرح نہج البلاغۃ علی ایسے بے یار و انصاف تھے گویا کہ دونوں ہاتھ اُن کے کٹے ہوئے تھے جس سے ان کے مذہب کا بالکل مغلوب و منکوب بلکہ ظاہر میں بالکل ناپید و نابود ہونا آشکارا غیر محتاج اظہار ہے۔ بالکل جو لوگ بوقت نزول آیت استخلاف موجود تھے اور اُس کے قبل سے مشرک باسلام ہو چکے تھے اُن لوگوں کی حیات میں مذہب اہل لعنت کا بالکل مغلوب و منکوب بلکہ ظاہر میں بالکل ناپید و نابود ہونا ایسا ہے کہ کسی کے احتیاس سے مخفی نہیں ہو سکتا ہے۔

جواب نہم۔ مناقشہ کم کے جواب میں تفاسیر معتبرہ اہل لعنت کے واقعہ نزول آیت مذکورہ جو منقول ہو چکا ہے حاصل اُسکا یہ ہے کہ بعد ہجرت مہاجرین جب انصار کے گھروں میں رہتے تھے اور خوف کفار اشرار سے ہر وقت ہتیار بست رہتے تھے اُسی حالت میں کسی وقت آپس میں کہہ رہے تھے کہ ایسا بھی کوئی زمانہ ہوگا کہ ہم لوگوں سے یہ خون و درہم و حائے پس آیت نازل ہوئی وعد اللہ الذین امنوا اللہ فریقین کی جس تفسیر میں واقعہ نزول آیت مذکورہ بیان کیا گیا ہے وہی بیان کیا گیا ہے اس کے خلاف کسی فرقہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے اور یہ واقعہ بیخ کن بلکہ گردن زن ہے مذہب اہل لعنت کی باوصف این آجنگ کسی اہل لعنت کو اس واقعہ کی صحت اور واقعیت سے انکار کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور حضرات اہل لعنت اپنے خیالی علی کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کے خیال خام سے آیت امانا ولیکم اللہ کا جو واقعہ نزول بیان کرتے ہیں اُسکی صحت اور واقعیت سے غیر اہل لعنت برابر انکار کرتے چلے آتے ہیں اور غیر اہل لعنت کی طریق سے اُسکی صحت اور واقعیت ثابت کرنے کے واسطے حضرات اہل لعنت بہتیرا ہاتھ پاؤں مائے چلے آتے ہیں مگر تائید مہاتمہ میں کچھ نہیں آیا نہ کبھی کچھ آویگا چنانچہ فصل ہدیم میں واضح ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ پس جاے غور و انصاف ہے کہ حضرت اہل لعنت اپنے خیالی علی کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کے واسطے آیت امانا ولیکم اللہ کے ایسے واقعہ نزول کا نام کیوں لیا کرتے ہیں جسکی صحت اور واقعیت ثابت نہیں کر سکتے ہیں اور حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت کے آفتاب پر ظلم

ہانے کے واسطے آیت اختلاف کے ایسے واقعہ نزول سے جسکی صحت اور واقعیت میں لادہ نہیں کر سکتے ہیں کہ
 اس طرح چشم و گوش بند کر لیتے ہیں کہ گویا کسی کتاب میں اسکا نام و نشان نہیں ہو اور کیونہیں سمجھتے ہیں کہ حکم
 ہر فرعون نے راموسی آخر کو فی حامی حق و ماحی باطل حق نما واقعہ نزول آیت اختلاف سے پر دہ کیا ایسا اٹھا دیگا کہ
 ہر چشم بینا کے واسطے یہ بیان ہو جائیگا کہ آیت اختلاف میں حق تعالیٰ نے جن جماعت مومنین صالحین کو زمین میں
 خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ دینے کے وعدہ اور بشارت دیکر یہ شہادت دی ہو کہ اس جماعت
 مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کے بعد اس خلافت کے حقدار
 ہونے اور ان مومنین صالحین کے اقبال نزول آیہ مذکورہ مومنین صالحین ہونے اور بعد نزول آیہ مذکورہ ہمیشہ مومنین صالحین
 رہنے کے جو لوگ اقرار کریں گے وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہونگے وہ جماعت مومنین صالحین جماعت ہاجرین
 میں جسکا صحیح نتیجہ یہ ہو کہ جماعت ہاجرین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ
 حاصل ہونے کے بعد اس خلافت کے حقدار شدہ ہونے اور ان ہاجرین کا اقبال ہجرت مومنین صالحین
 ہونے اور بعد ہجرت ہمیشہ مومنین صالحین رہنے کے جو لوگ اقرار کریں گے وہ لوگ کفر و فسق میں کامل ہونگے
 اور وعدہ خدا خلاف نہیں ہو سکتا ہو لہذا جسکو کچھ بھی خوف خالق یا شرم ظالم ہو وہ اس میں چون چرائیں
 کر سکتا ہو کہ جماعت ہاجرین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو کر مدت
 مدیدہ تک قائم رہے وعدہ خدا پورا ہو گیا ہو لیکن عہد پیغمبر میں پورا نہیں ہوا چنانچہ جواب مناقشہ چیل و دوام
 بحث ہفتم میں بوجہ عشرہ قاطعہ تک عشرہ کا مدعیان کا شمس فی المعان ہو چکا ہو اور یہ معلوم ہو کہ بعد پیغمبر
 صرف خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ مراد ہونا ایسا ہو آشکارا کہ شمس فی نصف النہار کہ جسکو کچھ بھی خوف
 خالق یا شرم ظالم ہو وہ ہرگز نہیں کر سکتا ہو اسکا جس سے کا شمس اذا طلعت النہار اذا اجلت ہو گیا کہ
 جماعت ہاجرین کو زمانہ خلفائے ثلاثہ میں برابر دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کے بعد جماعت ہاجرین یعنی
 خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء ہاجرین کا نزول آیہ مذکورہ کے قبل سے مومنین صالحین ہونے اور بعد اس کے
 ہمیشہ مومنین صالحین رہنے اور ایمان کامل و عمل صالح کے ساتھ دنیا سے جانے اور ہر سرے خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ
 اشد و مصداق آیہ مذکورہ ہونے کا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں ان لوگوں کے کفر و فسق میں کامل ہونا آیت کریمہ

ولایت قطیفہ سے قطعاً ثابت ہو گیا لہذا یہ کہنا کہ جماعت جو وعدہ ہوا اس سے خاص میں شخصوں کے امام بنیں وہ
یاد نہ ہونے پر استدلال کرنا سخت غلطی ہے محض کوتاہ نظری یا کوتاہ نظروں کی اہ زنی ہے۔

جواب ہے ہم۔ مناقب ہاجرین کی آیتوں میں حضرت اہل لخت یہ یہودہ سرانی کرتے ہیں کہ آیتیں نہیں
ہاجرین کے ساتھ خاص ہیں مناقبین ہاجرین ان آیتوں میں داخل نہیں ہیں اور اہل لخت کے نزدیک مثل
مناقہ تھے لہذا مناقب ہاجرین کی آیتوں میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں حالانکہ ہاجرین میں کوئی منافق
و تھا جب ہی تو ہجرت کے پہلے مناقہوں کی مذمت میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی ساتھ اس کے ہجرت
کے پہلے مسلمانوں کی ایسی حالت تھی کہ مسلمانوں سے کسی کافر کو طمع یا خوف کا غالب ہونا ہرگز ممکن
نہ تھا اور نہ خدا یا رسول یا اور کسی نے یہ کہا تھا کہ جو منافق اس اسلام لائے گا وہ دنیا میں منتفع ہو گا پھر ہاجرین
میں منافق کیونکر ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے اور بضر محال اگر ہاجرین میں کوئی منافق تھا تو ہر
خلیفہ اور اُن کے رفقاء ہاجرین کا مومنین صالحین ہونا تو ایسا آشکارا مجال انکار ہے کہ آخر مجبور
ہو کر فاضل مناقش نے بھی اس مناقشہ میں اور مناقشہ پہلے رسوم میں اسکا اقرار کر لیا چنانچہ عنوان ہر مناقشہ
سے ظاہر غرض خارج نظر ہو پس واقعی طور سے بھی اور فاضل مناقش کے اقرار سے بھی ہر سہ خلیفہ کا مناقب
ہاجرین کی آیتوں میں داخل ہو سکتا ہے مثلاً پر عرش مکر ہو گیا لہذا زمرہ وعد اللہ الذین امنوا منکم
و عملوا الصالحات اور زمرہ رضوا عنہ اور زمرہ اولئک ہم المؤمنون حقاً اور
زمرہ اولئک ہم الصادقون اور زمرہ اولئک ہم المفلحون میں ہر سہ خلیفہ کے داخل ہونے سے ہرگز
انکار نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ سب مناقب ہاجرین کے آیتوں میں ہوا اور شہادت الہیہ سے جن خلفاء کے
یہ مناقب ہوں اُن خلفاء کے ایمہ بحق و خلفاء راشدین ہونے سے جسکو کچھ بھی خوف خالق یا شرم خلاق ہو
وہ ہرگز چون و چرا نہیں کر سکتا ہے لہذا جسکو کچھ بھی خوف خدا یا پاس جیا ہو نہ وہ ہر سہ خلیفہ کے امام بنیں خلیفہ
راشد ہونے سے انکار کر سکتا ہے نہ انکار کرنے والوں کا حکم ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم المفسقون
کفر و فریق میں کامل ہونا جماعت وعدہ ہونے کی بنا پر چھپ سکتا ہے یا بجلد عاید تھا کہ جیلوسے ہر سہ
رجال سے ہونے جناب امیر کے صدور حدیث لا عطین الراية کے دوسرے دن انتخاب کو سرور و جلال

نشان جنگ اور نسل خالق کران و مکان سے فتح جنگ و نون حاصل ہونے کے بعد سے نہ اُس کے قبل سے
 انجمن کے صدور و محدثین کے پیشتر سے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر یہ نکتہ کہ کسی قطعی الدلالت
 ہو کہ ہرگز کسی منکر کے انکار کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہو اسطو سے بوجہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول یہ خطا
 اسے اور زمرہ ہما جین سے ہونے ہر سہ خلیفہ کے ہر سہ خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں اہل غلبہ
 بر اہل عداوت حاصل ہونے کے بعد سے نہ اُس کے قبل سے ہر سہ خلیفہ کے حصول غلبہ کے پیشتر سے امام بھی
 و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آید مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح ہونے اور زمان بعد ہمشینہ مومن صالح رہنے اور
 دنیا سے مومن صالح جانے کا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں اُن لوگوں کے کفر و فریقین کا ہونے پر کیا مذکورہ کسی
 قطعی الدلالت ہو کہ ہرگز کسی منکر کے انکار کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہو پس جو بدعتا تھا وہ مثل آفتاب ہے سوا
 کے آشکارا و مثل ماہتاب ہے حجاب کے نمودار ہو کر حضرات اہل لعنت کا کفر و فریقین کا مل اور زمرہ
 بکتون الحق و ہم یعلمون سے ہونا عیان کا شمس فی المعان ہو گیا۔

مناقشہ چہل و ہم۔ اہل سنت کا یہ استدلال اگر صحیح ہو گا تو زمانہ خلافت میں دشمنوں پر غلبہ حاصل
 ہونے کے بعد ثلثہ خلفائے بحق ہوں گے اُس سے پہلے خلفائے بحق نہ ہوں گے حالانکہ اہل سنت اس کے
 قائل نہیں ہیں لہذا اہل سنت کا یہ استدلال صحیح نہیں ہو سکتا ہو۔

جواب یہ کہ حدیث رایت یعنی قول سرور بیت لا اعطین الایۃ الا من منہ علی مرتضیٰ من بقایہ
 خواج و نواصب جو استدلال کیا گیا ہو اس میں بھی خواج و نواصب اسطو سے کہہ سکتے ہیں کہ طرفداران علی کا اگر
 یہ استدلال صحیح ہو گا تو جنگ خیر میں میرے روز نشان و فتح و نون حاصل ہونے کے بعد علی محبوب و محبوب خدا
 و رسول ہوں گے اُس سے پہلے علی محبوب و محبوب خدا و رسول نہ ہوں گے حالانکہ طرفداران علی اس کے قائل
 نہیں ہیں لہذا طرفداران علی کا یہ استدلال صحیح نہیں ہو سکتا ہو پس جو جواب حدیث رایت سے مقدمہ علی
 مرتضیٰ میں استدلال کرنے والوں کی طرف سے ہو گا وہی جواب آیت استخلاف سے مقدمہ حضرات خلفائے
 ثلثہ میں استدلال کرنے والوں کی طرف سے ہو گا پس استدلال مذکور بحدیث مسطور میں کیوں نہیں کہا جاتا
 جو دگر استدلال صحیح ہو گا تو خیر میں فتح حاصل ہونے کے بعد علی مرتضیٰ محبوب و محبوب خدا و رسول ہوں گے

اُس سے پہلے علی مرتضیٰ محبوب و محبوب خدا و رسول نہ ہوئے لہذا لال خرم کہ آیا قوم مدین کیوں کہا جاتا ہے کہ اگر یہ
 لال صحیح ہوگا تو زمانہ خلافت میں دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کے بعد تلمذہ خلفائے بحق ہوں گے اُس سے پہلے
 تلمذہ خلفائے بحق نہ ہوں گے بجز اسکے کیا کہا جائے کہ دروغ گوارا حفظہ باشد باطل جو را حیا نبود اہل بصیرت کے نزدیک
 اس قسم کی روٹھکونی اور شرم و حیا کی جو نریزی سے مذہب اہل سنت کے دلائل ضعیف نہیں ہوتے ہیں بلکہ زیادہ قوی ہوتے
 ہیں لیکن ایمان اور فضائل علی مرتضیٰ کے کل دلائل اہل لعنت درہم و برہم ہو کر مذہب اہل لعنت خاکستر بطالت ہوتا ہے
 اور مذہب اہل سنت برابر زیادہ محکم و مستحکم شایع عرش اعظم ہوتا ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک اصل و حدیث مذکورہ کے
 دوسرے روز جناب امیر کو نشان و فتح ملنے کے بعد حدیث مذکور قطعی الدلالت ہے حدیث مذکور کے پیشتر
 جناب امیر کے محبوب و محبوب خدا و رسول ہونے پر بوجہ ہونے آئینہ جناب کے زمرہ بجال سے اس طرح بعد نزول آیت مذکورہ کے
 ہر سہ خلیفہ کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر غلبہ برابر اہل عداوت حاصل ہونے کے بعد آیت مذکورہ قطعی
 الدلالت ہے حصول غلبہ مذکورہ کے پیشتر سے ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیت مذکورہ کے
 پیشتر سے مومن صالح ہونے پر بوجہ ہونے ہر سہ خلیفہ کے زمرہ کلمہ کیوں اسلام از قبل نزول آیت مذکورہ سے پس
 جس طرح جناب امیر حدیث مذکورہ کے پیشتر سے محبوب و محبوب خدا و رسول تھے لیکن خیر میں آئینہ جناب کو فتح
 ملنے کے پہلے حدیث مذکور میں اُس پر دلالت نہ تھی خیر میں آئینہ جناب کو فتح ملنے کے بعد حدیث مذکور میں اُس پر
 ایسی دلالت قطعیہ پیدا ہو گئی کہ کسی منکر کے انکار کا اعتبار نہیں ہو سکتا اس طرح زمانہ خلافت میں دشمنوں
 پر غلبہ حاصل ہونے کے پیشتر سے ہر سہ خلیفہ امام بحق و خلیفہ راشد اور نزول آیت مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح
 تھے لیکن حصول غلبہ مذکورہ سے پہلے آیت مذکورہ میں اُس پر دلالت نہ تھی بعد حصول غلبہ مذکورہ کے آیت مذکورہ میں
 اُس پر ایسی دلالت قطعیہ پیدا ہو گئی کہ کسی منکر کے انکار کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے لہذا مناقشات سابقہ کے طور
 سے یہ مناقشہ بھی بالبی یا بلہ فریبی کا ترانہ ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور آیت مذکورہ کا مثبت حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت
 ہونا جیسا آشکارا شمس فی نصف النهار ہوتا رہا عرش کردگار تھا و بسیار ہا و ہمیشہ بیگا۔

مناقشہ پیچھا و کلم۔ اگر آیت اختلاف مثبت خلافت تلمذہ ہو تو تعینہ میں دربارہ تعین خلیفہ مہاجرین
 و انصار میں نزاع کیوں ہوئی یا اسوقت آیت اختلاف کیوں نہیں پیش کی گئی کیا اسوقت تک آیت اختلاف

نازل نہیں ہوئی تھی۔

جواب یہ کہ قرآن میں جو کچھ ہوا اور اُس پر قرآن کا اطلاق ہوا ہے وہ روزِ سقیفہ سے پہلے سرورِ خلیفہ پر نازل ہوا تھا اور سرورِ خلیفہ نے اسے کوہِ پونچیا علیٰ نذرِ آیتِ استخلاف بھی حسیہ قرآن کا اطلاق ہوا ہے اور روزِ سقیفہ سے پہلے اولِ سال ہجرت میں سرورِ خلیفہ پر نازل ہوئی اور سرورِ خلیفہ نے اسے کوہِ پونچیا کی لیکن روزِ سقیفہ تک بلکہ اس کے بعد بھی کچھ دنوں تک آیتِ استخلاف سے خلافتِ ثلاثہ مراد ہونا معلوم نہ تھا اسی سے روزِ سقیفہ تک بلکہ اس کے بعد بھی کچھ دنوں تک مقدمہ خلافت میں آیتِ استخلاف نہیں پیش کی گئی مگر یہ معلوم ہونے کے بعد کہ آیتِ استخلاف سے خلافتِ ثلاثہ مراد ہے مقدمہ خلافت میں آیتِ استخلاف سے استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ بعد یہ معلوم ہونے کے کہ آیتِ استخلاف سے خلافتِ ثلاثہ کی خلافت مراد ہونا نہ خلافت میں غلبہ حاصل ہونے کے پیشتر سے ہر سرِ خلیفہ کے امام بحقِ خلیفہ راشد ہونے اور نزولِ آیتِ استخلاف کے پیشتر سے موصیٰ علی ہونے اور پھر ہمیشہ موصیٰ علی ہونے اور دنیا سے مومن بے جا مل جائے گا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں ان لوگوں کو کفر و فسق میں کامل ہونا حکمِ آیتِ مذکورہ ایسا ہے اس کا راسخاں شمس نے نصف النہار کہ ہرگز کسی منکر کا انکار نہیں ہو سکتا ہے قابلِ اعتبار اگر کہا جائے کہ جب روزِ سقیفہ کے بعد بھی کچھ دنوں تک آیتِ مذکورہ سے خلافتِ ثلاثہ مراد ہونا معلوم نہ تھا پھر آیتِ مذکورہ سے خلافتِ ثلاثہ مراد ہونا تک معلوم ہوا اور کیونکہ معلوم ہوا تو گذارش یہ ہے کہ حسبِ اقتدار اہلِ لعنت بھی جس دن خیرِ فتح ہوا ہے اس کے پہلے روز بوقتِ شام سرورِ انبیاء کرام نے حدیثِ رايت یعنی لعنہ اعدائے اللہ ایتہ لکن فرمایا تھا اگر فتحِ خیبر کے روز بعد نمازِ فجر کے بھی کچھ دیر تک حدیثِ مذکور سے علی مرتضیٰ مراد ہونا معلوم نہ تھا اس لائقِ حدیثِ مذکور سے علی مرتضیٰ مراد ہونے کی بنا پر بھی بزرگِ خود حضرت اہلِ لعنت خلافتِ بلائِ نفس علی مرتضیٰ ثابت کرتے ہیں پس جب فتحِ خیبر سے ایک دن پہلے حدیثِ مذکورہ کے صادر ہونے اور کل مجاہدینِ خیبر کو معلوم ہونے کے باوجود فتحِ خیبر کے روز بعد نمازِ فجر کے بھی کچھ دیر تک حدیثِ مذکور سے علی مرتضیٰ مراد ہونا معلوم نہ ہوا تھا پھر حدیثِ مذکور سے علی مرتضیٰ مراد ہونا تک معلوم ہوا اور کیونکہ معلوم ہوا پس حدیثِ مذکور سے علی مرتضیٰ مراد لیکر خلافتِ بلائِ نفس علی مرتضیٰ ثابت کرنے والوں کی طرف سے جو جواب ہو گا آیتِ مذکورہ سے خلافتِ ثلاثہ مراد لیکر حصیتِ راشدیت ہر سرِ خلافتِ ثابت کرنے والوں کی طرف سے بھی وہی جواب ہو گا یہ بدلِ کلام تھا اصل مقام یہ ہے کہ بیشک فتحِ خیبر کے روز بعد نمازِ فجر کے بھی کچھ دیر تک

حدیث مذکور سے علی مرتضیٰ مراد ہونا معلوم نہ تھا لیکن اسکے بعد اسی روز رسول خدا سے نشان جنگ فضل خدا فتح جنگ و لون کا اجتماع دمرہ رجال سے جناب امیرین ہونے پھر اسی دن مرہ رجال سے اور کسی میں اجتماع ہونے سے جناب امیر کا حدیث مذکور سے مراد ہونا ایسا ہو گیا آشکار کہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہو کسی منکر کا انکار قابل اعتبار اسبطور سے روز سقیفہ کے بعد بھی کچھ دنوں تک آیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا معلوم نہ تھا لیکن اسکے بعد زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا دونوں کا اجتماع دمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل منزل آئیہ مذکور سے ہر سہ خلیفہ میں ہونے پھر دمرہ مذکورہ سے اور کسی میں اجتماع ہونے صرف خلافت خلفائے ثلاثہ کا آیہ مذکورہ سے مراد ہونا ایسا ہو گیا عیان کہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہو کسی منکر کے انکار سے پنهان اور حسب طرح حدیث مذکور سے علی مرتضیٰ مراد ہونا معلوم ہونے کے بعد صدر حدیث مذکور کے پیشتر سے جناب امیر کے محبوب و محب خدا و رسول ہونے اور پھر ہمیشہ محبوب و محب خدا و رسول بننے پر حدیث مذکور کی قطعیت الدلالت ہونے سے جسکو کچھ بھی خوف خدا یا پاس جا ہو وہ ہرگز انکار نہیں کر سکتا ہو اسبطور آیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا معلوم ہونے کے بعد زمانہ خلافت میں غلبہ حاصل ہونے کے پیشتر سے ہر سہ خلیفہ کے امام بھی و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیہ مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح بننے اور دنیا سے مومن صالح جانے کا جو لوگ اقرار نہیں کرتے ہیں اُن لوگوں کے کفر اور فسق میں کامل ہونے پر آیہ مذکورہ کے قطعیت الدلالت ہونے سے جسکو کچھ بھی خوف خدا یا پاس جا ہو وہ ہرگز انکار نہیں کر سکتا ہو پس یہ مناقشہ بھی خاک سیاہ ہو گیا اور آیہ مذکورہ کا مثبت حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت ہونا جیسا استوار ثقلیٰ بالیہ عرش پر در دگار تھا ویسا رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

مناقشہ پنجم و دوم۔ اس وعدے میں اندرونی دینوں پر دین اسلام کو غلبہ دینا مراد ہے جن مومنین صالحین سے وعدہ ہوا اُن مومنین صالحین کو اندرونی دشمنوں پر غلبہ دینا مراد نہ اُن مومنین صالحین سے اندرونی دشمنوں کے خوف کو دور کر دینا مراد بلکہ بیرونی دینوں پر دین اسلام کو اور بیرونی دشمنوں پر اُن مومنین صالحین کو غلبہ دینا اور بیرونی دشمنوں کے خوف کو اُن مومنین صالحین سے دور کر دینا مراد ہے اور اس سے بیشک انکار نہیں ہو سکتا ہو کہ جناب امیر کی خلافت میں اندرونی دینوں پر دین اسلام کو غلبہ دینا اندرونی دشمنوں

اُن مومنین صالحین کو غلبہ ہوا نہ اور وہی دشمنوں کا خوف اُن مومنین صالحین سے دور ہوا لیکن بیرونی دشمنوں کو
اسلام کو اور بیرونی دشمنوں پر اُن مومنین صالحین کو ضرر غلبہ تھا اور بیرونی دشمنوں کا خوف اُن مومنین صالحین
ضرر و دور تھا پس خلافت آنجناب مراد ہی نہ خلافت ثلاثیہ مناقشہ صاحب لہ ارق اور صاحب سار روشنی
کا افادہ ہو سکا۔

جواب اول۔ حضرات اہل لعنت کی تفسیر ختم خلاصۃ النج میں لکھا ہے ولیکن وہ کہ نہ ثابت سازد و باق
گرداندهم برای مومنان صالح دینیم دین ایشان اللہی ارضی لہم اُن دینی کہ پسندیدہ و برگزیدہ است
برای ایشان یعنی دین اسلام را دانست کہ دین اسلام را بر سہ دیان غالب گردانہ نہی بل فقط اور حضرات اہل لعنت
کی معتبر ترین تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے و تمکن من دظہر علی الدین کلاہ او تمکن من اسلام یہ ہو کہ لغام
کرنے اسکو سب دینوں پر فائز و فائق و فائقون سے روز روشن کی طرح عیان و شریع انجمن کی طرح نمایاں
ہو کہ زمانہ خلافت موعودہ آئیہ مذکورہ میں وزیر و ایسا غلبہ اسلام ہو گا کہ دین اسلام ایسا غالب ہو گا کہ تمام
کہ قوت و شوکت میں کوئی دین اندونی ہو خواہ بیرونی دین اسلام کا ہم پل نہ ہو گیا اور یہ جواب مناقشہ دوم مثل آفتاب
بے سحاب کے تابان و درخشان ہو چکا ہے کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آئیہ مذکورہ سے بلکہ زمرہ مہاجرین سے جو
مومنین صالحین بوقت نزول آئیہ مذکورہ موجود تھے اُن مومنین صالحین سے یہ وعدہ ہوا ہے کہ خلفائے مہاجرین
و کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آئیہ مذکورہ سے صرف خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں وزیر و ایسا
غلبہ اسلام ہوا ہے کہ دین اسلام سب دینوں پر ایسا غالب ہو گیا تھا کہ شوکت و قوت میں کوئی دین دین اسلام کا
ہم پل نہ باقی نہیں رہا تھا اور جناب امیر کے زمانہ خلافت میں وزیر و ایسا غلبہ اسلام نہیں ہوا بلکہ وزیر و ایسا
ضعف اسلام ہوا ہے کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں جو غلبہ اسلام ہوا تھا وہ بھی آنجناب کی خلافت
میں اُٹل ہو گیا تھا لہذا جسکو کچھ بھی خوف خالق یا شرم خلاق ہو وہ نہ خلافت جناب امیر آئیہ مذکورہ سے مراد
ہونے کا قائل ہو سکتا ہے نہ خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم آئیہ مذکورہ سے مراد ہونے کا منکر ہو سکتا ہے
خلاصہ یہ ہے کہ جن خلفائے خلافت مراد ہیں اُن خلفاء کا خلفائے مہاجرین کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آئیہ مذکورہ
سے ہونا ضروری اور اُن خلفاء کی خلافت میں غلبہ دین اسلام و اہل اسلام کا روز افزون ہونا لازمی ہے اور یہ

معلوم ہے کہ خلفائے ہاجرینؓ کا گویا ان اسلام از قبل نزول آیت مذکورہ سے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت میں غلبہ نہیں اسلام و اہل اسلام و از افزون ہوا ہے اور جناب امیر کی خلافت میں غلبہ دین اسلام و اہل اسلام و از افزون ہوا ہے اور ان کے خلاف میں ضعف دین اسلام و اہل اسلام و از افزون ہوا ہے لہذا جسکو کچھ بھی خوف نہ آیا پاس جیسا ہے وہ نہ خلافت علویہ کو مصداق آیت مذکورہ کہہ سکتا ہے نہ خلافت صدیقیہ و فاروقیہ رضی اللہ عنہ کے مصداق آیت مذکورہ ہونے سے انکار کر سکتا ہے۔

جواب سوم۔ مفسرین اہل لغت صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے کلمہ ولید الخ من بعد خوفہم اصناف کی تفسیر میں لکھا ہے۔ و ہر آئینہ بدل ہا نشان از پس س نشان از دشمنان الہی از ایشان انتہی بلفظہ اور معتبر ترین مفسرین اہل لغت صاحب تفسیر مجمع البیان نے کلمہ مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے ای لینصر و غم الخ بیشک ضرورت نصرت دیکھا امدان مومنین صالحین کو اور قال بحرائی اثنا عشری نے شرح نہج البلاغۃ میں موعود آیت مذکورہ کی نسبت لکھا ہے و هو النصرة والغلبة والاستخلاف اور وہ موعود نصرت اور غلبہ دینا اور خلافت عطا کرنا ہے و بطور تسلیم محال ہے کہ اگر تسلیم کیا جائے کہ خاص بیرونی دشمنوں پر نصرت اور غلبہ دینا مراد ہے تو مذکورہ تینوں عبارتوں کا مجموعہ صحیح ہوگا اس میں کہ زمانہ خلافت موعودہ میں مومنین صالحین موعود دین بخلافت کور و زور و بیرونی دشمنوں پر ایسی نصرت اور غلبہ حاصل ہوگا کہ بیرونی دشمنوں کا خوف باطل دور ہو جائے گا اور یہ معلوم ہے کہ جناب امیر کے زمانہ خلافت میں زور و زبر بیرونی دشمنوں پر نصرت اور غلبہ حاصل ہونا کیسا کبھی کسی بیرونی دشمنوں پر خروج کرنے کی نوبت بھی نہیں آئی بلکہ کسی بیرونی دشمن پر خروج کرنے کی قوت بھی تھی بلکہ بیرونی دشمنوں کے شر سے جو بچے ہوئے تھے وہ بھی خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جو فتوحات اور غلبات حاصل ہوئے تھے ایسی بے بدولت بچے ہوئے تھے لہذا خلافت آنجناب کا یہ مذکورہ سے مراد ہونا ایسا ہی خیال محال کہ بالکل نہیں ہے محال قیل و قال اور خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا ایسا ہے اسکا راکا شمس نصف النہار کہ جسکو کچھ بھی خوف خالق یا شرع خلاق ہے وہ ہرگز نہیں کر سکتا ہے انکار۔

جواب سوم۔ علامہ اہل لغت سے جناب امیر زیادہ تفسیر ان تھے اور آنجناب آیت مذکورہ کو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت پر عموماً فاروق عظیم رضی اللہ عنہ کی خلافت پر خصوصاً معمول کیا ہے اور دقتاً و قوتاً

اسکی شہادت دی ہو چنانچہ جواب مناقشہ کیم کے وجہ دہم میں واضح ہو چکا لہذا آیہ مذکورہ سے خلافت جناب امیر مراد ہونا خلافت خلفائے ثلاثہ مراد نہ ہونامدی مست گواہ چیت کا حساب ہو کر یہ مناقشہ خاک سیاہ ہو گیا۔
جواب چہارم۔ اہل لعنت کی معتبر تفسیر خلاصۃ المنہج میں وعدہ آیہ مذکورہ کی نسبت لکھا ہوا ہے۔ و در اندک زمانے حق تعالیٰ وعدہ مہمان فائزہ جزا عرب و یارک سری و بلاد روم بدیشان از زانی فرمودہ انتہی بقطہ اس عبارت سراسر بشارت سے روز روشن کی طرح عیان اور شمع انجمن کی طرح نمایان ہے کہ بعد نزول آیہ مذکورہ کے تھوڑے زمانے کے اندر جس خلافت میں ملک عرب و ملک فارس و ملک روم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا ہے وہی خلافت آیہ مذکورہ سے مراد ہے اور یہ معلوم ہے کہ بعد نزول آیہ مذکورہ کے تھوڑے زمانے کے اندر جس خلافت میں ملک عرب و ملک فارس و ملک روم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا ہے وہ خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت لہذا آیہ مذکورہ سے خلافت حضرت علی مراد ہونا ایسا ہی خیال محال کہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ و قیل قال اور خلافت حضرت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا ایسا ہی مستحکار کہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہو انکار۔

جواب چہارم۔ صاحب تفسیر کاشانی جو کہ مفسرین معتبرین اہل لعنت ہیں لیست خلفائہم و اولادہن کا اختلاف الذین من قبلہم کی تفسیر میں لکھتے ہیں درہر آئینہ خلیفہ گردانہ البتہ ایشان از زمین کفار از عرب و عجم بچنانکہ خلیفہ گردانید آنان اگر بودند پیش از ایشان یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر و شام و ایشان او انتہی بقدر حاجت یہ مضمون رسالہ روشنی جلد سیم صفحہ ۳۳۰ میں جس عبارت کے ساتھ لکھا گیا ہے وہ عبارت یہ ہے۔ اشیک جیسے قوم جبارین سے ملک نکال کر اس نے بنی اسرائیل کو دیا جسے کافرون سے ملک نکال کر ان مسلمانوں کو دیگا جنھوں نے پیغمبر پر ایمان لا کر نیک عمل کیے انتہی بلفظ بقدر حاجت اور صفحہ ۳۳۱ میں لکھا ہے کہ اشیک اس آیت میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نازل ہونیکے وقت موجود تھے اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے ایمان قبول کر کے عمل صالح کر چکے تھے اور صفحہ ۳۳۲ میں لکھا ہے کہ ہمارے پاس آج نہیں ہے کہ وعدہ ان لوگوں سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس سے پہلے ایمان قبول کر کے عمل صالح کر چکے تھے انتہی بلفظ تفسیر کاشانی اور رسالہ روشنی کی ان چاروں عبارتوں کا مجموعہ بخلاف یہ ہے کہ

اسمیں کہ آئیہ مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح اسد برتر نے کفار جیسے ملک نکال کے بنی اسرائیل کو دیا تھا اسی طرح کافروں سے ملک نکال کے ان مسلمانوں کو دیگا جو منافق نہیں ہیں بلکہ نزول آیت اختلاف سے پہلے کے اسلام لانے والوں کا ملایا ان کھنے والوں نیک عمل کرنے والوں کے ہیں جنکے زمرہ کلمہ گویان اسلام قبل نزول آئیہ مذکورہ سے ہوئے ہیں چون بھی نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ اسمیں جن کیا جاسکتا ہے کہ خلفائے زمرہ مذکورہ سے صرف خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت میں اسد برتر نے جسے بٹے ملکوں کو کافروں کے نکال کے مسلمانوں کو دیا ہے حضرت علی کی خلافت میں کسی کافر سے کوئی ملک نکال کے کسی مسلمان کو نہیں دیا لہذا آئیہ مذکورہ سے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت مراد ہونے اور علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مراد ہونے میں جسکو کچھ بھی خوں خالق یا شرم خلافتی ہو وہ ہرگز چون چر نہیں کر سکتا ہے۔

جواب ششم۔ یہ مناقشہ صریح ہے اسمیں کہ جناب امیر کی خلافت میں یمنین صالطین سے اندرونی دشمنوں کا خوف و زہمیں ہوا اور خود صاحب لائق نے مناقشہ نہم و مناقشہ شانزدہم میں جو ارقام فرمایا ہے وہ صریح ہے اسمیں کہ جس خلافت میں یمنین صالطین سے اندرونی دشمنوں کا خوف و زہمیں ہوا وہ خلافت آئیہ مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتی ہے پس یہاں تو مجتہد صاحب کا یہ اقرار کہ جناب امیر کی خلافت میں اندرونی دشمنوں کا خوف و زہمیں ہوا وہاں یہ اقرار کہ جس خلافت میں یمنین صالطین سے اندرونی دشمنوں کا خوف و زہمیں ہوا وہ خلافت آئیہ مذکورہ سے مراد نہیں ہو سکتی لہذا ان دونوں اقراءوں کے یہ اصرار کرنا کہ آئیہ مذکورہ سے جناب امیر کی خلافت مراد ہے سوا اسے دروغ گوارا حافظہ نباشد کی خرابی یا ناقصوں کو دھوکا دیکر گمراہ کرنے کی کارروائی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے پس یہ مناقشہ فقدان حافظہ کی خرابی یا لافروشی کے قبیل سے ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور آئیہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا استوار مثل بایہ عرش کردگار تھا ویسا رہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب ہفتم۔ صاحب لائق مجتہد فائق نے مناقشہ سب سے مقدم میں جو ارشاد فرمایا ہے وہ صریح ہے اسمیں کہ اہل لعنت کا برابر یہ قول چلا آتا ہے کہ آئیہ مذکورہ سے زماہ امام مہدی مراد ہے اور یہ جواب مناقشہ سب سے پہلے چاہئے وضع ہو چکا ہے کہ اہل سنت کا برابر یہ قول چلا آتا ہے کہ آئیہ مذکورہ سے زماہ خلفائے ثلاثہ مراد ہے اور یہ لہذا کہ آئیہ مذکورہ سے زماہ خلافت حضرت علی مراد ہے اہل سنت اور اہل لعنت دونوں سے خارج ہو کر خابہ جیوں میں داخل ہونا ہے پس

پس مناقشہ ترازو خارجیانہ ہو کر گوز شتر ہو گیا اور آریہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا محکم
مشائخ اہل عرش عظیم تھا و بسیار ہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب ہفتم۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بیرونی دشمن کون لوگ ہیں و مجتہد صاحب نے مناقشہ سنی ہم میں تشفی
فرمائی ہے کہ خوف کفار مراد ہونا خوف غیر کفار اس سے عیان غیر محتاج بیان ہے کہ بیرونی دشمن کفار ہیں نہ مذہب
اہل لعنت میں جو قاعدہ مقرر ہے کہ مخالفت علی فاسق محارب علی کافر اس سے بنا کہ مذہب اہل لعنت حضرت
معاویہ و دیگر اہل شام کا کافر ہونا بالکل کھلا ہوا ہے حالانکہ حضرت علی کی خلافت میں اہل لعنت سے اہل شام کا خوف
دور تھا لہذا یہ کہنا کہ جناب امیر کی خلافت میں بیرونی دشمنوں (کافروں) کا خوف ورتہا بالکل غلط ہو گیا پس
یہ مناقشہ بناے غلط بر غلط ہو کر خطا ہے ربط ہو گیا اور آریہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا
ستمحکم مشائخ اہل عرش کرم تھا و بسیار ہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب ہشتم۔ خود صاحب سالہ روشنی کا ارشاد ہے کہ اس آیت میں درجہ مؤمنین صالحین کی تصریح نہیں ہے
اسی سے ہر جس کے مؤمنین صالحین کو شامل ہے چنانچہ مناقشہ چہل و پنج میں مع جواب کہ یہ کجا پس ہر دشمن
صالحین کی تصریح نہ ہونے سے ہر درجہ کے مؤمنین صالحین کو داخل ہو سکے اور کسی نوع دشمن کی تصریح نہ ہونے
سے بیرونی اندرونی ہر نوع دشمن کو نہیں داخل ہوئے بجز اسکے کیا کہا جائے کہ درجہ گور احاطہ نہ باشد
و باطل جو راحیا ہو پس یہ مناقشہ دروغ گوئی و باطل جوئی کا اڑانہ باطلہ و فساد بجا طلع ہو گیا اور آریہ مذکورہ
خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا جیسا بنیان مخصوص تھا و بسیار ہا اور ہمیشہ رہیگا۔

جواب نہم۔ حضرات اہل لعنت کے مفسرین معتدین سے صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے ولید نعم
من بعد خوفہم لہذا کی تفسیر میں لکھا ہے۔ و ہر آیت بل ہر ایشان از پس تیس ایشان از دشمنان اینی از ایشان
انتہی بلفظہ عبارت بالکل صحیح ہے اس میں گہ بیرونی ہو خواہ اندرونی سب دشمنوں کے خوف کو ذکر کر دینا
مراد ہے بیرونی دشمنوں کی تخصیص ہرگز نہیں ہے۔ اس تخصیص کا کوئی قرینہ ہے جس جانب نفس و تحفیص
کرنا کلام خدائے اہل اصلاح دینا یا عہد کلام خدائے تحریف منہوی کرنا ہے حالانکہ یہ دونوں فعل متحد ہونے کے ہیں
پس یہ مناقشہ ہفتہ ملاحظہ ہو کہ کبھی صدے خربلہ گوز شتر ہو گیا اور آریہ مذکورہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا

جیسا استوار مثل ایہ عرش پروردگار تھا ویسا رہا اور پھر ہمیشہ ویسا رہیگا۔

جواب دہم۔ معتبر ترین مفسرین اہل لغت صاحب تفسیر مجمع البیان نے یحییٰ بنی لایشرکون فی شئیاً کی تفسیر میں لکھا کہ هذا الاستیذان فی کلام الثناء علیہم ومعناہ لایخافون غیرہ۔ استیذان ہو کلام میں اور بدیع و تنائیں مومنین صالحین کے اور اُس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مومنین صالحین عورتیں بخلافت و ثروت میں غیر سے نہیں ڈریں گے و طلب یہ ہو کہ خلافت موعودہ و ثروت معبودہ حاصل ہونے کے بعد مومنین صالحین موعودین بخلافت و ثروت سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈریں گے پس تفسیر مذکور کی اس عبارت نے بالکل صاف کر دیا کہ بحکم یحییٰ بنی لایشرکون فی شئیاً از انہ خلافت موعودہ میں مومنین صالحین کو کسی غیر خدا کا خوف نہ بھڑکے نہ ہیگا پھر اندرونی دشمنوں کا خوف کیونکر رہیگا کیا اندرون دشمن غیر خدا نہیں ہو پس چونکہ خلافت موعودہ میں مومنین صالحین سے غیر خدا کے خوف کو دور کرنے کا وعدہ ہوا اور صاحبان مناقشہ کا اعتراف ہو کہ جناب امیر کی خلافت میں غیر خدا کے افراد سے اندرونی دشمنوں کا خوف مومنین صالحین پر غالب تھا لہذا آیہ مذکورہ سے خلافت انتخاب مراد ہونا ایسا ہو خیال محال کہ بالکل نہیں ہو محال قیل و قال پس مناقشہ لاجال مقال خیال محال ہو کہ صریح لفظان و فتیح الخذلان ہو گیا اور خلافت خلفائے ثلثہ مراد ہونا جیسا آتشکارا محال انکار مثل آفتاب نصف النہار تھا ویسا رہا اور تاقیام قیامت ویسا ہمیشہ رہیگا۔

جواب دہم۔ مناقشہ سی و ہشتم کی عبارت صاحب بوارق کی بالکل صریح ہے اس میں کہ آیہ مذکورین جو قوت و شوکت کا وعدہ ہر مطابق اُس کے حضرت علی کی خلافت میں واقع نہیں ہوا خدا کے واسطے جسکو خوف خالق یا شرم خلایق ہو وہ دیکھے کہ آیہ مذکورہ میں جو قوت و شوکت کا وعدہ ہر جب اُس کے مطابق حضرت علی کی خلافت میں واقع نہوا پھر آیہ مذکورہ سے خلافت علی مراد ہونا کیا معنی رکھتا ہے پس چونکہ آیہ مذکورہ میں جو قوت و شوکت کا وعدہ ہر مطابق اُس کے حضرت علی کی خلافت میں واقع نہیں ہوا لہذا آیہ مذکورہ سے خلافت حضرت علی مراد ہونا ایسا بدیہی محال ہو کہ اُس سے بڑھکے کوئی بدیہی محال نہیں ہو سکتا ہے نیز چونکہ زمرہ مکرر گویاں اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے

اُن زمینیں جس کو زمین بنیں خلیفہ نہ کرے اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ دینے کا وعدہ ہوا اور خلفائے
 زمرہ مذکورہ سے خلافت حضرت علی میں برابر دشمنوں پر غلبہ نہیں ہوا بلکہ برابر دشمنوں کا غلبہ ہوا یہی اہل مذاکرہ
 سے خلافت حضرت علی مراد ہونا ایسا بدیہی الاستحباب ہے کہ اُس سے بڑھکے کوئی بدیہی الاستحباب نہیں ہو سکتا ہے
 اور خلفائے زمرہ مذکورہ سے صرف حضرات خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں برابر دشمنوں پر ایسا غلبہ ہوا ہے کہ قوت
 و شوکت میں کوئی دشمن برابر نہیں باقی تھا لہذا آئندہ مذکورہ سے صرف خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا ایسا بدیہی
 حق الیقین ہے کہ اُس سے بڑھکے کوئی بدیہی حق الیقین نہیں ہو سکتا ہے اور تمثیل یہ کہ زمرہ رجال سے ہونا
 اور صدور حدیث لا عطاء بن الودیع الخ کے دوسرے سوا رسول خدا سے نشان جنگ پانا اور اُس کے بعد
 آئندہ فضل خدا سے جنگ میں فتح پانا ان تینوں امروں کا اجتماع صرف جناب امیر میں ہوا ہے اور کسی میں
 نہیں ہوا لہذا صدور حدیث مذکور کے دوسرے اور جو عطاءے نشان سے سرور انس جان نے آنجناب
 کو سرخ راز فرمایا تھا اُس عطاءے نشان کا حدیث مذکور سے مراد ہونا روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہے اس طرح
 زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے ہونا اور بعد نزول آید مذکورہ میں میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت
 میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان تینوں امروں کا اجتماع صرف خلفائے ثلاثہ میں ہوا ہے اور کسی میں نہیں ہوا
 لہذا آئندہ مذکورہ سے صرف خلافت خلفائے ثلاثہ مراد ہونا روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہے اور اس طرح صدور حدیث
 مذکور کے پیشتر سے جناب امیر کا محبوب و محب خدا اور رسول ہونا اور پھر ہمیشہ محبوب و محب خدا اور رسول ہونا اور دنیا
 سے محبوب و محب خدا اور رسول جانا بحکم حدیث مذکور روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہے آنجناب میں مذکورہ نشان
 و فتح و دونوں کا اجتماع ہونے کے بعد سے نہ اُس کے قبل سے بوجہ ہونے آنجناب کے زمرہ رجال سے اس طرح
 زمانہ خلافت میں خلیفہ حاصل ہونے کے پیشتر سے ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے اور نزول آید مذکورہ
 کے پیشتر سے مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے کے جو لوگ اقرار
 نہیں کرتے ہیں اُن لوگوں کا کفر اور فسق میں کامل ہونا بحکم آید مذکورہ روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہے
 زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان دونوں امروں کا اجتماع ہر سہ خلیفہ میں
 ہونے کے بعد سے نہ اُس کے قبل سے بوجہ ہونے ہر سہ خلیفہ کے زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ

سبب نہونے اس اجتماع کے اور کسی میں زمرہ مذکورہ سے۔

مناقشہ پنجاہ و سوم۔ حدیث صحیح بخاری صریح ہو اسمین کہ روز سقیفہ سے چھ ماہ کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے ابوبکر کی بیعت خلافت کی تھی پس ابوبکر اگر خلیفہ بحق ہو گئے تو علی مرتضیٰ کا چھ ماہ تک خلیفہ بحق سے باغی رہنا لازم آئے گا حالانکہ بنا بر مذہب اہل سنت بھی کسی وقت خلیفہ بحق سے جناب امیر باغی نہیں رہ سکتے تھے اس سے آنجناب کی شان ارفع تھی۔

جواب اہل جناب مولوی حامد حسین صاحب تنقصا میں فرماتے ہیں۔ ہر حدیث صحیح جائزہ لعل نہایت چر جائیکہ واجب العمل باشد انتہی لفظ یعنی ہر حدیث صحیح کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہو نہ اعتقاد کیا جاسکتا ہو پس مطابق اس ارشاد صدق بنیاد جناب مولوی حامد حسین صاحب کے گزارش ہو کہ جس حدیث بخاری میں چھ ماہ تک حضرت صفہ رحید رکاح حضرت صدیق اکبر کی بیعت نہ کرنا وارد ہو اُس حدیث بخاری کے مطابق نہ عمل کیا جاسکتا ہو نہ اعتقاد کیا جاسکتا ہو جب ہی تو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الغمّٰین اور حضرت شاہ محقق دہلوی نے تکمیل الایمان میں تصریح کی ہو کہ حضرت امیر کا چھ ماہ تک حضرت صدیق کی بیعت نہ کرنا جو ایک حدیث بخاری میں ہو صحیح میں ہو یعنی جائز الاعتقاد نہیں ہو اور تیسرے روز بیعت کرنا جو مصنف ابن ابی نعیرہ کی حدیث میں ہو بیشک وہ صحیح ہو یعنی واجب الاعتقاد ہو اور جناب مولوی حامد حسین صاحب نے جو لکھا ہو کہ ہر حدیث صحیح کے مطابق نہ عمل کیا جاسکتا ہو نہ اعتقاد کیا جاسکتا ہو جس طرح اُس سے حضرات اہل لغت اپنی حدیث کی کتابوں کا جو مرتبہ نامتہ میں اسمین فرق نہیں آتا ہو اسی طرح علمائے اہل سنت کے اس بیان سے کہ چھ ماہ تک حضرت علی کا حضرت صدیق کی بیعت نہ کرنے کی حدیث بخاری کے مطابق اعتقاد نہیں کیا جاسکتا ہو بخاری کا جو مرتبہ مسلمہ اہل سنت ہو اسمین فرق نہیں آسکتا ہو۔

جواب دہم۔ کافی کلینی کی حدیث میں جو بیان کیا گیا ہو کہ شہدے کر بلا کی لاشیں گھوڑوں کی کٹاپوں سے نہیں روندی گئیں اُس سے صاحب نصیحۃ الشیعہ نے جو الزام قائم کیا ہو جو اب اُسکے صاحب سالار روشنی فرماتے ہیں کہ مصنف کو لازم تھا کہ پہلے یہ دکھائے کہ علماء مذہب شیعہ نے اس حدیث کو قطعاً تصدیق مانا ہو انتہی لفظ اس عبارت سالار روشنی کا صریح نتیجہ یہ ہو کہ شہدے کر بلا کی لاشیں گھوڑوں کی کٹاپوں سے

روئے نہ جانے کی حدیث کافی کلینی میں موجود ہے لیکن قطعی الصدوق نہیں ہو لہذا اسکا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اسی
طور سے گذارش ہو کہ چھ ماہ تک جناب امیر کا صدیق اکبر سے بیعت کی ایک حدیث بیشک صحیح بخاری میں ہے لیکن اسکا اعتبار
نہیں ہو لہذا اسکا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اور حسب طرح کافی کلینی کی حدیث مذکور ہے کہ اعتبار نہ ہو سکنے سے مذہب
اہل لعنت میں کافی کلینی کا جو مرتبہ مسلم جو ائسین فرق نہیں آتا ہو اسی طرح بخاری شریف کی حدیث مذکور ہے کہ اعتبار
نہو سکنے سے مذہب اہل سنت میں بخاری شریف کا جو مرتبہ مسلم جو ائسین فرق نہیں آ سکتا ہے۔

جواب سوم صاحب سالہ روشنی نے کافی کلینی کی حدیث مذکورہ کا ایک جج اب یہ بھی کیا ہے کہ یہ حدیث
یسویں حدیث کے خلاف ہے پھر اسکا اعتبار کیوں کر ہو سکتا ہے بعد اسکے واضح ہو کہ حسب طرح آیت استخوان کی
ولالت قطعہ سے ہر سر خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد ہوتا ہے جو اب مناقشہ یکم روز روشن سے بھی زیادہ روشن
ہو چکا ہے اسی طرح دیگر آیات کثیرہ کی ولالت قطعہ سے بھی ہر خلیفہ کا امام بحق خلیفہ راشد ہونا روز روشن سے بھی زیادہ
روشن ہے چنانچہ اسکے بعد اسی فصل میں منکاب بسک تحریر ہو گا اور احادیث صحیحہ کثیرہ بھی اسی کے مطابق
ہیں چنانچہ اسکے بعد فصل ہم میں واضح ہو گا کہ اسکے معلوم ہو کہ بخاری کی حدیث مذکور اگر ہر سر خلیفہ کے امام
بحق و خلیفہ راشد ہونے کی منافی نہیں ہے تو یہ مناقشہ محض یہود و کفار و لغو کردار ہے اور اگر منافی ہے تو آیات
عدیدہ و احادیث صحیحہ کثیرہ کے مقابلے میں اسکا اعتبار کیوں کر ہو سکتا ہے اور حسب طرح کافی کلینی کی حدیث مذکور کہ اعتبار
نہو سکنے سے حسب مذہب اہل لعنت مرتبہ کافی کلینی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے اسی طرح بخاری شریف کی حدیث
مذکورہ کہ اعتبار نہو سکنے سے حسب مذہب اہل سنت غیر الہری مرتبہ بخاری شریف میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔

جواب چہارم مذہب اہل لعنت کی کافی کلینی و تہج البلاغت و دیگر کتابوں میں مذمت ابن عباس کی جو حدیث
ہیں اُن حدیثوں کی نسبت جناب مولوی سید محمد صاحب تشہید المبانی میں فرماتے ہیں۔ فضائل ابن عباس کہ
در کتب معتدہ و رفیعین وارد شدہ اگر احاطہ آنا نامودہ شود دفتر مایہ گرد پس بظہر چین و آیات متفق علیہا علما
رضوان اللہ علیہم اجمعین روایات ضعیفہ را کہ در مذمت ابن عباس وارد شدہ از وجہ اعتبار سا قطو دانستہ اند انتہی
بلفظ اس عبارت کا سیرج مفاد یہ ہے کہ معائب ابن عباس کی روایتیں اہل لعنت کی کتابوں میں بکثرت ہو جی
ہیں تاہم عدو اور قوت میں کم ہیں نسبت روایات مناقب ابن عباس کے چنانچہ مناقب ابن عباس کی

روایات اہل سنت کی کتابوں میں بھی میں اسی سے معائب ابن عباس کی حدیثوں کو علماء اہل لعنت نے ساقط از درجہ اعتبار کیا ہے اسی طور سے گزارش ہو کہ ہر سر خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر آیا ایسا روادار و پیشوا ایسی قطعیت الدلالت ہیں کہ ہرگز کسی قسم کی تہنید و تاویل ممکن نہیں ہے لہذا اگر حضرت علیؑ نے چھ ماہ تک حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی تو حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ بحق ہونے میں محفل نہوگا بلکہ حضرت علیؑ کے مرتبہ میں محفل نہوگا پس بخاری شریف کی حدیث مذکورہ مذمت حضرت ابوبکرؓ کی حدیث نہیں ہے بلکہ مذمت حضرت علیؑ کی حدیث ہے لیکن جس طور سے اور جس وجہ سے حسب تصریح جناب مولوی سید محمد صاحب کافی کلینی وغیرہ کی احادیث مذمت ابن عباس ضعیف اور درجہ اعتبار سے ساقط ہیں اسی طور سے اور اسی وجہ سے بخاری شریف کی مذکورہ حدیث مذمت حضرت علیؑ ضعیف اور درجہ اعتبار سے ساقط ہے اور حدیث صریح کافی کلینی و نفع البلاغت کے متبہ مسلمہ اہل لعنت میں مذمت ابن عباس کا ضعیف اور ساقط از درجہ اعتبار ہونا کافی کلینی و نفع البلاغت کے متبہ مسلمہ اہل لعنت میں محفل نہیں ہوتا ہے اسی طرح بخاری شریف کی مذکورہ حدیث مذمت حضرت علیؑ کا ضعیف اور ساقط از درجہ اعتبار ہونا بخاری شریف کے مرتبہ مسلمہ اہل سنت میں محفل نہیں ہوتا ہے۔

جواب پنجم۔ اہل سنت کے یہاں جو مرتبہ و ثاقت و جلالت بخاری شریف کا ہے اہل لعنت کے یہاں وہ مرتبہ و ثاقت و جلالت کافی شریف کا ہے بلکہ اُس سے زیادہ ہے اس واسطے کہ بخاری شریف میں صرف التزامت ہے التزام عمل نہیں ہے کافی شریف میں التزام صحت بھی ہے التزام عمل بھی ہے چنانچہ خطبہ کافی شریف میں سلی تصریح موجود ہے باوجود اسکے اہل لعنت کے امام کو نہیں جناب مولوی حامد حسین صاحب تقصایں فرماتے ہیں صحت تمام احادیث کافی غیر مسلم است بلکہ نزد اصولیین اگر تمام احادیث نیز دران موجود است انتہی بلیغ ہے عبارت کا تصریح مفاد یہ ہے کہ سب حدیثیں کافی شریف کی صحیح نہیں ہیں غرض صحیح حدیثیں بھی کافی شریف میں ہیں بعد اسکے معلوم ہو کہ چھ ماہ کے بعد حضرت علیؑ کا حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرنے کی حدیث بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور تیسرے روز حضرت حمید صفدر کا حضرت صدیق اکبرؓ سے بیعت کرنے کی صحیح سند حدیث مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ۔ مروی ہے حضرت ابن مسعودؓ سے اور پردہ نشین ہونے کے ساتھ اُس نے میں حضرت عائشہؓ پابند عدت بھی تھیں لہذا موقع بیعت پر حضرت عائشہؓ کا موجود ہونا غیر معقول و نام قابل قبول ہے

اور حضرت ابن مسعود کا موقع بیعت پر موجود ہوا معقول واجب القبول نیز حدیث حضرت ابن مسعود اثبات صریح ہے حضرت عائشہ کی حدیث مستلزم نفی اور فن اصول حدیث میں نفی پر اثبات مقدم ہوتا ہے پس حضرت ابن مسعود کی حدیث مذکور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ اصول وایت کے رو سے بھی صحیح ہے اصول ایک رو سے بھی صحیح اسی سے علماء اہل سنت خیر البریت نے اُسکو درجہ اعتبار پر ثابت جانا ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث مذکور بخاری شریف اصول وایت کے رو سے اگر صحیح ہو تو اصول وایت کے رو سے کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے اسی سے علماء اہل سنت خیر البریت نے اُسکو درجہ اعتبار سے ساقط جانا ہے اور جسطرح اہل لعنت کے امام کو نبی جناب مولوی حامد حسین صاحب کی تصریح کے موافق بوجہ صحیح ہونے بعض احادیث کافی شریف کے کافی شریف کا مرتبہ سلمہ اہل لعنت منقوض مینقص نہیں ہوتا ہے اسی طرح بوجہ اعتبار سے ساقط ہونے حدیث مذکور بخاری شریف کے بخاری شریف کا مرتبہ سلمہ اہل سنت خیر البریت منقوض مینقص نہیں ہوتا ہے کیونکہ سہو و غفلت لوازم بشریہ سے ہے۔

جواب ششم۔ بزرگوار ان اصحاب ائمہ سے حضرات اہل لعنت کے ذرا رہ و ہشامین وغیرہم کے معائب و مناشات کی حدیثیں جو کافی کلینی وغیرہ سے تحفۃ العشرین میں نقل کی گئیں ہیں اُسکے جوابات صوارم میں جو مجتہد مولوی ولد اعلیٰ صاحب نے یہ ہیں تجملہ ان جوابوں کے ایک جگہ اب کا حاصل یہ ہے کہ کافی کلینی وغیرہ میں یہ حدیثیں موجود ہونے کے باوجود ان بزرگوں کی جلالت شان رفعت مکان کا جو اعتقاد ہمارے علماء رکھتے ہیں اُس میں کچھ تغیر نہوا پس معلوم ہوا کہ کافی کلینی وغیرہ کی یہ حدیثیں دائرہ اعتبار سے خارج ہیں اس طرح گزارش ہے کہ چھ راہ کے بعد حضرت علی کا حضرت ابو بکر کی بیعت کرنے کی حدیث بخاری شریف میں موجود ہونے کے باوجود تیسرے روز حضرت علی کا حضرت ابو بکر کی بیعت کرنے کا جو اعتقاد ہمارے علماء رکھتے ہیں اُس میں کچھ تغیر نہوا پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث یا اور جو اسکے مثل بخاری شریف میں ہو یا اور کسی کتاب میں بہر حال بالکل دائرہ اعتبار سے خارج ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہمارے علماء کا اعتقاد جازم ہے کہ حضرت علی کسی وقت خلافت صدیقہ فاضلہ و ذی النورین سے کسی خلافت کے مخالف نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت علی کے کاتبین خلافتوں سے کسی خلافت کے مخالف نہ ہونے کی کوئی بات چاہے بخاری شریف میں ہو یا اور کسی کتاب بشر میں ہرگز قابل اعتبار

نہیں ہوا اس سے اہل سنت کی کوئی کتاب اپنے مرتبے سے ساقط نہیں ہوتی ہر جیسے حسب شان و دلدار نقاد
 احادیث معائب ہشائین کے ناقابل اعتبار ہونے سے اہل لعنت کی کوئی کتاب اپنے مرتبے سے ساقط نہیں ہوتی ہے۔
جواب مقتدم کافی کلینی کے احادیث مثالب ہشائین کے جواب میں جناب لوی سید محمد صاحب نے حدیث
 میں فرماتے ہیں۔ چون روایات مثالب ہشائین اشالہما مخالف اجماع فرقہ حقہ و مخالف روایات متواترہ است
 الاحوالہ اول یا مطروح باشد انتہی جناب اجتہاد آب نے اس عبارت میں مناقب ہشائین کی روایتوں کو متواتر
 ظاہر کیا ہے حالانکہ یہ بالکل تنعید جھوٹ ہے کیونکہ جناب اجتہاد آب کے الداجد نے اساس الاصول میں بہت
 طمطراق سے فرمایا ہے کہ حدیث متواترہ کا معدوم ہونا یہ ممکن ہے کہ کتاب کی غلطی سے متکاثرہ کا متواترہ ہو گیا
 ہو بہر حال مطلب عبارت کا یہ ہے کہ مثالب ہشائین کی احادیث کافی کلینی وغیرہ مخالف اجماع اہل لعنت ہونے کی
 وجہ سے بھی اور مخالف احادیث کثیرہ اہل لعنت ہونے کی وجہ سے بھی ظاہر معنی جھوٹ کے خلاف ظاہر کوئی ایسے
 معنی ان حدیثوں کے لیے جائیں گے کہ حائب ہشائین پیدا ہوں اگر ایسے معنی ممکن نہ ہوں تو یہ حدیثیں جھوٹ
 و بجا ہونگی بعد اسکے معلوم ہو کہ اہل سنت خیر البریت کے یہاں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے مناقب میں احادیث
 صحیحہ کثیرہ حضرت علی سے بھی مروی ہیں جن میں سے کچھ از اللہ الخفا اور قرۃ العینین میں منقول ہے اور جن سے
 ظاہر ہے کہ حضرت علی کسی وقت خلافت سے گارہ سے کسی خلافت کے مخالف نہیں ہے اسی کے مطابق حکما
 اہل سنت کا اعتقاد بھی ہے جس کا نام اجماع ہے یا اس کے چھ ماہ تک حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت
 نہ کرنے کی حدیث خلاف اجماع اہل سنت خیر البریت بھی ہے حلائ احادیث صحیحہ کثیرہ بھی ہیں لہذا ظاہر معنی جھوٹ کر
 خلاف ظاہر کوئی معنی اسکے لیے جائیں گے کہ حضرت علی کا کسی وقت خلافت سے گارہ سے کسی خلافت کی
 مخالفت کرنا ظاہر نہ ہو اگر ایسے معنی ممکن نہ ہوں تو وہ حدیث جھوٹ و بجا ہے گی نہیں تو حضرت علی اپنے مرتبے
 سے گر جائیں گے کیونکہ بدون انفسام کسی امر غیر قطعی کے متعدد آیات قرآنیہ کی ایسی ہی لالت قطعیہ ہے
 حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت ثابت ہے کہ ہرگز کسی قسم کی توجیہ و دلیل ممکن نہیں ہے منجملہ اُن آیتوں کے
 آید مذکورہ یعنی یہ استخلاف ہے جو کہ پچھو عشرہ ملک عشرہ کا ملہ ہر سہ خلیفہ کے نام میں ہے و خلیفہ راشد ہونے کا جو لوگ
 اتوار نہیں کرتے ہیں کفر و فسق میں اُن لوگوں کے کامل معنی پر ایسی قطعی الدلالت کہ ہرگز کوئی احتمال پیدا

نہیں ہو سکتا ہے جو چاہے مناقشہ یکم کے جواب میں لکھے اور جوہ عشرہ مذکورہ سے وجوہ اربعہ اولیٰ میں کوئی امر غیر قطعی داخل نہیں ہے اور جوہ سنیہ میں کوئی ایسا امر داخل نہیں ہے کہ حسینؑ کچھ بھی غلط یا اختلاف ہو۔

جواب ہشتم۔ جناب شیخ طوسی صاحب تہذیب کے باب الرجوع فی الوصیۃ میں فرماتے ہیں قال محمد بن الحسن التمیمی هذا الخبر من قولہ ان اوصی کلہ فهو جائز وھم من الراوی اور کتاب الوقف میں فرماتے ہیں ما تضمن هذا الخبر من قولہ یعنی صاحب الدار حین ذکر ان رجلا جعل لرجل سکنی دارا فانہ غلط من الراوی دیکھو پہلی عبارت میں توضیح کورای کا وہم تھا یا دوسری عبارت میں اوی کی غلطی بنا دی یہی علمائے اہل سنت کا بھی قول ہے کہ چھ ماہ کے بعد حضرت علیؑ کا حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرنے کی حدیث اوی کی غلطی ہے چنانچہ اعتقاد علمائے اہل سنت کے بھی ظاہر ہے اور تیسرے روز بیعت کرنے کی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ سے بھی ظاہر ہے جو روایت بھی صحیح ہے اور روایات صحیحہ سے جنابات ہے کہ حضرت علیؑ نے خود حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا ہے کہ مرض موت میں اور دیگر بعض اوقات میں رسول خداؐ نے تم کو نماز کیوں اسطے خلیفہ کیا ہے اور اہل بیتؑ نے اور کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا اس سے بھی ظاہر ہے۔

جواب نہم۔ علامہ نور اللہ شمسری نے مجالس المؤمنین میں یہ جرجانی و محقق دوانی وغیرہا کو جو شیعہ لکھا ہے اسکی نسبت جناب مجتہد سید محمد صاحب ضربت حیدر میں فرماتے ہیں کہ اما انچرا کلام سید نور اللہ نور اللہ مفقود استفادہ می شود کہ جناب ایشان پر شیعیان مافاقل بودہ اند پس اولاً آنکہ تقلید شان غیر لازم و در باب امثال این گونه امور غیر مطاع و ناقابل اتباع فان الحق باحق بکالاتہ انتہی اس عبارت کا صریح مفاد یہ کہ علامہ نور اللہ شمسری نے جو ان لوگوں کو شیعہ لکھا ہے اور اسمیں اُنہیں غلطی ہو گئی ہے اسکا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے یہ صریح سمجھ لینا چاہیے کہ اگر حضرت علیؑ کا کسی وقت خلاف سہ گانہ سے کسی خلاف کے مخالف نہا کسی نے لکھا ہے یا روایت کر دیا ہے تو اسکا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے۔ اولاً ایسے کہ حسب تصریح بحجراتی اہل لعنت و کاشانی اہل لعنت شارحین پنج البلاغت خود جناب امیر نے آیت استخلاف کو خلاف سہ گانہ پر عموماً خلاف قریۃ پر خصوصاً منطبق فرمایا ہے چنانچہ جواب امثالہ قشیم واضح ہو چکا تھا یا ایسے کہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ خود حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ تمھارے ہوتے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے

کہ رسول خدا نے تازمین جب اپنا خلیفہ کیا تو کو کیا ہو تھا اسے مرنے اور کسی کو نہیں کیا تا اسیلے کہ یہ بھی ثابت ہو
 کہ حضرت علی نے فرمایا ہو کہ اس امت میں ابوبکر و عمر سے افضل کوئی نہیں ہو سکتا ہو را باعجا سلیسے کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ
 عنہم کے مناقب میں احادیث صحیحہ کثیرہ حضرت علی سے بھی مروی ہیں چنانچہ بعض اُن حدیثوں کا ازالہ الحفا اور
 قرۃ العینین میں بھی منقول ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ حضرت علی کبھی خلافت سگاز سے کسی خلافت کے مخالف نہیں
 ہے خامسا سلیسے کہ بحواب مناقشہ شانزدہم ابن سنیہم بحرانی اہل لعنت کی جو عبارت اور حدیث نہج البلاغت
 نقل کی گئی ہو وہ بالکل صریح ہو اس میں کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت میں مسلمانوں کے امور بالکل ٹھیک
 تھے اور جناب امیر کا قول تھا کہ جب تک مسلمانوں کے امور ٹھیک ہیں گے میں ہرگز خلافت کی مخالفت نہ کروں گا
 ساوٹا سلیسے کہ بحواب مناقشہ شانزدہم محقق جیلانی اہل لعنت کی جو عبارت نقل کی گئی ہو وہ برآمد ادیر ہی
 ہو کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی پرہیزگاری اور نیک کاری اور پختہ کاری ایسی تھی کہ حق پسند لوگوں کو انکی مخالفت سے
 مخالفت کرنے کا خیال بھی نہیں پیدا ہو سکتا تھا ایسے امور فریقین کی کتابوں میں بشمار میں جن سے و زوشن
 کی طرح روشن ہو کہ حضرت علی کا کسی وقت خلافت شیخین رضی اللہ عنہما سے مخالف رہنا کسی طرح قابل اعتبار
 نہیں ہو سکتا ہو۔

جواب ہفتم جناب مولوی ولاد علی صاحب اس الاصول میں فرماتے ہیں فتی الکتاب الکافی بسند
 موفق عن ابی عبد اللہ قال قال رسول اللہ ص انا علی کل حق حقیقۃ و علی کل صواب نورافرا و افق
 کتاب اللہ فخذ وہ و ما خالف کتاب اللہ فذرہ و ہکذا فی الامالی و البیضا فی الکافی و المحاسن
 عن ایوب بن الحرث قال سمعت اباعبد اللہ یقول کل شیء مردود الی الکتاب و السنۃ و کل
 حدیث لا یوافق الکتاب فهو ذخرف انتقہ پس کتاب کافی کلینی میں قومی سند کے ساتھ نام مضبوط
 سے روایت ہو کہ انھوں نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا ہو کہ (ہر چیز اور ہر بات کتاب اللہ کی حق اور سچی ہو)
 ہر حق چیز پر جلوہ حقیقت اور ہر سچی بات پر جلوہ نور ہوتا ہو پس جو چیز کتاب اللہ کے موافق ہو اسکو لو اور جو
 کتاب اللہ کے مخالف ہو اسکو نہ لو اور ایسا ہی کتاب مال میں ہو اور نیز کافی اور محاسن میں ایوب حرث سے
 روایت ہو کہ انھوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ہر چیز کتاب اللہ و سنت رسول اللہ

ملاک دیکھی جانے میں جو حدیث متوافق ہو کتاب اس کے وہ طبع کاری ہو۔ اساس النصول مطبوعہ مطبعہ محمدیہ
 صفحہ ۱۰ اور صفحہ ۳۳۔ کے مائشے پر فرماتے ہیں لاشک فی ان حدیث العرض علی کتابہا اجمعت
 علیہ علماء الامامیۃ بل علماء اہل الاسلام فانہ من المتواترات التی لاشک فی صلتہا ^{انھ} دھا عظم
 اسمین بالکل شک نہیں کہ حدیثوں کو کتاب اس سے ملانے کا حکم ایسا ہے کہ تمام علماء امامیہ بلکہ تمام علماء
 اہل اسلام کا اُپسرا جماع ہو کیونکہ یہ حکم اُن متواترات سے ہے جن کے معصومین سے صاب ہوئے ہیں بالکل شک نہیں ہے
فت ان و نون عبارتوں سے دوز روشن کی طرح روشن ہے کہ اہل بیت کا متواتر حکم اور تمام علماء فریقین کا
 اجماع یہ ہے کہ جو روایت اور جو قول کتاب اس کے مخالف ہو وہ مردود ہے یہ معلوم ہوا کہ غیر قرآن سے قرآن کو جو رد کرے
 وہ کافر ہو بلکہ یہ کتاب اس سے متخرف ہو رسول و اہل بیت رسول کے حکم متواتر سے بھی متخرف ہو اور ترمہ کلمہ گویان اسلام
 از قبل نزول آید مذکورہ سے جو مثنویں صالحین بوقت نزول آید مذکورہ موجود تھے ان میں مثنویں جلیں کو خلیفہ کرنے کا
 وعدہ ہوا یہ مذکورہ میں دیکھو جواب مناقشہ دوم لہذا بسطح زمرہ رجال سے ہونا اور بروز فتح خیر مزرعہ عالم سے نشان
 جنگ پانا اور اُس کے بعد اُسی روز فضل ہو ردگار عالم سے فتح جنگ پانا ان تینوں دن کا اجتماع صرف جناب امیر
 میں ہوتا اور کسی میں نہ ہونے کی وجہ سے آنجناب کا فتح خیر کے پیشتر سے محبوب و محب خدا و رسول ہونے اور پھر ہمیشہ
 محبوب و محب خدا و رسول ہونے پر حدیث ایت یعنی لا عین الا لایۃ الخ ایسی قطعی الدلالت ہے کہ خواجہ صاحب
 کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار اسطرح زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آید مذکورہ سے ہونا اور بعد نزول
 آید مذکورہ کے زمین میں خلیفہ ہونا اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونا ان تینوں امروں کا اجتماع صرف
 خلفائے ثلاثہ میں ہونے اور کسی میں نہ ہونے کی وجہ سے زمانہ خلافت میں غلبہ حاصل ہونے کے پیشتر سے ہر
 خلیفہ کے امام ہونے اور خلیفہ راشد ہونے اور نزول آید مذکورہ کے پیشتر سے مومن صالح ہونے اور پھر ہمیشہ مومن صالح
 رہنے اور دنیا سے مومن صالح جانے کا اقرار جو لوگ نہیں کرتے ہیں اُن کو گونگ کفر و فسق میں کامل ہونے پر آید مذکورہ
 ایسی قطعی الدلالت ہے کہ رد افضل و اعن کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہو قابل اعتبار اس پر بطور اس مناقشہ کے
 یہ کہنا کہ فلان کتاب کی فلان دایت یا فلان قول صحیح ہے اسمین کحضرت علی نے چھ ماہ تک ابو بکر کی بیعت نہیں
 کی تھی اگر ابو بکر خلیفہ بھی ہوتے چھ ماہ تک حضرت علی کیوں بیعت نہ کرتے کھلے میدان غیر قرآن سے قرآن پاک کو

رد کرنا ہو حالانکہ عقل و عین بالشرع اور رسول اہل بیت رسول کا حکم متواتر صریح ہو کہ غیر قرآن سے قرآن پاک کو جو
 رد کرے وہ کافر ہو بلکہ کتاب اللہ و اہل بیت رسول اللہ و نوون سے منحرف ہو چنانچہ ابھی معلوم ہو چکا
 پس یہ مناقشہ جسے کیا ہو وہ کافر ہو بلکہ کتاب اللہ و اہل بیت رسول اللہ و نوون سے منحرف ہو علماء
 اہل لعنت کی یہی عادت ہو کہ اہل سنت خیر البرت جو آیات قرانیہ کی دلالت قطعہ سے حقیقت راشدیت ہر
 خلافت ثابت کرتے ہیں اُس دلالت قطعہ سے آیت کا خالی ہونا جب کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے ہیں تب
 غیر قرآن سے قرآن پاک کو رد کیا کرتے ہیں چنانچہ اس مناقشہ میں کیا ہو اور قرآن پاک کے مخالف فعل و اثر
 کو لیتے ہیں چنانچہ اس مناقشہ میں لیا ہو حالانکہ صریح اعتراف اس امر کا ہو کہ قرآن پاک سے بیشک حقیقت
 و راشدیت ہر سہ خلافت ثابت ہو لیکن اہل لعنت کے نزدیک قرآن کا اعتبار نہیں ہو اہل لعنت کے نزدیک تو
 قرآن پاک کے مخالف اقوال و روایات کا اعتبار ہو پس مقصود اہل سنت حاصل ہو گیا یعنی یہ کاشمکش انتہی
 ہو گیا کہ حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت کا اثر جو لوگ نہیں کرتے ہیں اُن لوگوں کے کفر و فسق میں کامل
 ہونے پر کہ یہ مذکورہ کا قطعیت الدلالت ہوا ایسا آشکارا مجال الحکار ہو کہ علماء اہل لعنت سے سولے اعتراض
 کے کچھ نہیں بنائے بننا ہو اب جس اہل لعنت کا جی چاہے موافق اہل سنت خیر البرت کے کتاب اللہ و اہل بیت
 رسول اللہ و نوون سے متمسک ہو کہ حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت کے قائل و متحد ہو جائے اور جس اہل لعنت کا
 جی چاہے کتاب اللہ و اہل بیت رسول اللہ و نوون سے منحرف ہے اور حرف باطلیت ہر سہ خلافت زبان
 سے لے کر جانے کو دل میں کسی طرح اعتقاد پیدا نہو لیکن جب انڈیکریم پوچھے گا کہ تم لوگ زبان سے جو اولاد رسول
 کو محصور کہتے تھے اُن اولاد رسول کے حکم متواتر کو تم لوگوں نے کیوں نہ مانا کتاب اللہ کا اعتبار کیوں نہ کیا
 غیر کتاب اللہ کا اعتبار کیوں کیا اُس وقت کوئی جواب نہو سکے گا پس بدستور مناقشات سابقہ کے یہ مناقشہ
 بھی کفر و احماد کا ترانہ ہو کر خاک سیاہ ہو گیا اور یہ مذکورہ کا مثبت حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت ہو جیسا
 استوار مثال یا عرش کردگار تھا و یسا رہا اور ہمیشہ ویسا ہے گا۔

جواب نمبر دہم۔ یہ مذکورہ بوجہ کثیر حقیقت راشدیت ہر سہ خلافت پر قطعیت الدلالت ہو چنانچہ جو
 مناقشہ یکم مفصلاً سلک تحریر میں آچکے اور ابھی جواب بالا میں ایک درجہ مجملہ مذکور ہو چکی اب ایک دوسری درجہ

بھلا مذکور ہوتی ہو یہ ہر جو مومنین صالحین کو قوت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے اور نزول آیہ مذکورہ کے پیشتر سے سخت
 باسلام ہو کر ایمان کامل رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے جو بے شبہ نہ صحابہ سے تھے انھیں مومنین صالحین
 کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ دیکر ان کے خوف دشمن کو دور کر دینے کا وعدہ دیکر
 آیہ مذکورہ میں یہ شہادت دیکھی ہو کہ ان مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر
 غلبہ حاصل ہونے کے بعد حصول غلبہ مذکورہ کے پیشتر سے ان مومنین صالحین کے ائمہ بحق اور خلفاء راشدین ہوتے
 اور نزول آیہ مذکورہ کے پیشتر سے مومنین صالحین ہونے اور پھر ہمیشہ مومنین صالحین رہنے اور دنیا سے مومنین صالحین
 جانے کا اقرار جو لوگ نکیرین وہ لوگ کفر اور فساد میں کامل ہیں اب یہ دیکھنا چاہیے کہ خلفائے صحابہ سے کسکی خلافت
 مصداق آیہ مذکورہ ہو سکتی ہو پس واضح ہو کہ بعد حضرت امیر معاویہ کے زمرہ صحابہ سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا اور امارت
 حضرت امیر معاویہ مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہو اولاً اسلئے کہ اگر امارت حضرت معاویہ مصداق آیہ مذکورہ ہوگی
 تو حق دائرہ جمیع امت سے خارج ہو جائے گا کیونکہ امت میں کوئی اس بات کا قائل نہیں ہو بلکہ سب منکرین اور
 حق دائرہ جمیع امت سے خارج نہیں ہو سکتا پس امارت حضرت معاویہ مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہو
 ثانیاً اسلئے کہ وعدہ ان صحابہ سے ہر جو کہ نزول آیہ مذکورہ سے پہلے مشرف بالاسلام ہو چکے تھے اور حضرت
 امیر معاویہ ان صحابہ سے نہیں ہیں چنانچہ مناقشہ سوم کے جواب میں واضح ہو چکا پس امارت حضرت امیر معاویہ
 مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہو ثالثاً اسلئے کہ واقعہ نزول صریح ہوا میں کہ وعدہ صحابہ ہاجرین سے ہر
 چنانچہ مناقشہ یکم کے جواب میں واضح ہو چکا اور حضرت امیر معاویہ صحابہ ہاجرین سے نہ تھے پس امارت حضرت امیر معاویہ
 مصداق آیہ مذکورہ نہیں ہو سکتی ہو اور زمانہ خلافت موعودہ میں روز بروز دشمنوں پر غلبہ دینے کا وعدہ ہوا نزول
 دشمن کو دور کر دینے کا بھی وعدہ ہوا حسن مجتبیٰ علی رضی کی خلافت میں روز بروز دشمنوں پر غلبہ ہوا ہر نہ خوف
 دشمن دور ہوا ہر بلکہ روز بروز دشمنوں کا غلبہ اور خوف دشمن کا استیلا ہوا پس خلافت حسنیہ مصداق آیہ مذکورہ
 ہو سکتی ہو نہ خلافت علویہ پس خلفائے صحابہ کے چھ خلافتوں سے خلافت ششم و ہفتم و چہارم خارج ہو گئیں اور
 وعدہ خدا خلافت ہو سکتا ہو نہ حقیقت صیغہ جمع بغیر تین کے درست ہو سکتی ہو لہذا جب خلفائے صحابہ کی چھ
 خلافتوں سے بغیر تینوں خلافتیں نکل گئیں تب اول مینوں خلافتوں کا بیعت خلافت صدیقہ فاروقیہ ذی النور کا

مصدق آید مذکورہ ہونے کا ایسا یقین ہو گیا کہ اُس سے بڑھنے والی یقین نہیں ہو سکتا ہو اور نظیر تقریر یہ ہے کہ فتح خیبر کے پہلے دن ہنگام شام سرزنامہ فرمایا کہ لا عظیمین الا انہ عدا ارجلا یحب اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ ورسولہ کہ اگر اخیر فلا ینفخ اللہ علی یدہ بیشک ضرور ہم نشان دین گے کل کے روز خدا و رسول کے محبوب و محب مرد کو اگر غیر فرار کو اندر فتح دیکھا اُسکے دونوں ہاتھوں پر ف اس حدیث کو حدیث رایت بھی کہتے ہیں حدیث لوا بھی کہتے ہیں اور رایت و لو انشان کو کہتے ہیں چونکہ اس حدیث میں کل کے روز کی تخصیص ہے فتح خیبر کے روز ہی لہذا روز فتح خیبر کے قبل اور بعد جو نشان جنگ اور فتح جنگ اکثر مجاہدوں کو حاصل ہوئے ہیں وہ سب خارج ہو گئے اُن میں سے کوئی نشان فتح اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں اور فرمودہ رسول خلاف نہیں ہو سکتا ہے نہ اس حدیث میں حقیقت صیدۃ اعداء بدوں روز فتح خیبر کے درست ہو سکتی ہے لہذا جب فتح خیبر کے قبل اور بعد جو نشان جنگ اور فتح جنگ اکثر مجاہدوں کو حاصل ہوئے ہیں وہ سب خارج ہو گئے اور اُن میں سے کسی نشان جنگ اور فتح جنگ کا مصداق حدیث مذکور ہونا محال ہو گیا تب فتح خیبر کے روز علی رضی کو جو نشان جنگ اور فتح جنگ و لون حاصل ہوئے ہیں اُسکے مصداق حدیث مذکور ہونے کا ایسا یقین ہو گیا کہ اُس سے بڑھنے والی یقین نہیں ہو سکتا ہے پس جب کہ حدیث مذکور میں جو کل کے روز کی تخصیص ہے اُس سے فتح خیبر کے روز علی رضی کو جو نشان جنگ اور فتح جنگ و لون کا مجموعہ حاصل ہوا تھا اُسکا مصداق حدیث مذکور ہونا ایسا یقینی ہے کہ اُس سے بڑھنے والی بات یقین نہیں ہو سکتی ہے بنا براسکے حدیث مذکور علی رضی کے محبوب و محب خدا و رسول ہونے پر ایسی قطعیت الدلالت ہے کہ ہرگز کسی قسم کی تاویل اس میں نہیں ہو سکتی اسی طرح اگر کوئی میں جو ہجرت کرنے والے اور نزول آید مذکورہ سے پہلے مشرف باسلام ہونے والے اور بوقت غزول آید مذکورہ موجود ہونے والے صحابہ کی تخصیص اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غالب ہونے کی تخصیص ہے اُس سے خلافت صدیقیہ و فاروقیہ و ذی النورین کا مصداق آید مذکورہ ہونا ایسا یقینی ہے کہ اُس سے بڑھنے والی بات یقین نہیں ہو سکتی ہے بنا براسکے ہر سہ خلیفہ کے امام بحق و خلیفہ راشد ہونے پر آید مذکورہ ایسی قطعیت الدلالت ہے کہ ہرگز کسی قسم کی تاویل اس میں نہیں ہو سکتی ہے پس چونکہ حضرت خاتم نبوت اور اہل بیت سرور بیت کا حکم متواتر ہے کہ جو حدیث مخالف قرآن ہو اُسکو کسی راوی کا وہم یا اہتمام سمجھو اور ہر سہ خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد

ہو آیت قرآنیہ کی ایسی اہلالت قطعہ سے ثابت ہو کہ اُسین ہرگز کسی قسم کی تاویل ممکن نہیں ہے لہذا چھ ماہ تک حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت نہ کرنے کی حدیث بخاری کا اگر اعتبار کیا جائے گا تو صدیق اکبر کے خلیفہ بحق ہونے میں کوئی غل و غشا نہ ہوگا بلکہ خلیفہ بحق سے منحرف رہنے کی معصیت سے حضرت علی کا تواضع ہونا ثابت ہوگا اور اہل سنت کے لیے کوئی مشکل نہ ہوگی کیونکہ اہل سنت حضرت علی کو معصوم نہیں جانتے ہیں اور اگر سقیفہ کے تیسرے روز حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت نہ کرنے کی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کا اعتبار کیا جائے گا جیسا اہل سنت نے کیا ہے اور بخاری کی حدیث مذکور کا اعتبار کیا جائے گا جیسا اہل سنت نے نہیں کیا ہے جو بطرح ہر سہ خلیفہ کا امام بحق و خلیفہ راشد ہوتا ہے غل و غش جو اسی طرح خلیفہ بحق سے منحرف رہنے کی معصیت حضرت علی کا پاک امن ہونا بھی بے غل و غش ہوگا اور مناقب خلفائین حضرت علی سے جو حدیثیں مروی ہیں ان حدیثوں کی مخالفت بھی نہ ہوگی بلکہ موافقت ہوگی اور اجماع کی مخالفت بھی نہ ہوگی بلکہ موافقت ہوگی اسی سے اہل سنت نے روز سقیفہ کے تیسرے روز حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت نہ کرنے کی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کا اعتبار کیا ہے اور چھ ماہ تک حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت نہ کرنے کی حدیث بخاری کا اعتبار نہیں کیا ہے اس سے بخاری شریف کا اعتبار کم نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ جناب مولوی دل اعلیٰ جناب مولوی سید محمد صاحبان نے تشدید المباحی و ضربت حیدریہ و صوارم و حسام میں کلینی شریف کی احادیث معائب ہائیں ابن عباس کو ساقط از درجہ اعتبار کہہ دیا ہے اس سے حضرات اہل لغت کے نزدیک کلینی شریف کا اعتبار کم نہیں ہوتا ہے پس بدستور مناقشات سابقہ کے یہ مناقشہ بھی کالعمن المنفوش ہو گیا اور آیہ مذکورہ کا سبب حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت ہوا قوی تر مثلاً یا عرش خالق اکبر ہو گیا۔

جواب دوم کہ گویا ان اسلام از قبل نزول آیہ مذکورہ سے جو مومنین صالحین بوقت نزول آیہ مذکورہ موجود تھے ان مومنین صالحین کو زمین میں خلافت اور زمانہ خلافت میں ابرو ہمتوں پر تلبیہ دیکے خوف شکن کو ان سے دور کرنے کا وعدہ اور یہ شہادت آیہ مذکورہ میں ہے کہ وہ مومنین صالحین ابھی وعدت خدا کا کلمہ پڑھتے ہیں اور خدا کی عبادت کرتے ہیں لیکن غیر خدا سے فرستے ہیں زنا و خلافت موعودہ میں بعد حصول غلبہ موعودہ کے وحدت خدا کا کلمہ پڑھیں گے اور خدا کی عبادت کریں گے کسی غیر خدا سے ڈریں گے

اور زمانہ خلافت میں برابر دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کے اُن مومنین صالحین کا حصول غلبہ مذکورہ کے پیشتر سے
اُن کے پہلے اور خلیفہ راشد ہونے اور نزول آیت مذکورہ کے پیشتر سے مومنین صالحین ہونے اور پھر ہمیشہ مومنین صالحین رہنے اور
دنیا سے مومنین صالحین جانے کا اقرار جو لوگ نکرین وہ لوگ غرور فسق میں کامل ہیں اب دیکھنا چاہیے کہ یہ وعدہ کب پورا ہوا
ہو یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ بعد حضرت علی کے پورا ہوا ہے یا ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے آئندہ کسی زمانے میں پورا ہوگا
کیونکہ بعد حضرت علی کے جن کلمہ گویان اسلام کو سلطنت ہوئی ہے اور قیامت تک بی گئی وہ سب زمرہ کلمہ گویان اسلام از
قبل نزول آیت مذکورہ سے خارج ہیں لہذا انہیں سے کیسکے زمانہ سلطنت میں اس وعدہ کا پورا ہونا ممکن نہیں ہو سکتا
ہے اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت علی کے زمانہ خلافت میں یہ وعدہ پورا ہوا ہے کیونکہ زمانہ خلافت موعودہ میں
اہل اسلام کو دشمنوں پر اور دین اسلام کو ادیان باطلہ پر روز بروز غلبہ دینے کا وعدہ ہے اور حضرت علی کی خلافت
میں اہل اسلام کو روز بروز دشمنوں پر غلبہ دینا نہ دین اسلام کو ادیان باطلہ پر بلکہ روز بروز دشمنوں اور اہل
دینوں کا غلبہ ہوا ہے اور مناقشہ سی و ہفتم کی عبارت صاحب بوارق مجتہد فوائذ صریح ہے اس میں کہ یہ مذکورہ
جو قوت و شوکت کا وعدہ ہے مطابق اُس کے حضرت علی کی خلافت میں واقع نہیں ہوا پس واقعی طوطے بھی اور
منقہ مجتہد اہل لغت کے اقرار سے بھی آشکارا مجال انکار ہے کہ یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ حضرت علی کی
خلافت میں پورا ہوا تھا اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ حیات سرور کائنات میں پورا ہوا ہے اولاً اسلئے کہ تفسیر
فریقین میں بعد نبی کے خلیفہ کرنے کا وعدہ ہو سکتا ہے صریح ہے چنانچہ حضرت اہل لغت کی معتبر تفسیر صانی کی عبارت یہ
ہے لیس اختلاف ہم فی الارض والحبلا ہم خلفاء بعد نبیہم بیشک ضرور بعد نبی کے اُن مومنین صالحین کو خلیفہ کرے گا
ثانیاً اسلئے کہ زمرہ کلمہ گویان اسلام از قبل نزول آیت مذکورہ سے جو مومنین صالحین بوقت نزول آیت مذکورہ موجود تھے
اُن مومنین صالحین کو خلیفہ کرنے کا وعدہ ہے اور حیات سرور کائنات میں نہ سرور کائنات پر خلیفہ کا اطلاق ہوا ہے نہ کسی
کلمہ گویے اسلام پر ثالثاً اسلئے کہ لغت میں ہے الخلیفۃ السلطان الاعظم پس معلوم ہوا کہ خلافت سلطنت عظمیٰ
کو کہتے ہیں اور حیات سرور کائنات میں سلطنت اسلام عظیمہ تھی رابعاً اسلئے کہ زمانہ خلافت موعودہ میں دین اسلام
کو کل ادیان باطلہ سے اور اہل اسلام کو کل دشمنوں سے قوت و شوکت میں زیادہ کر دینے کا وعدہ ہے اور حیات سرور کائنات
میں سلطنت قیصر و کسریٰ کی وجہ سے دین اسلام کی قوت و شوکت سے دین نصاریٰ اور دین مجوس کی قوت و شوکت

ہرچہ زیادہ تھی اور اہل اسلام کی قوت و شوکت سے نصاریٰ و مجوس کی قوت و شوکت بدرجہا زیادہ تھی چنانچہ
 ایسیلئے کہ جو اب مناقشہ یکم تقاسیم اہل لعنت کی عبارات سے واضح ہو چکا ہے کہ حب اور عجم کنین بین خلیفہ کرام اور
 اور حیات سرور کائنات میں نہیں عجم کے کسی حصہ پر اہل اسلام کا قبضہ نہیں ہوا تھا ان وجوہ مذکورہ سے خوب فرہنگ
 ہو گیا کہ یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ حیات سرور کائنات میں پورا ہوا ہے حبیب عالم ہو گیا کہ یہ نہیں
 کہا جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ حیات سرور کائنات میں پورا ہوا ہے اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ حضرت علی
 کی خلافت میں پورا ہوا ہے اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ حضرت علی کے بعد قریب یا بعد بعید میں پورا
 ہوا ہے اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے آئندہ کسی وقت پورا ہو گا تب یہ بیان
 غیر محتاج بیان ہو گیا کہ زمانہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے قبل میں بھی اور بعد میں بھی کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے
 کہ اس میں اس وعدہ کا پورا ہونا ممکن یا متصور ہو اور وعدہ خدا خلافات نہیں ہو سکتا ہے لہذا جب یہ معلوم ہو گیا کہ ان
 خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے پہلے یا پیچھے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں اس وعدہ کا پورا ہونا ممکن یا متصور
 تب اس وعدہ کا خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پورا ہونا اور ضرورتاً شہن سے بھی زیادہ روشن ہو گیا ہے کہ اس
 والا کسی امر غیر قطعی کے آئندہ کوہ کی دلالت قطعیہ سے تعجب و رائدیت ہر سہ خلافت کا نامیت ہر آفتاب
 بے حساب سے بھی تاباں و درخشاں ہو گیا لہذا سچا مآثر کسبت حق اکرست حضرت علی کا جیتنے والا ایک سہرہ شہنشاہ
 میں جو بیان کیا گیا ہے وہ اگر مطابق واقع کے ہو گا تو حقیقت و رائدیت ہر سہ خلافت کا آفتاب ہونا ناہیا
 کے نامیانی و درخشانی میں ہرگز کمی نہ ہوگی بلکہ نہ کے واسطی اور امام ہیں وہ خلیفہ راشد ہو گا بھی ہو کر حضرت علی
 اپنے مرتبے سے گویا میں گئے کیونکہ بدن لاسے کسی اور غیر قطعی کے کسی آیت قرآنیہ کی دلالت عامیہ سے جو امر ثابت
 ہے ایمانی دنیا میں اسکو کوئی بھی کوئی آواز نہیں ہو چکا سکتا ہے لیکن حضرت صدیق سے یہ مآثر حضرت علی
 کا بیعت کرنا مطابق واقع کے نہیں ہو بلکہ تفسیر نہ روزیعت کرنا جو حیرت مصطفیٰ ابن ابی شیبہ میں ہے
 وہ مطابق واقع اور مطابق اجماع کے ہے اور ایک حدیث بخاری کے غیر واقع ہونے سے نہ بخاری شریف
 میں کی نہیں ہو سکتی ہے جیسا کہ حسب تصریح مجتہد و شریف حیدریہ و تشیید المباحی معائب ابن عباس و سقا
 ہشامین کی احادیث کلینی کے ساقط اور رجحان اعتبار ہونے سے مرتبہ کلینی شریف میں کمی نہیں ہو سکتی ہے

پس بدون ملانے کسی اور غیر قطعی کے آئیہ کیلئے کہ حقیقت وراثت ہر سہ خلافت پر قطعیت اور دلالت ہونے کی وجہ سے
 نہ حقیقت وراثت ہر سہ خلافت کے آفتاب جہان تاب کی تابانی و درخشانی میں کمی ہو سکتی ہو اور نہ بوجہ اجماع
 اور صحیح حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے صدیق اکبر سے حضرت علی کا تیسرے روز جیت کرنے کے استحکام میں کمی ہو سکتی
 ہو نہ چچا ماتک حیات نکرنا مطابق مانع کے ہو سکتا ہو نہ واقع کے مطابق ہونے کی تقدیر پر حضرت علیؑ کی کسی بھی فتوا
 اور باغی امام بحق و خلیفہ راشد ہونا مخفی رہ سکتا ہو نہ بیوجہ بھی یہ مناقشہ بدستور مناقشات ہے۔ البتہ کے بہار منثور اور
 ہو گیا اور آئیہ مذکورہ کا مثبت حقیقت وراثت ہر سہ خلافت ہونا جیسا کاشمش اذانجلی تھا ویسا کاشمش
 اذانجلی رہا اور ہمیشہ رہے گا۔

جواب سیر و قہم۔ محقق شستری اثنا عشری اتفاق الباطل میں فرماتے ہیں۔

ان اهل الامن والای اعتقاد الجہور حسن بیشک چونکہ امیر المؤمنین نے کیا کہ جو کایہ اعتقاد ہو کہ شیخین (ابو بکر و
 سید الشیخین) وانهم کان علی الحق لم یتمکن نیک صحت تھے اور نہ شہد حق تھے لہذا ایسی بات پیش کرنے پر قادر
 من الاقدار علی ما یدل علی فساد امامتہما لماؤفک ہوئے جس سے بطلان خلافت شیخین ظاہر ہو کر نہ کہ اس صورت میں کیا میر کر رہا ہے
 من الشهادة بالجهل والفساد منہما وانهم المکرر ان الشیخین قابل منف تھے اور نہ ثابت کرنا پر ان کے شیخین خلافت کے مستحق
 یکونوا مستحقین لمقامہما وکفینک من نقص تھے اور جناب الشیخین کے احکام توڑنے اور طریقے بدل دینے اور خلافت ظاہر کرنے
 احکامہما وتغیر منہما واطہار خلافتہما علی الجماعہ پر ایسے لوگوں میں کیا کرنا اور معتبر جو کہ شیخین کے فعل کے صائب اور حق نیما
 الذین ظنوا انہما کانوا مصیبین فی جمیع ما فعلوا جانتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ خلافت شیخین کا صحیح ہونا انصاف علی
 وتوکارہ وان امامتہ صبیحہ علی امامتہما فان فسدت صحیح ہونے پر موقوف نہیں ہے لیکن ظنت علی صحیح ہونا خلافت شیخین کے
 فسدت یدل علی ہذا امامیاتی من انہما ہم صحیح ہونے پر موقوف ہے اسکی تائید اس جہتی ہے جو غریب مکر ہو کر ان کو
 عن صلوة التراب ویمح الذی یدعیہما عرفا منعتوا وہ یہ کہ ایک مرتبہ جناب امیر نے ناز و نزاع سے منع کیا جسکو عمر نے ایجاد
 ورفضوا اصواتہم قائلین واعمرہ واعمرہ حتیٰ کیا تھا لوگوں نے نہ مانا اور چلا چلا کے پکارا کہ ہمارے عمر اور عمر و جناب
 ترکہم فی حوضہم بلعینی والحاصل ان امر الخلافة امیر نے ان لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا حال یہ کہ جناب امیر کی خلافت
 ما وصل الیہ الا بالاسم دون المعنی وكان معارضاً تام کی تھی کام کی نہ تھی زائد خلافت میں بھی آنجناب سے خلافت کیا جاتا تھا

منان عام بغضاً فی ایام ولایت و کفایت و ولایت نزع کی جاتی تھی بغض رکھا جاتا تھا پس آنجناب اپنی خلافت میں
 الخلاف علی المتقدمین علیہ کل من بایعہ و جہودہم خلفاء کے خلاف کر کے لیکن نہ سخت ہو سکتے تھے حالانکہ جن لوگوں نے
 شیعہ اعدائے ومن بری اھم و ستموا علی اعدائہم و آنجناب سے بیعت کی تھی وہ لوگ سب دشمنان آنجناب کے گرد سے تھے
 و افضالہا ان غایۃ امور من بعدہم اور سمجھتے تھے کہ دشمنان آنجناب کے امور میں کمال عدل و فضل پر تھے اور
 ان یتبع انارھم۔ ان کے بعد والوں کی انتہائی عداوت یہ کہ ان کے نقشبند پر تھیں۔

اور حضرات اہل اہل بیت کی تہج البلاغت میں نام حضرت علویہ نام حضرت معاویہ موجود ہر اُس سے حضرت اسناد الہیہ سے تھے
 اثنا عشر میں جو اسناد لال فرمایا ہر جواب اسکے بوارق میں مجتہد سید محمد صاحب فرماتے ہیں،
 کلام آنحضرت مبنی است بر آنکہ معاویہ اہل شام بلکہ اکثر اتباع آنجناب نیز یقیناً دشمن تھے تاکہ خلافت باجماع اہل حل عقد ثابت
 ہی شود و جمیع ایشان از ہمیں بہت اقرار بیعت و حقیقت خلافت ثلاثہ داشتند و حضرت امیر نیز در وقت خلافت ظاہری
 بہمن دلیل خلیفہ می داشتند تاکہ منصوص مضموم می نمودند لہذا حضرت امیر نیز بنا بر اتمام آہنہا ذکر افتاد اجماع بر خلافت
 خود کردہ چہ بدیہی است کہ اگر ذکر فی غیرہ می نمود البتہ آہنہا مسلم فی داشتند و آنحضرت نیز در وقت بر اطرار بطلان خلافت
 ثلاثہ و حقیقت خود بالنص من اند و رسولہ داشتند و ہذا در کتابات معاویہ چہ آنحضرت با آنکہ ابرقریش بود و قتل
 عثمان لکن معاویہ بحد و شقاوت خود آنحضرت را بان تہم می ساخت و ان را دلیل خود ساخته بوجہ ہجرت آنحضرت و
 ترغیب مردان بر قتال آن سرور پس اگر آنحضرت در زمانہ تصریح بطلان خلافت مشائخ ثلاثہ می کرد و اجماع آتش
 عداوت در کانون سینہ پر کینہ آہنہا مشتعل می شد بلکہ اکثر اصحاب آنحضرت ملحق بمعادیر شدہ آنجناب احمد دل
 و مقتول می نمودند (ابن ابی الیہ گفتہ کہ ہر کمال گذر در احوال آنحضرت ہنگام خلافت خود علم انکہ ابوبکر علیہ
 السلام لیکن من بلوغ مافی نفسہ) و این امر ازین بہت بود کہ عارفین حقیقت حال کم بود نہ وسواؤ عظم اعتقاد امیر کردہ با
 امامت آنحضرت واجب بود نہ داشتند و خلفائے سابقین را از آنجناب فضل می داشتند و گمان می کردند
 کہ خلافت از بہت فضیلت است و اخلاف آہنہا تقلید اسلاف خود می نمودند و می گفتند کہ اگر مرد و اول خلفاء
 ثلاثہ بہتر نمی بودہ چہ در خلافت آہنہا را مقدم می ساختند و آنحضرت را رعیت و تابع خلفای داشتند و اکثر آہنہا
 کہ ہمراہ حضرت امیر و قاتلہ می کردند بسبب حمیت عربیت بود نہ از زمین داری و حسن اعتقاد با آنجناب آنحضرت

ناچار بود در باب مدار نمودن باہنا و قدرت بر اہلار مکتون ضمیر منیر خود داشت۔

ترجمہ کلام حضرت علی کا اسپہنچی ہو کہ معاویہ اور اہل شام بلکہ اکثر یروان آنجناب بھی یہ یقین رکھتے تھے کہ اہل بیت و کثرت کے اجماع سے خلافت ثابت ہوتی ہے یہ سب اسی جبر سے بعیت اور اقرار حقیقت ہر سہ خلافت رکھتے تھے اور حضرت امیر کو بھی خلافت ظاہری کے وقت میں اسی دلیل سے خلیفہ بحق جانتے تھے آنجناب کو مخصوص و معصوم نہیں مگنان کرتے تھے اسوجہ سے حضرت امیر نے بھی ان لوگوں کو چپ کرنے کے واسطے اپنی خلافت پر اجماع منعقد ہونے کا ذکر کیا اسواسطے کہ یہ ظاہر ہو کہ اگر انص و غیرہ کا ذکر فرماتے تو ہرگز وہ لوگ مسلم نہ کہتے اور حضرت امیر بھی باطلیت خلافت ثلاثہ ظاہر کرنے اور انص خدا و رسول سے اپنی حقیقت ظاہر کرنے پر قدرت نہ رکھتے تھے خصوصاً امام معاویہ کے خطوں میں اسواسطے کہ حضرت امیر با آنکہ خون عثمان سے پاک ترین قریش تھے لیکن معاویہ محض اپنی شقاوت سے حضرت امیر کو خون عثمان کے ساتھ متہم کراتھا اور اسی کو سپر نایا تھا حضرت امیر سے قتال کرنے اور لوگوں کو ان حضرت سے قتال کرنے پر ترغیب دینے کا پس اگر وہ حضرت نامہ امام معاویہ میں اہل بیت خلافت مشائخ ثلاثہ کی تصریح کرتے تو صورت آتش عدوت اہل شام کے درین سیتہ پر کمی نہ ہوتی شعلہ زن ہوتی بلکہ اکثر اصحاب حضرت امیر بھی معاویہ کے ساتھ جڑاتے اور ان حضرت کو مخدول و مقول کر ڈالتے راسن ابی الحدید کہا ہو کہ حضرت امیر کے احوال وقت خلافت میں جو غور کریں گاہ وہ معلوم کر لیں گاہ کہ بیشک تھے وہ حضرت جیسے پتھر ڈال دیا گیا مثل اسکے کہ طاقت نہیں رکھتے تھے دلی بات ظاہر کرنے کی، اور یہ بات اسوجہ سے تھی کہ حقیقت حال کے پہچاننے والے کم تھے اور بیشتر لوگ امامت حضرت امیر کے بانی میں حیا و اجب تھا اعتقاد نہیں رکھتے تھے اور پہلے خلفا کو حضرت امیر سے فضل جانتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ خلافت بحجت افضلیت ہو اور ان کے بعد والے اپنے اگلوں کی تقلید کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اگلوں کے نزدیک خلفائے ثلاثہ افضل ہوتے تو اگلے لوگ انکو خلافت میں مقدم نہ کرتے اور حضرت امیر کو ان کے تابع و رعیت نہ کہتے اور اکثر لوگ جو ہمراہ حضرت امیر قتال کرتے تھے سبب حمیت و عدت کے تھے وینداری اور آنجناب کے ساتھ نیک اعتقادی سے تھے حضرت امیر ان لوگوں کے ہم خیال ہم زبان ہمہ سینے پر محبوب تھے اور اپنے روشن دل کی باتیں ظاہر کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے اس عبارت میں جو مختصر بنامہ ابن علفہ اہل عصمت کے مرید ابن ابی الحدید کا ہو وہ توحسین کے ائمہ ہدایتی تمام کلام بہت تمام

حسب تصریح مجتہد کھنوی و حضرت حیدرہ و تشکیک اللمبانی کلینی شریف کی احادیث معائب ہشامین ابن عباس
بافل متروک ہیں، بیونہی بھی زینا قسہ مثل دیگر مناقشات کے خاک سیاہ ہو گیا اور آریہ مذکورہ کا مثبت حقیقت تراشدیت
ہر سہ خلافت ہونا حکم و مستحکم مثل یا عرش عظم را باور ہمیشہ ہے گا۔
اب مذکورہ دو وزن عبارتوں کے کچھ قواعد بیان کیے جاتے ہیں۔

پہلا قاعداً ہر دو عبارت مذکورہ بر ملا اندر ہر ہی ہر کہ ترتیب خلافت ہر سہ خلیفہ کا جناب امیر سے افضل ہونے کا
اعتقاد اصحاب رسول کو ایسا پختہ بنیاد تھا کہ نہ اس کا یہ میں اسکا خلاف کبھی ظاہر نہیں ہوا جس سے روشن مثال
روند روشن ہے کہ ترتیب خلافت ہر سہ خلیفہ کے افضل ہونے کا اعتقاد اصحاب رسول میں نہایت کامل تھا پس
چونکہ یہ بیسی بات ہو کہ اصحاب رسول میں کون سب سے افضل تھا اسکا علم اصحاب رسول کے برابر غیر اصحاب رسول
کو نہیں ہو سکتا، لہذا باقر اطراف اہل اہل عصمت یہ ثابت ہونے سے کہ اصحاب رسول کے اعتقاد کامل میں ترتیب
یہ خلیفہ جناب امیر سے افضل ہے حقیقت، تراشدیت ہر سہ خلافت میں جمال قبل و قال نہ بات ہی کیونکہ خلیفہ اپنے
زمانہ خلافت میں سب سے افضل ہوا اور اسکا نام بھی خواجہ راشد، راشد سے کسی اہل عصمت کو اسکا ہم سنگی اہل عصمت
کو کیونکہ اس میں اہل عصمت، مکارویر، اصحاب و ہر کہ خلیفہ تیرے نام میں سب سے افضل ہوا اور اس کے خلیفہ ہونا بھی کفر ہے
اور اس سے یہ نیکو خلیفہ کرنا بھی کفر ہے اور اس سے بطور حقیقت تراشدیت ہر سہ خلافت پر آیت قرآنی کی ثالث قطعہ ہے
اسی طرح اس سے اہل عصمت کے اندر مذکور و تیرے دستور کا نتیجہ قطعہ بھی ہے حقیقت چونکہ یہ بیسی بات ہے کہ اصحاب
کرام میں کون کون سے افضل ہیں اسکا علم ہر اکرام کے برابر غیر اصحاب کو نہیں ہو سکتا، لہذا اعتقاد اصحاب میں البتہ ہر سہ
خلیفہ کا جناب امیر سے افضل ہونے کا اقرار کر کے حقیقت تراشدیت ہر سہ خلافت کا اقرار نہ کرنا وہ ہوا نہ حق سے
بتفاوت باطل کی حمایت کرتا ہے اور یہ عذر خدا کا نمونہ ہے کہ اصل سے اعلام اہل عصمت ایسا اعلام ارقام کو ایسا نامی
اہل عصمت ہو کہ جو ترین امن سید المرسلین بنانے کے واسطے ہمیشہ خاک چھانکرتے ہیں انکا بہترین امت سید المرسلین
میں آیا کہ اہل احباب کہ حضرت علی کو تفسیر باز کرنے سے کہنے والے کا اہل عصمت ہونا کھل جاتا ہے۔

دوسرا قاعداً ہر دو عبارت مذکورہ بھی بر ملا اندر ہر ہی ہر کہ اصحاب رسول ہر سہ خلیفہ کے ہر قول و ہر
فعل ہر عمار کو ایسا ہے کہ ان کے ہر قول و ہر فعل ہر رسول کے موافق و مطابق اور نیک نیتی کا نتیجہ سمجھتے تھے کہ اور کوئی قول

اور کوئی حضرت علی اگر اپنی خلافت میں بھی تین خلیفوں سے کسی کے کسی قول یا فعل یا عمل پر کوئی اعتراض کرتے تو خود حضرت علی کے رفقا حضرت علی کو مخدول و مقتول کر ڈالتے اور خود حضرت علی کے رفقا کہتے تھے کہ اگر ابوبکر و عمر کے قدم بقدم چل سکے تو علی بن ابی طالب کے لیے انتہائی معراج ہو اور حضرت علی کی خلافت میں بھی اگر کسی کوئی بات حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کے خلاف معلوم ہوتی تو صحابہ رسول میں ایسا عمل چلتا تھا جیسا کہ حضرت سرور بریت کے خلاف کسی بات کے معلوم ہونے سے چلتا تھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت حضرت علی کے زمانے میں مذہب اہل سنت کی سب باتیں تھیں مذہب اہل لعنت کی کوئی بات نہ تھی اس وجہ سے اس زمانے میں مذہب اہل سنت و مذہب اہل لعنت الگ الگ نہ تھے اب مذہب اہل سنت کے خلاف جو باتیں مذہب اہل لعنت کی ہیں وہ باتیں سب بعد زمانہ صحابہ کے حضرات اہل لعنت نے پیدا کر لیں ہیں اسی سے بعد زمانہ صحابہ کے مذہب اہل لعنت و مذہب اہل سنت الگ الگ ہو گئے ہیں اور جو باتیں ابتدائے زمانہ نبوت سے انتہائے زمانہ خلافت شاہ ولایت تک تھیں ان باتوں کی حقیقت میں کسی کلمہ گوے اسلام کو شک ہو سکتا ہے اور بعد زمانہ صحابہ کے ان باتوں کے خلاف حضرات اہل لعنت نے جو باتیں پیدا کیں ہیں ان باتوں کی باطلیت میں کسی کلمہ گوے اسلام کو شک ہو سکتا ہے نیز بارائے حقیقت مذہب اہل سنت و باطلیت مذہب اہل لعنت کا قطعی فیصلہ ہو کر حقیقت وراثیت ہر سہ خلافت باطلیت خلافت بلا فصل شاہ ولایت کا ایسا قطعی فیصلہ ہو گیا جیسا بر تقدیر قطعی لہذا ہونے حدیث رایت کے باطلیت و جراح کا قطعی فیصلہ ہوتا ہے۔

تفسیر قاعدہ یہ کہ ہر دو عبارت مذکورہ یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ ترتیب خلافت ہر سہ خلیفہ کا جناب امیر سے افضل ہونا اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے نقش قدم پر چل سکے تو حضرت علی کے لیے انتہائی معراج ہونا اور ہر سہ خلیفہ کے ہر قول و فعل و عمل کا صحیح و صائب اور حکم خدا و رسول کے موافق و مطابق اور نیکو شئی پر مبنی ہونا صحابہ رسول کا صرف زبانی قول نہ تھا بلکہ دلی اعتقاد و کامل بھی تھا اور یہ ممکن نہیں ہے کہ حضرات اہل لعنت جو معائب خلفا بیان کرتے ہیں ان معائب خلفا کا علم صحابہ رسول کو ہو پھر خلفا کے ساتھ صحابہ رسول کو ایسا دلی اعتقاد و کامل ہو پس معلوم ہوا کہ صحابہ رسول کو ان معائب خلفا کا علم نہ تھا جو کہ حضرات اہل لعنت بیان کرتے ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ خلفا میں وہ معائب ہوں اور صحابہ رسول کو ان کا علم نہ ہوتا جیسا کہ بعدہ الون کو ان کا علم ہو

پس معلوم ہوا کہ حضرت اہل لعنت جو بیان کرتے ہیں ان معائب خلفاء کا وجود زمانہ صحابہ میں نہ تھا بعد ازاں حاسدین
خلفاء راشدین و دشمنان دین سید المرسلین کا وہ سب ایجاد و خلفاء راشدین ان سب معائب سے مبرا و
منزہ ہیں اور ان کی شان ان معائب سے اعلیٰ و ارفع ہیں اور خود حضرت اہل لعنت کا بھی قول ہے کہ ان معائب
سے پاک ثابت ہونے کے بعد حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت میں شک نہیں رہ سکتا ہے لہذا اعلیٰ و اعلیٰ لعنت
کے کلام صدق نظام سے خلفاء راشدین کا ان معائب سے مبرا و منزہ اور ان کی شان کا ان معائب سے اعلیٰ و
ارفع ثابت ہونے سے حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت کا آفتاب بے سحاب و بے حجاب ہو گیا۔

چوتھا فائدہ عبارت مجتہد صاحب کے ابتدائی الفاظ تو صریح ہیں اسمین کہ رفقائے جناب امیر بوجہ اجماع اہل حل
و عقد کے حقیقت ہر سہ خلیفہ کا بھی اعتقاد رکھتے تھے حقیقت آنجناب کا بھی اعتقاد رکھتے تھے آنجناب کو معصوم سمجھا
تھے نہ منصوص جانتے تھے اور انتہائی الفاظ میں مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ اکثر رفقائے آنجناب دیناری نیک
کاری سے آنجناب کی حمایت نہیں کرتے تھے بلکہ حمیت عربیت و عصیت قومیت سے کرتے تھے مگر مجتہد صاحب
کی یہ خیال نہ ہوا کہ حمیت عربیت و عصیت قومیت پہلے تو نہ تھی بعد شہادت ذی النورین کے کہ ان سے
پیدا ہو گئی نیز ابتدائی الفاظ میں تو فرمایا گیا ہے کہ رفقائے جناب امیر بوجہ اجماع اہل حل و عقد کے حقیقت ہر سہ خلیفہ
کا بھی اعتقاد رکھتے تھے حقیقت آنجناب کا بھی اعتقاد رکھتے تھے پھر کیونکر معلوم ہوا کہ رفقائے جناب امیر اس اعتقاد
سے آنجناب کی حمایت نہیں کرتے تھے ہمیشہ کے بے حمیتوں میں حمیت کا پیدا ہونا اور اس حمیت سے بچتا
کا کرنا کیونکر معلوم ہوا۔

پانچواں فائدہ بعض حضرت اہل لعنت کا بیان ہے کہ مقدس خلافت میں بعض لوگ دھوکا کھا گئے تھے بعض لوگ
عمداً حق سے منحرف ہو گئے تھے بعد قتل عثمان کے جو لوگ دھوکا کھا گئے تھے وہ لوگ آگاہ ہو گئے جو لوگ عمداً حق سے منحرف ہو گئے
تھے وہ لوگ تائب ہو گئے پس دونوں قسم کے لوگ جناب امیر کی اطاعت و بیعت میں داخل ہو گئے لیکن اس بیان کے محض البزرب
جھوٹ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ہر دو عبارت مذکورہ سے سمین کوئی شک نہیں رہ سکتا ہے کہ کسی ایک کلام صریح
قبیل شہادت حضرت عثمان کے ترتیب خلافت ہر سہ خلیفہ کو مستحق خلافت اور جناب امیر سے فضل جانتے تھے بطرح بعد شہادت
حضرت عثمان کے بھی ابرجائے رہے سمین کہیں کوئی تفسیر نہیں ملے گی کہ حضرت اہل لعنت سلسلہ خلافت و فضیلت میں کبھی

ایک لمحہ نہیں رہ سکتے ہیں ہمیشہ گرگت کی طرح زنگ لئے رہتے ہیں لیکن نتیجہ برابر اٹتا نکلتا رہتا ہے تبسب خلافت ہر سرخلفہ کا مستحق خلافت اور جناب امیر سے افضل ہونا آیات قرآنیہ و اعتقادات صحابہ سرور پر یہ سے برابر آشکارا و مستوار تر ہوتا رہتا ہے۔ چرغے را کا یزد و فروزد و ہر اکلیف ز ندر ریشش بسوزد و

جواب چہارم ہم حضرات اہل لعنت کی حدیثوں کی مستند کتاب مقتصر کے باب من صلی یقوم علی غیر وضوء کے آخری حدیث میں صاف بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ علی علیہ السلام نے بھولے سے بغیر وضوء کے ظہر کی نماز پڑھا دی پھر یاد آنے کے بعد فوراً مناد ہی کرا دی کہ لوگ پھر نماز پڑھ لیں دوسروں کو خبر کر دیں، مصنف استنبصائے اس حدیث کا ایک جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث علی علیہ السلام کے معصوم ہونے کی منافی ہے لہذا اس حدیث کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر رقم عرض کرتا ہوں کہ حضرت علی کے معصوم ہونے پر تو کوئی دلیل نہیں ہو بلکہ معصوم ہونے پر دلیل ہو ملاحظہ ہو جلد اول لہذا یہ کہنا کہ یہ حدیث علی علیہ السلام کے معصوم ہونے کی منافی ہے لہذا اس کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے محض بنائے فاسد علی الفاسد ہے لیکن ہر سرخلفہ کے مومن صالح و امام بحق و خلیفہ راشد ہونے کا اقرار جو لوگ کریں اُن لوگوں کا کامل انفسق یعنی کافر ہونا آیت استخلاف سے یقیناً ثابت ہے ملاحظہ ہو جواب مناقشہ حکم نابرا کے جس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی نے چھ ماہ تک حضرت صدیق سے بیعت نہیں کی تھی اُس حدیث کا حضرت علی کے مومن صالح ہونے کی منافی ہونے میں شک نہیں ہو سکتا ہے لہذا اُس حدیث کا اعتبار نہیں ہو سکتا ہے اسی سے اہل سنت نے اس حدیث کا اعتبار نہیں کیا ہے بلکہ سقیفہ کے تیسرے روز حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت کرنے کی حدیث کا اور قرآن کا اعتبار اہل سنت نے کیا ہے کیونکہ اہل سنت کتاب اللہ و اہل بیت رسول اللہ و دونوں سے متمسک ہیں اور حضرت اہل لعنت چونکہ کتاب اللہ و اہل بیت رسول اللہ و دونوں سے منحرف ہیں اسوجہ سے نہ اس حدیث کا اعتبار کیا نہ قرآن کا اعتبار کیا بلکہ چھ ماہ کے بعد حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت کوئی حدیث کا اعتبار کیا جو کہ حضرت علی کے مومن صالح ہونے کی منافی ہے تو انہی حدیث کی منافی ہے مومنین صالحین سے خارج ہونا ثابت ہو کر نا صبیحت و خارجیت کی تائید ہو جائے سچ کہا گیا ہے و افضیت پہلا زینہ ہے خارجیت کا پس یہ مناقشہ خارجیت کا تراز ہو کر آیت استخلاف کا مثبت حقیقت و راہدیت ہر سرخلفہ خلافت ہونا استوار تر و آشکار تر ہو گیا۔

جواب پانزدہم حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت کرنا حضرات اہل لعنت کی کتاب الہیہ کا کلینی
 میں بھی صاف صاف مذکور ہے جسکے جواب میں حضرات اہل لعنت فرمایا کرتے ہیں کہ ہر طرح سے مجبور ہو کر چھ
 ماہ کے بعد حضرت علی نے طلیقہ الاول کی بیعت کی تھی حالانکہ کافی کلینی کی حدیث میں چھ ماہ کے بعد کا ذکر
 نہیں ہے علاوہ اسکے ہر طرح سے مجبور ہونے کے بعد امام حسین مینے سے چلے گئے یزید کی بیعت کر کے
 مدینہ میں نہیں ہے کیونکہ خلافت یزید کا حق نہ تھا اسی طرح خلافت اگر صدیق اکبر کا حق نہ تھا اور حضرت
 علی ہر طرح سے مجبور ہوتے تو مدینہ سے چلے جاتے صدیق اکبر کی بیعت کر کے مدینہ میں نہ جاتے حکم الحاکمین
 فرما ہوا اللہ تکن ارض اللہ واسعة فتھاجم افیہا یعنی اسکی زمین وسیع ہے جہاں حق پر عمل کر سکو
 یا حق ظاہر کر سکو وہاں سے ہجرت کرو، بوجہ اس حکم الحاکمین کے اگر خلافت صدیق اکبر کا حق نہ تھا اور حضرت
 علی ہر طرح سے مجبور ہوتے تو حسب طبع امام حسین مدینہ سے ہجرت کر گئے یزید کی بیعت کر کے مدینہ میں نہیں رہے
 اسی طرح حضرت علی بھی مدینہ سے ہجرت کر جاتے صدیق اکبر کی بیعت کر کے مدینہ میں نہ جاتے حقیقت
 امام حسین کا مدینہ سے ہجرت کرنا یزید کی بیعت کر کے مدینہ میں نہ جانا اور حضرت علی کا مدینہ سے ہجرت
 نہ کرنا صدیق اکبر کی بیعت کر کے مدینہ میں نہ جانا جلی ترین بدیہی دلیل اس بات کی ہے کہ امام حسین کے نزدیک
 خلافت یزید کا حق نہ تھا حضرت علی کے نزدیک خلافت صدیق اکبر کا حق تھا اسوجہ سے امام حسین نے مدینہ
 سے ہجرت کی یزید کی بیعت کر کے مدینہ میں نہیں ہے اور حضرت علی نے مدینہ سے ہجرت نہیں کی صدیق
 کی بیعت کر کے مدینہ میں ہے اور حضرت اہل لعنت کی نج البلاغت میں صاف مذکور ہے کہ جناب امیر نے
 فرمایا ہے کہ اسلام میں ابوبکر و عمر کا عظیم مرتبہ ہے اور ابوبکر و عمر امت محمدیہ میں سب سے افضل ہیں مجھ کو ابوبکر و عمر سے
 جو فضل کہیگا اسپر میں حد افترا جاری کروں گا ملاحظہ ہو جلد سوم اور اصحاب رسول و اولاد اصحاب رسول
 کا راسخ اعتقاد بھی ہی تھا ملاحظہ ہو جواب بالا پس حضرت علی نے تو اپنے قول و فعل سے ظاہر کر دیا ہے کہ
 خلافت حضرت صدیق اکبر کا حق تھا لہذا حضرات اہل لعنت کا یہ کہنا کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا دعویٰ
 سست گواہیست کا حساب ہے اسی بگڑی کو نشانہ کے واسطے حضرات اہل لعنت نے حضرت علی و دیگر ائمہ کو
 تقیہ بار مشہور کر دیا ہے لیکن حکم الحق یعلو ولا یعلیٰ بگڑی بات بنائے نہیں جتنی ہر امام حسین نے پیش کی

ہجرت کر کے بھی اور پھر بدو دن تک مسلمان کر بلا سے چھپ کر بھاگ جانے کی کوشش کرنے کا کام پہنچے پر بھی تقیہ
انکر کے حضرات اہل لعنت کے تمام کارخانہ تقیہ کو درہم و برہم کر دیا ہر پس منافع بالکل صاف ہو گیا کہ حضرت علی نے
کسی مجبوری سے حضرت ابو بکر کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ بغیر کسی مجبوری کے بطیب خاطر و با بے غلے فضل و رضا
رب تبار حضرت علی نے حضرت صدیق کی بیعت کی تھی جس سے اس کی تائید ہو رہی ہے کہ دو روز کے بعد بیعت کرنا اگر آپ
صحیح ہے چھ ماہ کے بعد بیعت کرنا ایک وایت صحیح نہیں ہے اور دونوں وایتوں میں تطبیق بھی ہو سکتی ہے کہ دو روز کے بعد
جو بیعت کی ہو وہ بیعت خلافت ہے اور چھ ماہ کے بعد جو بیعت کی ہو وہ بیعت ارادت ہے علاوہ اسکے بغیر کسی شخص کو بطیب
خطروا بقا فضل و رضا پر قیادت کرنا ناہنجاری اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی وقت میں حضرت علی کا حضرت صدیق سے نہج
رہنا حضرت علی کے مومن صالح ہونی کی منافی ہے لہذا چھ ماہ کے بعد حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت کرنا اہل لعنت کے لیے
مفید ہو سکتا ہے نہ اہل سنت کے لیے مضر ہو سکتا ہے لہذا یہ مناقشہ محض بیفائدہ ہو گیا اور آیت استخلاف کا مثبت حقیقت
وراشدیت ہر سہ خلافت ہوا جیسا استوار مثل ایہ عرش کر دکا رکھا ویسا رہا اور ہر شیعہ ویسا رہیگا۔

جواب شانزدہم مناقشہ شانزدہم کے جواب سوم جملہ مفہم میں بیان کیا گیا ہے پھر یہاں بھی بیان کیا جاتا
ہے کہ قاضی عبد المجبار معتزلی نے اپنی کتاب بغی میں لکھا ہے کہ امام حسین خلافت یزید کو ناجائز سمجھتے تھے اسی سے
مخالفت کر کے شہید ہو گئے پس جناب امیر بھی اگرین خلافتوں سے کسی خلافت کو ناجائز سمجھتے تو ضرور مخالفت کر
شہید ہو جاتے یا خلافت پر قابض ہو جاتے حضرات اہل لعنت کے علم الہدیٰ نے اپنی کتاب ثانی میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ
یزید کے زمانے میں سب لوگ یزید کو غیر لائق خلافت و غیر مستحق امامت جانتے تھے اور کیسے نزدیک یزید میں خلافت و
امامت کی کوئی شرط نہ تھی بخلاف صحابہ ثلاثہ کے کہ ان کے زمانے میں سب لوگوں کے نزدیک ان کے جلال سیرت ظاہر ہوا
تھے اور خلافت و امامت ان کے مناقب سے ایک ایسی منقبت تھی چنانچہ علم الہدیٰ کے بیان مذکور کے آخری الفاظ
یہ ہیں و کیف یکون الخوف من منظم الفسق و الخلاء ولا شبهہ فی ان امامتہ مملکت و غلبہ و
انہ لا یخضع من شرائط الامامۃ ذیہ کا الخوف من مقدمہ معظّم جمیل لظاہر ہدیٰ اکثر الامامۃ ان
الامامۃ دونہ و انہا اذن منازلہ اس شخص کا خون جو علانیہ کشتی اور بدکاری کرتا ہے اور اس کی امامت کے
محض سلطنت اور غلبہ ہوئے پس شک نہیں ہے اور اس میں شرائط امامت سے کوئی شرط نہیں ہے کیونکہ اگر امامت خود

اسخ

انکے مراتب

خلیفہ پر بڑی

خلافت کے لائق و مستحق

کے زمانے میں اکثر امت

وامت کو انکے مراتب ایک

ظاہر ہو اکثر امت کے اعتقاد میں امامت انکے مرتبے سے کم ہو اور

’نفاذ احکام و صحیح ہدایت اس میں کہ خلفائے ثلاثہ سے کسی

موسکتا ہو اس واسطے کہ بڑی کے زمانے میں کوئی بھی بڑی کو

علاقہ امامت کی کوئی شرط نہ تھی اور خلفائے ثلاثہ

تھے اور مجمع شرائط خلافت جانتے تھے اور خلافت

تھے جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے بڑی کی بیعت کی تھی

محض دنیاوی مصلحت کے خوف سے یا دنیاوی منفعت کی طمع سے کی تھی یعنی محض دنیا کے واسطے کی تھی عقوبت کی واسطے

حسن عقیدت سے نہیں کی تھی اور جن لوگوں نے یکے بعد دیگرے خلیفہ کی بیعت کی تھی محض اخروی مصلحت کے خوف

سے اور منفعت عقوبت کے خوف سے کی تھی یعنی محض عقوبت کے واسطے حسن عقیدت کی تھی دنیاوی مصلحت کے خوف

سے یا دنیاوی منفعت کے طمع سے نہیں کی تھی لہذا حضرت علیؑ سے یا انکے مثل اور کسی سے اگر بیعت میں تاخیر ہوئی

ہو تو وہ تاخیر کر کے نہیں ہو سکتی ہو اور تاخیر بلا تکرار سے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا ہو لہذا یہ مناسبت محض ترانہ

بیفاؤہ ہو گیا اور آیت استخلاف کا مثبت حقیقت و راستہ یہ ہے کہ خلافت ہو تا جیسا حکم مثل یا یہ عرش معظم تھا

و یا رہا اور ہمیشہ رہے گا۔

جواب سہتم ہم حضرات اہل لغت کے محقق جیلانی نے اپنی کتاب فتح السبل میں جو لوگوں کا بطیب خاطر خلفائے ثلاثہ

سے بیعت کر کے اس سبب بیان کیا ہو اس کے الفاظ مناقشہ ساز دہم کے جواب سوم جملہ میں نقل کیے گئے پھر بیان بھی

نقل کیے جاتے ہیں یہ ہیں سبب دیگر و تقویت حسن ظن مردم بعاقدین بیعت ان شد کہ آہا نفوس خود و لازمال

بازداشتند و شیوہ زبرد و دنیا پیش گرفتند و رغبت بنیاد و زینت آن ترک کردند و قناعت بقلیل و اکل غش و لباس

کر لباس ملک و ساختند و در حلقے کہ اموال ہم ای ایشان حاصل فرمایند و کردہ بود آن ادر میان قوم قسمت می کردند و خود

را بآن اصلا آلودہ نمی کردند پس مردم ایشان باطل شد و ایشان ادا و ست داشتند و ظنون مردم ایشان نیک

شدہ کہیں کہ دوبارہ ایشان شہرہ خاطر بود یا تو قہمی اشت با خود گفت کہ اگر ایشان ہوای نفس مخالفت نصیب غیر

کردہ بود و بیست کہ اہل دنیا باشند و ترک اموال و لذات نکنند تا خسران دنیا و آخرت ہر دو برای ایشان نباشد و اینہا

ہاں عقل و رای صحیح اندیکوئے
 باقی نماند و اعتقاد بولایت
 و نہایت صراحت بتاہری
 مرتبہ پرتھ اور دولت دنیا و لا
 اسکو قوم میں تقسیم کرتے تھے
 پر سب کرتے تھے انداز کرستہ
 کرنا ضروری نتیجہ ہوگا حال۔

خليفة کا خسران نہا و خسران عقیمی دونوں کو اپنے لیے پسند کرنا ہرگز عقل قبول نہیں کر سکتی ہو لہذا ہر شریفہ کے لائق مستحق
 خلافت ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا ہے یہ دلائل عقیدہ صحابہ کرام کا تھا جسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہو اسی
 کرام کا بھی عقیدہ تھا کہ ترتیب خلافت ہر سہ خلیفہ جناب امیر سے افضل ہیں اور چوتھے مرتبہ میں بھی حضرت علی کا مستحق
 خلافت ہوتا قرآن کی کسی آیت یا رسول کی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے ہر طرف خلفائے ثلاثہ کی بیعت کرنے والوں کی
 بیعت سے چوتھے مرتبہ میں حضرت علی مستحق خلافت سمجھے جاتے ہیں دیکھو باریق مہتد کی عبارت منقولہ جواب سیزدہم اور یہ بھی
 صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ بغیر حق ہونے ہر سہ خلافت کے حضرت علی کی خلافت حق نہیں ہو سکتا ہے اور حضرت ابو بکر و حضرت علی
 کے قدم بقدم حل سکین تم حضرت علی کے لیے انتہائی معراج ہو دیکھو احقاق الباطل علامہ شستری کی عبارت منقولہ جواب سیزدہم
 الغرض صحابہ کرام کے دلائل مثبتہ عقیدہ مذکورہ سے صاف ظاہر ہو کہ صحابہ کرام ہر سہ خلافت کو محض لوجہ اللہ و خلوص دل سے
 پسند کرتے تھے محض اس وجہ سے صحابہ کرام نے دلی خوشی اور قلبی رغبت سے خالصتہاً ہر سہ خلیفہ کی بیعت کی تھی اور ہمیشہ دیکھا
 و جاننا ہے نہ خوف غیر الہی یا طمع دنیاوی یا ہوائے نفسانی یا غلط فہمی سے جس سے روشن مثل و زور روشن ہو کہ بیعت
 صدیقیہ میں اگر کسی صحابی سے تاخیر ہوئی ہو تو کسی ضروری کام کی مصروفیت کی وجہ سے ہوئی ہوگی یا خلافت راشدہ
 کی علامت مذکورہ آیت استخوان کے ظاہر ہونے کے انتظار میں ہوئی ہوگی جب وہ علامات چند ماہ کے بعد خلافت صدیقیہ
 میں برپا ہونے میں ہو گئی تب فوراً بیعت کر لی لہذا مثل مان لینے محال کے اگر ان بھی لیا جائے کہ حضرت علی نے حضرت
 صدیق کی بیعت میں چھ ماہ تک تاخیر کی تھی تو وہ تاخیر کوئی چیز نہیں ہے ہر بیعت محض ہر بیعت مناقشہ بیعت محض ہر اس

بر

کے

ہو کر

حقیقت

سخت نقصان

حدیث کا بھی اعتبار نہیں ہو سکتا اور ہر شریف

یعنی کافر نہ آیت اختلاف سے بے شہادت

نہ کچھ اعتبار نہیں ہو سکتا اور اس سے

اُس سے اگر کوئی چکا تو حضرت علی کے مرتبے میں

عالم کا اعتبار نہیں کر سکتا اور اگر ایک حدیث میں

چھ ماہ تک حضرت علی کا حضرت صدیق سے بیعت نہ کرنا مذکور ہو نفی ہو تو ایک حدیث میں تیسرے روز بیعت کرنا مذکور

ہو جو اثبات ہو اور فقہین کے اصول حدیث اصول فقہین ہر کہ اثبات کے مقابلے میں نفی کا اعتبار نہیں ہو سکتا

ہو پس مناقشہ ہیچ محض ناقابل اعتبار محبت ہو گیا اور آیت اختلاف کا بے شہادت حقیقت و ارشادیت ہر سے

خلافت ہونا قوی تر شہادۂ اربعہ عرش خالق الکر ہو گیا۔

مناقشہ سچا ہ و چارم اہل سنت کا قول ہو کہ اجماع حقیقت ہر سے خلافت کے لیے کافی دلیل ہو لیکن قرآن سے

حقیقت ہر سے خلافت ثابت ہونے کے دعویٰ سے صاف ظاہر ہو کہ اجماع کافی دلیل نہیں ہو اور اجماع اگر محبت ہو گا قتل

عثمان بغیر حق نہ ہو گا کیونکہ اجماع سے ہوا تھا یہ لڑا ہو کر نہ جو مردوں کو قتل کیا ہو وہ بغیر حق ہو گا کیونکہ ان مردوں کو قتل

کرنے پر اجماع ہوا تھا۔

جواب یہ مناقشہ جس کو فکر سے نکلا ہو وہ قابل تصحیح و ہزار آفرین ہو لیکن بات قابل عرض کرنے کے ہو کہ حضرت

اہل لعنت کا قول ہو کہ حدیث غدیر بلا فصل خلافت جناب امیر کی کافی دلیل ہو اور یہ بھی دعویٰ ہو کہ قرآن سے بلا فصل خلافت

جناب امیر ثابت ہو پس قرآن سے بلا فصل خلافت جناب امیر ثابت ہونے کے دعویٰ اہل لعنت سے حدیث غدیر کا بلا فصل

خلافت جناب امیر کی کافی دلیل نہ ہو کیونکہ ظاہر نہیں ہوتا ہو قرآن سے حقیقت و ارشادیت ہر سے خلافت ثابت ہونے کے

دعویٰ اہل سنت اجماع کا حقیقت و ارشادیت ہر سے خلافت کی کافی دلیل نہ ہو کیونکہ ظاہر ہوتا ہو سچ ہو دروغ ہو نہ قطعاً

باشد نہ حیا اور چونکہ قرآن سے حقیقت و ارشادیت ہر سے خلافت بے شہادت ہو اسوجہ سے مثل ان لینے محال کہ اگر ان بھی

لیا جائے کہ اجماع کافی دلیل خلافت نہیں ہو تو بھی اہل لعنت کے لیے کچھ مفید نہیں ہو سکتا اور لہذا یہ مناقشہ محض تہ نہ

دیوانہ و فاسد ہے نہ اور تاہم حضرت عثمان غنی قاتلین حضرت عثمان کے عشرہ شیر بھی تھے پھر قتل حضرت عثمان پر

اور ایک گروہ کی سربراہی میں

قتل کرنا چاہیے انجام شوری میں اس پر سب کا اتفاق ہو گیا پس مرتدوں کے قتل نہ کرنے پر اجماع ہوا کہ یہ صحیح ہے اور سب
منشیع ہو اور اہل اہل بیت کے نزدیک بھی حضرت علی نے یہ تائید حضرت عثمان کے اتفاق کو اجماع یا حجت قرار دیا ہو
نہ مرتدوں کے قتل نہ کرنے کے خیال منسوخ کو اجماع یا حجت قرار دیا ہو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی بیعت پر جو مہاجرین
والنصار کا اتفاق ہوا تھا اسکو اللبتہ حضرت علی نے اجماع اور حجت قرار دیا ہو پس یہ خلاف حضرت علی کے جس کے فکر
سے یہ مناقضہ نکلا ہو وہ ضرور اہل سنت و اہل لعنت و ذن سے خارج ہوگا خارجیوں میں عقل ہوگا صحیح ہو جو خلفائے
ثلاثہ کا دشمن ہوگا بالآخر ضرور شیر خدا کا بھی دشمن ہوگا الغرض اس جملہ کا جو مقصد ہو وہ بطریق کمال ہو گیا یعنی
آیت تخلیفات حقیقت و اشرف ہر سہ خلاف کا بے شبہ ثابت ہونا مثل اقتاب سحاب کے عیان و روشن و ذر و ذن کے نمایاں ہو گیا

[illegible]